درجہ بندی

سیّد ریاض الدین

1
025.42
ر ی 1

مقتدرہ قومی زبان ○ اسلام آباد

درجہ بندی

Imam Khomeini Library
Karachi.
025.42
ری ض

سیّد ریاض الدین

Imam Khomeini Library
Karachi.
Imam Khomeini Library
Karachi.

مقتدرہ قومی زبان ○ اسلام آباد

۱۹۹۳ء

Imam Khomeini Library
Karachi.
1325
7-5-96

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات : ٢٧٦

عالمی معیاری کتاب نمبر ٥-١١٦-٣٤٢-٩٦٩ ISBN.

طبع اوّل	:	١٩٩٣ء
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	٦٠ روپے
فنی تدوین	:	شکیل منگلوری
طابع	:	ایس۔ ٹی۔ پرنٹرز، راولپنڈی
ناشر	:	ڈاکٹر جمیل جالبی

(صدرنشین)

مقتدرہ قومی زبان، ١٦۔ ڈی (غربی)

بلیو ایریا، ایف ١/٦، اسلام آباد

Imam Khomeini Library
Karachi.

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیش لفظ

درجہ بندی علم کتاب داری کا ایک ایسا موضوع ہے جس پر اب تک جو کام ہوا ہے وہ اپنی مقدار اور معیار دونوں اعتبار سے سیر حاصل نہیں ہے۔ اس فن پر جو چند کتابیں ہمارے سامنے ہیں ان کی افادیت کا دائرہ کار قدرے محدود ہے۔ زیرِنظر کتاب میں "علمِ کتابداری" کے فاضل مصنف اور محقق جناب سید ریاض الدین نے اس تمام مطالعاتی مواد کو یکجا کر دیا ہے جو اس موضوع پر اب تک دستیاب تھا۔ اس کتاب میں درجہ بندی کے موضوع پر تازہ ترین علمی مباحث کے علاوہ جدید تر مواد بھی فراہم کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے زیرِنظر کتاب درجہ بندی کے موضوع پر یقیناً ایک جامع کتاب ہے۔ یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے جن میں کتاب خانہ کے تعارف، کی اہمیت، اس کی ضرورت، درجہ بندی کی ماہیت، اس سے متعلق اہم موضوعات کے تقابلی جائزے، ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی، غیر کتابی اور غیر مطبوعہ مواد کی درجہ بندی، علمی درجہ بندی کے مسائل اور موضوعاتی سرخیوں کی تنظیم اور ترتیب جیسے بنیادی مسائل پر وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب نہ صرف فن کتابداری سے متعلق اساتذہ، طلبا اور محققین کے لیے قابلِ استفادہ ہوگی بلکہ اردو زبان میں ذوق مطالعہ رکھنے والے عام قارئین بھی اسے سودمند پائیں گے۔

——— ڈاکٹر جمیل جالبی

فہرست

		صفحہ نمبر
دیباچہ		۷
باب اول	کتاب کا موضوعاتی جائزہ	۹
باب دوم	درجہ بندی	۱۷
باب سوم	درجہ بندی کی تاریخ	۴۷
باب چہارم	درجہ بندی کی اہم اسکیمیں اور ان کا تقابلی جائزہ	۸۳
باب پنجم	ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کا تفصیلی جائزہ	۱۴۷
باب ششم	اسلامی اور مشرقی علوم کے مسائل اور ڈیوی اعشاریائی تقسیم	۱۷۱
باب ہفتم	ڈیوی اعشاریائی تقسیم کی بیس اشاعتیں۔ ایک جائزہ	۲۰۱
باب ہشتم	خصوصی، غیر کتابی اور غیر مطبوعہ مواد کی درجہ بندی	۲۲۹
باب نہم	عملی درجہ بندی کے متقاضیات	۲۵۱
باب دہم	موضوعاتی سرخیاں	۲۸۱
اصطلاحات		۳۰۵
منتخب کتابیات		۳۱۱
	Selected Bibliography	۳۱۲

فہرست جداول

جدول نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۔	اہم درجہ بندی اسکیموں کا تقابلی جائزہ	۱۴۱
۲۔	Comparative Statement of Main Classes of Five Classification schemes	۱۴۳
۳۔	ڈیوی میں اسلام کے لیے مختص شدہ نمبر 297 کی توسیعات	۱۴۷
۴۔	ڈیوی کی 291 کی تقسیمات اور 297 پر ان کا اطلاق	۱۴۸
۵۔	اردو زبان کے ڈیوی کے مختص شدہ نمبر 491.43 کی توسیعات	۱۸۷
۶۔	اردو اور دیگر پاکستانی زبانوں کی توسیعی اسکیموں میں مختص شدہ نمبر	۱۹۰
۷۔	اردو ادب کے لیے مختص شدہ نمبر 891.43 کی توسیعات اور دیگر مجوزہ نمبر	۱۹۲
۸۔	ڈیوی اور دیگر اسکیموں میں پاکستان کی جغرافیائی تقسیمات	۱۹۷
۹۔	ڈیوی کے سولھویں تا انیسویں ایڈیشنوں میں اندراجات	۲۰۸
۱۰۔	ڈیوی کے سولھویں تا بیسویں ایڈیشنوں میں متروک نمبر	۲۱۱
۱۱۔	ڈیوی کے سولھویں تا بیسویں ایڈیشنوں میں متروک نمبروں کی تعداد بلحاظ موضوعات	۲۱۳
۱۲۔	لسانیات کے وہ نمبر جن کو متروک کیا جا سکتا ہے	۲۱۶
۱۳۔	ادبیات کے وہ نمبر جن کو متروک کیا جا سکتا ہے	۲۱۸
۱۴۔	ڈیوی کے سولھویں تا انیسویں ایڈیشن میں کل اور توسیعی اندراجات	۲۲۱
۱۵۔	عمومی اور معیاری صیغوں کے لیے مختص شدہ نمبر	۲۲۳
۱۶۔	سولھویں تا انیسویں ایڈیشنوں میں امدادی تقسیمات کے اندراجات	۲۲۶
۱۷۔	سولھویں تا انیسویں ایڈیشنوں میں مضامین کے تعین نو کی تعداد	۲۲۷

دیباچہ

تحقیق مسلسل نے فکر و فن میں جو وسعت پیدا کی ہے اس کے نتیجے میں مطالعاتی اور غیر مطالعاتی مواد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ علم کی بے شمار جزئیات اب بجائے خود ایک مستقل علم کی حیثیت اختیار کر گئی ہیں۔ کل کا حرف آخر آج مفروضہ ماضی قرار پایا ہے۔ جب عام علوم کی یہ صورت حال ہے تو ان علوم کی درجہ بندی کے علم کا متاثر ہونا ایک فطری امر ہے۔ اسی حقیقت کے پیشِ نظر ماہرینِ فنِ کتابداری اس فن میں مسلسل اضافے اور ارتقاء کے تقاضوں سے طلباء کو آگاہ کرتے رہے۔ زیرِنظر کتاب اس سلسلے میں کی گئی اب تک کی کاوشوں کو اردو میں پیش کرنے کی ایک حقیر سی کوشش ہے۔

اردو پاکستان کی قومی زبان ہے مگر پاکستان کو قائم ہوئے ۴۵ سال گزرنے کے باوجود یہ زبان ابھی تک حقیقی معنوں میں نہ تو قومی زبان بن سکی اور نہ ہی سرکاری، حتی کہ تعلیمی اداروں میں بھی اردو اپنا مقام حاصل نہ کر سکی۔ اس سلسلہ میں اکثر یہ عذر پیش کیا جاتا رہا کہ اردو زبان میں فنی مضامین پر کتب کی بڑی کمی ہے۔ اس کمی کو ایک حد تک دور کرنے کے لیے مقتدرہ قومی زبان نے فنی مضامین پر اردو میں کتب لکھوا کر شائع کرنے کا منصوبہ بنایا ہے جس کے تحت اس کتاب کی تصنیف عمل میں آئی۔

اردو زبان میں "درجہ بندی" پر اب تک چند ہی کتابیں شائع ہوئی ہیں جن میں سرفہرست محمد شفیع مرحوم کی کتاب "انتظام کتب خانہ" ہے۔ دوسری قابل ذکر کتابیں محمد اسلم اور غنی الاکرام سبزواری کی ہیں۔ افسوس ہے کہ بعد میں ان کتابوں پر نظرثانی نہ کی جا سکی جس نے ان کی افادیت کو محدود کر دیا۔ اردو زبان میں فنی مضامین پر کتب کی کمی کی وجہ سے محققین، اساتذہ اور طالب علم انگریزی یا دیگر زبانوں میں مطالعاتی مواد کا سہارا لینے پر مجبور ہیں۔ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کوشش کی گئی کہ اس کتاب میں درجہ بندی اور اس کے متعلق اب تک کے سارے مواد کو یکجا کر کے ان کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جائے تاکہ فن کتاب داری کے اس دور کے طالب علم کو ایک حد تک درجہ بندی پر اردو میں ہی پورا مواد دستیاب ہو سکے۔ تاہم اساتذہ کرام اور محققین زیادہ تفصیلی مواد کے لیے دوسری زبانوں میں شائع ہوتے رہنے والے مضامین اور کتب سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔

یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں کتب خانہ کا تعارف، اس کی ضرورت اور اہمیت کو ظاہرکرتے ہوئے کتاب کا موضوعاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں درجہ بندی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ تیسرے باب

میں درجہ بندی کی سات اہم اسکیموں اور ان کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ پانچویں، چھٹے اور ساتویں باب میں ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کا بالترتیب تفصیلی جائزہ، اسلامی اور مشرقی علوم کے مسائل اور ڈیوی اعشاریائی تقسیم اور ڈیوی کی بیس اشاعتوں کا ایک تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ آٹھویں باب میں خصوصی، غیر کتابی اور غیر مطبوعہ مواد کی درجہ بندی کے متعلق بحث کی گئی ہے۔ نویں باب میں عملی درجہ بندی کے مسائل اور ان کے حل کا ایک خاکہ پیش کیا گیا ہے اور آخری باب میں موضوعاتی سرخیاں، ان کی ترتیب اور مشہور موضوعاتی سرخیوں کی فہارس کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

زیرِنظر کتاب کی تیاری اور اشاعت کا سہرا صدرنشین مقتدرہ قومی زبان ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب کے سر ہے جن کی فرمائش پر اس ہیچ مدان نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کتاب کی تصنیف میں مجھے استاد محترم ڈاکٹر انیس خورشید صاحب، (سابق) پروفیسر اور صدر شعبہ لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس، جامعہ کراچی کی سرپرستی اور رہنمائی حاصل رہی اور مجھے ان کے ذاتی کتب خانے سے استفادہ کا موقع بھی میسر ہوا جس پر میں ان کا تہ دل سے احسان مند ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں جامعہ کراچی، شعبہ لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس کے پروفیسر جلال حیدر صاحب، پروفیسر ڈاکٹر نعیم الدین قریشی صاحب اور اسسٹنٹ پروفیسر محترمہ ملاحت کلیم شیروانی صاحبہ اور دیگر لائبریرین حضرات کا جنھوں نے مواد فراہم کیا اور مشوروں سے نوازا نیز جناب احسان اللہ صاحب اور جناب محمد صدیق صاحب کا جنھوں نے اس کتاب کے مسودہ کو ٹائپ کیا، خاص طور سے شکر گذار ہوں۔ احسان فراموشی ہوگی اگر میں کتب خانہ، بنک دولت پاکستان کے جناب سید آباد علی صاحب، محترمہ فیروزہ رضوی صاحبہ، جناب سید مرتضیٰ علی صاحب، جناب محمد نسیم صاحب اور دیگر احباب کا، جنھوں نے اس کتاب کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹایا، شکریہ ادا نہ کروں۔

سید ریاض الدین

باب اول

کتاب کا موضوعاتی جائزہ

کتب خانوں کا تعارف؛ کتب خانوں کی ضرورت اور ان کی اہمیت، کتاب کے موضوعات، ایک موضوعی کتب، دو موضوعاتی کتب، دو سے زائد موضوعاتی کتب، مخصوص موضوعات کے متعلق تشریحی ترتیب۔

کتب خانوں کا تعارف

اللہ تعالیٰ کی اس کائنات پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دنیا جس میں ابتداء آفرینش سے آج تک انسان اور حیوان بستے رہتے آئے ہیں، جو قدرتی طور پر ایک مکمل ترتیب و نظم کے تحت ہے، خالق کائنات نے یہ ساری تخلیقات انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے پیدا کی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جب پیدا کیا تو ان کو کائنات کی ان تمام اشیاء سے متعارف کرایا اور حضرت آدمؑ کو اشرف المخلوقات کا شرف بخشا۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور اس نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا اگر تم سچے ہو تو ان کے نام بتاؤ"۔

جب حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا سلام کو اس کائنات میں بھیجا گیا اور ان دونوں سے ان کی اولاد جنم لینے لگی تو وہ اپنی ضروریات اور احتیاجات کو پورا کرنے کے لیے خالق کائنات کی تخلیق کردہ مختلف نوع اشیاء کے مشاہدات اور تجربات سے نہ صرف انھوں نے واقفیت حاصل کی بلکہ ان سے پورا پورا استفادہ کیا۔ ان تخلیقات اور ان کی افادیت سے واقفیت ان کا علم کہلاتا ہے۔ انسان جب معاشرتی زندگی بسر کرنے لگا تو اس نے اپنے علم، خیالات اور تاثرات کو اشاروں، کنایوں اور زبان سے دوسرے انسانوں تک پہنچانا شروع کیا۔ ابتداء میں علم انسانوں کے سینوں ہی میں محفوظ رہتا تھا اور وہی اس کا مخزن اور وہی دوسرے انسانوں تک پہنچانے کا واحد ذریعہ تھا۔ اس طریقے سے علم کی محدود مقدار دوسروں تک پہنچتی تھی اور آئندہ نسلوں تک علم پہنچانے کے لیے انسانی ذریعہ کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں تھا جس کی وجہ سے علوم بھی محدود تر تھے لیکن انسانی شعور نے یہ ادراک بھی بخشا کہ جو کچھ وہ جانتا ہے، وہ آنے والی نسلوں تک پہنچنا چاہیے۔ اس کے لیے اس نے کسی نہ کسی طرح اپنے علم کو محفوظ کرنے کے مختلف طریقے تلاش کیے۔ کبھی اُس نے علم کا اظہار

تصویریں بنا کر کیا اور کبھی غار کی دیواروں پر لکیریں کھینچیں اور کبھی مختلف علامات کو اس کا ذریعہ بنایا۔ بالآخر انسانی علم حروف تہجی تک پہنچا۔

حروف تہجی کی ایجاد علوم کو محفوظ کرنے اور ان کی اشاعت میں ممد و معاون ثابت ہوئی۔ جب حروف تہجی کی ایجاد ہوئی تو علوم کو مٹی کی تختیوں پر تحریر کیا جانے لگا اور ان تختیوں کو آگ میں جلا کر پختہ کرنے کے بعد محفوظ کر لیا جاتا تھا۔ جب ان تختیوں کی تعداد میں معتد بہ اضافہ ہوتا گیا تو نہ صرف اس وقت ان سے استفادہ کیا جاتا تھا بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں تک علوم پہنچانے کے لیے ایک مقام پر ذخیرہ کیا جانے لگا۔ پیپرس کے استعمال میں آنے کے بعد علوم کو پیپرس میں محفوظ کیا جاتا رہا۔ پیپرس پر تحریر کردہ نقوش کو لپیٹ کر ان ذخیروں میں محفوظ کیا جاتا تھا۔ بعد ازاں علوم کو چمڑوں پر تحریر کیا گیا اور یہ ذخیرے چمڑے پر تحریر کردہ کتابوں سے مزین ہونے لگے۔ اس طرح وہ محفوظ مقامات مٹی کی تختیوں، پیپرس اور چمڑوں پر تحریر کردہ کتب کے ذخیروں سے آراستہ ہونے لگے۔ کاغذ کی ایجاد کے بعد علوم کاغذ کے اوراق پر تحریری شکل میں محفوظ ہونے لگے۔ پندرہویں صدی عیسوی میں طباعت یعنی چھاپہ خانہ کی ایجاد سے کتابیں جو بہت ہی محدود تعداد میں تحریر کی جاتی تھیں، کثیر تعداد میں شائع ہونے لگیں اور دنیا کے چپہ چپہ میں پہنچنے لگیں۔

کتب کی دستیابی علوم کی ترویج میں سنگ میل ثابت ہوئی۔ تحقیق اور مزید تحقیق سے مختلف علوم ظہور پذیر ہوئے۔ وہ علوم جو کسی زمانہ میں محدود تر ہوا کرتے تھے، تحقیقات اور ایجادات سے پھیلتے گئے اور علم کا ایک ایک جز خود بھرپور ایک علم ہو گیا اور اس کی شاخیں در شاخیں ہو گئیں۔ مزید ایجادات اور تکنیکی ترقی کی وجہ سے ذرائع ابلاغ نے کئی صورتیں اختیار کر لیں۔ مطبوعہ کتب، رسائل و جرائد، اخبارات کے علاوہ غیر مطبوعہ فلمیں، ریکارڈ، کیسٹ، مائیکروفلم، مائیکروفش، مائیکروکارڈ وکمپیوٹر ڈسک وغیرہ کی شکل میں مطالعاتی مواد دستیاب ہونے لگا۔

علم کی ترویج اور کتب کی آسانی سے دستیابی کی وجہ سے کتاب گھر گھر پہنچنے لگی۔ گو مطالعہ کنندگان کے گھروں میں کتب کے ذخائر میں اضافہ ہوتا رہا مگر ان کی ساری ضروریات کو یہ ذخائر پورا نہ کر سکے۔ انفرادی ضروریات، اجتماعی ضروریات نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی انفرادی ملکیت، اجتماعی ملکیت ہو سکتی ہے۔ کتابیں چاہے مٹی کی تختیوں کی شکل میں رہی ہوں یا پیپرس اور چمڑوں پر تحریر شدہ یا کتابت شدہ اور طبع شدہ، افراد کے پاس بھی ہوا کرتی تھیں مگر ان سے ہر کس و ناکس استفادہ نہیں کر سکتا تھا۔ جبکہ کتابیں نہ صرف علم کی ترویج کرتی ہیں بلکہ ان کا مطالعہ مزید کتابوں کی تحریر میں ممد

و معاون ثابت ہوتا ہے۔ تحقیق اور مزید تحقیق کے لیے کتابوں کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ لہذا کتب کے ذخائر کو کسی ایک جگہ محفوظ کرنا اور ہر طالب کو مطلوبہ کتاب، رسالہ وغیرہ فراہم کرنا ضروری سمجھا گیا۔ اس لیے ان کتابوں کے ذخیروں کو ایک جگہ محفوظ کر دیا جاتا تھا جس کو کتب خانہ کا نام دیا گیا۔ یہ کتب خانے عام طور پر درسگاہوں یا عبادت گاہوں سے ملحق ہوا کرتے تھے اور ان کتب خانوں سے طالب علم، معلم، محقق اور معابد استفادہ کرتے تھے۔ ان کتب خانوں میں عام افراد کی رسائی بہت کم ہوا کرتی تھی۔ بعد ازاں جب کتابیں چھاپہ خانہ میں طبع ہو کر شائع ہونے لگیں اور وافر مقدار میں دستیاب ہونے لگیں تو کتب خانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا اور عوام کے استفادہ کے لیے کتابیں مہیا کی جانے لگیں۔

کتب اور دیگر مطالعاتی مواد کے ذخیروں کو کتب خانہ ضرور کہا جاتا ہے مگر ان کتب اور مطالعاتی مواد کے حصول میں کسی علاقے کے عوام کا، کسی ادارہ کے افراد اور کسی درسگاہ کے طلباء و اساتذہ کی ضروریات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ ان کتب اور مطالعاتی مواد کو کسی نظم کے تحت ترتیب دیا جاتا ہے اور وقت ضرورت مطالعہ کنندہ کو فراہم کیا جاتا ہے۔ لہذا کتب خانوں کی تعریف یہ ہو گی:

> کتب خانہ وہ جگہ ہے جہاں کتب، رسائل اور دیگر مطالعاتی (بشمول سمعی و بصری) مواد کو حاصل کر کے کسی مستند نظم کے تحت ترتیب دے کر محفوظ کیا جاتا ہے اور بلا تخصیص عوام و خواص کو ان کے مطالعہ کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔

کتب اور کتب خانوں کی تعریف میں ایک بات جو بہت نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ ابتداء ہی سے انسانی علم میں ترتیب و تنظیم موجود رہی۔ موجودہ دور میں تحقیق اور مزید تحقیق کی وجہ سے ایجادات نے علوم کا دائرہ وسیع کر دیا اور تکنیکی ذرائع کی وجہ سے ذرائع ابلاغ نے کئی صورتیں اختیار کر لیں۔ مطبوعہ کتب، رسائل و جرائد اور اخبارات کے علاوہ غیر مطبوعہ مائیکروفلم، مائیکروفش، مائیکروکارڈ، کمپیوٹر ڈسک وغیرہ میں مطالعاتی مواد میں روز افزوں ترقی ہونے لگی۔ UNESCO ایئر بک ۱۹۸۹ء کے مطابق ۱۹۸۷ء میں ۸۳۵،۰۰۰ کتابیں شائع ہوئیں، کثیر تعداد میں رسائل و جرائد اور ۸،۲۳۰ اخبار جاری کیے گئے۔ مائیکروفلم، مائیکروفش، مائیکرو کارڈ، کمپیوٹر ڈسک و دیگر غیرمطبوعہ مطالعاتی مواد کی تعداد ان سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

ان تمام مطالعاتی مواد، مطبوعہ اور غیر مطبوعہ، کو کسی ایک جگہ اکٹھا کرنا مشکل ترین کام ہے۔ یہ مطالعاتی مواد دنیا کی ہر زبان میں دستیاب ہے۔ بہت سا مطالعاتی مواد جو غیر معروف زبانوں میں دستیاب ہے اس کے متعلق اطلاعات بھی نہیں ہیں۔ کسی ایک فرد کے بس میں یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ اس مطالعاتی

مواد کے ایک معتد بہ حصہ کو جمع کر سکے۔ اگر دنیا کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مواد کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے تو شاید شہر آباد ہو جائے۔ ان دشواریوں کا حل یہی سمجھا گیا کہ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مطالعاتی مواد کو کسی حد تک ہی کسی کتب خانہ میں جمع کیا جا سکتا ہے۔ نتیجتاً کتب خانے نوعیت کے اعتبار سے مختلف اقسام میں وجود میں آنے لگے۔ یہ انسانی علم کی نئی تنظیم و ترتیب ہے۔

کتب خانے جن مقاصد کے حصول کے لیے قائم کیے جاتے ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے کتب خانوں کی مندرجہ ذیل تقسیم کی گئی ہے:

(۱) قومی کتب خانہ، (۲) عوامی کتب خانے، (۳) تعلیمی اداروں کے کتب خانے، (۴) خصوصی اداروں کے کتب خانے جن کو خصوصی کتب خانے بھی کہا جاتا ہے اور (۵) ذاتی کتب خانے۔

کتاب کے موضوعات

تحریر یا تقریر کا کوئی مقاصد ہوتا ہے اور ان کا کوئی موضوع بھی۔ بعض تحریرات و تقاریر اور مکالمے وغیرہ عمومی موضوعات پر ہوتے ہیں اور بعض خصوصی موضوعات پر۔ تحریرات میں خطوط، مضامین، اشعار، افسانے، سیروسیاحت کے متعلق مصنف کے تاثرات کا اظہار، کسی شخصیت یا اشخاص کی سوانح حیات، کسی خاص مضمون یا مضامین کے متعلق سیر حاصل بحث کی جاتی ہے۔ تقاریر، مکالمے، گانے، موسیقی وغیرہ جو تحریر کی شکل میں نہیں ہوا کرتی تھیں، تکنیکی ترقی کی وجہ سے آج ان کو کیسٹ، ٹیپ وغیرہ کی شکل میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ جب ان تحریرات و تقاریر کو منضبط کر کے کتاب کی شکل دی جاتی ہے تو اس کا موضوع بھی ہوتا ہے۔ کتاب کے تصور سے ہمارے ذہن میں چند سوالات ابھر آتے ہیں کہ اس کتاب کا موضوع یا موضوعات کیا ہیں؟ اس کا مصنف یا مؤلف کون ہے؟ ناشر، تاریخ اشاعت، صفحات وغیرہ کیا ہیں؟ یعنی ہمارے ذہن میں سب سے پہلے کتاب کے موضوع یا موضوعات کے متعلق سوال ابھر آیا ہے، کیونکہ کتاب کے موضوع ہی سے ہماری دلچسپی ہوتی ہے۔

کتابیں عام طور پر عمومی یا خصوصی موضوعات پر لکھی جاتی ہیں۔ اکثر کتابیں ایک موضوع یا مضمون پر ہوتی ہیں۔ بعض کتابوں میں ایک موضوع کا تعلق دوسرے سے واضح کیا جاتا ہے اور بعض مختلف موضوعات کا مجموعہ۔ لہذا کتابوں کے موضوعات تین قسم کے ہوئے: (۱) ایک موضوعی کتب، (۲) دو موضوعی کتب اور (۳) دو سے زائد موضوعی کتب۔

ایک موضوعی کتاب

فن کتابداری جو کتب خانوں کے متعلق علم ہے، اس میں بہت سے مضامین

شامل ہیں مثلاً کتب خانوں کی تاریخ، درجہ بندی، کیٹلاگ سازی، کتابیات، حوالہ جاتی علم، انتظام کتب خانہ وغیرہ۔ اگر ان تمام مضامین کو احاطہ کرتے ہوئے کوئی کتاب فن کتابداری پر لکھی گئی ہو تو اس کو ایک موضوعی کتاب کہیں گے۔ چونکہ کتابداری کے دیگر ذیلی مضامین بھی ہیں اور ہر ذیلی مضمون پر ایک ہی کتاب میں سیر حاصل بحث نہیں کی جا سکتی بلکہ اس کتاب میں ہر ذیلی مضمون پر ایک عمومی جائزہ پیش کیا جاتا ہے، اس لیے اس کتاب کو ایک موضوعی عمومی کتاب کہیں گے، مثلاً انتظام کتب خانہ از محمد شفیع (اس کتاب میں کتب خانہ کے اکثر مضامین سے بحث کی گئی ہے)۔ اگر فن کتابداری کے کسی ایک ذیلی مضمون پر ان کے ہر پہلو پر سیر حاصل بحث کی گئی ہو تو اس کو ایک موضوعی خصوصی کتاب کہیں گے، مثلاً محمد اسلم کی "درجہ بندی اور انتظام کتب خانہ" جس میں درجہ بندی کے ہر پہلو پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

دو موضوعاتی کتب

بعض کتابیں ایسی ہوتی ہیں جن میں دو متعلقہ مضامین سے ایک حد تک سیر حاصل بحث کی جاتی ہے۔ بعض کتابوں میں دو متضاد مضامین کا ایک دوسرے سے موازنہ بھی کیا جاتا ہے۔ کچھ کتابیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں ایک مضمون کا دوسرے مضامین سے تعلق پر بحث کی جاتی ہے لہٰذا دو موضوعی کتب تین قسم کی ہوئیں؛ (۱) متعلقہ دو مضامین کے موضوعات؛ مثلاً لوئیس مائی چان کی Cataloguing and classification; an introduction اس کتاب میں کیٹلاگ سازی اور درجہ بندی کے متعلق تعارفی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

(۲) دو متضاد مضامین کے موضوعات؛ مثلاً "اسلام اور سائنس" از منشی عبدالرحمٰن خان۔

(۳) ایک مضمون کا دوسرے متعلقہ مضامین سے تعلق؛ مثلاً "اسلام اور دنیا کے مذاہب" از جی۔ این۔ امجد۔

دو سے زائد موضوعاتی کتب

وہ کتابیں جن میں دو سے زائد مضامین سے بحث کی جاتی ہے ان کو دو سے زائد موضوعاتی کتب کہا جاتا ہے۔ عام طور پر ایسی کتابوں میں کسی ایک خاص مضمون کا دو یا دو سے زائد دیگر متعلقہ یا متضاد مضامین سے تعلق کو بتایا جاتا ہے۔ ایسی کتابوں کو تحریر کرنے کا مقصد مصنف یا مولف کے پاس یہ ہوتا ہے کہ کسی خاص مضمون کے مختلف پہلوؤں کی نشاندہی کی جائے اور ان کا تعلق دیگر دو یا دو سے زائد متعلقہ یا متضاد مضامین سے بتایا جائے تاکہ قاری کو اس خاص

مضمون کی اہمیت اور افادیت معلوم ہو جائے؛ مثلاً "قرآن، بائیبل اور سائنس" ازبکائی۔ اس کتاب میں قرآن کا تعلق بائیبل اور سائنس سے کیا گیا ہے۔ قرآن اور بائیبل کا تعلق قریب ترین ہے کیونکہ یہ دونوں کتابیں آسمانی صحیفے ہیں اور سائنس ان دونوں کتابوں سے متضاد ہے۔

دو سے زائد موضوعاتی کتب، کثیر الموضوعات بھی ہوتی ہیں، مثلاً انسائیکلوپیڈیا، اردو دائرہ معارف اسلامیہ (دانش گاہ، پنجاب)، عام رسائل، عام مضامین جن کو ایک کتاب یا دو یا دو سے زائد جلدوں میں شامل کر کے شائع کیا جاتا ہے، مثلاً تسہیل المواعظ از محمد اشرف علی تھانوی (دو جلدیں) یا انتخاب الہلال از محی الدین احمد ابوالکلام آزاد۔

خصوصی موضوعات کے متعلق تشریحی ترتیب

ایک موضوعی، دو موضوعی اور دو سے زائد موضوعاتی کتب کے علاوہ خصوصی موضوعات پر بھی کتابیں تحریر اور شائع کی جاتی ہیں۔ علوم میں تیزی سے پھیلاؤ اور تحقیق اور مزید تحقیق کی وجہ سے ہر بنیادی علم تقسیم در تقسیم ہو کر کثیر علوم کی شکل میں وجود پذیر ہونے لگا ہے؛ مثلاً انیسویں صدی عیسوی میں معاشیات سیاسی علوم کا ایک مضمون تھا، بیسویں صدی عیسوی میں یہی معاشیات نہ صرف ایک بھر پور علم ہو گیا بلکہ اس کے بنیادی ذیلی مضامین بھی تقسیم در تقسیم ہو کر کثیر تعداد میں وجود میں آنے لگے یعنی معاشیات کا ایک ذیلی مضمون مالیات عامہ بہت سی جزئیات میں تقسیم ہو گیا اور اس کے ایک جز "محاصل" کے بھی کئی حصے ہو گئے۔ اس طرح ہر جز ایک خصوصی مضمون بنتا گیا یعنی ہر ایک علم بڑے موضوع سے تقسیم در تقسیم ہو کر مختلف ذیلی مضامین سے گزر کر اپنے چھوٹے سے چھوٹے موضوع پر ختم ہو گیا ہے اور چھوٹا موضوع ایک خصوصی موضوع بن گیا۔ چونکہ چھوٹے خصوصی موضوع کا تعلق بڑے موضوع سے ہوتا ہے اس لیے ایسے موضوعات کی تشریحی ترتیب سلسلہ مدارج کے تحت ہوتی ہے۔ تشریحی ترتیب میں برابر کے عناصر کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی ترتیب اختیار کی جاتی ہے جو زیادہ موزوں ہو۔ لہذا خصوصی موضوعات کی کتابوں کی درجہ بندی کے لیے خصوصی موضوعات کا اس کے بنیادی موضوع سے تعلق ظاہر کرنے کے لیے اس کی تشریح ضروری ہے۔

اس جائزہ سے ایک بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ قدرت نے کائنات کی تشکیل میں جس ترتیب و تنظیم کو بنیاد بنایا تھا، انسان کے ترتیب دیے ہوئے علم و فن میں بھی وہی ترتیب نظر آتی ہے۔ جس طرح کائنات مختلف، یکساں اور

منفرد حصوں میں منقسم ہے بالکل اسی طرح انسان کے ذہن میں موجود علم سے لے کر مختلف شکلوں میں محفوظ کتب خانوں کے علم کے ذخائر تک، وہی نظام و ترتیب موجود ہے اور یہی اس کتاب کا موضوع یعنی علم کی ترتیب و تنظیم ہے جس کو ہم درجہ بندی کہتے ہیں-

باب دوم

درجہ بندی

اگر ہم اپنے گھر اور اطراف و اکناف کے ماحول پر نظر ڈالیں تو ہم محسوس کریں گے کہ یہ ساری چیزیں ایک خاص نظم کے تحت مربوط ہیں، مثلاً ہر گھر میں کچھ کمرے ہیں، ان کمروں میں دروازے اور کھڑکیاں ہیں- ان کمروں کو ہم علیحدہ علیحدہ نام بھی دیتے ہیں؛ مثلاً دیوان خانہ، کمرہ استراحت وغیرہ- کمرہ استراحت میں بستر، کپڑے رکھنے کی الماری ہے، الماری میں مختلف طرح کے سلے ہوئے کپڑے ہیں، ان کپڑوں کو الماری کے مختلف خانوں میں ضرورت کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے- گھر کے در و دیوار، کمروں اور ان میں موجود تمام اشیاء اور مختلف مقام کے نام اس لیے رکھے گئے تاکہ ہم انہیں شناخت کر سکیں- اسی طرح حیوانات، نباتات، جمادات اور معدنیات وغیرہ کے بھی مختلف نام رکھے گئے ہیں جس سے اس حیوان، جنس یا ہستی کی شناخت آسان ہو جاتی ہے؛ مثلاً حیوانوں میں حیوان ناطق بھی ہے- حیوان ناطق یا انسان اجتماعی طور پر دو جنسوں میں تقسیم ہے یعنی مرد اور عورت- انسانوں کو عمر کے لحاظ سے تقسیم کیا جائے تو بچے، لڑکے، نوجوان، جوان اور بوڑھے کہلائیں گے- ان کو رنگوں کے لحاظ سے تقسیم کیا جائے تو گورے، کالے، گندمی اور پیلے رنگ والے وغیرہ- جائے پیدائش یا سکونت کو مدنظر رکھ کر تقسیم کیا جائے تو؛ براعظموں کے لحاظ سے ایشیائی، یورپی، افریقی اور امریکی وغیرہ کہلائیں گے، ملکوں کے لحاظ سے پاکستانی، ہندوستانی، افغانی اور ایرانی وغیرہ- صوبوں اور ریاستوں کے لحاظ سے پنجابی، سندھی اور بلوچی وغیرہ، شہروں کے لحاظ سے لاہوری، ملتانی اور پشاوری وغیرہ وغیرہ-

یہ تقسیم در تقسیم اس لیے کی جاتی ہے تاکہ وہ انس یا جنس اپنی خاصیت اور نسبت سے پہچانی جائے؛ مثلاً مجید لاہوری، لاہور سے تعلق رکھتے تھے- چونکہ لاہور پنجاب میں واقع ہے تو یہ پنجابی ہوئے- پنجاب پاکستان کا ایک صوبہ ہے تو یہ پاکستانی ہوئے- پاکستان براعظم ایشیا کا ایک ملک ہے لہذا یہ ایشیائی ہوئے- ان کا رنگ گندمی تھا اس لیے یہ گندمی رنگ والے ہوئے- عمر بڑھاپے کی طرف مائل تھی تو یہ بوڑھے ہوئے- مرد تھے، اس لیے ان کا شمار مردوں میں ہوا- انسان تھے لہذا حیوان ناطق کہلائے- حیات رکھتے تھے اس لیے حیوانوں میں شامل تھے- اس تقسیم در تقسیم کو درجہ بندی یا گروپ بندی کہا جاتا ہے-

لہذا ہر وہ انس و جنس جس کو حواس خمسہ سے دیکھا، چکھا، سوچا یا

محسوس کیا جا سکتا ہے، اس کو کسی نہ کسی بنیاد یا خصوصیت کی وجہ سے گروہوں یا طبقوں یا شاخوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اور ان کو مختلف نام دیے جاسکتے ہیں تاکہ وہ ان ناموں سے پہچانے جائیں۔ یہ نام اصطلاح یا اصطلاحات کہلاتے ہیں کیونکہ یہ ان کی کسی صفت کو نمایاں کرتے ہیں اور یہی ان کی شناخت کا سبب بنتے ہیں۔ علم کی ترویج کی وجہ سے ان اصطلاحات میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

مندرجہ بالا تجزیہ سے یہ معلوم ہوا کہ:

(۱) خالق کائنات کی تخلیقات اور اس کی مخلوق انسان کا علم اور ایجادات، سب درجہ بندی کے کسی مخصوص نظام کے تحت ہے۔

(۲) اس مخصوص نظام میں ہر جنس و انس کی شناخت کے لیے مختلف نام یا اصطلاحات ہیں۔

(۳) اصطلاحات فرق کے تعین ہی کے لیے نہیں، بلکہ باہمی تعلق کے لیے بھی متعین کی جاتی ہیں۔

کتابوں کو ایک نظم کے ذریعے ترتیب دینے کی ضرورت

علوم کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ کتابیں اور دیگر مطالعاتی مواد نہ صرف وجود میں آتا جا رہا ہے بلکہ بآسانی دستیاب ہوتا جا رہا ہے۔ کتابیں جو کسی محقق، معلم، مصنف اورمؤلف کی کاوشوں کا نتیجہ ہوتی ہیں، انھیں ناشر منضبط کر کے اور اشاعت کے مراحل سے گزار کر قاری تک پہنچاتا ہے۔ ان کتابوں کو افراد اپنے ذاتی مطالعے کے لیے حاصل کر کے اپنے گھروں کی الماریوں کو مزین کرتے ہیں تو کچھ ادارے عام مطالعہ کے لیے کتب خانوں میں جمع کرتے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں کتب خانوں میں کتابوں کو مقفل الماریں میں رکھنے کا طریقہ ایک عرصہ دراز تک جاری رہا اور اب بھی ترقی پذیر ممالک میں اکثر کتب خانوں میں یہ طریقہ جاری ہے۔ چونکہ کتابیں مقفل الماریوں میں رکھی جاتی ہیں اس لیے ان سے اہل کمال یا بارسوخ افراد مختلف پابندیوں کے ساتھ استفادہ کرتے ہیں۔ چونکہ کتب خانے علم کا خزانہ ہوتے ہیں اور ہر قاری کو ان سے استفادہ کرنے کا برابر کا حق ہوتا ہے اس لیے کتابوں کو کتب خانوں میں مقفل الماریوں میں رکھنا قاری کو اس حق سے محروم کرنے کے مترادف ہے۔ کتابوں کو مقفل الماریوں میں رکھنے سے نہ صرف ہر قاری استفادہ سے محروم رہتا ہے بلکہ منتظم کتب خانہ کو ہر وقت مطلوبہ کتاب کو نکالنے اور کسی نظم کے تحت رکھنے کے لیے اس کام پر مامور کر دیتا ہے اور کتب خانے کے دیگر امور تشنہ لب رہ جاتے ہیں۔ کتب خانوں کا تصور اب بدل چکا ہے۔ کتب خانوں کا ایک اہم مقصد طالب علم، معلم، محقق اور عام

قاریٔ کو مطلوبہ مطالعاتی مواد فوری طور پر فراہم کرنا ہے، اس لیے کتابوں کو مقفل رکھنے کی بجائے کھلے عام رکھنا ضروری ہے۔

اس مطالعہ سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ علوم کا روز افزوں بڑھتا ہوا پھیلاؤ کتابوں کی تعداد میں بھی ہر لمحہ اضافہ کر رہا ہے بلکہ موجودہ زمانے میں مطالعاتی مواد کتابوں ہی کی شکل میں نہیں بلکہ کتابچوں، رسائل، اخبار، مائیکروفلم، مائیکروفش اور کمپیوٹر ڈسک کی شکل میں بھی کثیر تعداد میں دستیاب ہے۔ اگر ان کو کسی نظم کے تحت نہ رکھا جائے تو صحیح آدمی کو صحیح کتاب یا دیگر مطالعاتی مواد فراہم کرنا ایک دشوار طلب مسئلہ ہوگا۔ اس مسئلہ کا واحد حل یہی ہے کہ مطالعاتی مواد کو کتابوں کے شیلف وغیرہ پر کھلے عام اس طرح ترتیب دیا جائے کہ طالب کو وقت ضرورت مطلوبہ مطالعاتی مواد فوراً فراہم کیا جا سکے۔

اگر کتابوں اور دیگر مطالعاتی مواد کو کتب خانوں میں کسی اصول یا کسی قاعدہ کے تحت نہ رکھا جائے تو ضرورت پر مطلوبہ مواد کا مہیا کرنا تقریباً ناممکن ہوگا۔ لہذا کتب خانوں اور اطلاعاتی مراکز میں کسی ضابطہ کے تحت کتب اور مطالعاتی مواد کو ترتیب دینے کی ضرورت ہوگی۔ اس ضابطہ کو کتابی جماعت بندی، گروپ بندی یا درجہ بندی کہا جاتا ہے یعنی کتابی درجہ بندی وہ عمل ہے جس کے تحت کتابوں اور دیگر مطالعاتی مواد کو کسی ضابطہ یا نظام کے تحت شیلفوں وغیرہ پر رکھا جائے تاکہ ان کی بازیابی آسانی سے ہو سکے اور اس نظام کے تحت ان کتابوں اور دیگر مطالعاتی مواد کی نشاندہی کے لیے کیٹلاگ (جامع فہرست کتب) یا اشاریے میں کی جا سکے۔ لہذا کتابی درجہ بندی کے مقاصد حسب ذیل ہوں گے:

(۱) کتابوں اور دیگر مطالعاتی مواد کو شیلف پر اس طرح مرتب کیا جائے کہ کتابیں اور دیگر مطالعاتی مواد ایک جگہ جمع ہو جائے۔
(۲) کیٹلاگ اور اشاریہ میں ان کی نشاندہی بآسانی کی جا سکے۔
(۳) وقت ضرورت ان کی بازیابی بغیر کسی دقت کے ممکن ہو۔

ترتیب کے بنیادی مقاصد

کسی کتاب کا سرسری جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کتاب کا کوئی مصنف یا مؤلف ہے، اس کا کوئی عنوان ہے، اس میں کسی ایک مضمون یا ایک سے زائد مضامین پر سیر حاصل بحث ہے جن کو مختلف فنون میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اس کتاب کی تقطیع ہے، اس کی جلد کا کوئی رنگ ہے، اس کے ناشر کا نام ہے اور اس کی تاریخ اشاعت ہے۔ کتب خانوں میں سلسلہ وار نمبر تحریر کیا جاتا ہے

جس کو اندراج نمبر کہتے ہیں۔ لہذا کتابوں کو شیلف پر ترتیب دینے کے مندرجہ ذیل طریقہ کار ہو سکتے ہیں؛

(۱) ترتیب بلحاظ نمبر اندراج/ سلسلہ وار ترتیب

(۲) ترتیب بلحاظ مصنف یا مؤلف

(۳) ترتیب بلحاظ موضوع یا عنوان

(۴) ترتیب بلحاظ رنگ کتاب جلد

(۵) ترتیب بلحاظ کتاب کی تقطیع

(٦) ترتیب بلحاظ فن

کتابوں کو شیلف پر ترتیب دینے کے مندرجہ بالا طریقہ کار کا ایک جائزہ حسب ذیل ہے؛

ترتیب بلحاظ نمبر اندراج/سلسلہ وار ترتیب

کتب خانوں میں جب کبھی کوئی کتاب داخل کی جاتی ہے تو اس کتاب کے متعلق معلومات یعنی اس کے مصنف یا مؤلف کا نام، اس کا عنوان، اس کا ناشر، اس کی سن اشاعت، اس کی قیمت وغیرہ کا اندراج ایک رجسٹر میں کیا جاتا ہے، اس رجسٹر کو رجسٹر اندراج کہا جاتا ہے۔ کتاب کا اندراج کرنے کے بعد اس رجسٹر کا سلسلہ وار نمبر کتاب کے صفحہ عنوان کے پیچھے اور کسی دوسرے صفحہ پر تحریر کیا جاتا ہے۔ اس نمبر کو اندراج نمبر کہا جاتا ہے۔ رجسٹر اندراج میں یہ ساری معلومات سلسلہ وار نمبر کے تحت تحریر کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وقت ضرورت یہ بتایا جا سکے کہ ایک مدت میں کتنی کتابیں اس کتب خانہ میں داخل کی گئیں اور ایک مدت خاص تک اس کتب خانہ میں کتنی کتابیں تھیں۔ اگر کوئی کتاب کھو جائے یا تلف ہو جائے تو اندراج نمبر کی مدد سے اس کتاب کی تفصیلات رجسٹر اندراج سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ جس زمانہ میں کتابوں کی تعداد محدود ہوا کرتی تھی اور درجہ بندی کے کوئی خاص اصول مرتب نہیں ہوئے تھے اس وقت کتابوں کو شیلف پر اندراج کے سلسلہ وار نمبر کے لحاظ سے ترتیب دیا جاتا تھا، مثلاً کتب خانہ کے قیام کے بعد پہلے دن دس کتابیں حاصل کر کے داخل کی گئیں تو ان کتابوں پر ایک تا دس سلسلہ وار نمبر تحریر کر کے انہی اندراج نمبروں کے لحاظ سے شیلف پر رکھا جاتا تھا۔ بعد میں آنے والی کتب کو اسی طرح اندراج کر کے سلسلہ وار اندراج نمبر کے تحت شیلف پر رکھا جاتا تھا۔ اگر کسی کتب خانہ میں دس ہزار کتابیں داخل ہوئیں تو ان کتابوں کو شیلف پر ایک تا دس ہزار سلسلہ وار اندراج نمبر کے لحاظ سے رکھا جاتا تھا۔ اس طریقہ ترتیب کو "ترتیب بلحاظ نمبر اندراج" یا "سلسلہ وار ترتیب" کہا جاتا ہے۔ یہ طریقہ کار کسی

زمانہ میں کتب خانوں میں زیرِاستعمال تھا مگر آج کل یہ طریقہ کار قریباً متروک ہو گیا ہے۔ ہمارے ملک میں وہ دکانیں جو کتابوں کو کرایہ پر دیتی ہیں اپنی کتابوں کو اسی ترتیب سے الماریوں یا کتابوں کے شیلف پر رکھتی ہیں۔ جب کبھی کوئی قاری کتاب کو طلب کرتا ہے تو رجسٹر اندراج دیکھ کر اس کتاب کا اندراج نمبر معلوم کر کے شیلف سے اس اندراج نمبر کی مدد سے کتاب نکال کر قاری کو دی جاتی ہے۔ "اس قاعدے میں یہ مشکل ہوتی ہے کہ کسی خاص مصنف یا فن کی کتابیں معلوم کرنے کے لیے کتب خانہ کا سارا ذخیرہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اس مشکل کو دور کرنے کے لیے ایسے کتب خانوں میں اکثر مصنف وار اور فن وار فہرستیں تیار کی جاتی ہیں جن میں سلسلے کا نمبر دینے سے کتابوں کی تلاش میں آسانی ہوتی ہے"۔[۱] اگر کوئی قاری یہ معلوم کرنا چاہے کہ ایک مضمون پر کتنی کتابیں اس کتب خانہ میں ہیں تو اس کتب خانہ میں موجود تمام ذخیرہ کو دیکھنا پڑے گا کیونکہ وہ کتابیں مضامین کے لحاظ سے نہیں بلکہ سلسلہ وار اندراج نمبر کے تحت شیلف پر رکھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح ایک مصنف یا مؤلف کی کتابیں بھی ایک جگہ نہیں ہو سکتیں۔ اس طریقہ کار میں شیلف پر رکھی ہوئی آخری کتاب دیکھ کر یہ اندازہ ضرور لگایا جا سکتا ہے کہ اس کتب خانہ میں کتنی کتابیں ہیں۔

ترتیب بلحاظ مصنف یا مؤلف/مصنف اور مؤلف وار ترتیب

کتاب کسی ایک شخص یا ایک سے زائد اشخاص کی تحریرات کا مجموعہ ہے۔ کسی فرد یا افراد کی تقاریر کو قلم بند کر کے بھی کتاب مرتب کی جاتی ہے۔ ایک شخص یا اشخاص تحقیق کر کے اپنے مشاہدات و تجربات کو قلم بند کر کے کتاب تصنیف کریں تو اس کو/ ان کو مصنف کہا جاتا ہے۔ اگر دوسروں کے مشاہدات و تجربات کا جائزہ لیتے ہوئے کوئی کتاب مرتب کرے تو وہ تالیف ہوئی اور تالیف کرنے والے کو مؤلف کہا جاتا ہے۔ اگر کسی خاص مضمون پر مختلف افراد کے مضامین اور خیالات کو جمع کر کے کوئی کتاب کی شکل دے تو وہ شخص مرتب کہلاتا ہے نیز کسی ایک فرد کے مختلف مضامین کو اکٹھا کر کے ترتیب دینے والا بھی مرتب کہلاتا ہے۔ کسی شخص کی ادارت میں مختلف افراد کے مضامین اور مقالات شائع کیے جائیں تو جس شخص نے یہ کام کیا ہے اس کو مدیر کہا جاتا ہے۔ تحقیقی ادارے اپنے محققین کی تحقیقات، جائزے، اعداد و شمار وغیرہ کتابوں اور رپورٹوں وغیرہ کی شکل میں شائع کرتے رہتے ہیں۔ کچھ ادارے مختلف موضوعات پر مختلف افراد کے مضامین یا مقالات تحریر کروا کے دائرۃ المعارف وغیرہ کی شکل میں شائع کرتے ہیں۔ اہم کتابوں کے ترجمے دوسری زبانوں میں بھی کیے جاتے ہیں۔ ترجمہ کرنے والا مترجم کہلاتا ہے اور ایسے تراجم مترجم کے نام سے بھی

معروف ہوتے ہیں۔ اس طرح کتاب کسی مصنف یا مؤلف یا مرتب یا مدیر یا مترجم یا اداروں کی کاوشوں کے نتیجہ میں وجود پذیر ہوتی ہے۔ فرد یا افراد اور ادارے جنھوں نے کتابیں مرتب کیں عام طور پر مصنف یا مؤلف کہلاتے ہیں اور ان ہی کے ناموں سے کتابیں معروف ہوتی ہیں۔

جب کتب خانوں میں کتابوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور شیلفوں پر سلسلہ وار اندراج نمبر کے تحت ترتیب دینے میں دقتیں پیش آنے لگیں تو کتب خانوں میں کتابیں مصنف یا مؤلف کے ناموں کے تحت ترتیب دی جانے لگیں۔ اس ترتیب کو "ترتیب بلحاظ مصنف یا مؤلف" یا "مصنف اور مؤلف وار ترتیب" کہا جاتا ہے۔ اگر کسی مصنف یا مؤلف کی ایک سے زیادہ کتابیں ہوں تو وہ تمام کتابیں اسی مصنف یا مؤلف کے نام کے تحت شیلف پر رکھی جائیں گی اور سب مصنفین یا مؤلفین کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق کی جاتی ہے۔ اس ترتیب سے ہر مصنف یا مؤلف کی کتابیں تو ضرور اکٹھی ہو جاتی ہیں مگر ہر مضمون یا فن کی کتابیں بکھر جاتی ہیں۔ سلسلہ وار ترتیب کے مقابلہ میں یہ طریقہ کار بہتر ہے مگر مصنفین کے ملتے جلتے ناموں کی وجہ سے شیلف پر کتابوں کی ترتیب میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ قاری عام طور پر کسی خاص مضمون پر کتابوں کا طالب ہوتا ہے وہ اس مضمون کے تمام مصنفین سے واقف نہیں ہوتا اس لیے اس طریقہ ترتیب کی وجہ سے ان مصنفین کی کتابوں سے استفادہ بھی نہیں کر پاتا۔ جیسے کہ بتایا جا چکا ہے کہ مختلف قسم کے افراد یا اداروں کی کاوشوں سے کتابوں کا وجود عمل میں آتا ہے اور بعض کتابوں کے مصنف یا مؤلف ایک سے زیادہ ہوتے ہیں تو وہ کتاب کسی مصنف یا مؤلف کے نام کے تحت شیلف پر رکھی جائے؟ بعض کتابیں مترجم کے نام سے بھی معروف ہوتی ہیں تو ایسی شکل میں کتاب مصنف کے نام کے تحت رکھی جائے یا مترجم کے نام کے تحت؟ ان مسائل کی وجہ سے مصنف وار ترتیب کتب خانوں کے لیے مناسب نہیں۔ چونکہ افسانوں اور ناولوں کے موضوعات یا مضامین کے تحت تقسیم در تقسیم عام طور پر نہیں کی جاتی اور عموماً افسانے اور ناول اپنے خالق کے نام سے ہی زیادہ معروف ہوتے ہیں لہذا ناولوں کو مصنف وار ترتیب کے تحت شیلف پر رکھا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا تجزیہ سے حسب ذیل امور اور مسائل کی نشاندہی ہوتی ہے:

(۱) مصنف یا مؤلف وار ترتیب میں کتابیں مصنف، مؤلف، مدیر، مترجم اور اداروں کے نام کے تحت حروف تہجی کے لحاظ سے شیلف پر ترتیب دی جاتی ہے۔

(۲) ایک ہی قسم کے ناموں کی شکل میں صحیح ترتیب پر کتابیں نہیں رکھی جا سکتیں۔

(۳) کسی مصنف کے نام پر کوئی ادارہ قائم ہو تو اس ادارہ اور مصنف کی کتابوں کی ترتیب میں یکسانیت نہیں ہو سکتی۔

(۴) کتاب کے دو مصنف ہوں اور دونوں مشہور ہوں اور کتابیں پہلے مصنف کے نام کے لحاظ سے ترتیب دی جائیں تو دوسرے مصنف کو نظرانداز کرنا پڑتا ہے اور اگر قاری دوسرے مصنف کے نام سے کتاب طلب کرے تو اس کتاب کی بازیابی مشکل ہوگی۔

(۵) ترجمہ شدہ کتابوں کو اس کتاب کے مصنف کے نام کے لحاظ سے ترتیب دیا جائے تو مترجم کے نام سے ان کتابوں کو تلاش نہیں کیا جا سکتا۔

(٦) مصنف وار ترتیب افسانوں اور ناولوں کے علاوہ دوسرے فنون کے لیے مناسب نہیں۔

ترتیب بلحاظ موضوع یا عنوان

ہر کتاب کا کوئی نہ کوئی موضوع یا عنوان ہوتا ہے اور اس عنوان سے وہ کتاب مشہور ہوتی ہے۔ ایک ہی فن کی مختلف کتابوں کے عنوان بھی مختلف ہوتے ہیں، مثلاً پاکستان کی معاشیات پر کتابوں کے مندرجہ ذیل عنوانات ہو سکتے ہیں:

(۱) پاکستان کی معاشیات

(۲) معاشیاتِ پاکستان

(۳) پاکستان کی اقتصادیات

(۴) اقتصادیاتِ پاکستان

(۵) پاکستان کے معاشی مسائل اور ان کا حل وغیرہ وغیرہ۔

اگر صرف پاکستان کی معاشیات پر مندرجہ بالا کتابوں کو ان کے عنوانات کے تحت حروف تہجی کےلحاظ سے شیلف پر ترتیب دیا جائے تو ایک کتاب "الف" کے تحت ہو گی، تین کتابیں "پ" کے تحت اور ایک کتاب "م" کے تحت یعنی ایک ذیلی مضمون کی کتابیں بھی ایک جگہ نہیں رکھی جا سکتیں۔ چونکہ ہر کتاب کا عنوان الگ الگ ہوتا ہے (بعض عنوان مختصر ہوتے ہیں اور بعض طویل) اس لیے جتنی کتابیں ہوں گی اتنے ہی عنوانات یعنی کسی کتب خانہ میں جتنی کتابیں ہوں گی اتنے ہی عنوانات لہذا ان عنوانات کے تحت حروف تہجی کےلحاظ سے کتابوں کو شیلف پر رکھنا ایک مشکل ترین مسئلہ ہوگا۔ بعض عنوانات ایسے ہوتے ہیں جن سے ان کے مضامین کا تعین کرنا مشکل ہوتا ہے۔ قاری عام طور پر کسی خاص مضمون پر کتابوں کا طالب ہوتا ہے۔ کتابوں کے عنوانات کے تحت ترتیب دینے کی شکل میں ایک مضمون پر تمام کتب خانہ میں موجود کتابوں کی بازیابی نہیں ہو

سکتی لہذا کتابوں کی شیلف پر ترتیب بلحاظ ان کے موضوع یا عنوان غیر موزوں رہی ہے۔ عنوانات کتاب کی نشاندہی میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں مگر ان عنوانات کے تحت حروفِ تہجی کے لحاظ سے شیلف پر ترتیب غیر موزوں اور ناقابلِ عمل رہی ہے۔

فن وار ترتیب

علم کی ترویج کی وجہ سے علوم میں روز افزوں اضافہ ہوا۔ علوم کسی نہ کسی فن کی نشاندہی کرتے ہیں۔ علوم یا فنون پر سیر حاصل بحث اور ذرائع ابلاغ میں کتابوں کا ایک بڑا حصہ ہوتا ہے۔ ہر کتاب کسی نہ کسی فن سے متعلق ہوتی ہے۔ قاری عام طور پر کسی خاص فن پر کتاب سے استفادہ کرنے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی خاص مصنف کی اس کے پسندیدہ مضمون یا فن پر کتاب کی تلاش میں کسی کتب خانہ میں آئے۔ اگر کتب خانہ میں وہ کتاب موجود نہ ہو تو اس فن پر دوسرے مصنفوں کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے اور اس کو دوسرے مصنفوں کی اس فن پر کتابوں کا علم نہ ہو تو مصنف وار ترتیب کے تحت شیلف پر مطلوبہ فن پر کتابوں کو کس طرح تلاش کرے گا؟ مصنف وار ترتیب میں منتظم کتب خانہ یا دیگر عملہ بھی شاید اس قاری کی خاطر خواہ مدد نہ کر سکے۔ اس قسم کے مسائل کتب خانوں میں ایک مدت دراز تک پیش آتے رہے۔ سلسلہ وار ترتیب قابلِ عمل نہ رہنے کے بعد مصنف وار ترتیب بھی ان مسائل کو حل کرنے میں ممد و معاون ثابت نہ ہو سکی۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے کتب خانوں میں کتابوں کو شیلف پر فن وار ترتیب دینے کا خیال ہوا۔ فنون کو چند بڑے گروہوں میں مشابہت اور غیر مشابہت کے اصولوں پر تقسیم کیا گیا۔ انہی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان گروہوں کو مزید ذیلی اور زیر ذیلی فنون میں تقسیم در تقسیم کیا گیا۔ متعلقہ فنون کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کوعلامات سے استوار کیا گیا تاکہ ان کی نشاندہی میں آسانی پیدا ہو۔ علامات کے جدول فنون کے لحاظ سے مرتب کیے گئے اور ان علامات کے استعمال کے اصول مرتب کیے گئے۔ مزید اعانت کے لیے فنون کے اشارے تیار کیے گئے۔ جدول اور اشاریوں کی مدد سے کتابوں کو ان علامات سے فنون کو متعارف کر دیا گیا۔ قاری کی اعانت کے لیے مصنف عنوانات اورجدول کے لحاظ سے علامات کے تحت فنون کے کیٹلاگ کارڈ تیار کیے گئے۔ فنون کے لحاظ سے کتابوں کی تقسیم در تقسیم کر کے مختص شدہ علامات کے تحت شیلف پر کتابوں کو ترتیب دینے کے طریقہ کار کی بنیاد ڈالی گئی۔

اس ترتیب میں علوم یا فنون کے گروہ اور ان کے ذیلی مضامین پر کتب ایک ساتھ رکھی جا سکتی ہیں، مثلاً جغرافیہ کی ساری کتابوں کو ایک جگہ جمع کیا

جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں جغرافیہِ عالم، براعظموں کا جغرافیہ، دنیا کے ہر ملک اور ان ممالک کے مختلف صوبوں، ریاستوں، شہروں وغیرہ کے جغرافیہ پر الگ الگ کتابیں ہوں گی۔ ہو سکتا ہے کہ جغرافیہ کے مضمون پر ہزاروں کتابیں ہوں اس لیے جغرافیہ کے مضمون کو ذیلی، زیر ذیلی عنوانات کے تحت تقسیم کرنا پڑے گا اور انہی عنوانات کے تحت کتابوں کو بلحاظ علوم ترتیب دینا ہوگا۔ اسی طرح فلسفہ، مذاہب، سیاست، اقتصادیات کی کتابیں اپنی اپنی جگہ رکھی جائیں گی۔ اس سے قاری کو ایک مضمون یا فن کی کل کتابیں ایک ہی جگہ دستیاب ہوں گی جبکہ اندراج نمبر یا مصنف وار ترتیب میں ایک ہی مضمون کی کتابیں مختلف جگہ ہوں گی۔ "ہر فن کی کتابیں اکٹھا کرنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مختلف فنون کی ترتیب کیا ہو؟ آیا یہ ترتیب کسی خاص اصول کے مطابق ہو یا فنون کو بلا لحاظ باہمی مناسبت یا لگاؤ کے کسی سلسلہ میں آراستہ کر دینا کافی ہوگا؟ ظاہر ہے کہ مضمونوں کی ترتیب باہمی تعلق کے لحاظ سے کی جائے تو زیادہ مفید ہوگی تاکہ ہر فن کی کتابیں بھی اکٹھی ہو جائیں اور ملتے جلتے مضامین بھی ایک دوسرے کے قریب جمع ہو جائیں"۔[۲]

فنون کی ترتیب اس طرح ہو کہ ذیلی یا متعلقہ فنون ایک ساتھ ہوں اور ایسا نہ ہو کہ غیر متعلقہ فن دیگر فن کے درمیان میں آ جائے یعنی باہمی مناسبت والے مضامین قریب قریب ہوں، مثلاً سیاسیات، اقتصادیات اور قانون کی کتابیں یکے بعد دیگرے رکھی جائیں تو مناسب ہوگا کیونکہ ان تینوں مضامین کا تعلق سماجیات سے ہے نیز فنون کی ترتیب بھی کسی مسلمہ اصول کے ماتحت ہو۔ غرضیکہ مضمونوں کی ترتیب ایسے طریقہ سے ہو کہ قریبی تعلق والے مضمون قریب اور دور کا تعلق رکھنے والے دور آراستہ ہو سکیں۔

فن وار ترتیب کے مرکزی اصول یہ ہیں؛

(۱) ہر مضمون کی کتابیں یکجا ہوں،

(۲) تمام مضامین کی ترتیب فطری اصول کے مطابق ہو یعنی ان کے باہمی تعلق کے لحاظ سے ہو، اور

(۳) اس ترتیب میں حسبِ ضرورت نئے مضامین کے اضافہ کی گنجائش ہو۔[۳] کتابوں کی ترتیب کے اس قاعدہ کو فن وار تقسیم یا صرف "تقسیم" یا درجہ بندی کہا جاتا ہے۔

ترتیب کے دوسرے طریقے

مندرجہ بالا یعنی بلحاظ سلسلہ وار نمبراندراج، مصنف اور فن کے لیے کتابوں کو شیلف پر رکھنے کے علاوہ اور بھی طریقے زیرِاستعمال رہے ہیں؛ مثلاً کتابوں کی

تقطیع (Size)، رنگ، زبان، ملک، جلد یا کسی دوسری خصوصیت کی مناسبت سے شیلف پر رکھی جاتی تھیں یا اب بھی بعض کتب خانوں میں رکھی جاتی ہیں۔

کتب خانوں میں جو شیلف عام طور پر بنوائے جاتے ہیں ان کی چوڑائی، اونچائی اور لمبائی ایک معیار کے مطابق مقرر کی جاتی ہے جن میں معیاری چوڑائی اور اونچائی کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ کچھ کتابیں ایسی ہوتی ہیں جن کی چوڑائی اور اونچائی/ لمبائی معیاری سائز سے بڑی ہوتی ہے، مثلاً اٹلس، ریفرینس کی دیگر کتب وغیرہ اور ان کو غیر معمولی سائز (Over size) کے شیلف پر رکھا جاتا ہے۔
"کسی زمانہ میں فلورنس (فرانس) کی مشہور نیشنل سنٹرل لائبریری میں کتابیں مندرجہ ذیل سائز کے مطابق رکھی جاتی تھیں:

(۱) ۳۸ سنٹی میٹر سے اونچی کتابیں، یہ فولیو (Folio) کہلاتی ہیں۔

(۲) ۲۸ سے ۳۸ سنٹی میٹر کی اونچائی کی کتابیں جن کو کوارٹو (Quarto) کہتے ہیں۔

(۳) ۲۰ سے ۲۸ سنٹی میٹر کی اونچائی کی کتابیں جن کو اکیٹوو (Octako) کہتے ہیں۔

ان کے علاوہ تین سائز اور بھی ہیں جو پندرہ سے بیس، دس سے پندرہ اور دس سنٹی میٹر سے کم کی کتابوں کے لیے ہیں مگر عام طور پر کتابوں کی پیمائش پہلے تین طریقوں سے ہوتی ہے"[۲]۔

بعض کتب خانوں میں کتابیں جلد کے رنگ کی مناسبت سے ترتیب دی جاتی تھیں کیونکہ بعض وقت قاری کتب کی جلد کے رنگ سے واقف ہوتا ہے۔ رنگ کی مناسبت سے ترتیب دینے کا طریقہ کار اب بالکل ہی متروک ہے۔

کتب خانوں میں مختلف زبانوں میں شائع شدہ کتب ہوتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر کتب خانہ میں کچھ زبانوں کی کتب کی تعداد زیادہ ہو اور کچھ زبانوں میں کم، مثلاً کسی کتب خانہ میں اردو یا انگریزی زبانوں میں کتابوں کی تعداد بہت زیادہ ہے تو پشتو، پنجابی، سندھی اور بلوچی کی کتابیں کم تعداد میں ہوں گی۔ اگر کم تعداد والی کتابیں زیادہ تعداد والی کتب کے ساتھ بلحاظ مصنف یا فن کے ایک ساتھ رکھی‌جائیں تو قاری کو اپنی پسندیدہ زبان میں شائع شدہ کتاب، جن کی تعداد اس کتب خانہ میں کم ہو تو، اس کی تلاش میں دقت پیش آئے گی۔ لہذا کتب خانہ قاری کی سہولت کو مدِنظر رکھتے ہوئے مختلف زبانوں میں شائع شدہ کتب کو زبانوں کے لحاظ سے فن وار ترتیب دیتے ہیں۔ یہ طریقہ کار آج بھی تمام بڑے کتب خانوں میں رائج ہے۔ یہ ترتیب نہ صرف قاری کے لیے اپنی مطلوبہ کتاب کی تلاش میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے بلکہ اس سے کتب خانہ کے عملے کو بھی اس کے صحیح مقام پر رکھنے اور ضرورت کے وقت اس کو تلاش کرنے میں

سہولت ہوگی۔

کتب خانوں میں عام فنون کے علاوہ ممالک کے متعلق بھی کتابیں ہوتی ہیں، مثلاً پاکستان میں تعلیم، پاکستان کا جغرافیہ اور تاریخ وغیرہ۔ جن کتب خانوں میں ممالک کے متعلق کتب کی زیادہ طلب ہوتی ہے وہاں ممالک کے لحاظ سے کتابوں کو شیلف پر آراستہ کیا جاتا ہے اور دیگر مطالعاتی مواد بھی انہی شیلف کے قریب رکھا جاتا ہے۔ اس قسم کی ترتیب واشنگٹن ڈی سی میں عالمی بنک کے کتب خانہ میں کی گئی ہے جہاں ممالک کی اقتصادیات وغیرہ پر تحقیق کی جاتی ہے۔ اس ترتیب سے قاری یا محقق کو بآسانی کسی ایک ملک کے متعلق مختلف موضوعات پر کتب ایک ساتھ مل جاتی ہیں۔ اس قسم کی ترتیب عام کتب خانوں میں نہیں کی جاتی ہے بلکہ خصوصی کتب خانوں میں اس قسم کا انتظام ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ خصوصی کتب خانوں میں کتابیں امتیازی خصوصیات ؛ مثلاً ساخت وغیرہ یا کسی اور مناسبت کے لحاظ سے رکھی جاتی ہیں۔ جلد سازی کی نمائش کے لیے جو کتب خانے مخصوص ہیں وہاں کتابیں جلد کی ساخت یا رنگ کے مطابق رکھی جاتی ہیں اور فن طباعت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ٹائپ یا طرزِ طباعت وغیرہ کے لحاظ سے رکھی جاتی ہیں۔

مذکورہ بالا ترتیب کے تمام طریقوں میں فن وار ترتیب دنیا کے تمام کتب خانوں میں زیر استعمال ہے۔ اس کے لیے مختلف طریقے ایجاد کیے گئے۔ فن وار ترتیب کو عام طور پر صرف درجہ بندی کا نام بھی دیا گیا ہے۔

درجاتی ترتیب یا درجہ بندی

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اولاً ناموں کی تعلیم دی، ان کی خصوصیات سے روشناس کرایا جس کو علم کہتے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ ہی جو خالق کائنات ہے علوم کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام ہی کے توسط سے یہ علم ابن آدم کو پہنچتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے آسمانی صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں۔ بے شمار پیغمبر بھیجے گئے جو انسانوں کے حالات اور تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہدایات دیتے اور علم کی دولت سے سرفراز کرتے رہے۔ بنی نوعِ انسان اپنے علم، تجربات اور مشاہدات سے اپنی معلومات میں اضافہ کرتی رہی اور نئے علوم ظہور پذیر ہوتے رہے۔ انسانیت کی بقاء کے لیے معاشی، سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی قدروں کو قائم کرنے کے اصول بنائے گئے۔ مفکرین اورعلماء نے عقل و استدلال کی بنیادوں پر اپنے مشاہدات اور تجربات سے نئے نئے علوم کو جنم دیا اور کائنات میں موجود نباتات، حیوانات، معدنیات اور جمادات وغیرہ کی نشاندہی کی اوران میں فرق کو ظاہر کر کے ان کی گروہ

بندی یا درجہ بندی کی۔

درجہ بندی کی ابتداء

اہل مغرب درجہ بندی کی ابتداء لاطینی لفظ Claassis سے کرتے ہیں جو سراسر غلط ہے کیونکہ کائنات کے مشاہدہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خالق کائنات نے اپنی تخلیقات کی خود درجہ بندی کر دی ہے۔ اس کے ثبوت میں بروک سیرز کہتا ہے "میرے خیال میں اگر موسیٰ علیہ السلام کے تخلیق کائنات کے فلسفہ پر اعتبار نہ کیا جائے تب بھی جدید سائنسی تحقیقات سے اس امر کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ یہ نظام قدرت کے باعث قائم ہے جس کو خالق کائنات نے خود قائم کیا اور سب سے پہلے اسی نے درجہ بندی کی"۔[۵]

درجہ بندی کے عمل سے جماعت یا گروہ یا درجہ وجود میں آتا ہے اور جماعت یا گروہ سے مراد اشیاء یا علوم کا مجموعہ ہے جن میں سے ہر ایک میں ایک قدر یا صفت مشترک طور پر پائی جاتی ہے اور اسی صفت یا قدر سے وہ ایک گروہ میں جمع کیے جاتے ہیں اور اس صفت یا قدر کے نہ ہونے سے وہ ایک دوسرے سے جدا کیے جاتے ہیں۔ سیرز کے الفاظ میں:

"درجہ بندی ایک دوسرے سے مشابہ اشیاء کو یکجا کرتی ہے اور غیر مشابہ اشیاء کو الگ کرتی ہے"۔[۶]

مگر خیالات یا اشیاء کی مشابہت کی بنیاد پر درجہ بندی کرنا مناسب نہیں بلکہ ان خیالات یا اشیاء کی مشابہت کے مدارج کے لحاظ سے جمع کرنا اور غیر مشابہت کے مدارج کے لحاظ سے جدا کرنا صحیح درجہ بندی ہوگی۔ جیونس کا خیال ہے کہ سائنس کا مقصد تلاش حقیقت ہے اور درجہ بندی ان حقائق کو یکجا کرتی ہے خواہ یہ خیالات کی صورت میں ہوں یا ان کی ہیئت ہو۔ تلاش حقیقت کو فلسفہ بھی کہا جاتا ہے لہذا فلسفیانہ تحقیق ہو یا سائنسی عمل، ہر دو صورتوں میں حقیقت کا تعین کرنا مقصود ہوتا ہے اور جب حقیقت عیاں ہو جاتی ہے تب اس کو متعلقہ شعبہ علم سے وابستہ یا منسوب کیا جاتا ہے۔

بہرحال درجہ بندی ایک فکری عمل ہے جس کے ذریعہ کسی منتشر مواد کو کسی نظام کے تحت ان کی مناسبت، صفات اور منطقی اعتبار سے مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جائے۔ سیرز نے درجہ بندی کی واضح الفاظ میں یوں تعریف کی ہے:

"درجہ بندی سے مراد اصل مواد اور اشیاء میں اس طرح تفریق اور امتیاز کرنا ہے تاکہ مشابہ اور غیر مشابہ مواد اور چیزوں کو الگ الگ گروہوں میں تقسیم کیا جا سکے۔ اس تفریق اور الگ الگ گروہ کا مقصد ذہن میں پیدا شدہ خصوصیات کو واضح طور پر ظاہر کیا جائے نیز اس ترتیب کو باضابطہ طریقہ سے قلم بند کیا جائے

تاکہ آئندہ اس ترتیب کو اسی صورت میں آسانی سے برقرار رکھا جا سکے۔ اس طریقہ تقسیم یا ترتیب کا بنیادی مقصد یہ ہونا چاہیے کہ تقسیم شدہ مواد کی شاخوں میں باہمی تعلق برقرار رہے اور خصوصیات کا پتہ چلے"۔[۷]

درجہ بندی کی اقسام

خالق کائنات کی تخلیقات اور ان سے کماحقہ استفادہ کے لیے ان اشیاء کی مصنوعات اور ان کے متعلق علوم، مفکرین اور محققین کے خیالات اور عقائد وغیرہ سے ہمیں اکثر واسطہ پڑتا ہے۔ ان اشیاء، مواد، علوم، خیالات اور عقائد وغیرہ کی مختلف خصوصیات یا امتیازات ہوتے ہیں اور وہ اشیاء وغیرہ اپنی خصوصیات سے معروف ہوتی ہیں لہذا ہم ان کی ان ہی مشابہ یا غیر مشابہ خصوصیات کی بنیاد پر گروہ بندی یا درجہ بندی کرتے ہیں۔ طریقہ درجہ بندی میں خصوصیت کا تعین کرنا ضروری ہے جو بنیادی طور پر دو قسم کی ہو سکتی ہیں یعنی (۱) فطری خصوصیت اور (۲) مصنوعی خصوصیت۔ ان خصوصیات کی بنیاد پر جو درجہ بندی کی جائے گی اس کو (۱) فطری درجہ بندی اور (۲) مصنوعی درجہ بندی کہا جائے گا۔

(۱) فطری درجہ بندی (Natural Classification)

وہ تخلیقات جن کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے کی اور ان کی خصوصیات میں فرق یا امتیاز ایک گروہ میں فطری طور پر موجود ہو، تو اس بنیاد پر جو درجہ بندی کی جائے گی اس کو فطری درجہ بندی کہا جائےگا، مثلاً جنس کے اعتبار سے مرد اور عورت میں قدرتی یا فطری فرق نمایاں طور پر موجود ہے لہذا مردوں اور عورتوں کو دو گروہوں میں تقسیم کا عمل فطری خصوصیات کی بنیاد پر کیا گیا۔ اسی طرح سارے حیوانات (چرند، پرند، درند)، نباتات، جمادات وغیرہ کو ان کی فطری یا قدرتی خصوصیات پر گروہوں میں درجہ بند یا تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۲) مصنوعی یا غیر فطری درجہ بندی (Artificial Classification)

وہ تخلیقات جو انسان اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے قدرتی وسائل سے استفادہ کرتے ہوئے مصنوعات کی شکل میں پیش کرتا ہے اگر ان تخلیقات کو اس کی مصنوعی خصوصیت کے فرق یا امتیاز، جو کسی صفت کی وجہ سے اس کی خاصیت میں تبدیلی یا غیر فطری عمل سے کی گئی ہو، کی بنیاد پر گروہوں میں تقسیم یا درجہ بندی کی جائے گی تو اس کو مصنوعی درجہ بندی کہا جاتا ہے، مثلاً لکڑی سے ہم نے دروازے، کھڑکیاں، میز، کرسی وغیرہ بنائی یا گنے سے گڑ اور شکر حاصل کیا، دیگر الفاظ میں "ایسی تقسیم جو کسی انسانی ضرورت کے پیش نظر

فطری اصول کو نظر انداز کر کے کی یا قدرتی تقسیم میں رد و بدل کر کے کی تو وہ مصنوعی تقسیم کہلائے گی"۔ فلپس کے خیال میں "فطری درجہ بندی ہم اس طریقہ ترتیب کو کہتے ہیں جس کے تحت ہم مواد کو فطری خصوصیت کی بنیاد پر مختلف یا غیر مشابہ مواد سے الگ کر لیں اور مصنوعی یا غیر فطری درجہ بندی وہ ہوگئی جس میں ہم اشیاء کی مصنوعی خصوصیات کی بنیاد پر الگ گروہوں کی شکل میں ترتیب دیں"۔[۸]

فطری درجہ بندی صرف خالق کائنات کی تخلیقات میں کی جاتی ہے مگر مصنوعی یا غیر فطری درجہ بندی ساری انسانی تخلیقات میں کی جاتی ہے۔

درجہ بندی کی خصوصیات

فطری اور مصنوعی یا غیر فطری خصوصیات کے علاوہ رچرڈسن نے عمل درجہ بندی کے لیے مندرجہ ذیل خصوصیات کا بھی تذکرہ کیا ہے جن کی بنیاد پر علوم یا مواد کو ترتیب دیا جاتا ہے:

(۱) **منطقی (Logical)**: وہ طریقہ تقسیم جو کسی مواد کو مشکل سے آسان بنا دے لیکن یہ تقسیم فطری خصوصیات کی بنیاد پر ہو۔

(۲) **ہیئتی (Geometrical)**: ہر قسم کا مواد مختلف ہیئتوں یعنی چوکور، تکون، مستطیل اور طویل وغیرہ کی شکل میں ہوتا ہے لہذا اس کو اس کی ساخت یا شکل کے اعتبار سے تقسیم کیا جائے، مثلاً میز، کرسی وغیرہ۔

(۳) **تاریخی (Historical)**: ہر قسم کے مواد اور مقامات کو تاریخی اہمیت حاصل ہوتی ہے لہذا اس کی ترتیب ادوار کے حساب سے کی جاتی ہے، مثلاً کسی ملک کی تاریخ۔

(۴) **ارتقائی (Evolutionary)**: چیز یا نظریہ کی ارتقائی منازل ہوتی ہیں لہذا ان منازل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو مرتب کیا جاتا ہے، مثلاً نظریہ حیاتیات کا تاریخی ارتقاء۔ یہ طریقہ منطقی طریقہ کے برخلاف ہے۔

(۵) **خاندانی (Genetic)**: حیوانات، جمادات وغیرہ کو ان کے منبع سے لے کر انتہا تک مختلف خاندانوں میں تخصیص کے لیے تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے خاندان سے پہچانے جائیں، مثلاً خاندان مغلیہ وغیرہ۔

(٦) **سن وار (Chronological)**: مواد کی اہمیت اس کے وقت اور سن سے بھی ہوتی ہے لہذا اس کو اس خصوصیت کی بنیاد پر درجہ بند کیا جاتا ہے تاکہ واقعات کے صحیح تعین میں ممد و معاون ثابت ہو۔

(۷) **متحرک (Dynamic)**؛ عارضی طور پر کسی مخصوص تقاضہ کے تحت الگ الگ گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۸) **ابجدی (Alphabetical)**؛ مواد کو ان کے عنوانات یا موضوعات کے تحت حروف تہجی کے تحت درجہ بند کیا جاتا ہے۔

(۹) **ہندسی (Mathematical)**؛ اعداد و شمار کی اہمیت کے مدنظر مواد کو ہندسوں کی شکل میں ظاہر کیا جاتا ہے اور ان ہی اعداد کو گروہوں میں ترتیب دیا جاتا ہے؛ مثلاً آبادی کے اعداد و شمار وغیرہ۔

تقسیم یا درجہ بندی فطری ہو یا مصنوعی "دونوں تقسیموں کا اصلی مقصد تنظیم، آراستگی یا ترتیب ہے اور ان کا کام صرف یہ ہے کہ اشیاء کے بے ترتیب اور بے ڈھنگے اجتماع کو باترتیب کر دیں"۔[۹] مصنوعی یا غیر فطری درجہ بندی کو علمی درجہ بندی بھی کہا جاتا ہے۔ "علمی تقسیم ایک سائنس یا علم ہے جیسے اصطفاف اور عملی تقسیم کا ایک ہنر یا فن ہے جسے تبویب کہہ سکتے ہیں--- مسٹر بروک سیرز نے یہ اصول اس طرح سمجھانے کی کوشش کی ہے، علمی تقسیم کا اصول یہ ہے کہ چیزوں کو پہلے بڑے بڑے گروہوں میں بانٹا جاتا ہے پھر ہر گروہ کو اس کی مختلف جماعتوں میں اور ہر جماعت کو اس کی ماتحت قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر قسم اپنی جگہ مختلف حصوں میں بانٹی جاتی ہے حتی کہ تقسیم کی آخری حد پر پہنچ جاتی ہے یا دوسرے الفاظ میں کلی (Generic) سے جزئی (Specific) کی طرف جاتی ہے"۔[۱۰]

خالق کائنات کی تخلیقات ہوں یا مصنوعی تخلیقات ہر ایک اپنے نام سے پہچانی جاتی ہیں۔ یہ نام درجہ بندی میں اصطلاحات کہلاتے ہیں۔ بقول محمد شفیع "علمی تقسیم کی ابتداء ایسی اصطلاحات سے ہوتی ہے جو وسعت (Extension) میں بہت زیادہ مگر عمق (Intension) یا معنی میں نہایت محدود ہوں اور اس کی انتہا ایسی اصطلاحات پر ہوتی ہے جو عمق میں بہت زیادہ مگر وسعت میں نہایت محدود ہوں--- فلسفہ کی رو سے اشیاء کی تقسیم جینس (Genus)، نوع (Species)، اصناف (Classes) اور افراد (Individuals) میں کی جاتی ہے۔ جنس وہ کُلی ہے جس کے ماتحت مختلف نوعیں ہوں، نوع وہ کُلی ہے جس کے ماتحت اصناف ہوں اور صنف وہ جس کے بہت سے افراد ہوں؛ مثلاً مادہ جنس ہے، نباتات نوع، درخت صنف --- اور ہر صنف کے درخت؛ مثلاً پیپل، شیشم، کیکر وغیرہ، افراد کہلاتے ہیں"۔[۱۱] لہذا مادہ کی ہر شاخ نوع ہوئی اور ہر نوع اصناف میں منقسم ہوئی اور ہر صنف افراد میں تقسیم ہوئی جو مادہ کی اصطلاحات کہلائیں۔ ہر اصطلاح کی کچھ ذاتی صفات اور خواص ہوتے ہیں جن سے وہ پہچانی جاتی ہے۔

فلسفہ میں ان کو محکومات کہتے ہیں۔

محکومات (Predicables)

ارسطو نے سب سے پہلے علوم کی درجہ بندی چند منطقی اصولوں کی بنیاد پر کی۔ ان بنیادوں کے محکومات حسب ذیل ہیں:

(۱) جینس (Genus)
(۲) نوع (Species)
(۳) فرق (Difference)
(۴) خواص (Properties) اور
(۵) عوارض (Accedents) ان محکومات کی مختصراً تعریف حسب ذیل ہے:

(۱) جینس (Genus): جینس اشیاء یا مواد کا ایسا مجموعہ ہے جس کو مختلف نوع میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اس طرح یہ کئی نوعوں یا گروہوں پر مشتمل ہوتا ہے؛ مثلاً جینس جسمانی اور غیر جسمانی۔

(۲) نوع (Species): نوع وہ گروہ ہے جو جینس کو تقسیم کرنے پر حاصل ہوا ہو یعنی جینس کے تقسیم شدہ حصوں میں سے ہر حصہ نوع کہلاتا ہے؛ مثلاً جینس جسمانی ہے تو اس کا نوع جان دار ہے یا بے جان۔

(۳) فرق (Difference): جینس کو مختلف گروہوں میں تقسیم کرنے کے لیے جو وجہ امتیاز یا خصوصیات اختیار کی جائے تو وہ وجہ امتیاز یا خصوصیت فرق کہلائے گی۔ فرق ایک ماتحت قسم کی نوع سے علیحدہ کرنے یا پہچاننے میں مدد دیتی ہے اور اگر ہم جینس سے ملا دیں تو پھر نوع بن جاتی ہے۔ فرق مشابہ چیزوں کو غیر مشابہ چیزوں سے علیحدہ کرنے کا ایک اہم اصول ہے جسے اصول درجہ بندی میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔

(۴) خواص (Properties): ایسی خاصیت یا صفت جو کسی جینس یا گروہ یا جماعت میں قدرتی طور پر مشترک ہو اور اس قدرتی خاصیت کی وجہ سے دیگر جینس کی نوع سے اس کو ممیز کیا جا سکتا ہے اور اس خاصیت کی وجہ سے نوع میں ایک بین فرق ہوتاہے، مثلاً حیوان ناطق میں مرد اور عورت ۔ کیونکہ مرد اور عورت کی خاصیت ایک دوسرے سے جدا ہے۔ خواص جینس کی ہر نوع میں مشترک ہوتے ہیں لیکن وہ جینس کی تعریف کے لیے ضروری خیال نہیں کیے جاتے۔

(۵) عوارض (Accedents): ایسا اتفاقیہ وصف جو کسی چیز یا نوع میں ہو یا نہ ہو مگر اس کے ہونے یا نہ ہونے سے اس کی فطرت میں

فرق نہیں آتا جیسے کسی انسان کا قد یا رنگ۔

"یہ محکومات دراصل ایک اصطلاح کے اوصاف کی فہرست ہے جس سے وہ منسوب کی جا سکتی ہے یا جن سے اس کے پہچاننے میں سہولت ہوتی ہے۔ جس قدر وسیع اصطلاح ہوگی اسی قدر اس کے محکومات یا اوصاف کم ہوں گے اور جوں جوں اس کی وسعت کا اثر کم ہوتا جائے گا، محکومات میں ترقی ہوتی جائے گی یعنی اس کی جینس، نوع، تعریف، فرق، خواص اور عوارض میں وضاحت پیدا ہوتی جائے گی"۔[١٢]

ارسطو کے ان محکومات کو تیسری صدی میں پورفائیری نے مزید وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ یہ اصول پورفائیری (ISAGOGA) یا اقسام کے تعارف کے نام سے مشہور ہیں۔ پورفائیری نے ان محکومات کو درجہ بندی کے شجر (شجر پورفائیری) کے عنوان سے وضاحت کی ہے جو حسب ذیل ہے:

ماده یا جوہر

غیر جسمانی یا روحانی (Incorporal) — (جسمانی) (Corporal)

بے جان (جمادات) (Inanimate) — جاندار (Animate)

غیر حسی (درخت) (Insensible) — حسی (Sensible)

بے شعور (دیگر حیوانات) (Irrational) — با شعور (انسان) (Rational)

افلاطون — بقراط — سقراط

ان محکومات کو مساوات کے ذریعے اس طرح بھی پیش کیا جا سکتا ہے:

ماده یا جوہر= جسمانی اشیاء+ غیر جسمانی اشیاء

جسم = جوہر + جسم

جاندار = جوہر + جسم + زندگی

حیوان = جوہر + جسم + زندگی + احساسات

انسان = جوہر + جسم + زندگی + شعور

سقراط = جوہر + جسم + زندگی + شعور + انفرادیت

شجر پورفائیری کے تحت ہر ماده یا مواد گروہ در گروہ تقسیم کیا جا سکتا ہے یہاں تک کہ وہ انتہائی درجہ تک پہنچ جائے۔ اس کے مطابق درجہ بندی میں ابتدائی جینس یا مواد کو وسعت کہا جاتا ہے یعنی وہ وسیع ترین حد ہے جہاں سے عمل درجہ بندی شروع کیا جاتا ہے اور آخری حد جہاں مزید تقسیم ناممکن ہو اس کو عمق کہا جاتا ہے۔ وسعت اور عمق کے نظریہ کو تعبیر (Detonation) اور

تضمین (Connotation) کہا جاتا ہے۔ "کسی چیز کی تعبیر سے مراد اس کی صفات اور خواص کو بیان کرنا ہے جس سے وہ پہچانی جاتی ہے اور تضمین سے مراد وہ تمام اشیاء ہیں جو اس کے ضمن میں آ جائیں یا جن پر وہ حاوی ہو یعنی وہ تمام جز جو کسی کل کے حصے ہوں"۔[۱۳] کسی اصطلاح کو دو طریقوں سے سمجھا جا سکتا ہے یعنی اس کی قسمیں بیان کی جائیں اور واضح کیا جائے کہ وہ کن چیزوں کا مجموعہ ہے۔ اس کو اصطلاح کی وسعت کہا جاتا ہے اور اس کی خصوصیات بیان کی جائیں جس سے اس کے معنی واضح ہو جائیں تو اس کو اصطلاح کی عمق کہا جاتا ہے؛ مثلاً سماجی علوم میں وسعت کے لحاظ سے سماجیات، سیاسیات، معاشیات، قانون، انتظام حکومت، سماجی بہبود، تعلیم، تجارت کے علوم شامل ہیں مگر محدود معنوں میں سماجی علوم سے مراد ایسا علم ہے جس میں سماج کے متعلق معلومات کا احاطہ کیا جائے۔ وسعت اور عمق کے لحاظ سے یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جتنا پھیلاؤ زیادہ ہوگا اور گہرائی کم ہوگی اور جتنا کم کرو وہ کم ہوگی مگر اس کی گہرائی یا گیرائی زیادہ ہوگی۔ علمی درجہ بندی میں ان اصولوں کو حتمی طور پر مدنظر رکھا جاتا ہے۔ بقول محمد شفیع

"علمی تقسیم قدیم زمانے سے فلسفیوں اور سائنس دانوں کا مشغلہ رہا ہے اور علم اور سائنس کی بہت سی تقسیمیں محض دماغی تفریح کے لیے بنائی گئی ہیں۔ ان میں ارسطو، پورفائیری، بیکن اورکولرج کی تقسیمیں قابلِ ذکر ہیں۔ ارسطو نے علم کے دو حصے کیے ہیں۔ علمی اور عملی اور ان دو حصوں کے مختلف عنوانات دیے ہیں--- پورفائیری نے اشیائے کائنات کی اصولی ترتیب کی ہے اور ان کا ایک ارتقائی شجرہ (Evolutionary Tree) مرتب کیا ہے جس میں علوم کی تقسیم مادے سے شروع ہو کر انسان پر ختم ہوتی ہے... بیکن نے علم کو تین بڑی شاخوں میں تقسیم کیا ہے یعنی (۱) تاریخ (حافظہ)، (۲) نظم (تخیل) اور (۳) فلسفہ (استدلال)۔ ان تین بڑی شاخوں کے ماتحت عنوانوں کی تفصیل دی ہے... کولرج نے علم کے چار بڑے حصے کیے ہیں؛ پہلا اور دوسرا حصہ سائنس کے لیے ہے تیسرے حصے میں بائیو گرافی اور تاریخ اور چوتھے میں متفرقات اور لیکسیکوگرافی یعنی لغت اور عام حوالے کا علم "۔[۱۴]

ان تقسیمات کے علاوہ چند اور تقسیمیں بھی مشہور ہیں۔ یونانی فلسفیوں میں ارسطو کے علاوہ افلاطون کی تقسیم بھی قابلِ ذکر ہے۔ افلاطون نے علوم کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ یورپی فلسفیوں میں اگئے کانٹ، ہربرٹ سپنسر، ہابسن اور بینتھم کا مطمع نظر علوم متداولہ کے حلقہ اثر کی حد بندی کرنا اور ظاہر کرنا ہے کہ ان کا آپس میں طبعی تعلق کیا ہے؟ کانٹ اور سپنسر نے علوم کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہابسن اور بینتھم نے دو شاخہ تقسیم کے اصول کو

یعنی نفس اور مادہ کو مدنظر رکھا۔

علمی درجہ بندی کی تعریف

درجہ بندی کے سلسلہ میں یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ "جماعت یا گروہ یا درجہ سے مراد متعدد اشیاء کا مجموعہ ہے جن میں سے ہر ایک میں کوئی قدر یا صفت مشترک طور پر پائی جاتی ہے اور اسی صفت یا قدر سے وہ ایک گروہ میں اکٹھے کیے جاتے ہیں اور صفت کے نہ ہونے سے وہ ایک دوسرے سے الگ کیے جاتے ہیں"۔[۱۵] اس وضاحت کو مدنظر رکھتے ہوئے علمی درجہ بندی کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے؛

"علمی درجہ بندی وہ درجہ بندی ہے جس میں علوم اپنی مشابہت اور تعلق کی بنیاد پر ایک گروہ میں اکٹھے کیے جاتے ہیں اور مشابہت اور تعلق نہ ہونے کی بنیاد پر وہ ایک دوسرے الگ کیے جاتے ہیں"۔

اصول درجہ بندی

علمی درجہ بندی کرتے وقت علوم کی خصوصیات یا فرق کے علاوہ چند بنیادی اصول پیشِ نظر رکھنا ضروری ہیں، جن کو رسمی اصول تقسیم کہا جاتا ہے۔ وہ اصول حسب ذیل ہیں؛

(۱) درجہ بندی شروع سے آخر تک کسی ایک خصوصیت کی بنیاد پر کی جائے یہاں تک کہ عمل درجہ بندی انتہا کو پہنچ جائے۔ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ بیک وقت دو یا اس سے زائد خصوصیات اس میں شامل نہ ہوں۔

(۲) ایک ہی مضمون کے مختلف موضوعات ہم پلہ ہوتے ہیں اس لیے عمل درجہ بندی میں ان کو برابر یا یکساں شمار کیا جائے اور ان کی ترتیب بھی ایک ہی انداز اور ایک ہی طریقہ سے ہونی چاہیے۔

(۳) کسی جینس عالی (Sumum Genus) یا انتہائی وسیع مضمون کی جب درجہ بندی کی جائے تو اس کی درمیانی جینس (Subaltern Genus) کو اسی طرح گروہ در گروہ تقسیم کیا جائے کہ تقسیم کے بعد ہر شاخ اپنی انتہا یعنی آخری حد یا ادنیٰ نوع (Intima Species) تک پہنچ جائے۔ ایسی تقسیم نہ کی جائے کہ ایک شاخ کو تو ادنیٰ نوع تک تقسیم کیا گیا ہو اور درمیانی جینس کو ادھورا چھوڑ دیا گیا ہو۔

بروک سیرز نے ان اصولوں کو اس طرح بیان کیا ہے؛

(الف) کسی مضمون کی تقسیم وسعت سے شروع ہو کر عمق پر

ختم ہونی چاہیے اور اگر اس کو عمق سے شروع کیا جائے تو وہ وسعت پر ختم ہو؛

(ب) عمل درجہ بندی سلسلہ وار ہونا چاہیے اور ہر نوع میں باہمی تعلق اور یکسانیت ہونی چاہیے؛

(ج) ہر جینس یا مضمون کی درجہ بندی کے لیے کسی فرق یا خصوصیت کو اختیار کرنا چاہیے؛

(د) عمل درجہ بندی میں خصوصیات کا استعمال ہر قدم پر مسلسل ہونا چاہیے؛

(و) ہر نوع کا تعلق ایک دوسرے سے قریب ہونا چاہیے؛اور

(ہ) ہر ادنیٰ نوع اپنی انتہائی حد پر متعین ہونی چاہیے۔

مذکورہ بالا علمی تقسیم کتابوں کی درجہ بندی کے لیے بھی استعمال ہو چکی ہے مگر کتب خانہ کی عملی ضروریات پورا کرنے میں ناکام رہی ہے۔ "اس میں علم کی فطری یا منطقی تقسیم اس طرح کی گئی ہے کہ اس کی تمام شاخیں قدرتی ترتیب میں آراستہ ہو سکیں لیکن کتابی تقسیم میں "قدرتی ترتیب" ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتی بلکہ ضرورت کے مطابق اس میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے"[۱۶]۔ سیرز علمی یا فکری درجہ بندی کو کتابی درجہ بندی کے لیے استعمال کرنے کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

"ماضی میں لائبریرین نے فلاسفر اور سائنس دانوں کی اسکیموں کو شامل کرتے ہوئے کتابی درجہ بندی کی۔ انھوں نے وہی ترتیب برقرار رکھی جو اس کے لیے مہیا کی گئی تھی اور انھوں نے اپنی ضروریات کے لحاظ سے اس میں کچھ تبدیلیاں بھی کیں"۔[۱۷]

علمی تقسیم کتابوں کی درجہ بندی کے لیے استعمال ضروری ہوئی ہے مگر کتابی درجہ بندی کی تمام ضروریات کو پورا نہ کر سکی کیونکہ علوم کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ کتابیں نہ صرف کسی واحد مضمون پر لکھی گئیں بلکہ ایک مضمون کا تعلق دوسرے مضمون یا مضامین کے متعلق بھی لکھی گئیں۔ کسی مضمون کے ذیلی مضامین کا تعلق صرف ایک موضوع ہی سے نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات مختلف موضوعات سے بھی ہوتا ہے نیز کتب خانوں کی مخصوص ضروریات مختلف بھی ہو سکتی ہیں؛ مثلاً تربیلا ڈیم پر ایک کتاب ہے۔ علمی تقسیم میں یہ کتاب "آب رسانی" کے مضمون کے تحت رکھی جا سکتی ہے مگر انجینئرنگ کے کتب خانہ میں ڈیم کی تعمیری انجینئرنگ کے تحت رکھی جائے گی، زرعی کتب خانہ میں "آب پاشی" میں رکھی جائے گی۔

بعض کتابیں دو یا دو سے زیادہ موضوعات پر ہوتی ہیں اور کتب خانے اپنی

مخصوص ضروریات کے مطابق ایسی کتابوں کو ایک فن میں اور بعض دوسرے فن میں رکھنا چاہیں گے۔ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ علمی تقسیم یا قدرتی ترتیب میں کتابی تقسیم کے لیے رد و بدل کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ہر کتابی تقسیم کی بنیاد پر علمی تقسیم ہوتی ہے اور کتابی تقسیم میں علمی یا منطقی ترتیب کا لحاظ بھی ضروری ہے مگر سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے منطقی ترتیب میں تبدیلی کر کے کتابی تقسیم میں بہتری پیدا کی جا سکتی ہے۔

کتابی تقسیم یا کتابی درجہ بندی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کتابوں اور دیگر مطالعاتی مواد کو موضوعات یا مضامین یا فنون کی مشابہت اورغیر مشابہت اور ایک دوسرے کے قریبی تعلق کو مدنظر رکھتے ہوئے گروہوں میں تقسیم کیا جائے اور ان کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ جس طرح قاری چاہتا ہے یا مطالعاتی مواد کی بوقت ضرورت بآسانی بازیابی یا نشاندہی ہو سکے۔ سیرز کہتا ہے:

"جب لائبریرین اس (درجہ بندی) کے متعلق بات کرتے ہیں تو ان کے مدنظر یہ ہوتا ہے کہ کتابوں کو اس انداز سے ترتیب دیا جائے جیسے قاری اس کے متعلق تصور کرتا ہے یا کم از کم وہ اس ترتیب کو چاہتا ہے"۔[۱۸]

پرانی کتابی درجہ بندی فنون ہی کی بنیاد پر کی جاتی تھی جس میں درجہ بندی کی دو رخی (مثبت اور منفی، جو منطقیوں کا اصول تھا) کو ترک کر کے "اس اصول کو مکمل طور پر اپنا لیا گیا کہ کتابی درجہ بندی بڑے موضوعات سے شروع ہو اور تقسیم کی ایک صفت یا اصول پر کاربند رہے اور اس طریق پر انھوں نے علم کے تمام شعبوں کا باضابطہ طور پر، سب سے بڑے عمومی درجہ سے شروع ہو کر، انتہائی مخصوص موضوع تک سب کا، اندراج کر لیا اور اس درجہ بندی میں انھوں نے ایک وقت میں ایک اصول تقسیم استعمال کیا جن سے مشابہت کے مدارج کے مطابق کتابوں کے گروہ مرتب ہو گئے"۔[۱۹] ان گروہوں کی مزید تقسیم در تقسیم کی گئی۔ اس طرح بڑے درجے،ذیلی درجے اور زیر ذیلی درجے وغیرہ کا تعین کیا گیا اور ان کی نشاندہی کے لیے تمام موضوعات کی علامات مقرر کی گئیں اس طرح ہر موضوع کا ایک تیار شدہ طلب نمبر یا موضوع نمبر مہیا ہو جاتا تھا۔ یہ طریقہ کار مختلف کتابی درجہ بندی اسکیموں میں اپنایا گیا۔

ہندوستان کے مشہور و معروف لائبریرین ڈاکٹر ایس - آر- رنگا ناتھن نے مذکورہ بالا طریقہ کار سے ہٹ کر اپنی کتابی درجہ بندی اسکیم کولن درجہ بندی (Colon Classification) میں طریقۂ ترکیبی پیش کیا ہے۔ اس اسکیم میں مختلف اجزاء کو مدنظر رکھتے ہوئے عددی نمبر کا تعین کرنے کی بجائے اس درجہ کے مختلف پہلوؤں کو یکجا کر کے ایک مضمون بنایا جاتا ہے۔ "اس اصول کی بنیاد یہ ہے کہ تمام موضوعات کا اندراج کرنے کی بجائے درجہ بند صرف بڑے درجوں اور

موضوعات کو درج کرے۔ اس کے بعد ہر بڑے درجے میں بنیادی خیالات یا عناصر (Concepts or elements) کا ذکر کیا جائے اور ان کو مختلف حصوں یا پہلوؤں (Facets) میں ترتیب دیا جائے"۔[۲۰] اکثر کتابوں کے موضوعات دو یا اس سے زائد عناصر کا مرکب ہوتے ہیں اور یہ عناصر مختلف موضوعاتی شعبوں سے لیے جاتے ہیں جو ان کے پہلو ہوتے ہیں لہذا کسی کتاب کی درجہ بندی کے لیے سب سے پہلے اس کے مرکب موضوع کا تجزیہ کرنا چاہیے اور اس کے مختلف عناصر کے پہلوؤں کا تعین کر لینا چاہیے۔ اس کے بعد ان پہلوؤں کے لیے مقرر کردہ علامات کو درست طریقہ سے اکٹھا کر کے موزوں درجہ بندی نمبر یا طلب نمبر بنا لیا جائے؛ مثلاً ایک کتاب کا عنوان "ہندوستان میں اسلام کا نظریہ اخلاقیات، اٹھارویں صدی میں" ہے، اس کتاب کا عددی درجہ بندی اسکیم میں ایک نمبر ہوگا مگر پہلو دار درجہ بندی میں اس کتاب کے موضوع کا تجزیہ کیا جائے گا اور اس موضوع کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا جائے گا پھر اس کے مختلف اجزاء کے لیے مقرر کردہ علامات کو یکجا کر کے طلب نمبر بنا لیا جائے گا۔ اس کے اجزاء حسب ذیل ہوں گے:

اسلام	نظریہ اخلاقیات	ہندوستان	اٹھارویں صدی
پہلو	پہلو	پہلو	پہلو
مذہب	نظریہ	مقام	وقت

یعنی اس کتاب کا طلب نمبر بنانے کے لیے پہلے مذہب جو ایک بڑا درجہ ہے اس میں نظریہ، مقام اور وقت کے نمبر شامل کیے جائیں گے اس طرح کتاب کا طلب نمبر بن جائے گا۔

کولن درجہ بندی کے علاوہ اس پہلو دار درجہ بندی کا اہتمام ڈیوی کے اعشاریائی درجہ بندی میں بھی ہے۔ اسے طلب نمبربنانے (Number building) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور یہ پہلو اس کی امدادی تقسیمات یعنی معیاری ذیلی صیغے، جس کی ڈیوی نے 01.-09. میں توسیع کی ہے، علاقائی تقسیم، ادب و زبان کے معیاری صیغے، افراد یا افراد کے خاص گروہوں کی تقسیم اور نسل اور قومی گروہوں کی تقسیم، کی شکل میں موجود ہے۔ تاریخ میں وقت کا تعین بھی کیا گیا ہے لہذا مذکورہ بالا کتاب کا نمبر ڈیوی کے تحت اس طرح مرتب کیا جائے گا۔

اسلام 297 + نظریہ 01.+ ہندوستان 954

اٹھارویں صدی 018 اور اس کتاب نمبر 018, 954., 297.01 ہوگا۔

عالم گیر اعشاریائی درجہ بندی یا UDC جس کی بنیاد ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم ہے اور خاص طور پر رسالوں اور رپورٹوں میں شائع شدہ مضامین کی درجہ بندی کے لیے مرتب کی گئی، اس میں بھی پہلودار درجہ بندی کا التزام کیا گیا ہے۔ اس درجہ بندی میں عددی نمبروں کے علاوہ ہر پہلو کو الگ الگ

مخصوص نشانات سے واضح کیا گیا ہے۔

پہلو دار درجہ بندی جس کی بنیاد مرکباتی یا تجزیاتی درجہ بندی ہے، کتابی درجہ بندی میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مشہور درجہ بندی اسکیمیں پہلو دار درجہ بندی کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی اسکیموں میں رد و بدل کی بھی خواہاں ہیں۔ خصوصی مضامین کی درجہ بندی اسکیم کی تشکیل میں پہلودار درجہ بندی کے نظریات کو بڑی اہمیت دی جا رہی ہے۔ مکمل طور پر پہلودار درجہ بندی کے بہت سے فوائد ہیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) موضوع عناصر کو پہلوؤں میں ترتیب دینے سے درجہ بندی کی ایک نہایت واضح ترتیب مہیا ہوتی ہے جو کتابی درجہ بندی میں ممد و معاون ثابت ہوگی؛

(۲) چونکہ تمام مرکب موضوعات کو عام درجہ بندی اسکیموں میں اندراج نہیں کیا جا سکتا اور پہلو دار درجہ بندی میں تمام مرکب موضوعات کا احاطہ کیا جا سکتا ہے لہذا یہ درجہ بندی درست درجہ بندی کی ضمانت ہے؛

(۳) علوم میں روز افزوں اضافہ جو زیادہ تر مرکباتی موضوعات پر ہو رہا ہے اس کا ساتھ صرف مکمل طور پر مرکباتی یا پہلو دار درجہ بندی ہی دے سکتی ہے اور دوسری درجہ بندی اسکیمیں اس اضافہ کا احاطہ نہیں کر سکتیں؛

(۴) درجہ بندی میں "جدول" ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ درجہ بندی جتنی مرکباتی ہوگی اتنے ہی اس کے جدول جامع اور مختصر ہوں گے اور اس کا استعمال اتنا ہی آسان ہوگا؛

(۵) مرکب موضوعات کی صحیح اور درست درجہ بندی صرف پہلودار درجہ بندی ہی کر سکتی ہے جبکہ عام درجہ بندیوں میں اس کا اہتمام نہیں ہے؛

(٦) چونکہ پہلودار درجہ بندی میں پہلوؤں کے لیے الگ الگ علامات مقرر کی جاتی ہیں اس لیے حافظہ اور یادداشت میں یہ زیادہ ممدومعاون ہوتی ہیں؛

(۷) چونکہ پہلودار درجہ بندی میں پہلوؤں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اس لیے پہلودار درجہ بندی مرتب کرنا عام درجہ بندیوں کے مقابلہ میں آسان ہے؛اور

(۸) عام درجہ بندیاں جو زیادہ تر "محکومات" کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مرتب کی جاتی ہیں وہ کتب خانوں کے مقاصد کو مکمل طور

پر پورا نہیں کرتیں۔ ان کے مقابلہ میں پہلودار درجہ بندی کتب خانوں کے مقاصد کو کافی حد تک پورا کرتی ہے اس لیے پہلودار درجہ بندی کتب خانوں کے لیے موزوں ہے۔

پہلو دار درجہ بندی میں مندرجہ بالا خوبیاں ضرور ہیں مگر کچھ مسائل بھی ہیں جن کی وجہ سے عام کتب خانوں کے لیے یہ درجہ بندی مناسب نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ اطلاعاتی مراکز اور سائنس کے خصوصی کتب خانوں میں، جہاں کتب کے علاوہ دیگر معلوماتی مواد خصوصاً رسائل میں شائع شدہ مضامین کی اہمیت ہو، قابل عمل ہو مگر چھوٹے کتب خانوں کے لیے یہ مناسب نہیں ہے۔ اس سے سیدھے سادھے نظام علامات میں پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور طلب نمبر طویل ہو جاتا ہے "بعض علامتیں؛ مثلاً (" " = ؛)، کتابیں ترتیب دینے اور کارڈوں کے فائل کرنے میں انتہائی دقتیں پیدا کرتی ہیں۔ "رنگا ناتھن کی کولن درجہ بندی (Colon classification) جو مکمل طور پر مرکباتی یا پہلودار درجہ بندی ہے، بہت پیچیدگیوں کی حامل ہے۔ موجودہ دَور کے علم کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ اس کا نظامِ علامات بہت مشکل اور درجہ بندی ناقابلِ فہم ہے اور تقریباً ناقابلِ عمل ہے"۔[۲۱]

کتابی درجہ بندی چاہے وہ عام درجہ بندی ہو یا پہلو دار، تمام موضوعات کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ وہی درجہ بندی اسکیم زیادہ قابلِ عمل ہوتی ہے جو درجہ بندی کرنے والے کو ہر قسم کے موضوعات کی کتابوں کو درجہ بند کرنے میں سہولت مہیا کرے اور قاری بغیر کسی دقت کے اپنی مطلوبہ کتاب کو شیلف پر پا سکے۔ شیلف پر کتابیں موضوعات کی بنیاد پر ترتیب دی جاتی ہیں۔ ذیلی اور زیر ذیلی موضوعات، بڑے موضوع کے تابع ہوتے ہیں، لہذا چھوٹے کتب خانوں میں جہاں کتابوں کی تعداد کم ہوتی ہے وہاں بڑے موضوعات کی بنیاد پر درجہ بندی کر کے، تجویز شدہ عددی نمبر یا طلب نمبر کے تحت شیلف پر کتابیں رکھی جائیں تو کتب خانہ کے عملے اور قاری دونوں کو سہولت ہوگی۔ بڑے اور خصوصی کتب خانوں میں یہ طریقہ کار مناسب نہیں۔ بڑے اور خصوصی کتب خانوں میں بڑے موضوعات کے علاوہ ذیلی اور زیر ذیلی موضوعات اور مرکباتی موضوعات پر بھی کتابیں ہوتی ہیں اس لیے ان کی صحیح اور درست درجہ بندی کی ضرورت پیش آتی ہے۔

موضوعات کے لحاظ سے کتابوں کو تین گروپوں میں تقسیم کیا جاتا ہے یعنی (۱) ایک موضوعی کتب، (۲) دو موضوعاتی کتب اور (۳) کثیر الموضوعاتی کتب۔ ایک موضوعی کتب کی درجہ بندی موضوع کے لحاظ سے مقررہ عددی نمبر یا علامت کے تحت کی جاتی ہے۔ اگر دو موضوعاتی کتاب کسی ایک بڑے موضوع کے

دو حصوں پر مشتمل ہو تو کتاب بڑے موضوع میں رکھی جاتی ہے اور اگر کتاب دو الگ الگ موضوع پر مشتمل ہو تو پہلے موضوع میں کتاب رکھی جائے اور دوسرے موضوع کی نشاندہی کیٹلاگ کارڈ میں کی جائے۔ کثیر الموضوعاتی کتب جو عام طور پر مختلف الموضوعات ہوتی ہیں، مثلاً دائرۃ المعارف، عام لغات، مختلف مضامین کے مجموعے وغیرہ، اس لیے ان کو عام درجہ میں رکھا جائے۔

جزوی یا ہیئتی تجزیہ

ایک موضوعی، دو موضوعاتی اور کثیر الموضوعاتی کتب کے علاوہ کچھ کتابیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں دو الگ الگ موضوعات کی بجائے ایک موضوع کا تعلق دوسرے موضوع یا موضوعات سے کیا جاتا ہے یا ایک موضوع کا اثر دوسرے موضوع پر ظاہر کیا جاتا ہے تو ایسی کتابوں کو مرکب کی بجائے پیچیدہ کہا جاتا ہے۔ ایسی پیچیدہ کتابوں کی درجہ بندی ایک مشکل امر ہے۔ عام درجہ بندی اسکیموں میں اس قسم کے پیچیدہ موضوعات کا پہلے سے اندازہ کر کے ان کا جدول میں اندراج کر دینا ناقابلِ فہم ہے۔ اگر اس قسم کے پیچیدہ تمام موضوعات کا احاطہ کر کے جدول میں شامل کر بھی لیا جائے تو جدول بہت طویل ہو جائے گا۔ اس قسم کے موضوعات کے حل کے لیے کوئی طریقہ کار اختیار کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے رنگا ناتھن نے کولن درجہ بندی میں ایسی انتہائی جزئیات کو ایک باقاعدہ سوچی سمجھی اسکیم کے تحت درج کیا ہے جسے جزئیائی تجزیہ (Phase analysis) کا نام دیا گیا ہے۔ اہم جزئیات یہ ہیں؛[۲۲] تعلق یا اثر (Influence)، وضاحت (Bias)، تقابلی جائزہ (Comparision)۔ ڈیوی اعشاریائی اسکیم میں اس قسم کی درجہ بندی کے لیے نشاندہی کی گئی ہے مگر لائبریری آف کانگریس میں تجزئیاتی پہلو کی بنیاد پر پیچیدہ موضوعات کی درجہ بندی کے لیے کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔

کتابی درجہ بندی کے جدید اصول

مذکورہ بالا بحث سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کتابی درجہ بندی، وہ عام درجہ بندی ہو یا پہلو دار، موجودہ دور کی تمام ضروریات کا پورا پورا احاطہ نہیں کر سکتی کیونکہ کتابیں نہ صرف ایک موضوعی، دو موضوعاتی اور کثیر الموضوعاتی ہی نہیں بلکہ مرکب اور پیچیدہ موضوعات کی بھی ہوتی ہیں اور ان سب موضوعات کے لیے دونوں قسم کی درجہ بندی اسکیمیں نامکمل ہیں، اس لیے کچھ اصول مرتب کیے گئے ہیں جن کے ذریعے صحیح اور درست درجہ بندی کی جا سکتی ہے۔ وہ اصول حسب ذیل ہیں؛

(۱) مرکب موضوعاتی کتب کی درجہ بندی کے لیے پہلوؤں کے لحاظ سے تجزیہ اور پیچیدہ موضوعات کے لیے جزئیاتی تجزیہ کرنا چاہیے۔ ان تجزیوں کی معاونت سے نئے مضامین کی درجہ بندی کی جا سکتی ہے۔ یہ دونوں تجزیے کتابوں کی تفصیل اور صحت کے ساتھ درجہ بندی کرنے میں بڑے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

(۲) مواد کی درست اور تفصیلی درجہ بندی کے لیے علاماتی تجزیہ بہت ضروری ہے۔ چونکہ کوئی درجہ بندی موضوعات کے آپس میں جملہ تعلقات بیان نہیں کر سکتی لہذا بڑے گروہوں کی درجہ بندی کرنی چاہیے اور چھوٹے گروہوں خصوصاً ذیلی گروہوں یا جزئیات کو حتی الامکان نظر انداز کر دینا چاہیے اور اس کمی کو پورا کرنے کے لیے ان کا تذکرہ اشاریہ میں کر دینا چاہیے۔

(۳) "درجہ بندی کرتے وقت نہ صرف بنیادی موضوع کو ہی درج کیا جائے بلکہ ایسے علمی یا موضوعی حالات جن سے اس کتاب کا تعلق ہے یا جن کے ضمن میں وہ کتاب آتی ہو، کا ذکر کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔۰۰۰۰۰ پس کتابوں کی صحیح درجہ بندی Classification by discipline میں ہونی چاہیے نہ کہ Classification by attraction جس میں کتابوں کی درجہ بندی میں کتاب صرف ایک ہی جگہ رکھی جا سکتی ہے"۔[۲۳]

مذکورہ بالا اصولوں کے تحت درجہ بندی کرتے وقت اس امر کو پیشِ نظر رکھا جائے کہ (۱) موضوعات کی ترتیب وہی ہو جسے اس موضوع کے ماہر درست اور بہتر سمجھتے ہوں؛ (۲) ان موضوعات کے محققین ان کی ترتیب جس طرح چاہتے ہوں؛ اور (۳) ان موضوعات، ذیلی موضوعات اور جزئیات پر جو کچھ شائع ہو رہا ہو ان کو اسی طرح درجہ بند کرنا چاہیے۔

درجہ بندی اسکیموں کی تشکیل میں مندرجہ ذیل ترتیب کو مدنظر رکھنا چاہیے: (۱) بنیادی درجوں کی ترتیب، (۲) خاص موضوع کے متعلق تفصیلی اور تشریحی ترتیب، (۳) مختلف موضوعات کا بالترتیب اندراج اور (۴) سارے موضوعات کے اشاریہ کو مرتب کرنا۔

۱۔ بنیادی درجوں کی ترتیب

بنیادی درجوں کی ترتیب میں اس امر کو خاص طور پر مدنظر رکھنا چاہیے کہ سارے موضوعات یا مضامین یا فنون کا احاطہ ان بنیادی درجوں میں کر دیا جائے اور بنیادی درجوں کی ترتیب اس انداز سے کی جائے کہ متعلقہ موضوعات

ساتھ ساتھ ہوں۔ ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی میں اس کا اہتمام نہیں کیا گیا ہے؛ مثلاً لسانیات (400)، ادبیات (800)، سماجی یا معاشرتی علوم (300) اور تاریخ وغیرہ (900) جن کا قریبی تعلق ہے مگر اُن کو ایک دوسرے سے دور رکھا گیا ہے۔ اس کے برخلاف ای ۔ سی۔ رچرڈسن اور چارلس کٹر نے بڑے درجوں کو مناسب مقام دیا ہے " ان کا خیال ہے کہ تقسیم فلسفیانہ ہونی چاہیے اور اس میں وہی اصول کارفرما ہونا چاہیے جو کائنات میں جاری و ساری ہے۔ کائنات خود درجہ بند ہے اور درجہ بندی میں وہی ترتیب ہونی چاہیے، یعنی قدرتی اور سائینٹیفک ہو۔ اس کے برعکس ای۔ ایچ۔ بلس کی رائے ہے کہ موضوعات کی ترتیب کے بارے میں قدرتی یا سائنسی ترتیب فائدہ مند نہیں بلکہ ایسی ترتیب ہونی چاہیے جس پر بیشتر افراد کا اتفاق رائے ہو۔ اس کے خیال میں کتابی درجہ بندی میں مواد کی گروہ بندی بیشتر قارئین کی مسلّم ضروریات کے مطابق ہونی چاہیے"[۲۴]۔ بلس کی درجہ بندی کا بغائر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بعض موضوعات کا ایک ہی جگہ کی بجائے متبادل جگہ میں بھی تعین کیا ہے جس سے پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ بعض مفکرین کی رائے ہے کہ بنیادی درجہ کے موضوع کے تحت دیگر موضوعات کی تشریحی ترتیب صحیح اور موزوں ہو تو بنیادی درجوں کی ترتیب میں اگر فرق بھی ہو تو کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ بہرحال ضرورت کے تحت بنیادی درجوں کی ترتیب بھی درست ہو تو بہتر ہے۔

۲۔ خاص موضوع کے متعلق تفصیلی و تشریحی ترتیب

درجہ بندی مرتب کرتے وقت اس امر کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ خصوصی موضوعات کی نہ صرف درجہ بندی کی جائے بلکہ ان موضوعات کا دوسرے موضوعات سے تعلق بھی ظاہر کیا جائے کیونکہ اصول درجہ بندی کے تحت درجہ بندی بڑے موضوعات سے شروع ہو کر چھوٹے موضوعات پر ختم ہوتی ہے نیز مرکب موضوع کے اندر عناصر کی ترتیب کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ سیرز موضوعات کی تقسیم کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے؛

"ذیلی موضوعات کی تقسیم وسیع تر ہونی چاہیے یعنی ہر موضوع کی تقسیم ترتیب وار اور حتی الامکان گہرائی اور گیرائی کے ساتھ ہو۔ اگر ان تمام ذیلی اور زیر ذیلی موضوعات کو یکجا کیا جائے تو ہر لحاظ سے وہ تشریحی موضوع بن جائے"[۲۵]۔

موضوعاتی ترتیب کے سلسلہ میں رنگاناتھن نے اپنی کولن درجہ بندی اسکیم میں ایک نمونہ پیش کیا ہے اس نے تمام موضوعی پہلوؤں کو پانچ عناصر یعنی (۱) Personality، (۲) Matter، (۳) Energy، (۴) Time اور (۵) Space سے ترتیب

دیا ہے۔ اس کو عناصر کا مجموعہ یا PMEST بھی کہا جاتا ہے۔ اس نمونہ میں Personality سے مراد بنیادی موضوع ہے، Matter سے مراد اس کا اصل موضوع ہے، Energy سے مراد اس کے تمام عملیات ہیں اور Time اور Space سے ان کا عہد اور علاقہ ظاہر کرتا ہے۔ چونکہ Personality اور Matter میں تفریق کرنا ایک مشکل امر ہے نیز Energy میں بہت سی چیزیں آ جاتی ہیں اس لیے اس نمونہ کے تحت صحیح درجہ بندی کرنا نہ صرف مشکل ہے بلکہ پیچیدگیوں کا شکار ہونے کا احتمال ہے۔ بہرحال تشریحی ترتیب میں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ برابر کے موضوعات میں مطابقت اور موزونیت ہو۔

۳۔ ترتیب اندراج

موضوعات کو ترتیب دینے اور ان کا اندراج کرنے میں اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ سب سے زیادہ بنیادی، اہم اور ضروری پہلو سب سے پہلے درج ہوں اور اس کے متعلقہ موضوعات کا اندراج ان کی اہمیت کے لحاظ سے بالترتیب کیا جائے، یہاں تک کہ وہ موضوعات عمومی سے خصوصی تک پہنچ جائیں؛ مثلاً

سماجی علوم ←—— معاشیات ←—— بنک و بنکاری ←—— بین الاقوامی بنک اور بنکاری ←—— عالمی بنک۔

۴۔ موضوعی اشاریہ

درجہ بندی کی تشکیل میں مندرجہ بالا تین امور درجوں کی تشکیل اور ان درجوں کے موضوعات کی ترتیب و اندراج کے متعلق تھے۔ موضوعات کے لیے تعین کردہ درجوں کی علامت کی نشاندہی کے لیے موضوعی اشاریہ کو مرتب کرنا بھی درجہ بندی کی تشکیل کے لیے ضروری ہے۔ چونکہ اشاریہ درجہ بندی کا ضروری حصہ ہے اس لیے ہر درجہ بندی اسکیم میں تمام موضوعات کو حروف تہجی کے اعتبار سے تمام مضامین اور موضوعات کا بالترتیب اندراج کر کے ایک اشاریہ تیار کیا جاتا ہے۔ اشاریہ میں وہ مضامین بھی درج کیے جاتے ہیں جن کو درجہ بندی میں چھوڑ دیا گیا ہو۔ اس میں مترادفات بھی درج کیے جاتے ہیں۔ موضوعات و مضامین کی مقرر کردہ علامات کی نشاندہی کے لیے ہر موضوع کے آگے متعلقہ علامت تحریر کی جاتی ہے تاکہ اصل جدول کی مدد سے اس موضوع کی کتاب کی درجہ بندی کی جا سکے۔ جدول میں جن مضامین کو چھوڑ دیا گیا ان کے لیے اشاریہ میں متبادل موضوعات اور ان کی علامات تحریر کی جاتی ہیں۔ اشاریہ اچھی درجہ بندی کا بدل نہیں ہے مگر "یہ انتہائی مفید اور لازمی معاونت ہے اس کے مندرجہ ذیل دو واضح فوائد ہیں؛

(۱) اشاریہ باضابطہ ترتیب کردہ درجہ بندی میں تمام موضوعات کی نشاندہی کرتا ہے۔

(۲) موضوع کے تعلقاتی پہلو (Aspects) جو درجہ بندی اسکیم میں مختلف جگہ پر بکھرے ہوتے ہیں، ان کا آپس میں تعلق ظاہر کرتا ہے۔"[۲۶]

درجہ بندی کی اصطلاحات

اس باب میں کتابوں کو ایک تنظیم کے ذریعے ترتیب دینے کی ضرورت، ترتیب کے بنیادی عناصر، درجاتی ترتیب یا درجہ بندی، درجہ بندی کی تعریف اور اس کے اصول کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا۔ یہ بھی بتایا گیا کہ کتابی درجہ بندی کا زیادہ تر انحصار علمی درجہ بندی پر ہے اور علمی درجہ بندی فطری اور غیر فطری درجہ بندی کی اساس پر مرتب کی جاتی ہے۔ کتابی درجہ بندی کا مقصد عملی طور پر کتابوں کی درجہ بندی کر کے ان کے صحیح مقام پر رکھنا اور بوقت ضرورت بآسانی ان کو بازیافت کرنا ہے۔ درجہ بندی کے لیے اولاً درجہ بندی اسکیم کامطبوعہ جدول ہونا ضروری ہے جس کی مدد سے کتابوں کو ایک نظم کے تحت ترتیب دینے کے لیے ان کے مقامات/ علامات کا تعین کیا جا سکے۔ جدول سے علامات کے تعین کے لیے اس جدول کے اشاریہ سے بھی مدد لی جاتی ہے۔ اس طرح جدول اور اشاریہ علامات کے تعین کے لیے ضروری ہیں۔ چونکہ مختلف علوم اور ان کی جزئیات کے موضوعات عام فہم نہیں ہوتے اس لیے درجہ بندی اسکیم مرتب کرنے والے جدول مدون کرنے سے قبل ان موضوعات کے عام فہم نام یا اصطلاحات مرتب کرتے ہیں اور انہی اصطلاحات کی علامات مقرر کرتے ہیں۔ لہذا کسی درجہ بندی اسکیم کو مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل مراحل سے گزرنا پڑتا ہے:

۱۔ اصطلاحات کو مرتب کرنا اور ان کی علامت کا تعین کرنا

۲۔ جدول کو مدون کرنا

۳۔ جدول کے اشاریہ کو ترتیب دینا

چونکہ ہر درجہ بندی اسکیم میں علامات کے تعین کے لیے اصطلاحات، جدول اور اشاریہ ضروری ہے اس لیے ان کے متعلق اہم درجہ بندی اسکیموں میں ان کا مختصر سا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مزید براں باب نہم میں ان کا اجمالی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

حوالہ جات

۱- محمد شفیع- انتظام کتب خانہ، کراچی، عباسی لیتھو آرٹ پریس، ۱۹۴۹ء ،ص ۱۰،

۲- ایضاً، ص ۱۲

۳- ایضاً، ص ۱۲، ۱۳

۴- ایضاً، ص ۱۳، ۱۴

۵- غنی الاکرام سبزواری، "درجہ بندی"، کراچی، لائبریری پروموشن بیورو ۱۹۸۰ء، ص ۱۷

٦- W.C. Berwick Sayers. Manual of Classification for Libraries and Bibliographies. 4th edn. London, Andre Deutsch, 1967. P.1

۷- ایضاً، ص ۳۱.

۸- W. Howard Phillips. Primer of Book Classification. London, Association of Assistant Librarians, 1951. PP.10-12

۹/۱۰- محمد شفیع- محولہ بالا، ص ۱۸

۱۱- محمد شفیع- محولہ بالا، ص ۱۹

۱۲- محمد شفیع- محولہ بالا، ص ۲۱

۱۳- محمد شفیع- محولہ بالا، ص ۳۱

۱۴- محمد شفیع- محولہ بالا، ص ۲۴-۲۷

۱۵- محمد اسلم- درجہ بندی اور تنظیم کتب خانہ، لاہور، اسلامک بک سروس، ۱۹۸۲ء، ص ۲، ۳

۱٦- محمد شفیع- محولہ بالا، ص ۲۹-

۱۷- W.C. Berwick Sayers. Introduction to Library Classification. London, Grafton & Co, 1950. P.7

۱۸- ایضاً، ص ۳

۱۹- محمد اسلم- محولہ بالا، ص ۷، ۸

۲۰- محمد اسلم- محولہ بالا، ص ۹

۲۱- محمد اسلم- محولہ بالا، ص ۱۲

۲۲- محمد اسلم- محولہ بالا، ص ۱۴

۲۳- محمد اسلم- محولہ بالا، ص ۱۵

۲۴- محمد اسلم- محولہ بالا، ص ۱۷

۲۵- Sayers. Op cit. P.13

۲٦- محمد اسلم- محولہ بالا، ص ۱۹

باب سوم

دَرجہ بَندی کی تاریخ

درجہ بندی کی تاریخ انسانی فکر کی تاریخ کے متوازی چل رہی ہے۔ ابتدائی زمانہ کے مفکرین اپنے زمانہ کے علوم اور فکر کی بنیاد پر علوم کی درجہ بندی کرتے تھے جس طرح موجودہ زمانہ کے علوم اور فکر کو مدنظر رکھ کر درجہ بندی کی جاتی ہے۔ جیسے جیسے علوم میں اضافہ ہونے لگا، مفکرین مشابہت اور غیر مشابہت کی بنیاد پر علوم کو تقسیم کرتے رہے۔ اس درجہ بندی کو فلسفیانہ اور سائنسی درجہ بندی بھی کہا گیا۔ ایڈورڈ ایڈورڈس اس کو مابعد الطبیعاتی (Metaphysical) درجہ بندی کہتا ہے۔ آرنسٹ کوشنگ رچرڈسن (Ernest Cushing Rechardson) کا خیال ہے کہ درجہ بندی کی ابتداء اس وقت سے ہوئی جب انسان نے چیزوں کے نام رکھنا شروع کیا تھا۔ اس نےاپنی کتاب Classification: Theoritical & Practical میں کم از کم ۱۶۱ درجہ بندی اسکیموں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس نے درجہ بندی کی ابتداء افلاطون (۳۴۷-۴۲۸ ق م) کےجمہوریہ سے شروع کر کے ای۔ برتھل (E.Berthal) کے زمانہ سنہ ۱۹۱۰ء پر ختم کی ہے۔ البرٹ کم (Albert Cim) اپنی کتاب La Livre (پیرس ۱۹۰۷ء) کی چوتھی جلد کے ایک باب کیٹالاگس اور درجہ بندی (Catalogues & Classification) میں البرٹ میرے (Albert Maire) کے قول کو نقل کیا ہے کہ کم از کم ۱۵۰ درجہ بندی اسکیمیں ایسی تھیں جس کے تحت کتابوں کی درجہ بندی کی جاتی تھی۔ بعض مغربی مفکرین فرانسیس بیکن (۱۶۰۵ء) کی درجہ بندی سے قبل تیس قابلِ ذکر درجہ بندی اسکیموں کا ذکر کرتے ہیں۔ "براون کی کتاب Guide to Librarianship میں L.S. Jast کا ایک باب درجہ بندی سے متعلق تھا، جس میں ۱۵۰ ق م سے ۱۹۰۵ء تک کی کتابی درجہ بندی اسکیموں کی ایک تاریخ وار فہرست دی گئی تھی مگر اب وہ کتاب دستیاب نہیں ہے"۔[۱] بروک سیرز نے اپنی کتاب An Introduction to Library Classification (لندن ۱۹۵۰ء) میں ۴۲۸ ق م سے ۱۹۳۳ء تک کی ۳۵ معروف درجہ بندی اسکیموں کی ایک فہرست کو شامل کیا ہے جو حسب ذیل ہے:

Assur-bani-Pal

1.	BC	428-347	Plato
2.		384-322	Aristotle
3.		260-240	Calli Machus
4.	ADC	305	Porphyry
5.	C	439	Capella

6.	1266	Roger Bacon
7.	1498	Aldus Mautius
8.	1548	Conrad Gesner
9.	1583	La Croix De Maine
10.	1587	Christofle de Savigny
11.	1605	Francis Bacon
12.	1643	Gabriel Navd'e
13.	1678	Jean Garnier
14.	1679	Ismael Bouilleau
15.	1705	Gabriel Martin
16.	1763	Guillaume De Bure
17.	1810	Jacques-Charles Brunet
18.	1814	Thomas Hartwell Horne
19.	1836	British Museum
20.	1859	Edward Edwards
21.	1870	W.T. Harris
22.	1871	Natale Battezzati
23.	1876	Melvil Dewey-Decimal Classification.
24.	1879	J. Schwartz
25.	1879-1901	Charles Ammi Cutter-Expansive Classification
26.	1882	Lloyd P. Smith
27.	1888	Otto Hartwig
28.	1890	Leopold Delisle
29.	1895	Quinn-Brown-
30.	1898	James Duff Brown-Adjustable Classification
31.	1901	Library of Congress
32.	1905	Classification Decimale (Institute International De Bibliographie)
33.	1906	J.D. Brown-Subject Classification
34.	1933	Henry Evelyn Bliss-System of Biblio graphic Classification
35.	1933	S.R. Ranganthan-Colon Classification

مذکورہ بالا ۳۵ معروف اسکیموں میں ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی سے قبل مغربی دنیا میں ۲۲ اسکیمیں شہرت یافتہ اور زیر استعمال تھیں اور ان میں سے ۵ اسکیمیں سنہ ۴۳۹ء سے پہلے کی تھیں اور سنہ ۴۳۹ء تا ۱۲۶۶ء یعنی ۸۲۷ سالوں میں کسی معروف درجہ بندی کی اسکیم کا تذکرہ مغربی دنیا میں نہیں ملتا۔ یہ وہ دور تھا جس میں مغربی دنیا علمی اعتبار سے تنزل پذیر تھی اور رسول اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد عرب اور دیگر مسلم ممالک میں علم کی ترویج کی وجہ سے مختلف علوم جنم لے رہے تھے اور مسلم فلاسفہ علوم کی ایجادات کے ساتھ ساتھ علم کی درجہ بندی بھی کرتے جا رہے تھے (اسلامی عہد کی درجہ بندی اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیے)۔

سیزر مغربی دنیا کی درجہ بندی اسکیموں کو تین بڑے گروہوں میں تقسیم کرتا ہے یعنی ابتدائی علمی (Scholastic) اسکیمیں، (۲) افادیاتی (Utilitarian) اسکیمیں جن کی کوئی تسلیم شدہ فلسفیانہ (Philosphical) بنیادیں نہیں تھیں اور (۳) وہ اسکیمیں جن کی تسلیم شدہ فلسفیانہ بنیادیں تھیں۔ کچھ مفکرین علمی درجہ بندی اسکیموں کو تین گروہوں یعنی (۱) منطقی (Logical)، (۲) فلسفیانہ (Philosophical) اور (۳) سائنسی (Scientific) میں بھی تقسیم کرتے ہیں۔ ادوار کو مدنظر رکھ کر درجہ بندی کی تاریخ کو چار ادوار یعنی (۱) قدیم اسکیمیں؛ (۲) اسلامی (مسلم) عہد کی اسکیمیں؛(۳) مغربی دنیا کی سنہ۱۲۶۶ء تا ۱۷۶۳ء کی اسکیمیں؛اور (۴) انیسویں اور بیسویں صدی کی اسکیموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

درجہ بندی کی قدیم اسکیمیں

زمانہ قدیم کے کتب خانوں کے متعلق چیدہ چیدہ معلومات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے علمی ذخائر کسی نظریہ کے تحت آراستہ تھے۔ "قدیم ترین مصری عبادت گاہوں اور محلات کے علمی ذخائر غالباً فن وار آراستہ تھے۔ چنانچہ عدفو میں پیٹرا کا ایک گھر برآمد ہوا ہے جس کی کتابوں کی فہرست پتھر پر کندہ ہے۔ موضوعات میں مذہب، شکار، نجوم، ہیئت وغیرہ شامل ہیں"۔[۲] سب سے پہلا کتب خانہ جس کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل ہوئی ہیں، نینوا کے مشہور بادشاہ اشوربانی پال کا تھا۔ اس کتب خانہ میں بائیس ہزار سے زائد تختیاں برآمد ہوئیں جن کو برٹش میوزیم میں محفوظ کیا گیا۔ ان تختیوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا ایک گروہ میں سفلی اور دوسرے میں سماوی علوم کا ذخیرہ تھا۔ سفلی گروہ کے ذخائر کے موضوعات حسب ذیل تھے:

(۱)	ڈکشنریاں۔علم لغت	(۲)	تاریخی حکایات اور رزمی نظمیں
(۳)	مجموعہ قوانین	(۴)	سائنس
(۵)	سحر؛اور	(۶)	فلسفہ و اصولیات

چونکہ اس کتب خانہ میں فوجی ضابطوں اور نجومیوں کے پیش گوئیوں کے مجموعے الگ الگ رکھے گئے تھے اس لیے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خصوصی درجہ بندی کا نظام بھی تھا۔ یہ درجہ بندی سب سے پہلی کتابی درجہ بندی کی کوشش

کہی جا سکتی ہے جو اس فن میں ابتدائی حیثیت رکھتی ہے۔

بعد ازاں افلاطون نے علوم کو تین درجوں یعنی طبیعیات، اخلاقیات اور منطق میں تقسیم کیا تھا۔ ارسطو (۳۸۴ ق م) کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بھی علوم کو تین بڑے درجوں میں اور ان میں سے دو کو بالترتیب چار اور تین ذیلی درجوں میں تقسیم کیا جو حسب ذیل ہیں:

(۱) عملی علوم یا اخلاقیات
- (الف) معاشیات
- (ب) سیاسیات
- (ج) قانون
- (د) حقیقی سیاسیات

(۲) تخلیقی فن

(۳) نظریاتی علوم
- (الف) ریاضی
- (ب) طبیعیات
- (ج) دینیات

بہر حال یونانی مفکرین اور فلاسفروں نے اپنے اپنے انداز فکر سے علوم کی درجہ بندی کی۔

کتابی درجہ بندی کی تاریخ کتب خانہ اسکندریہ سے شروع ہوتی ہے جو زمانہ قدیم کا سب سے بڑا کتب خانہ تھا۔ بطلیموسون نے اس کتب خانہ کے لیے دنیا کے مختلف ممالک سے کتابوں کا ذخیرہ جمع کیا۔ "اس ذخیرہ کی دیکھ بھال اور اس کے لیے سرکاری لائبریری کالی ماکوس (Calli Machus) (۲۶۰-۲۴۰ ق م) اور تربیت یافتہ اسٹاف مقرر کیا گیا جن کی نگرانی میں تقسیم کا ضابطہ ۲۸۰ قم میں تیار ہوا تھا"۔[۳] اس ضابطے کے بڑے عنوان یہ ہیں:

(۱) شاعر　　(۲) واضح قوانین (قانون ساز یا قانون دان)
(۳) فلسفی　　(۴) مورخ
(۵) خطیب؛ اور　　(۶) متفرق مصنفین

چونکہ کتب خانے کا ذخیرہ ایک لاکھ سے اوپر تھا اس لیے ان بڑے عنوانات کے ہمراہ امدادی تقسیم کے قاعدے بھی تھے۔ اس درجہ بندی سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے بعض درجے عہدوں کے لحاظ سے ترتیب دیے گئے تھے اور بعض مصنفین کے لحاظ سے۔ اس کے بعد کتابی درجہ بندی کے متعلق بہت کم معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ سیرز[۴] کہتا ہے کہ اس مضمون پر تاریکی کی بہت سی صدیوں میں صرف کالی ماکوس ہی واحد شخص تھا جو اکیلا روشن ستارہ تھا۔ اس امر پر

مشکل ہی سے یقین کیا جا سکتا ہے کہ یونان میں، جس نے ارسطو جیسا نظم ترتیب دینے والا پیدا کیا ہے، کتب خانوں کے وجود کے باوجود کتابی درجہ بندی کا کوئی واضح نظام نہیں ملتا اور روم میں کتب خانوں کی موجودگی کے باوجود کتابوں کی ترتیب کے متعلق یہ زمین بھی بنجر نظر آتی ہے جبکہ Clarence Eugen Boys نے اپنی کتاب "Public Libraries and Library Culture (یونیورسٹی آف شکاگو) (پیرس ۱۹۱۵ء) میں مختلف شواہد کی روشنی میں یہ اخذ کیا ہے کہ اس زمانہ کی درجہ بندی میں مندرجہ ذیل موضوعات کا ثبوت ملتا ہے:

(۱) متفرق مجموعے (۲) خصوصی کتب

(الف) جادو و سحر کی کتابیں

(ب) غیر معمولی جلدیں

(۳) شاعری (۴) قانون

(۵) تاریخ (۶) سوانح عمری

(۷) خطابت (۸) قواعد

(۹) خانگی دستاویزات؛اور (۱۰) سرکاری نوشتے

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ عنوانات درجہ بندی کی بجائے مہیا شدہ لٹریچر کی کسی فہرست کے موضوعات ہوں۔

کالی ماکوس اور پورفائیری کی درمیانی مدت، ۵۴۵ سال، میں کسی درجہ بندی اسکیم کا تذکرہ نہیں ملتا ہے۔ پورفائیری نے اپنا نظریہ شجر پورفائیری کی شکل میں پیش کیا جس میں مادہ کو بنیاد بنا کر مشابہت اور غیر مشابہت کی اساس پر تقسیم کیا (جس کا تذکرہ پچھلے صفحات میں ہو چکا ہے)۔ پورفائیری کے بعد سنہ ۴۳۹ء میں کیپلا (Capella) کی درجہ بندی کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس نے "علوم انسانی کی تقسیم سات درجوں میں کی جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) علم النحو (Grammer)، (۲) فرعی لسانیات (Dialecties)، (۳) علم الخطابت (Rhetoric)، (۴) علم الہندسہ (Geometry)، (۵) علم الحساب (Arthematics)، (۶) علم الفلکیات (Astronomy)، (۷) علم موسیقی (Music)"[۵]

کیپلا (Capella) کے بعد سنہ ۸۳۱ء تک کسی درجہ بندی اسکیم کا تذکرہ نہیں ملتا ہے۔ سیرز نے Monastic Library of St. Requer اور Monastic Library of St. Emmirat at Ratisborn میں (سنہ ۸۳۱ء کے حوالہ سے) جو طریقہ کار تھا اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ان دو کتب خانوں میں اول الذکر میں کتب کو پانچ بنیادی درجوں میں یعنی (۱) بائیبل اور بائیبل کی تفاسیر، (۲) چرچ کے سربراہ، (۳) ماہر صرف و نحو، (۴) مورخین اور (۵) کتبِ عبادات میں تقسیم کیا گیا تھا اور موخر الذکر میں سات بنیادی درجوں یعنی (۱) بائیبل اور بائیبل کی تفاسیر، (۲) ماہر دینیات

(اس کو دو ذیلی درجوں یعنی (الف) قدیم ماہر دینیات اور (ب) جدید ماہر دینیات میں تقسیم کیا گیا)، (۳) تاریخ، (۴) قانون، (۵) فنونِ لطیفہ، (٦) متفرقات اور (۷) کتب دینیات میں تقسیم کیا گیا۔ ان تقسیمات کے بعد مزید کسی درجہ بندی اسکیم کا تذکرہ نہیں ملتا ہے۔ بہرحال قدیم درجہ بندی اسکیموں میں Pliny (۲۳-۷۲ء)، Bede (۶۷۳-۷۳۵ء)، Alcuin (۷۳٦-۸۰۴ء) اور Roger Bacon (۱۲٦٦ء) کا تذکرہ کیا جاتا ہے جنھوں نے شجر پورفائیری ہی کی بنیاد پر مادہ کی درجہ بندی حسب ذیل طریقہ سے کی ہے:

Substance	مادہ یا جوہر
Spiritual	روحانی
Corporal	جسمانی
Celestial	آسمانی
Terrestrial	ارضی
Elementary	بنیادی
Mixed	مخلوط
Lifeless	بے جان
Living	جاندار
Vegetable	نباتات
Animal	حیوان
Irrational	بے شعور
Rational	باشعور
Man	آدمی

درجہ بندی اسلامی عہد میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب میں علم کا دور دورہ زیادہ نہیں تھا، جہالت عام تھی، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے مگر بعثت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کے علوم سے مالا مال کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی اہمیت کو بار بار اجاگر کیا اور اپنی امت کو حصول علم کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا "اطلب العلم لوکان فی الصین"(علم حاصل کرو، اگرچہ وہ چین ہی میں کیوں نہ ہو)۔ ان تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمانوں نے علم کی طرف بھرپور توجہ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود علم کے منبع تھے اور آپ کی حیات میں دور دراز علاقوں سے لوگ آ کر ایمان کی دولت سے ہی نہیں بلکہ دین و دنیا کے علم سے بھی سرفراز ہوا کرتے تھے۔ آج بھی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات لاکھوں احادیث کی شکل میں موجود ہیں۔

علم کی اہمیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت علوم کی تعداد محدود تھی۔ مسلمانوں نے فتوحات اور حکومتوں کے استحکام کے بعد علم کے حصول اور ترویج کی طرف بھرپور توجہ دی۔ اس وقت کے مختلف مذاہب کے علماء، فضلاء اور فلسفیوں کو مختلف ممالک سے مدعو کر کے اور دیگر زبانوں میں تحریر شدہ معروف کتب کے تراجم کروا کر ان سے پورا پورا استفادہ کیا۔ تعلیم و تدریس اور ترویج عام کے لیے مدارس کا قیام عمل میں لایا گیا اور تحقیقی اداروں کی اعانت کے لیے کتب خانے قائم کیے اور مختلف مضامین پر کتابوں کی تصنیف و تالیف کےلیے علماء و فضلاء کی نہ صرف ہمت افزائی کی گئی بلکہ ان کی ممکنہ اعانت بھی کی گئی۔ جہاں کہیں بھی کتابیں دستیاب ہوتی تھیں کثیر رقم خرچ کر کے حاصل کی جاتیں اور کتب خانوں کی زینت بنا کرطالب علم، محققین اور عام قاری کے مطالعہ کے لیے فراہم کی جاتیں تھیں۔ حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے تصنیف و تالیف میں اضافہ ہوا اور مختلف علوم وجود میں آتے گئے۔ اس طریق پر عربی زبان کو اس حد تک متمول کر دیا،کہ موسیو لیبان کے مطابق" یورپ کی یونیورسٹیاں چھ سو برس تک عربی کتابوں کے تراجم پر زندہ رہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پندرھویں صدی تک کسی ایسے مصنف کا حوالہ نہیں دیا جاتا تھا جس نے عربی کتب سے استفادہ نہ کیا ہو"۔[۶]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو جو صحابہ کرامؓ لکھنا جانتے تھے تحریر کر کے محفوظ کر لیا۔ بعد کے علماء کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو جمع کرکے کتابی شکل دی جو احادیث کے نام سے موسوم ہیں۔ احادیث کی کتابوں میں موطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابو داود، سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، موطا امام محمد، مسند امام ابو حنیفہ، مسند امام احمد بن حنبل اور مسند امام شافعی قابلِ ذکر ہیں۔ ان احادیث کی کتب میں جمع شدہ احادیث کو ابواب میں ترتیب دیا گیا اور متعلقہ احادیث کو ان ابواب کے تحت ذیلی اور زیر ذیلی عنوانات مختص کر کے رکھا گیا۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اسلامی زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتی ہیں اس لیے احادیث بھی ان شعبوں سے متعلق ہیں۔ اس طرح ابواب، ذیلی اور زیر ذیلی عنوانات کی ترتیب علمی درجہ بندی کی ایک شکل ہیں۔ اس درجہ بندی کو پوری علمی درجہ بندی بھی اس لیے نہیں کہا جا سکتا کیونکہ احادیث کا بالراست فلسفہ، منطق، لسانیات، ادبیات، سائنسی علوم بشمول ریاضی

علم الفلکیات وغیرہ یا اس وقت کے دیگر علوم سے تعلق نہیں ہے۔ بہرحال احادیث کے ابواب وغیرہ کو اسلامی علوم کی درجہ بندی کہا جا سکتا ہے۔ اس تناظر میں احادیث کے عنوانات کا جائزہ لیا جائے تو ان کی درجہ بندی حسب ذیل تھی: ایمان و عقائد، علم، طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد، نکاح و طلاق، حدود و دیگر قوانین، تجارت، زراعت اور دیگر معاشی مسائل، اخلاق، فرائض، وصیت، قربانی، لباس، ادب، حقوق الوالدین، اولاد، زوجین، خواہشات و منکرات، طب نبوی وغیرہ۔ ان موضوعات کو ایمانیات یا عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اوراخلاقیات کے بنیادی درجوں میں متعین کیا جا سکتا ہے۔

قرآن اور حدیث کے بعد مسلمانوں نے فقہی مضامین کی طرف توجہ دی اور آئمہ کرام نے مختلف فقہی مسائل پرکماحقہ بحث و تحقیق کے بعد قرآن اور سنت کی روشنی میں اپنی آراء مرتب فرمائیں جن کی اشاعت کتابوں کی شکل میں کی گئی۔ ان فقہی کتب کو ابواب میں تقسیم کیا گیا اور ان کے متعلقہ مضامین کو ذیلی اور جزئیات میں تقسیم کیا۔ اس تقسیم کو بھی اسلامی علوم کی تقسیم ہی کہا جا سکتا ہے۔

اسلام کے قرونِ اولیٰ میں قرآن کی تعلیمات اور احادیث ہی مسلمانوں کی سماجی، سیاسی اور معاشی زندگی میں رہنمائی کرتی تھیں۔ اس لیے مسلمانوں نے زندگی کے ہر شعبہ کے لیے قرآن اور سنت کی روشنی میں علوم کو مرتب کرنا شروع کیا۔ جب اسلام فارس، ہندوستان اور یورپ میں پھیلنا شروع ہوا اور وہاں کے علماء، فضلاء اور فلسفیوں نے اسلام قبول کیا تو انھوں نے اپنے طور و طریق اور فکر کو اسلام میں نفوذ کرنے کی کوشش کی یا عرب مسلمانوں نے ان ممالک کے مروجہ علوم سے استفادہ کی غرض سے ان کی معروف کتب کے تراجم عربی زبان میں کروا کر مطالعہ کیا تو ایرانی، ہندی اور یونانی علوم کے ساتھ ان کے فلسفہ، منطق وغیرہ سے بھی متعارف ہوئے۔ اس طرح مسلم فکر کی بنیاد مسلم معاشرہ میں ڈالی گئی۔ "مسلم فکر کا عروج ایک ایسے دور سے شروع ہوا جو اگرچہ بدیع اور طبع زاد خیالات سے معمور تو تھا لیکن اس پر خصوصیت کے ساتھ سنسکرت، پہلوی، سریانی اور یونانی تصنیفوں کی مہریں لگی ہوئی تھیں"۔[۲]

غیر مسلم تعلیمات کے ساتھ ساتھ بنو عباس کے دور میں یہودی و نصرانیوں کا مسلم حکمرانوں پر اثر و رسوخ، ان کی اپنی علمی قابلیت کی وجہ سے بڑھتا رہا۔ "سنہ ۸۳۲ء میں خلیفہ المامون نے بغداد میں بیت الحکمۃ کی بنیاد رکھی اور اس کے ساتھ ایک رصد گاہ، ایک کتب خانہ اور ایک دارالترجمہ بھی قائم کیا۔۰۰ یحیٰ ابن ماسویہ (۷۷۷-۸۵۷ء) کو جو ایک نسطور طبیب اور تخشیشوع کا شاگرد تھا، بیت الحکمۃ کا صدر مقرر کیا گیا۰۰۰ اس ادارے کا اہم ترین کام یحییٰ

کے شاگرد حنین ابن اسحاق اور اس کے شاگردوں نے انجام دیا۔ حنین ابن اسحاق بھی نسطوری عیسائی تھا۔۰۰۰ پھر وہ بیت الحکمۃ اور دارالترجمہ کا نگران مقرر ہوا۔"[۸]

بہرحال ان غیر مسلموں کے اثر و رسوخ سے متاثر ہو کر مسلمانوں نے بھی فلسفہ کی طرف توجہ دی۔ "اگرچہ مسلمانوں نے کسی نئے فکر کی ابتداء نہیں کی جیسے کہ انھوں نے سائنسی تحقیق کی ابتداء کی ہے، تاہم فلسفے کے میدان میں ان کے بعض کارنامے بے حد غیر معمولی اور نہایت عظیم الشان رہے ہیں۔۰۰۰ عقل اور وحی کے متعلق مسلم فلاسفہ کا جو انداز فکر تھا، اس کی رو سے انھیں تین بڑے گروہوں میں منقسم کیا جا سکتا ہے:

(۱) متکلمین، (۲) صوفیاء اور (۳) عقلیت پسند۔ متکلمین کے دو گروہ تھے:

(۱) عقلیت پسند متکلمین اور (۲) اسنادی متکلمین"۔[۹]

عقلیت پسند متکلمین میں یعقوب بن اسحاق الکندی (۸۰۱-۸۷۳ء) اسلام کے مشہور فلسفی، منجم اور طبیب تھے۔ انھوں نے ۲۵۰ کتابیں تصنیف کیں۔ الکندی وہ پہلا شخص ہے جس کا دعویٰ ہے کہ "علم یا تو حواس سے منتقل ہوتا ہے یا عقل سے یا تخیل سے اور تخیل حواس اور عقل کا واسطہ ملکہ ہے۔ حواس سے جز کا علم حاصل ہوتا ہے، عقل سے کل کا، تخیل سے کل جزی کا"۔[۱۰] ان کی تصنیفات کے عنوانات فلسفہ، منطق، حساب، موسیقی، ہیئت، طب، نفسیات، طبیعیات وغیرہ تھے۔ الکندی کے بعد مسلم فلاسفہ کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جن میں کچھ نے علم کی درجہ بندی بھی کی۔ باجوہ نے اپنے مقالہ میں ان ۳۶ مسلم افراد کا تذکرہ کیا ہے جنھوں نے علم کی درجہ بندی کی ہے۔ ان میں سے چار آئمہ کرام امام مالک، امام شیبانی، امام شافعی اور امام بخاری کو نکال دیا جائے تو ۳۲ فلاسفہ رہ جاتے ہیں۔ ان مسلم فلاسفہ میں سے الفارابی سرفہرست ہیں جنھوں نے علم کے فلسفہ پر پوری توجہ دی بلکہ اس وقت کے معروف علوم کی درجہ بندی کی۔

الفارابی

ابونصر محمد دین محمد بن طرخان الفارابی (۲۵۸-۳۳۹ھ/۸۷۰-۹۵۰ء) کو فلسفہ میں معلم ثانی کہا جاتا ہے اور معلم اول ارسطو کو۔ مسلمانوں میں علمی درجہ بندی سب سے پہلے الفارابی نے مرتب کی۔ انھوں نے احصاء العلوم میں انسانی علوم کو ۸ بنیادی درجوں یعنی (۱) العلم اللسان (لسانیات)، العلم المنطق، (۳) العلم التعلیم، (۴) العلم الطبعی (طبیعیات)، (۵) العلم الالٰہی (مافوق الطبیعیات)، (۶) العلم المدنی (شہریت)، (۷) العلم الفقہ (قانون) اور (۸) العلم الکلام میں تقسیم کیا۔ ان موضوعات کو مزید تقسیم کرتے ہوئے العلم اللسان کو ۵ درجوں

میں، العلم المنطق کو ۸ درجوں میں العلم التعلیم کو ۷ درجوں میں، العلم الطبعی کو ۸ درجوں میں، العلم الالہی کو ۳ درجوں میں اور العلم الفقہ کو ۲ درجوں میں تقسیم کیا۔ آٹھویں موضوع العلم الکلام کو مزید تقسیم نہیں کیا۔

اخوان الصفا

الفارابی کے آخری دور اور چوتھی صدی ہجری یا دسویں صدی عیسوی کے وسط میں ایک خفیہ انجمن "جمعیت اخوان الصفا" کے نام سے بغداد میں قائم کی گئی جس کے پانچ اراکین تھے۔ انھوں نے فلاسفہ یونان، فارس اور ہند کے خیالات سے متاثر ہو کر اپنے فلسفہ کو اقتضائے اسلام کے مطابق ڈھالا۔ "ان کے مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ جہالت اور گمراہی سے آلودہ ہو گئی ہے اور اس کی صفائی صرف فلسفہ ہی سے ممکن ہے کیونکہ فلسفہ حکمت اعتقادیہ اور مصلحت اجتہادیہ پر حاوی ہے اور جس وقت فلسفہ یونان اور شریعت محمدیہ میں امتزاج پیدا ہو جائے تو اس وقت کمال حاصل ہوگا"۔[١١] اخوان الصفا کا فلسفہ باون رسائل پر مشتمل ہے جن کا نام انھوں نے "رسائل اخوان الصفا" رکھا ہے۔ یہ باون رسائل چار قسموں پر مشتمل ہیں جن میں سے قسم اول کے چودہ رسالے تعلیم ریاضی سے، قسم دوم کے سترہ رسالے طبعی جسمانیت سے، قسم سوم کے دس رسالے عقلی نفسیات سے اور قسم چہارم کے گیارہ رسالے احکام الہی سے متعلق ہیں۔ اس طرح اخوان الصفا نے سارے علوم کو چار بنیادی درجوں یعنی (۱) ریاضی، (۲) طبیعیات، (۳) منطق اور (۴) مافوق الطبیعیات میں تقسیم کیا ہے۔ ریاضی میں متعلقہ موضوعات کے علاوہ نجوم، موسیقی، جغرافیہ، نسب اور اختلاف اخلاق کو جن کا ریاضی سے کوئی تعلق نہیں ہے شامل کیا گیا ہے۔ طبیعیات یا جسمانی طبعی میں زیادہ تر متعلقہ علوم ہیں مگر رسالہ دوازدہم "قول حکما" انسان عالم صغیر ہے اور وہ عالم کبیر کے معنی رکھتا ہے کے ہم معنی موضوع منطق یا نفسانی عقلی کے تحت بعنوان قول حکما "عالم انسان کبیر(رسالہ سوم)" میں رکھا گیا ہے۔ باقی درجوں کے موضوعات زیادہ تر عنوانات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس درجہ بندی کی بنیاد پر الجامعة السیفیہ، کراچی نے اسلامی علمی درجہ بندی مرتب کی ہے جس میں علوم کو تین بنیادی درجوں یعنی (۱) ریاضیہ، (۲) شریعہ اور (۳) فلسفہ میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے درجہ میں ۹، دوسرے میں ٦ اور تیسرے میں ۴ ذیلی درجہ رکھ کر سارے علوم کو سمویا ہے۔

الخوارزمی

اخوان الصفا ہی کے دور یعنی چوتھی صدی ہجری یا دسویں صدی عیسوی کے

آخر میں امام ابو عبداللہ محمدابن احمدبن یوسف الخوارزمی(متوفی۳۸۷ھ/۹۹۷ء)نے اپنی کتاب مفتاح العلوم کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے پہلے حصہ کو ٦ ابواب میں اور دوسرے کو ۹ ابواب میں مزید تقسیم کیا۔ اسی طرح الخوارزمی نے علوم کو دو بنیادی درجوں میں تقسیم کرتے ہوئے پہلے اور دوسرے کو بالترتیب چھ اور نو ذیلی درجوں میں تقسیم کیا جو حسب ذیل ہیں۔

پہلا حصہ

۱۔ قانون/فقہ ۲۔ علم الکلام
۳۔ قواعد/گرامر ۴۔ انشا پردازی
۵۔ شاعری ٦۔ تاریخ

دوسرا حصہ

۱۔ فلسفہ ۲۔ منطق
۳۔ طب ۴۔ حساب/علم الاعداد
۵۔ جیومیٹری/ہندسہ ٦۔ علم الفلکیات
۷۔ موسیقی ۸۔ ٹیکنالوجی

الخوارزمی کی اس تقسیم کو بعد میں مسلم فلاسفہ نے ان حصوں کو دو بنیادی درجوں یعنی علوم الشریعہ اورعلوم العقلیہ کا نام دیا۔ کوشش بسیار کے باوجود کتاب مفتاح العلوم نہ مل سکی جس کی وجہ سے ان ذیلی علوم کا جائزہ نہیں لیا جا سکا۔ الخوارزمی کے بعد ابن ندیم کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ چونکہ ابن ندیم فلسفی نہیں بلکہ کتابیات کا ماہر اور ایک کتب فروش تھا اور اس کی کتاب "الفہرست" ایک کتب فروش کے کیٹلاگ کی شکل ہے اس لیے اس کی درجہ بندی کا فلاسفہ کے بعد تذکرہ کیا جائے گا۔

ابن سینا

ابو علی الحسین ابن عبد اللہ ابن سینا (۹۸۰ — ۱۰۳۷ء) کا شمار اسلام کے اکابر مفکرین میں ہوتا ہے۔ ان کی تصنیف "الشفاء" طبیعیات، مابعد الطبیعیات اور ریاضیات کی قاموس ہے۔ یہ اٹھارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ان کی تصنیف "قانون طب" یورپ میں سترہویں صدی تک طب پر دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتی تھی۔ کتاب الشفاء میں ابن سینا نے علوم کو دو بڑے گروہوں یعنی نظریاتی علوم اور عملی علوم میں تقسیم کیا ہے۔ نظریاتی علوم کو طبیعیات، ریاضی اور مافوق الطبیعیات کے ذیلی علوم میں اور عملی علوم کو منطق، اقتصادیات اور سیاسیات میں تقسیم کیا ہے۔ ابن سینا نے الفارابی کی درجہ بندی کی بنیاد پر اپنی درجہ بندی کے ذیلی اور زیر ذیلی موضوعات میں توسیع کی۔

ابن الہیثم

ابو محمد علی ابن احمد ابن سعید ابن ہیثم (۳۸۴-۴۵۰ھ) ایک

مشہور فلسفی، ریاضی داں اور طبیب تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ابن الہیثم کے بغیر راجر بیکن کا نام و نشاں تک نہ ہوتا۔ ان کی مختلف تصانیف کے موضوعات ریاضی، موسمیات، مسئلہ ہندسہ، انجینئرنگ، اصول الکواکب (نجوم)، چاند کی روشنی، کتاب المناظر (رویت) اور کائنات تھے۔ انھوں نے اپنی کتاب "کتاب فی مرتاب العلوم و کیفیات طلبہ و تعلق بعضہ بہ بعض" میں علوم کی درجہ بندی کی ہے۔ یہ کتاب دستیاب نہیں ہے لہذا ان کی علمی درجہ بندی کے خدوخال معلوم نہیں۔

الغزالی

امام ابو حامد محمد ابن محمد الغزالی (۴۵۰-۵۰۵ھ/۱۰۵۸-۱۱۱۱ء) بڑے پائے کے بزرگ اور فلسفی گزرے ہیں۔ ان کی مختلف تصنیفات میں "احیاالعلوم" اور "کیمیائے سعادت" بہت مشہور ہیں۔ احیا العلوم اور مقاصد الفلسفہ میں آپ نے علوم کی درجہ بندی کی۔ آپ نے علوم کو دو بنیادی درجوں یعنی (۱) علوم شریعہ اور (۲) علوم غیر شریعہ میں تقسیم کیا۔ علوم شریعہ میں تمام اسلامی علوم کو ذیلی اور زیر ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا اور علوم غیر شریعہ کو فلسفہ کے تحت منطق، فوق الطبیعیات اور طبیعیات وغیرہ کو رکھا۔

طوالت سے گریز کرتے ہوئے چند مسلم فلاسفہ کا اور ان کی ضروری علمی درجہ بندی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ ان فلاسفہ میں المیدانی(متوفی۵۱۸ھ/۱۱۲۷ء)نے اپنی کتاب السامی فی الاسامی میں علوم کو چار درجوں یعنی (۱) فی الشریعہ، (۲) فی الحیوانات، (۳) فی الولایت اور (۴) فی السفلیات میں تقسیم کیا۔ الشہرستانی (۴۵۸-۶۷ھ/۱۱۵۷ء) نے الملاوالنحل کی تیسری جلد میں علوم کو تین بنیادی درجوں یعنی (۱) منطق، (۲) مافوق الطبیعیات اور (۳) طبیعیات میں تقسیم کیا۔ ان کے علاوہ یوسف الشکاکی (۵۲۵-۶۲۶ھ/۱۲۲۷ء)، محمد ابن العربی (۵۶۰-۶۳۸ھ/ ۱۲۳۹ء)، احمد النویری (۶۷۷-۷۳۲ھ/۱۳۵۰ء) اور محمدابن الاکفانی (متوفی ۷۴۹ھ/ ۱۳۴۸ء) اس دور کے مشہور مسلم فلاسفہ گزرے ہیں جنھوں نے علوم کی درجہ بندی کی۔ ان کے بعد ایک مشہور فلسفی ابن خلدون گزرے ہیں جنھوں نے علوم کی تفصیلی درجہ بندی کی ہے۔

ابن خلدون

ولی‌الدین ابو زیدعبدالرحمن بن ابی عبداللہ ابن خلدون المالکی(۷۳۲-۸۰۸ھ/ ۱۳۳۲-۱۴۰۶ء) نامور فلسفی اور مشہور مورخ تھے۔ ان کی مختلف تصانیف میں مقدمہ ابن خلدو ن، تاریخ کی ایک مستند کتاب ہے۔ اس کتاب کے آخری باب (جو دو سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے) میں علم کی مختلف شاخوں سے

بحث کرتے ہوئے علوم کی درجہ بندی کا ایک خاکہ پیش کیا۔ انھوں نے علوم کو تین بنیادی درجوں یعنی (۱) علوم النقلیہ (الشرعیہ)، (۲) علوم عقلیہ اور (۳) علوم اللسانیۃ العربیہ میں تقسیم کیا۔ ان علوم کی مزید تقسیم کرتے ہوئے (۱) علوم الشرعیہ کے تحت بالترتیب قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، فرائض، اصول فقہ، علم الکلام، تصوف اور علم التعبیر الرویا (تعبیر خواب)، (۲) علوم العقلیہ کے تحت علم الاعداد، ہندسہ، ہیئت، منطق، علم الطبعی، طب، علم الفلاحت (زراعت)، علم لالہی (مافوق الطبیعیات)، سحر و طلسمات، اسرار الحروف اور کیمیا اور (۳) علوم اللسانیۃ العرب کے تحت علم النحو، علم اللغت، ادب اور الفنون الکلام (شاعری و نثر) کو رکھا۔ ابن خلدون کی اس درجہ بندی پر مسلم دنیا میں سترھویں صدی عیسوی تک عمل کیا جاتا رہا۔

ابن خلدون کے بعد علی بن محمد بن علی جورجانی الحنفی (۷۴۰-۸۱۶ھ/ ۱۴۱۴ء) ایک مسلم فلسفی گزرے ہیں جنھوں نے اپنی تصنیف التعریفات میں مصنفین اور مؤلفین، مثلاً منصف، علماء قانون وراثت، محدثین، علماء دینیات وغیرہ کی فہرست کو حروف تہجی کی بنیاد پر مرتب کرنے کے بعد درجہ بندی کا خاکہ پیش کیا ہے۔

عبد اللطیف بن عبدالرحمٰن المقدسی (متوفی ۸۵۸ھ/ ۱۴۵۴ء) نے اپنی کتاب شفاء متعلم فل ادب المعلم میں درجہ بندی کا خاکہ پیش کیا۔ انھوں نے علوم کو دو حصوں یعنی (۱) نظریاتی علوم اور (۲) عملی علوم میں تقسیم کیا۔ نظریاتی علوم کو مزید تین ذیلی درجوں یعنی (۱) مافوق الطبیعیات، (۲) طبیعیات اور حساب میں اور عملی علوم کو چار ذیلی درجوں یعنی (۱) منطق، (۲) ادب، (۳) علم اللغات و لغت اور قواعد (گرامر) میں تقسیم کیا۔ یہ درجہ بندی الفارابی اور ابن سینا کی درجہ بندی سے مماثلت رکھتی ہے۔ ان کے بعد امام عبدالرحمن بن محمد بن علی الحنفی السبطامی (متوفی ۸۵۸ھ/ ۱۴۵۶ء) نے اپنی کتاب منہاج التواسل میں علوم کی درجہ بندی کی۔ انھوں نے علوم کو دو بڑے حصوں یعنی (۱) علوم قوانین اسلام اور (۲) علوم لسان العربی میں تقسیم کیا اور ان دونوں درجوں کو مزید ۱۲ ذیلی درجوں میں تقسیم کیا۔ بعد ازاں لطف اللہ لطفی بن حسن التقانی (متوفی ۹۰۰ھ/ ۱۴۹۴ء) اور احمد بن یحییٰ الحروری الشافی الحافظ (متوفی ۹۰۶ھ/ ۱۵۰۰ء) نے بھی علوم کی درجہ بندی کی۔ الحافظ نے اپنی کتاب الدرالنافد میں علوم کے دوحصوں یعنی (۱) علوم اسلامی قوانین اور علوم الفلسفہ میں تقسیم کیا۔ جلال الدین بن اسد الداوانی (۸۳۰-۹۰۸ھ/۱۵۰۲ء) نے اپنی کتاب المدارج العلوم میں علوم کو دس درجوں میں تقسیم کیا۔

الیسوطی

جلال الدین عبدالرحمن الیسوطی (۸۴۸-۹۱۱ھ/۱۵۰۹ء) نے علوم کی درجہ بندی پر بہت اچھا کام کیا ہے مگر وہ کتاب دستیاب نہ ہو سکی البتہ الشکاکی نے اپنی کتاب کے حاشیہ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ انھوں نے علوم کو ۵ حصوں میں تقسیم کیا ہے جو حسب ذیل ہیں؛ (۱) علوم قوانین اسلام (اس کو چار حصوں میں یعنی (الف) علم ایمانیات، (ب) علم تفسیر القرآن، (ج) علم الحدیث اور (د) علم الفقہ کے اصول)؛ (۲) علم اللسان العربی (اس کو مزید تین حصوں میں تقسیم کیا یعنی (الف) قواعد، (ب) کتابت، (ج) علم اللغت وغیرہ، (۳) علم الاعضاء، (۴) طب اور (۵) تصوف۔

طالش کپری زادہ

حسام الدین ابوالخیر احمد بن مصلح الدین مصطفیٰ طالش کپری زادہ ابن خلیل (۹۰۱-۹٦۸ھ/۱۴۹۵-۱۵٦۰ء) نے مختلف علوم پر اپنے والدین، ماموں اور نامور علماء سے دسترس حاصل کی۔ آپ کی تصنیفات میں ایک مشہور کتاب مفتاح السعادات و مصباح السیدات ایک منتخب کتابیات تاریخ ہے۔ یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد دوئم کے آخر میں پہلی اور دوسری جلد کے مضامین کی فہرست درج ہے۔ پہلی فہرست ۴۵۰ مضامین اور دوسری فہرست ۳۹ مضامین پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں علوم کی درجہ بندی کتابوں کے حوالے سے کی گئی ہے۔ اس کتاب میں علوم کو مختلف بنیادی درجوں میں پھر ان کو ذیلی درجوں میں اور ہر ذیلی درجہ کو اس کی متعلقہ جزئیات میں تقسیم کیا گیا حتیٰ کہ مزید کسی قسم کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اس طرز تقسیم کو کتابی درجہ بندی کہا جا سکتا ہے۔

طالش کپری زادہ نے علم کی بنیاد "دین" کو قرار دیتے ہوئے علم الدین کو علم الکلام اور فقہ پر انحصار کیا ہے۔ اس کتاب کے ابتدائیہ میں علم کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال کرتے ہوئے علم کے فلسفہ کے چار اجزاء یعنی (۱) کتابت، (۲) عبارت، (۳) اذہان اور (۴) اعیان متعین کیے ہیں۔ ان کے صاحبزادے کمال الدین نے اس کے ترجمے کے بعد جو کتاب مرتب کی ہے اور جس کے تراجم مشرقی اور مغربی زبانوں میں ہو چکے ہیں، ان کے مطابق اس کتاب میں قریباً پانچ سو علوم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ کتاب کو سات جز میں تقسیم کرتے ہوئے علوم کو بھی سات حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ان کو "اصل" کہا گیا۔ پھر ہر حصے کو مختلف درجوں، ذیلی درجوں اور جزئیات میں تقسیم کیا گیا۔ اس تقسیم کے سات بنیادی

درجے حسب ذیل ہیں: (١) العلوم الحطیة، (٢) العلوم التعلق بالالفاظ، (٣) العلوم الباحثہ عمانی الاذہان، (۴) العلوم الحکمة النظریہ، (٥) العلوم الحکمة العملیہ، (٦) العلوم الشرعیہ اور (٧) العلوم الباطن۔ ان سات علوم کے گروہوں کو ٢٦ موضوعات اور ٣٢٨ ذیلی موضوعات میں تقسیم کیا گیا۔

طالش کپری زادہ (١٥٦٠-١۴٩٥ء) کے معاصرین میں کونارڈ گیسنر (١٥٦٥-١٥١٦ء) تھا جس کی درجہ بندی کو ایڈورڈ ایڈورڈس پہلی کتابی درجہ کہتا ہے (جس کی درجہ بندی کا تذکرہ پچھلے صفحات میں ہو چکا ہے)۔ اس کے موضوعات کا موازنہ الخوارزمی (متوفی ٩٩٧ء)، ابن سینا (١٠٣٧-٩٨٠ء) اور الفارابی (٩٥٠-٨٧٠ء) کے علمی درجہ بندی کے موضوعات سے کیا جائے تو کونارڈ گیسنر کے اکثر موضوعات ان مسلم فلاسفہ کے موضوعات سے مماثلت رکھتے ہیں اور طالش کپری زادہ کی درجہ بندی گیسنر کی درجہ بندی سے بہت بہتر ہے۔ سولھویں صدی عیسوی کے بعد مسلم دنیا میں ابتری اور زوال کے ساتھ ساتھ علمی دنیا میں بھی انحطاط شروع ہو گیا اور مغربی دنیا میں علم اور تحقیق پر زور دیا جانے لگا اور وہاں کے فلاسفہ نے مسلمانوں کے علمی کارناموں سے استفادہ کرتے ہوئے علوم کی درجہ بندی کی طرف بھی توجہ دینا شروع کر دی۔

مسلم دنیا میں علمی انحطاط کے باوجود ہندوستان میں مسلم فلاسفہ، علماء و فضلاء نے علوم کی درجہ بندی پر حتی المقدور توجہ دی۔ ان فلاسفہ میں احمد بن امین الشیروانی (متوفی ١٠٣٦ھ/ ١٦٣۴ء)، ابو البقالکھنوی (متوفی ١٠٩٥ھ/ ١٦٩٣ء)، محمد اعلیٰ التھانوی (متوفی ١١٥٨ھ/ ١٧۴٥ء)، احمد قطب الدین شاہ ولی اللہ دہلوی (١١١۴-١١٧٦ھ/١٧٦٣ء) ، واجد علی خاں (متوفی ١٢٦٢ھ/ ١٨٥٠ء)، نواب صدیق حسن خاں(متوفی ١٣٠٧ھ/ ١٨٨٩ء)، محمد فاروق شیر کوٹی (متوفی ١٣٢٦ھ/ ١٩٠٩ء)، عبدالحئی حسنی (١٢٨٦-١٣۴١ھ/١٩٢٣ء)، احمد ذکی پاشا (متوفی ١٣٥٢ھ/ ١٩٣۴ء) اور محمد حسن ٹونکی (متوفی ١٣٥٢ھ/ ١٩۴٦ء) نے اپنی اپنی تصنیفات میں علوم کی درجہ بندی کی۔ اختصار کے پیش نظر ان کے جائزہ سے گریز کیا جا رہا ہے (طلباء اگر چاہیں تو باجوہ کے مقالے کی طرف توجہ دے سکتے ہیں جو کراچی یونیورسٹی کے شعبہ کتابداری میں موجود ہے)۔

مذکورہ بالا جائزہ میں مسلم فلاسفہ کی درجہ بندی اسکیموں کا تذکرہ کیا گیا۔ ان کے علاوہ ان حضرات کا تذکرہ نہیں کیا گیا جو بنیادی طور پر فلسفی تو نہیں تھے مگر علمی یا کتابی درجہ بندی میں ایک مقام رکھتے تھے۔ ان شخصیات میں ابن ندیم اور مصطفیٰ بن عبداللہ کاتب چلپی حاجی خلیفہ سر فہرست ہیں۔

ابن ندیم

محمد ابن اسحاق ابن محمد ابن اسحاق الندیم الوراق البغدادی ابو الفرج (۲۹۷-۳۸۵ھ/۹۰۹-۹۹۷ء) بغداد میں پیدا ہوئے۔ چونکہ کتب فروش اور کاتب تھے اس لیے الوراق کے نام سے بہت مشہور ہوئے۔ "کتابوں کی تصحیح و ترتیب اور نقل و فروخت ان کا پیشہ تھا۔ اکثر علماء اور طلباء نایاب اور دیگر کتب ان ہی کے توسط سے حاصل کرتے تھے۔۰۰۰ چونکہ ابن ندیم کے شب و روز مختلف النوع مضامین پر مشتمل کتابوں کی صحبت و رفاقت میں بسر ہوتے تھے لہذا ان کی معلومات کا دائرہ بہت وسیع تھا اور یہ ہر فن کی کتابوں اور ان کے مصنفین کے بارے میں کامل علم و آگاہی رکھتے تھے"۔[۱۳] ابن ندیم نے دو کتابیں یعنی "کتاب الفہرست" اور "کتاب التشبیہات" یا "کتاب الوصاف و التشبیہات" مرتب کیں جن میں " کتاب الفہرست" یا "الفہرست" بہت مشہور ہوئی۔ "الفہرست" سنہ ۳۷۷ھ مطابق ۸۹۷ء میں مرتب کی گئی جو ایک تفصیلی تشریحی کتابیات ہے۔ اس میں مصنفین کے حالات بیان کیے گئے ہیں اور ان کی وہ کتابیں جو بغداد کے بازاروں میں دستیاب تھیں شامل کی گئیں - اس فہرست میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جن کو یونانی، فارسی اور ہندوستانی زبانوں سے عربی میں ترجمہ کیا گیا تھا۔ ان کتابوں کو اس وقت کے معلوم علوم کے زیر عنوان تحریر کیا گیا۔ لہذا یہ فہرست ان تمام علوم بشمول دینیات کے ایک دائرۃ المعارف کی شکل اختیار کر گئی۔ اسی طرح "الندیم کی فہرست میں مسلمانوں کے علمی سرمایہ کا بیشتر حصہ درج ہے۔ یہ کتاب چوتھی صدی ہجری کے اواخر تک علوم و فنون، سیر و رجال اور کتب و مصنفین کی مستند تاریخ رہی ہے اور اس موضوع سے متعلق بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ کتاب میں تمام علوم و فنون کے متعلق بنیادی اور ضروری معلومات درج ہیں"۔[۱۴]

الفہرست میں شامل کتابیات کے مضامین دس ابواب، جو مقالات کے نام سے موسوم ہیں، اور ۳۲ فنون پر مشتمل ہے۔ مقالہ اول میں تین مختلف فنون یعنی (۱) اقوام عرب و عجم کی زبانیں، ان کے رسم الخط و کتابت کی شکل، (۲) دینی، شرعی و الہامی کتابیں اور (۳) فضائل قرآن اور متعلقہ تصنیفات شامل ہیں۔ مقالہ دوم اہل نحو و لغت کے متعلق ہے جو تین ذیلی فنون پر محیط ہے۔ مقالہ سوم اخبار و واقعات، اداب و سیر اور انساب سے متعلق تین ذیلی فنون پر مشتمل ہے۔ مقالہ چہارم شعر اور شعراء کے بارے میں دو فنون پر محیط ہے۔ مقالہ پنجم علم کلام اور متکلمین کے باب میں پانچ فنون پر مشتمل ہے۔ مقالہ ششم میں فقہ، فقہا اورمحدثین سے متعلق آٹھ فنون پر احاطہ کیا گیا ہے۔ مقالہ ہفتم فلسفہ اور علوم

قدیمہ کے بارے میں تین فنون پر مشتمل ہے۔ مقالہ ہشتم داستان سرائی، خرافہ گوئی، افسون گری، سحر اور شعبدہ بازی کے متعلق تین فنون پر محیط ہے۔ مقالہ نہم مذاہب و اعتقادات کے بارے میں دو فنون پر مشتمل ہے اور مقالہ دہم کیمیا گروں اور اہل صنعت کے حالات و کوائف پر مشتمل ہے جو قدیم و جدید فلاسفہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس مقالہ کو مزید ذیلی فنون میں تقسیم نہیں کیا گیا ان مقالات کو درجے اور فنون کو ذیلی درجے کہا جا سکتا ہے۔

الفہرست کے مقالات اور فنون کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابن ندیم نے اس میں حسب ذیل مضامین کا احاطہ کیا ہے:

مقالہ نمبر		مضامین
۱۔	تین فن	(۱)لسانیات، (۲) مذہب اور (۳) قرآن
۲۔	تین فن	لسانیات
۳۔	تین فن	تاریخ، سوانح، انساب
۴۔	دو فن	ادبیات
۵۔	پانچ فن	علم کلام اور متکلمین
۶۔	آٹھ فن	اسلام کے ذیلی عنوانات فقہ، فقہا اور محدثین
۷۔	تین فن	فلسفہ، ریاضی، طب، ٹیکنالوجی
۸۔	تین فن	فنون لطیفہ
۹۔	دو فن	مذاہب و اعتقادات
۱۰۔		ٹیکنالوجی

اس طرح مقالات اول، پنجم (بالواسطہ) ، ششم اور نہم مذاہب سے متعلق ہیں اور ان میں سے مقالہ اول کا تیسرا فن (قرآن) مقالہ پنجم (بالواسطہ) اور ششم دین اسلام سے متعلق ہیں۔ باقی مقالات لسانیات، تاریخ و سوانح، انساب، ادبیات، فلسفہ، ٹیکنالوجی اور فنون لطیفہ کے بارے میں ہیں۔ اس تقسیم کا اس سے پہلے کے مسلم فلاسفہ الفارابی اور الخوارزمی کی علمی درجہ بندی سے موازنہ کیا جائے تو مضامین کی ترتیب میں اختلاف ہے۔ لہذا ابن ندیم کی درجہ بندی علمی درجہ بندی نہیں ہے۔ چونکہ یہ درجہ بندی کتابیات کی بنیاد پر بنائی گئی ہے اس لیے اس کو کتابی درجہ بندی کی ایک شکل کہا جا سکتا ہے اور اس میں بھی درجہ بندی کے مسلمہ اصولوں کو مدنظر نہیں رکھا گیا ہے۔ بہر حال "الفہرست" کتابی درجہ بندی میں ایک پیش رفت ہے اور اسلام کے قرون اولیٰ کی ایک اچھی کتابیات ہے۔ بقول الحاجی محمد زبیر "علامہ ابن ندیم کی یہ "الفہرست" یونین کیٹلاگ کا وہ اولین نمونہ ہے جس نے کیٹلاگ سازی میں ایک نئے طرز کی بنا ڈالی"۔[۱۵]

باجوہ نے ابن ندیم کی تقسیمات کو مندرجہ ذیل بنیادی درجوں میں تقسیم کیا ہے: (۱) لسانیات، حروف تہجی و کتابت، (۲) قدیم مذاہب کی الہامی کتب و صحیفے، (۳) قرآن، (۴) قواعد (گرامر) اور علم اللغات، (۵) تاریخ و انساب، (۶) شاعری، (۷) علم الکلام، (۸) فقہ و احادیث، (۹) فلسفہ، (۱۰) علم السحر و طلسمات، (۱۱) قدیم مذاہب و اعتقادات اور (۱۲) کیمیا و اہل صنعت - اس تقسیم کی بنیاد پر ابن ندیم کی درجہ بندی میں باجوہ نے ۱۲ بنیادی درجوں ، ۳۳ ذیلی درجوں اور ۱۸۱ جزئیات کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن ندیم ہی کے زمانہ میں مسلم ممالک کے "کتب خانوں میں بھی نہایت جامع اورنفیس کیٹلاگ موجود تھے، مثلاً اندلس کے خلیفہ حکم ثانی (متوفی ۹۷۶ء) کی لائبریری کا کیٹلاگ ۴۴ جلدوں پر مشتمل تھا اور صاحب بن عباد (متوفی ۹۹۵ء) کی لائبریری کے کیٹلاگ کی دس جلدیں تھیں"۔[۱۶] اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کیٹلاگ کو کسی ترتیب یا درجہ بندی کے بغیر مرتب نہیں کیا گیا ہوگا جیسے مدرسہ محمودیہ مصر کی لائبریری میں ایک کیٹلاگ حروف تہجی کے اعتبار سے اور دوسرا فنون کے لحاظ سے مرتب کیا گیا تھا۔ اس زمانہ میں کتب خانوں کی فہرست کتب یا کیٹلاگ کو مدون کرنے کا کام ماہرین علوم کے سپرد کیا جاتا تھا لہذا ابن ندیم کی فہرست بھی کتب فروشوں کا مفصل کیٹلاگ ہی کہی جا سکتی ہے۔

مصطفیٰ بن عبداللہ کاتب چلپی

مصطفیٰ بن عبداللہ کاتب چلپی القسطنطینی (۱۰۰۴-۱۰۶۹ء) حاجی خلیفہ یا الحاج خلیفہ کے نام سے مشہور تھے اور ملا کاتب چلپی یا شبلی کے نام سے معروف تھے۔ آپ نے کتابیات پر ایک کتاب "کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون" مرتب کی جس میں تقریباً ۱۴۵۰۰ عربی کتابوں کی فہرست شامل ہے۔ کتب کے عنوانات کو حروف تہجی کے تحت ترتیب دیا گیا ہے۔ عنوان کے بعد مصنف/مولف کی تاریخ ولادت ووفات درج کی گئی ہے۔ انھوں نے اس زمانے کے تمام متداول علوم و فنون کو مندرجہ ذیل ۳۶ عنوانات میں تقسیم کیا۔

(۱) فلکیات	(۲) شاعری	(۳) افواج
(۴) طب	(۵) لسانیات	(۶) صنعت
(۷) کلام	(۸) کیمیا	(۹) قرآن و حدیث
(۱۰) حیوانیات	(۱۱) نباتیات	(۱۲) معدنیات
(۱۳) حسیات	(۱۴) ادویات	(۱۵) منطق
(۱۶) موسیقی	(۱۷) نجوم	(۱۸) صرف و نحو
(۱۹) ہندسہ	(۲۰) ہیئت	(۲۱) طبیعیات

(۲۲) حسابیات	(۲۳) اخلاقیات	(۲۴) اداب
(۲۵) اعداد	(۲۶) اسماء الرجال	(۲۷) علم الانساب
(۲۸) تاریخ	(۲۹) تصوف	(۳۰) ہندسہ
(۳۱) جغرافیہ	(۳۲) رقص	(۳۳) ریاضی
(۳۴) سیاسیات	(۳۵) فقہ	(۳۶) زراعت

ان عنوانات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ترتیب میں کوئی ربط نہیں ہے۔ ان عنوانات کو مسلمہ موضوعات کے تحت ترتیب دیا جائے تو زیادہ تر موضوعات سائنس اورٹیکنالوجی سے متعلق ہیں، اس کے بعد فلسفہ (۴ عنوانات)، تاریخ و جغرافیہ (۴ عنوانات)، اسلام (۳ عنوانات)، فنون لطیفہ (۲ عنوانات)، لسانیات (۲ عنوانات) اور ادب (ایک عنوان) ہے۔ اس تقسیم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نہ تو علمی درجہ بندی ہے اور نہ ہی کتابی درجہ بندی۔ بہرحال اس کتابیات میں اس زمانہ کے معلوم علوم کی نشاندہی ہوتی ہے۔

مسلمانوں کا دور ایک طویل مدت پرمحیط ہے اور اس دور میں دینی علوم کے علاوہ دنیاوی علوم پر بھی بھرپور توجہ دی گئی جس کی وجہ سے مختلف علوم وجود میں آئے اور سائنسی علوم کی ابتداء اور تحقیق و مزید تحقیق کی وجہ سے مسلمان سائنسدانوں نے مختلف ایجادات کو جنم دیا۔ علوم کی ترویج اور محققین کی اعانت کے لیے بڑے بڑے کتب خانے قائم کیے گئے جن میں لاکھوں کی تعداد میں کتب اور دیگر مطالعاتی مواد موجود ہوتا تھا اور ان کتب کو کسی نظام کے تحت ترتیب دیا جاتا تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کی ترتیب کس کتابی درجہ بندی کے تحت کی جاتی تھی؟ مذکورہ بالا جائزہ میں جتنی درجہ بندیوں کا ذکر کیا گیا ان میں سے زیادہ تر علمی درجہ بندیاں تھیں یا کچھ کتابیات کے عنوانات ۔ اس زمانہ کے کتب خانوں کے کیٹلاگ یا اس موضوع پر کتب وغیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ کتب خانوں کے ذخیروں کو اولاً فنون میں تقسیم کیا جاتا تھا اور ان فنون کے لیے الگ الگ کمرے یا علاقے مقرر کیے جاتے تھے۔ ان کمروں یا علاقوں میں متعلقہ فن کی کتابوں کو مزید ذیلی فنون میں تقسیم کرتے ہوئے مصنف وار الماریوں یا شیلف میں رکھا جاتا تھا اور تمام فنون کی یا الگ الگ فن کی فہرست تیار کر کے کمروں کے باہر رکھی جاتی تھی تاکہ قاری اس فہرست کی مدد سے اپنی مطلوبہ کتاب تلاش کر سکے۔ یہ طریقہ کار ایک عرصہ تک جاری رہا جس کی مثال کتب خانہ آصفیہ سے دی جا سکتی ہے۔ راقم الحروف سنہ ۱۹۴۵ء میں جب اسکول کا طالب علم تھا، ان دنوں کتب خانہ آصفیہ، حیدر آباد دکن سے حدیث و فقہ کی کتابوں سے استفادہ کرتا تھا۔ اس کتب خانے میں موجود کتب کی فہرست کتب خانہ کے دروازے کے قریب رکھی جاتی تھی۔ اس فہرست کی مدد سے مطلوبہ کتاب

کے کوائف کو مطبوعہ سلپ پر تحریر کرکے دے دیا جاتا تھا اور وہ کتاب طالب کو مہیا کی جاتی تھی۔ مسلم ممالک کے قدیم کتب خانوں کے کیٹلاگ کے مطالعہ سے بھی اس تجربہ کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ ذخائر کتب کی فن وار تقسیم، علمی درجہ بندی کی بنیاد پر کی جاتی تھی اور کتابوں کی ترتیب مصنف وار ہوا کرتی تھی۔ فن اور مصنف کے لیے کوئی علامت نہیں ہوتی تھی بلکہ فہرست میں دیا گیا عدد کتاب کی جلد پر تحریر کیا جاتا تھا۔ فہرست کے مندرجات حسب ذیل ہوا کرتے تھے: (١) کتاب کا نمبر یعنی وہ عدد جس پر کتاب رکھی گئی ہو، (٢) کتاب کا نام، (٣) مصنف/مولف/مترجم کا نام، (۴) سنہ تصنیف/ تالیف/ ترجمہ، (٥) مصنف/مولف/مترجم کی تاریخ وفات، (٦) سنہ تحریر کتاب یا سنہ طباعت، (٧) چھاپہ یا قلمی ہونے کا حال اور (٨) کیفیت -

تیرہویں تا اٹھارویں صدی عیسوی کی مغربی دنیا کی درجہ بندی اسکیمیں

سیرز کی مذکورہ فہرست میں تیرہویں تا اٹھارویں صدی عیسوی کے دوران مغربی دنیا میں گیارہ (١١) درجہ بندی اسکیموں کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کے علاوہ اس کی کتاب Manual of Classification میں جو جدول دیا ہے اس میں مزید دو (Robert Estienne (١٥۴٦ء) اور Prosper Marchand (١٧٠۴ء)) کی اسکیموں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس طرح اس مدت میں ١٣ معروف اسکیموں کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان اسکیموں میں راجر بیکن (١٢٦٦ء) کی اسکیم کی تفصیلات دستیاب نہیں۔ اس کے متعلق صرف یہ کہا گیا ہے کہ اس کی درجہ بندی کا انحصار شجر پورفائیری پر تھا۔ چودہویں صدی میں کسی درجہ بندی اسکیم کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔ پندرہویں صدی میں Aldus Manutius (١۴٩٨ء) نے علوم کو پانچ بنیادی درجوں میں تقسیم کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں: (١) قواعد، (٢) شاعری، (٣) منطق، (۴) فلسفہ اور (٥) مقدس کتب۔ ان درجوں کے ذیلی درجوں اور جزئیات کا علم نہیں ہے۔

سولھویں صدی عیسوی میں چار معروف درجہ بندی اسکیموں کا تذکرہ کیا جاتاہے جن میں Robert Estienne (١٥۴٦ء) اور کونارڈوان گیسنر(Conard Von Gesner) (١٥۴٨ء) کی اسکیموں کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہیں مگر La Croix Dumaine (١٥٨٣ء) اور Christofle de Savegny (١٥٨٧ء) کی درجہ بندی اسکیموں کی تفصیلات کا علم نہیں۔ Robert Estienne کے نظام کے تحت کتابوں کو چودہ بنیادی درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہیں: (١) عبرانی کتابیں، (٢) یونانی کتابیں، (٣) اور (۴) دینیات (اس کو دو حصوں میں یعنی

(الف) Sacra اور (ب) Prophana میں تقسیم کیا گیا)، (۵) قواعد، (٦) شاعری، (۷) تاریخ، (۸) علم انشاء، (۹) خطابت، (۱۰) منطق، (۱۱) فلسفہ، (۱۲) حساب، (۱۳) جیومیٹری اور (۱۴) طب۔

کونارڈ ون گیسنر (۱۵۱٦-۱۵٦۵ء) کی کتاب Bibliotheca Univeralies جو لاطینی، یونانی اور عبرانی کتابوں کا کیٹلاگ ہے، سنہ ۱۵۴۵ء میں ذورج (Zurich) سے شائع ہوئی اور اس کا ضمیمہ سنہ ۱۵۴۸ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب کی کل ۲۱ جلدوں میں سے ۱۹ شائع ہو گئی تھیں اور طب اور دینیات پر مشتمل دو حصے شائع نہیں ہوئے۔ اس میں درج شدہ کتابوں کے متعلق تنقیدی اشارے اور بعض اہم حصے بھی دیے گئے۔ اس کیٹلاگ میں کتابوں کے اندراجات موضوعات کے تحت کیے گئے ہیں۔ سیرز کا خیال ہے کہ گیسنر کی اسکیم ایک علمی درجہ بندی ہے جو متعین اصولوں پر مرتب کی گئی ہے۔ گیسنر نے اپنی درجہ بندی اسکیم اس خیال پر مرتب کی کہ فلسفہ تمام علوم کا مجموعہ ہے اور فلسفہ دو بنیادی علوم یعنی فنون اور سائنس پر مبنی ہے۔ فلسفہ کو دو حصوں میں اور ان کو مزید حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے آخر کار ۲۱ درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس کی درجہ بندی کا خاکہ حسب ذیل ہے:

- PHILOSOPHIA comprehendit Artes et Scientias.
  - Præparantes
    - Necessaria
      - Sermocinales
        - 1. Grammatica et Philologica.
        - 2. Dialectica.
        - 3. Rhetorica.
        - 4. Poetica.
      - Mathematicas
        - 5. Arithmetica.
        - 6. Geometria, Optica, etc.
        - 7. Musica.
        - 8. Astronomia.
        - 9. Astrologia.
    - Ornantes
      - 10. De divinatione et magia.
      - 11. Geographia.
      - 12. Historia.
      - 13. De diversibus artibus illiteratis, mechanicis, et.
  - Substantiales
    - 14. De naturali philosophia.
    - 15. De prima philosophia, seu metaphysica et Theologia Gentilium
    - 16. De morali philosophia.
    - 17. De philosophia economica.
    - 18. De re politica id et civili ac militari.
    - 19. De jurisprudentia.
    - [20. De re medica.]
    - 21. De Theologia. Christiana.

گیسنر کے اس خاکے کے متعلق سیرز مزید کہتا ہے کہ یہ ایک ارتقائی درجہ بندی ہے، اس میں تمام علوم کا منبع فلسفہ ہے اور اس تک رسائی فنون اور سائنس کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔ فنون اورسائنس کی دو قسمیں ہیں یعنی (۱) وہ جو ابتدائی علوم ہیں اور (۲) وہ جو بنیادی علوم ہیں۔ گیسنر نے ابتدائی سائنسی علوم کو دو حصوں میں تقسیم کیا، اس تقسیم میں سے ایک ضروری مضامین ہیں اور دوسرے زینت دینے والے یا اضافی۔ ضروری مضامین فنون کے دو حصے یعنی (۱) وہ جو قدیم مضامین ہیں اور (۲) جدید مضامین یعنی علم الریاضی اور فنون لطیفہ۔ اس نے ایک درجہ Ornantes مختص کیا جس کو قیاس کہا جا سکتا ہے۔ مزید ایک درجہ بنیادی علوم کے لیے بعنوان Substantial مقرر کیا جس کے تحت ۸ ذیلی درجے ہیں۔ برونٹ اس اسکیم کو اس زمانے کی علمی اور سائنسی ضروریات کے تحت ترتیب شدہ اسکیم قراردیتا ہے جس کے تحت کتب کی درجہ بندی کی جاتی تھی۔ ایڈورڈ ایڈورڈس اس کو قدیم اور جدید درجہ بندی اسکیموں میں پہلی ببلیو گرافیکل اسکیم کے نام سے موسوم کرتا ہے۔

سترھویں صدی عیسوی میں بھی چار مشہور و معروف اسکیموں کا تذکرہ سیرز نے کیا ہے، جو حسب ذیل ہیں:

فرانسس بیکن (۱۶۰۵ء)، گبریل ناوڈے (۱۶۲۷-۱۶۴۳ء)، جین گارنیر (۱۶۷۸ء) اور اسماعیل بولیوڈ (۱۶۷۸/ ۱۶۷۹ء)۔ ان چاروں اسکیموں نے آئندہ کے مفکرین کی مرتب کردہ درجہ بندی اسکیموں میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ فرانسس بیکن نے اپنی کتاب The Advancement of Human Learning جو سنہ ۱۶۰۵ء میں شائع ہوئی، میں ایک خاکہ شامل کیا ہے جس کو Chart of Human Learning کہا جاتا ہے۔ اس خاکہ میں بیکن نے سارے علوم کو تین بنیادی درجوں یعنی (۱) تاریخ (یادداشت)، (۲) شاعری (تخیلات) اور (۳) فلسفہ میں تقسیم کیا۔ تاریخ کو مزید دو حصوں یعنی (۱) نیچرل ہسٹری اور (۲) مدنی تاریخ (Civil History) میں اور ان دونوں کو مزید جزئیات میں تقسیم کیا۔ شاعری کو تین حصوں یعنی (۱) بیانیہ، (۲) ڈرامائی اور (۳) حکایاتی یا تمثیلی میں تقسیم کیا۔ فلسفہ کو الہامیات، قدرتی یا فطری اور انسانی میں تقسیم کرتے ہوئے فطری اور انسانی فلسفہ کو مزید جزئیات میں تقسیم کیا گیا۔ سیرز اس درجہ بندی کے متعلق کہتا ہے:

"بیکن کا طریقہ کار موضوعاتی ہے اور وہ تقسیم کے مسلمہ اصولوں کو اپناتا ہے جن کو ہمیں تسلیم کرنا چاہیے۔ حقیقیت میں یہ (بیکن) تمام کلاسفائروں میں پہلا شخص ہے جس نے کتابوں کی درجہ بندی کی ان تمام جزئیات کو مدنظر رکھا جس کی بنیاد پر اپنا (درجہ بندی کا) خاکہ مرتب کیا ہے"۔[۱۷]

بیکن کی درجہ بندی کی اساس پر ہیرس نے اپنی درجہ بندی اسکیم مرتب کی اور ڈیوی نے ان دونوں سے استفادہ کیا۔

سترہویں صدی عیسوی ہی میں فرانس میں کتابیات پر بہت کام ہوا اور اس زمانہ میں فرانس کو کتابیات کا گھر کہا جاتا تھا۔ گیبریل ناوڈے (Gabriel Naude) اپنی کتاب Advis pour dresser une bibliotheque (١٦٢٣ء) جس کا ترجمہ John Evelyn نے کیا، میں بارہ بنیادی درجوں کا تذکرہ کیا ہے جو حسب ذیل ہیں؛ (١) دینیات، (٢) طب، (٣) کتابیات، (۴) علم واقعہ نگاری، (۵) جغرافیہ، (٦) تاریخ، (٧) فن حرب، (٨) اصول قانون، (٩) کونسل اور کلیسائی قانون/ شریعت، (١٠) فلسفہ، (١١) سیاسیات اور (١٢) ادبیات ۔

ناوڈے ہی کے زمانہ میں فرانس میں ایک مشہور درجہ بندی کی شہرت ہوئی جو "پیٹرس کے کتب فروش کا نظام" سے موسوم ہے۔ اس نظام کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے بانی Jesuit اور جین کارنیر (Jean Garnier) تھے یا گیبریل مارٹن (Gabriel Martin) یا اسماعیل پولیوڈ۔ بہرحال سیرز نے اپنی کتاب میں گارینر کے نظام (١٦٧٨ء) میں ترامیم کا ذکر کیا جس میں اس اسکیم کو ٧ بنیادی درجوں میں تقسیم کیا جو حسب ذیل ہیں:(١) دینیات، (٢) فلسفہ (اس کو دو حصوں یعنی حقیقی فلسفہ اور ریاضی میں تقسیم کیا گیا)، (٣) طب، (۴) ادبیات (اس کو چار ذیلی درجوں یعنی قواعد ، خطابت، شاعری اور لسانیات میں تقسیم کیا گیا)، (۵) تاریخ (اس کو چھ ذیلی درجوں اور جزئیات میں تقسیم کیا گیا)، (٦) معاشیات یا قانون اور (٧) الحاد ۔

اسی صدی میں پیرس کے اسماعیل بولیوڈ (Ismail Bouillaud)، جس نے مشہور De Thow کے کتب خانے کا کیٹلاگ تیار کیا تھا، نے درجہ بندی کا ایک خاکہ سنہ ١٦٧٨ء میں مرتب کیا۔ اس کو مارٹن نے سنہ ١٧۴٠ء میں، Desure نے سنہ ١٧٦٨ء میں اور برونٹ نے سنہ ١٨۴٣ء میں اور دیگر مفکرین ترامیم کرتے رہے۔ ترمیم شدہ خاکے میں اس اسکیم کو پانچ بنیادی درجوں یعنی (١) دینیات، (٢) قانون، (٣) سائنس اور فنون لطیفہ ، (۴) ادبیات اور (۵) تاریخ میں تقسیم کیا گیا۔ ان درجوں کو مزید ۴١ ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا۔ اس اسکیم کو سنہ ١٨٠٦ء میں Barbier اور Achard اور سنہ ١٨٢۴ء میں Horne نے ترمیم کیا اور موضوعات میں اضافہ کیا۔ ان ترمیمات سے اسماعیل بولیوڈ کی اسکیم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سترھویں صدی عیسوی میں مزید دو درجہ بندی اسکیموں کا تذکرہ سیرز نے کیا۔ ان میں ایک Johannes Rhodius کی اسکیم ہے جس کے تحت سنہ ١٦٣١ء میں Padua یونیورسٹی کی لائبریری میں کتب کو ترتیب دیا گیا تھا۔ اس اسکیم

میں موضوعات کو ۱۲ بنیادی درجوں میں تقسیم کیا گیا جو حسب ذیل ہیں: (۱) دینیات، (۲) اصول قانون، (۳) طب، (۴) فلسفہ، (۵) تاریخ، (۶) شاعری، (۷) خطابت، (۸) فن خطابت، (۹) منطق، (۱۰) علم اللسان، (۱۱) تنقید اور (۱۲) قواعد۔ دوسرا نظام Claudis Clemens کا ہے جو سنہ ۱۹۳۵ء میں مرتب کیا گیا۔ اس اسکیم میں بھی کل موضوعات کو ۱۲ درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہیں: (۱) دینیات، (۲) اصول قانون،(۳) فلسفہ، (۴) ریاضی، (۵) علم اعمال و افعال اعضاء، (۶) طب، (۷) مذہبی تاریخ، (۸) غیر مذہبی تاریخ، (۹) ادب، (۱۰) خطابت، (۱۱) شاعری اور (۱۲) قواعد۔ اس طرح سترھویں صدی عیسوی میں مغربی ممالک میں علمی اور کتابی درجہ بندی کی طرف کافی توجہ دی گئی جس میں زیادہ تر دخل پیرس کا ہے۔ رچرڈسن نے کلیسائی کتب خانوں میں کتابی درجہ بندی کے وجود کے متعلق بھی تذکرہ کیا ہے۔ اس کے باوجود یورپ کے کچھ علاقے ایسے بھی تھے جہاں سترہویں صدی کے آخر میں کتب خانوں کی یہ حالت تھی کہ کتابوں کو چند عمومی درجوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا اور ان کو سائز کے لحاظ سے مقررہ جگہوں پر الگ الگ درجوں کے شیلف پر رکھ دیا جاتا تھا۔ ان درجوں میں بعض اوقات کتب کو مصنفوں کے حروف تہجی کے اعتبار سے بھی ترتیب دیا جاتا تھا۔

اٹھارویں صدی عیسوی میں سیرز کی فہرست میں دو معروف درجہ بندی اسکیموں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور جدول میں اسی زمانہ کے مزید سات اسکیموں کا ذکر ملتا ہے۔ اس طرح اٹھارویں صدی عیسوی میں نو اسکیمیں معروف تھیں جو حسب ذیل ہیں: (۱) Leibnitz (۱۷۰۰ء)، (۲) Prosper Marchand (۱۷۰۴ء)، (۳) Gabriel Martin (۱۷۰۵ء)، (۴) System of Girard (۱۷۴۸ء)، (۵) System of Dr. Conyers Middleton (۱۷۵۵ء)، (۶) Guillaume De Bure (۱۷۶۳ء)، (۷) System of Ersch (۱۷۹۳ء)، (۸) System of Ameilhon (۱۷۹۹ء) اور (۹) System of Parent Leibnitz نے علوم کو نو درجوں یعنی (۱) دینیات، (۲) قانون، (۳) طب، (۴) عقلی فلسفہ، (۵) ریاضی، (۶) طبیعیات، (۷) مدنی تاریخ، (۸) ادبی تاریخ اور کتابیات اور (۹) ادب اور متفرقات میں تقسیم کیا۔ Prosper Marchand کے نظم کے تحت علوم کو تین بنیادی درجوں یعنی (۱) فلسفہ یا علوم نسبات، (۲) دینیات یا علوم الہیات اور (۳) علم التاریخ میں تقسیم کیا گیا اور Polygraphy کو ضمیمہ میں رکھا گیا۔ فلسفہ کے موضوعات کو ۲۱ ذیلی درجوں میں رکھا گیا۔ Gabriel Martin کی اسکیم پیرس کے کتب فروشوں کی اسکیم میں شامل ہے یا اس سے مماثلت رکھتی ہے۔ System of Girard کے تحت موضوعات کو چھ درجوں یعنی (۱) دینیات، (۲) ذہنی قوانین کا علم یا سماجی علوم، (۳) علم التاریخ، (۴)

فلسفہ، (۵) علم اللسان اور (٦) ٹیکنالوجی میں تقسیم کیا گیا اور ان میں سے ایک درجہ یعنی سماجی علوم کو مزید ۵ ذیلی درجوں میں رکھا گیا۔ System of Dr. Conyer Middleton میں موضوعات کو آٹھ بنیادی درجوں یعنی (۱) دینیات (دس ذیلی عنوانات)، (۲) غیر مذہبی تاریخ (نو ذیلی عنوانات)، (۳) شہری قوانین، (۴) فلسفہ (چار ذیلی عنوانات)، (۵) ریاضی، (٦) نیچرل ہسٹری، (۷) طب اور (۸) شائستہ ادب (آٹھ ذیلی عنوانات) میں تقسیم کیا گیا۔ Guillaume De Bure کی اسکیم کی تفصیلات دستیاب نہیں ہیں۔

System of Ersch کے تحت علوم کو ١٦ بنیادی درجوں یعنی (۱) عام ادبیات، (۲) علم اللسان، (۳) دینیات، (۴) قانون، (۵) طب، (٦) فلسفہ (اس کو پانچ ذیلی درجوں میں) ، (۷) فن تعلیم ، (۸) سیاسیات (اس کو دو ذیلی اور ہر ایک کو دو زیر ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا)، (۹) فن حرب، (۱۰) نیچرل سائنس، (۱۱) فنون مفیدہ مصنوعات اور ٹیکنالوجی، (۱۲) ریاضی، (۱۳) جغرافیہ و تاریخ، (۱۴) فنون لطیفہ (اس کو سات ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا)، (۱۵) ادبی تاریخ اور (١٦) متفرقات میں تقسیم کیا گیا۔ System of Ameilhon کے تحت علوم کو نو درجوں یعنی (۱) قواعد، (۲) منطق، (۳) اخلاقیات، (۴) قانون، (۵) مابعد الطبیعیات، (٦) طبیعیات، (۷) فنون لطیفہ، (۸) شائستہ ادب اور (۹) تاریخ میں تقسیم کیا گیا۔ System of Parent کی صحیح تاریخ کا علم نہ ہو سکا مگر اغلب خیال ہے کہ یہ اٹھارویں صدی عیسوی کے آخر میں مرتب کی گئی ہے۔ اس اسکیم میں سارے علوم کو ۱۳ درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہیں:
(۱) زراعت و تجارت، (۲) لسانیات اور قواعد، (۳) فنون مفیدہ، میکانکی فنون، (۴) آزاد فنون ، (۵) ریاضی، (٦) شائستہ ادب، (۷) احوال عالم، (۸) نیچرل ہسٹری، (۹) کیمیا، طبیعیات اور طب، (۱۰) تاریخ اقوام، (۱۱) دستور، (۱۲) اخلاقیات اور(۱۳) رسائل (Periodical Works)۔

اٹھارویں صدی عیسوی میں مرتب اسکیموں کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سترھویں صدی عیسوی کے مقابلہ میں اس صدی کی اسکیموں میں موضوعات کی تعداد قدرے زیادہ ہے اور ان میں ایک ربط موجود ہے۔ بہرحال ان اسکیموں سے بعد کے مفکرین نے استفادہ کیا اور اپنی اسکیموں کو مرتب کرنے میں رہبری حاصل کی۔

انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی کی اسکیمیں

انیسویں صدی عیسوی درجہ بندی اسکیموں کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔ اس صدی میں ۱۴ معروف اسکیمیں اور ۱۴ نظم (Systems) کا تذکرہ سیرز نے کیا ہے۔

اس طرح اس صدی میں حسب ذیل ۲۸ اسکیمیں زیر استعمال یا معروف تھیں:

اسکیمیں

1. Jacques-Charles Brunet (1810)
2. Thomas Hartwell Horne (1814)
3. British Museum (1836)
4. Edward Edwards (1859)
5. W. T. Haris (1870)
6. Natale Battezzati (1871)
7. Melvil Dewey -Decimal Classification (1876)
8. J. Schwartz (1879)
9. Charles Ammi Cutter- Expansive Classification (1879- 1901)
10. Lloyd P. Smith (1882)
11. Otto Hartwig (1888)
12. Lepold Delisle (1890)
13. Quinn-Brown (1894)
14. James Duff Brown -Adjustable Classification (1898)

(SYSTEMS)

System of:		System of:	
1.	Buten Schoen (1802?)	2.	Girault (1807)
3.	Imperial Library of St. Petersburgh (1808)	4.	Bentham (1816)
5	Coleridge (1826)	6.	Karl Preusker of Gros-senhain (1830)
7.	Ampere (1834)	8.	Lord Lindsay (1845)
9.	Merlin (1847	10.	M.J.F. Albert (1847)
11.	Schleurmacher (1847)	12.	Thienemann (1847)
13.	Commercial Library Hamburg (1849)	14.	Dr. W.D. Wilson (of Genva, New York)- (1856)

پیرس کے کتب فروشوں کی درجہ بندی اسکیموں میں Jacques Charles Brunet کی اسکیم کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ اسکیم اس کی کتاب Manuel du Librire etd 'Amateur de Livres (Paris.1810) کی پانچویں جلد میں شامل تھی۔ یہ اسکیم بڑے سائز کے ۱۸ صفحات (دو کالمی) پر مشتمل تھی جو اب دستیاب نہیں ہے۔ اس اسکیم کے تحت اس نے کتابیات کی درجہ بندی کی تھی اور متعلقہ موضوعات کو ایک گروہ میں رکھا تھا۔ اس اسکیم کو پانچ بنیادی درجوں یعنی (۱) دینیات، (۲) اصول قانون، (۳) سائنس اور فنون، (۴) ادبیات اور (۵)

تاریخ میں تقسیم کیا۔ دینیات کو ۸ ذیلی درجوں اور ضمیمہ میں؛ قانون کو ابتدائیہ اور ۴ ذیلی درجوں میں؛ سائنس اور فنون لطیفہ کو دس ذیلی درجوں میں؛ ادبیات کو نو ذیلی درجوں میں؛ تاریخ کو ۷ ذیلی درجوں میں مزید تقسیم کیا گیا۔ برونٹ کی اسکیم کی بنیاد پر دیگر مفکرین نے اپنی درجہ بندی اسکیموں کو مرتب کیا ہے۔

Thomas Hartwell Horne نے اپنی کتاب Outline for the Classification of a Lbirary (London, 1925) میں برٹش میوزیم کے لیے درجہ بندی اسکیم پیش کی جس کے بنیادی درجے حسب ذیل ہیں؛ (۱) دینیات اور مذہب، (۲) اصول قانون، (۳) فلسفہ، (۴) فنون اور کاروبار/پیشے، (۵) تاریخ اور (٦) ادبیات ۔ Horne نے یہ بھی مشورہ دیا تھا کہ برٹش میوزیم کتابوں کی درجہ بندی کے لیے برونٹ کی اسکیم کو اپنا لے مگر میوزیم کے لیے یہ دونوں اسکیمیں قابل قبول نہیں تھیں۔

برٹش میوزیم کی اسکیم سنہ ۳۸-۱۸۳٦ء میں مرتب کی گئی۔ یہ ایک اجمالی اور عملی کتابی درجہ بندی اسکیم تھی مگر بعد کے مفکرین نےضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں تبدیلیاں یا توسیع نہیں کی اس لیے یہ زیادہ پائیدار ثابت نہیں ہوئی۔ اس اسکیم میں موضوعات کو دس درجوں یعنی (۱) دینیات، (۲) اصول قانون، (۳) نیچرل ہسٹری اور طب، (۴) آثار قدیمہ اور فنون، (۵) فلسفہ، (٦) تاریخ، (۷) جغرافیہ، (۸) سوانح، (۹) ادبیات اور (۱۰) علم اللسان میں تقسیم کیا گیا۔ اس اسکیم کی علامات مرکب یعنی رومن اور عربی ہندسوں پر مشتمل تھیں؛ مثلاً تاریخ کا نمبر VI اور عالمی تاریخ کا نمبر VI-2 ایشیا کی تاریخ VI-3 وغیرہ۔ اس اسکیم میں متعلقہ موضوعات کو یکجا اور اکثر موضوعات کو شامل نہیں کیا گیا اس لیے اس اسکیم پر مفکرین نے زیادہ توجہ نہیں دی۔ بہرحال یہ اسکیم برٹش میوزیم، جو آج کل برٹش لائبریری کے نام سے موسوم ہے، میں کافی عرصہ تک زیرِاستعمال رہی۔

ایڈورڈ ایڈورڈس کتابی درجہ بندی کے طریقہ کار پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ کتابی درجہ بندی دو قسم کی ہوتی ہے، ایک وہ جس کی بنیاد ما بعد الطبیعیات سے ہے جس میں اسکیم مرتب کرنے والا اپنے خاص ذہنی رجحان کے تحت خیالات یا اشیاء کی درجہ بندی کرتا ہے اور کتابوں کو ان درجوں کے تحت ترتیب دیتا ہے اوردوسری وہ جس میں اپنی سہولت اور قابل عمل اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے کتابوں کی درجہ بندی اسکیم مرتب کرتا ہے۔ بہرحال اس نے اپنی کتاب Memoirs of Libraries (۱۸۵۹ء) میں اپنی درجہ بندی کا خاکہ پیش کیا جس میں سارے موضوعات کو چھ بنیادی درجوں یعنی (۱) دینیات، (۲) فلسفہ، (۳)

تاریخ، (۴) سیاست اور تجارت، (۵) سائنس اور فنون اور (٦) ادبیات میں تقسیم کیا۔

ڈبلیو۔ ٹی۔ ہیرسن امریکہ کا ایک ممتاز فلسفی تھا۔ اس نے کتب خانہ سینٹ لوئی (St. Lowis) کی فہرست کی تیاری کے لیے بیکن کے عنوانات کی ترتیب الٹ کر سنہ ۱۸۷۰ء میں ایک درجہ بندی اسکیم مرتب کی (بیکن کے تین درجے تاریخ، شاعری اور فلسفہ تھے)۔ ہیرسن نے تمام علوم کو تین بنیادی درجوں یعنی (۱) سائنس، (۲) فنون اور (۳) تاریخ میں تقسیم کیا۔ سائنس کو مزید چار ذیلی درجوں یعنی (الف) فلسفہ، (ب) مذہب، (ج) سماجی علوم اور سیاسی علوم، (د) نیچرل سائنس اور فنون مفیدہ میں تقسیم کیا۔فنون کو بھی چار ذیلی درجوں یعنی (الف) فنون لطیفہ، (ب) شاعری، (ج) افسانے اور (د) متفرق ادب میں تقسیم کیا۔ تاریخ کو تین ذیلی درجوں یعنی (۱) جغرافیہ اور سیاحت، (ب) مدنی تاریخ اور (ج) سوانح میں تقسیم کیا۔ متفرقات کو ضمیمہ میں رکھا۔ ڈیوی کی اعشاریائی درجہ بندی ہیرس کی تقسیمات پر مبنی ہے۔

Natale Bettezzati نے اپنی کتاب Nuova Sistema di Catalogo Bibliografica Generale (Milan, 1871) میں ایک درجہ بندی اسکیم کو پیش کیا۔ میلول ڈیوی نے اپنے دیباچہ میں تذکرہ کیا کہ اس نے Bettezzati سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اس اسکیم کی تفصیلات حاصل نہیں ہو سکیں۔ میلول ڈیوی نے اپنی اعشاریائی درجہ بندی سنہ ۱۸۷٦ء میں پیش کی جس کا تفصیلی جائزہ آگے کے صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے۔ سنہ ۱۸۷۹ء میں J. Schwartz نے اپنی درجہ بندی اسکیم پیش کی۔ ڈیوی نے اپنے دیباچہ میں تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس نے اس اسکیم سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اس اسکیم کی بھی تفصیلات نہ مل سکیں۔ سنہ ۱۸۷۹ء میں چارلس ایمی کٹر نے اپنی توسیعی درجہ بندی اسکیم پیش کی جس کا تفصیلی جائزہ آگے کے صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے۔

Lloyed P. Smith نے سنہ ۱۸۸۲ء میں اپنی درجہ بندی اسکیم پیش کی۔ اس اسکیم میں بنیادی درجوں کو انگریزی کے بڑے حروف تہجی A تا Y میں تقسیم کیا گیا اور ذیلی درجوں کے لیے چھوٹے حروف a تا z استعمال کیے گئے۔ جزئیات یا زیر ذیلی درجوں کے لیے عربی ہندسے اور دیگر علامات؛ مثلاً ,+ ,Δ, □ اور رومن ہندسے استعمال کیے گئے؛ مثلاً

A	Religion
Ao	Ecclescastical History
Ao2	Latin Chuarches
Ao2+	Jansinists
Ao2	Gallican Church

Ao2 Spanish Church
Ao2 IV Roman Catholic Church in U.S. & Canada.

اس اسکیم کو اس وقت کی اسکیموں میں بہتر کہا جاتا تھا۔

سنہ ۱۸۸۸ء میں Otto Hartwig نے اپنی درجہ بندی اسکیم پیش کی جس کے تحت Halle کی ایک یونیورسٹی میں کتابوں کی درجہ بندی کی جاتی تھی اس نے اپنی اسکیم Schutz اور Hufeland (۱۷۸۵-۱۸۰۰ء) کے اسکیموں کی بنیاد پر ترتیب دی تھی۔ اس اسکیم کی تفصیلات دستیاب نہ ہو سکے۔ Lepold Delisle نے اپنی اسکیم سنہ ۱۸۹۰ء میں پیش کی جس کے متعلق بھی تفصیلات دستیاب نہ ہو سکے۔ جیمس ڈف براون نے جان ہنری کوین کے ساتھ مل کر سنہ ۱۸۹۴ء میں ایک کتابی درجہ بندی تشکیل دی تھی جس کو Quin-Brown اسکیم کہا جاتا ہے۔ اس اسکیم میں بنیادی درجوں کے لیے انگریزی کے بڑے حروف اور ذیلی درجوں اور جزئیات کے لیے عربی ہندسے اور چھوٹے انگریزی کے حروف استعمال کیے گئے۔ اس اسکیم کے بنیادی درجے حسب ذیل تھے: A مذہب اور فلسفہ، B تاریخ، سیاحت اور فن طباعت، C سوانح، D سماجی علوم، E سائنس ، F فنون لطیفہ و تفریح، G فنون مفیدہ، H لسانیات و ادبیات، J شاعری اور ڈرامے، K افسانے اور L صیغہ عمومی۔ چونکہ یہ اسکیم اس وقت کی ضروریات کو پورا نہیں کر رہی تھی اس لیے جیمس ڈف براؤن نے سنہ ۱۸۹۷ء میں اس اسکیم سے مختلف اور توسیع شدہ ایک اسکیم مرتب کی جس کو موضوعاتی یا ترتیب پذیر درجہ بندی کہا جاتا ہے۔ اس اسکیم کا تفصیلی جائزہ اگلے صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اٹھارویں صدی عیسوی میں مذکورہ بالا چودہ درجہ بندی نظم زیر استعمال تھے ان کا انفرادی مختصر سا جائزہ حسب ذیل ہے: Buten Schoen نظم (جو غالباً سنہ ۱۸۰۲ء میں پیش کیا گیا) کے تحت تمام عنوانات کو دس بنیادی درجوں یعنی (۱) ادبیات، سائنس اور آرٹس کے ابتدائی کام، (۲) ادبیات اور فنون لطیفہ، (۳) تاریخی علوم، (۴) علوم فلسفہ، (۵) علوم ریاضی اور طبیعیات، (۶) علوم اقتصادی و طب، (۷) فنون و تجارت، (۸) اثباتی علوم (اس کو دو ذیلی درجوں یعنی اصول قانون اور دینیات میں تقسیم کیا گیا)، (۹) متفرقات، مجموعات وغیرہ اور (۱۰) ادبی نوادر اور شہ پارے وغیرہ۔

Girault کے نظم (۱۸۰۷ء) کے تحت سارے علوم کو چھ بنیادی اور ۲۵ ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا جو حسب ذیل ہیں: (۱) ابتدائی تعلیم (تین ذیلی درجے)، (۲) احوال عالم/علم کائنات (دو ذیلی درجے)، (۳) تاریخ (۴ ذیلی درجے)، (۴) دستور (۳ ذیلی درجے)، (۵) نیچرل ہسٹری (۸ ذیلی درجے) اور (۶) سائنس اور فنون لطیفہ (۵ ذیلی درجے)۔ St. Petersburgh کی امپیریل لائبریری کے نظم

(۱۸۰۸ء) کے تحت سارے علوم کو تین بنیادی، ۹ ذیلی اور ۱۶ زیر ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا۔ اس نظم کے بنیادی درجے حسب ذیل ہیں: (۱) علوم (اس کو تین ذیلی درجوں یعنی عقلی علوم، فطری علوم اور حقیقی علوم میں اور ان علوم کو بالترتیب چار، تین اور دو زیر ذیلی درجوں میں مزید تقسیم کیا گیا)، (۲) فنون (اس کو تین ذیلی درجوں یعنی میکانیکی فنون، آزاد فنون اور فن خطابت میں تقسیم کیا گیا اور آزاد فنون کو مزید ۵ اور فن خطابت کو مزید دو زیر ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا) اور (۳) علم اللسانیات (اس کو تین ذیلی درجوں یعنی لسانیات، ادب اور تنقید میں تقسیم کیا گیا)۔

بینتھم (Bentham) کے نظم (سنہ ۱۸۱۶ء) کے تحت دو بڑے درجے یعنی علم الوجود (Ontology) اور Pneumatology میں تقسیم کیا گیا۔ علم الوجود کو دو درجوں یعنی مافوق الطبیعیات اور Idioscopic Ontology میں تقسیم کیا گیا۔ Idioscopic Ontology کو مزید دو درجوں یعنی ریاضی (اس کو تین ذیلی درجوں میں) اور Poioscopic Somatics (اس کو دو درجوں یعنی نیچرل ہسٹری اور نیچرل فلاسفی میں اور ان دونوں کو بالترتیب چار اور تین ذیلی درجوں) میں تقسیم کیا گیا۔ Pneumatology کو بھی دو درجوں یعنی Nooscopic Pneumatology (اس کو تین ذیلی درجوں میں) اور Pathosopic Pneumatology (اس کو منطق کے تحت) دو ذیلی درجوں یعنی Private Ethics اور فلسفی منطق (جس کو مزید دو ذیلی درجوں) میں تقسیم کیا گیا۔ کولرج (Coleridge) کے نظم (سنہ ۱۸۲۶ء) کو چار بڑے درجوں یعنی (۱) خالص سائنس (اس کو دو درجوں اور ان دونوں کو بالترتیب پانچ اور تین ذیلی درجوں میں)، (۲) مخلوط اور عملی علوم (اس کو دس ذیلی درجوں میں)، (۳) تاریخ (اس کو چار ذیلی درجوں میں) اور (۴) ادبیات اور علم اللسان میں تقسیم کیا گیا۔ Karl Preusker of Gross-senhain کے نظم (سنہ ۱۸۳۰ء) کو پندرہ بنیادی درجوں میں تقسیم کیا گیا جو حسب ذیل ہیں: (۱) ادب (اس کو دو ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا)، (۲) نفسیاتی، منطقی اور سماجی علوم، (۳) علم اللسان، (۴) تاریخ، (۵) علوم الریاضی، (۶) نیچرل سائنس، (۷) شائستہ ادب، (۸) فنون لطیفہ، (۹) تعلیمی علوم، (۱۰) دینیات، (۱۱) سیاست، (۱۲) اصول قانون، (۱۳) علوم الحرب، (۱۴) علوم الطب اور (۱۵) تکنیکی اور تجارتی علوم۔

Ampere کے نظم (سنہ ۱۸۳۴ء) کو دو بڑے درجوں یعنی علوم کائنات اور جدید منطقی علوم میں تقسیم کیا گیا۔ علوم کائنات کو چار درجوں یعنی (۱) علوم الریاضی، (۲) طبیعیاتی علوم، (۳) نیچرل سائنس اور (۴) علوم الطب میں اور ہر درجہ کو مزید چار چار ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا۔ جدید منطقی علوم کو بھی

چار درجوں یعنی (۱) علوم الفلسفہ، (۲) Dialegmatic علوم، (۳) علوم الانسان اور (۴) سیاسی علوم میں اور ہر درجہ کو مزید چار چار ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا۔

لارڈ لنڈسے (Lindsay) کے نظم (سنہ ۱۸۴۵ء) کو پانچ بڑے درجوں(۱) الہامی علوم، (۲) شاعری (اس کو چار درجوں یعنی (الف) تمثیل، (ب) فنون لطیفہ (اس کو چار ذیلی درجوں میں)، (ج) شائستہ ادب (اس کو دو ذیلی درجوں میں) اور (د) تاریخ میں تقسیم کیا گیا،) (۳) سائنس (اس کو چار درجوں یعنی (الف) قیاسی علوم الطبعی (۱۸ ذیلی درجے)، (ب) قیاسی علوم مابعد الطبیعیات (پانچ ذیلی درجے)، (ج) عملی علوم الطبعی (سات ذیلی درجے) اور (د) عملی علوم مابعد الطبیعیات (تین ذیلی درجوں) میں تقسیم کیا گیا)، (۴) فلسفہ (دو ذیلی درجے) اور (۵) کتابیات اور مجموعے میں تقسیم کیا گیا۔

سنہ ۱۸۴۷ء میں چار نظم مرتب کیے گئے جن میں سے Merlin کے نظم کو چار درجوں یعنی (۱) ادب، (۲) فلسفہ، (۳) علوم دینیات اور (۴) علوم کائنات میں تقسیم کیا گیا۔ علوم کائنات کو مزید ۸ ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا۔ M.J.F. Melbert کے نظم کو چار بڑے درجوں میں یعنی (۱) ادب، (۲) علم الکائنات (اس کو ۵ ذیلی درجوں میں)، (۳) Andrology (اس کو چھ ذیلی درجوں میں)، (۴) دینیات (اس کو تین ذیلی درجوں یعنی (الف) توحیدی مذاہب (اس کو چار ذیلی درجوں میں)، (ب) مشرکانہ مذاہب (اس کو چار ذیلی درجوں میں) اور (ج) نیچرل مذاہب میں) تقسیم کیا گیا۔ Schleiermacher کے نظم کو چودہ درجوں میں تقسیم کیا گیا۔ وہ درجے حسب ذیل ہیں: (۱) دائرۃ المعارف، ادب کی تاریخ، کتابیات، (۲) ادب، (۳) لسانیات اور علم اللسان، (۴) یونانی اور لاطینی ادب، (۵) جدید شائستہ ادب، (٦) فنون لطیفہ، (۷) علوم تاریخ، (۸) علوم الریاضی و طبیعیات، (۹) نیچرل ہسٹری، (۱۰) طب، (۱۱) صنعتی و اقتصادی علوم، (۱۲) فلسفہ، (۱۳) دینیات اور (۱۴) اصول قانون اور سیاسیات۔ Thieneman کے نظم کو چار بڑے درجوں یعنی (۱) لسانیات، (۲) کتابیات، (۳) انسانی اعتقادات کی تاریخ (دو ذیلی درجے) اور (۴) انسانی علوم کی تاریخ میں تقسیم کیا گیا۔ انسانی علوم کی تاریخ کو مزید ۸ درجوں یعنی (۱) عام علوم، (۲) منطق، (۳) نیچرل طبیعیات (اس کو پانچ ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا)، (۴) نفسیات، (۵) اخلاقیات، (٦) اصول قانون، (۷) ریاضی اور (۸) فنون لطیفہ میں تقسیم کیا گیا۔

Commercial Library, Hamburg کے نظم (سنہ ۱۸۴۹ء) میں علوم کو آٹھ بنیادی درجوں میں تقسیم کیا گیا۔ وہ درجے حسب ذیل ہیں: (۱) ادبیات (چار ذیلی درجے)، (۲) علوم سیاسی (دو ذیلی درجے)، (۳) علوم تجارت (دو ذیلی درجے)، (۴) علم جہازرانی، (۵) ریاضی و تعمیراتی علوم، (٦) نیچرل سائنس، (۷) تاریخ

اور (۸) جغرافیہ، شماریات، سیاحت۔ Dr. W.D.Won(of Genva, New York) کے نظم (سنہ ۱۸۵٦ء) کو تین بڑے درجوں یعنی (۱) نظریاتی علوم، (۲) عملی علوم اور (۳) پیداواری علوم یا فنون میں تقسیم کیا گیا۔ نظریاتی علوم کو دو درجوں یعنی علوم قطعیہ اور خاص علوم میں اور ان دونوں کو بالترتیب ۱۳ اور ۹ ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا۔ عملی علوم کو بھی دو درجوں یعنی مشترکہ علوم اور اخلاقی علوم میں اور ان دونوں کو بالترتیب سات اور چھ ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا۔ پیداواری علوم یا فنون کو بھی دو درجوں یعنی فنون لطیفہ اور فنون مفیدہ میں اور ان دونوں کو بالترتیب چھ اور دس ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا۔ (ان نظموں کی تفصیلی درجہ بندی کے لیے سیرز کی کتاب "A Manual of Classification for Libraries & Bibliographers" کے جدول نمبر۱ اور ۲ میں ملاحظہ فرمائیے)۔

سیرز کی مذکورہ بالا فہرست میں بیسویں صدی عیسوی کی حسب ذیل پانچ معروف درجہ بندی اسکیموں کا تذکرہ کیا گیا ہے؛

(۱) لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی سنہ ۱۹۰۱ء ، (۲) Classification Decimale (Institute International De Bibliographies سنہ ۱۹۰۵ء، جو بعد میں عالمی اعشاریائی درجہ بندی کے نام سے مشہور ہوئی، (۳) جے۔ ڈی۔ براؤن کی موضوعاتی درجہ بندی سنہ ۱۹۰٦ء، (۴) ہنری ایلوین بلس کی کتابی درجہ بندی سنہ ۱۹۳۳ء اور (۵) ایس۔ آر۔ رنگاناتھن کی کولن درجہ بندی سنہ ۱۹۳۳ء۔ ان درجہ بندی اسکیموں کا تفصیلی جائزہ اگلے صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس طرح بیسویں صدی عیسوی میں مرتب کردہ یہ پانچوں اسکیمیں نہ صرف مشہور و معروف ہوئیں بلکہ یہ زیرِ استعمال بھی ہوئیں۔

قدیم اور مسلم عہد کی درجہ بندی اسکیموں کے علاوہ تیرھویں تا بیسویں صدی عیسوی میں ۴۱ درجہ بندی اسکیموں کا ایک اجمالی جائزہ اس باب میں پیش کیا گیا ہے۔ اس جائزہ سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہر ایک مفکر نے علوم اور موضوعات کی تقسیم اپنی اپنی علمیت اور ضرورت کے مطابق کی ہے۔ ان اسکیموں میں زیادہ تر علمی درجہ بندی اسکیمیں تھیں اور چند کتابی درجہ بندی۔ کتابی درجہ بندی اسکیموں میں ڈیوی اعشاریائی تقسیم واحد اسکیم ہے جو عربی ہندسوں پر مبنی ہے اور ڈیوی ہی کی بنیاد پر عالمی اعشاریائی تقسیم مرتب کی گئی ہے۔ باقی کتابی درجہ بندی اسکیموں کی اساس انگریزی حروف تہجی اور اعداد یا دیگر علامات پر ہے۔

مندرجہ بالا درجہ بندی اسکیموں کے علاوہ بیسویں صدی عیسوی میں مندرجہ ذیل عمومی اسکیمیں بھی مرتب کی گئیں جن کا مختصر سا خاکہ حسب

ذیل ہے:

رائیڈرکی بین الاقوامی درجہ بندی

(RIDERS' INTERNATIONAL CLASSIFICATION)

ایک امریکی لائبریرین A. F.A. Remont Rider نے ایک اسکیم مرتب کی جو سنہ ۱۹۶۰ء میں شائع ہوئی۔ اس اسکیم میں سارے مضامین کو ۲۶ بنیادی درجوں اور ٦٧٦ ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا۔ بنیادی اور ذیلی درجوں کی علامت کے لیے انگریزی کے تین بڑے حروف استعمال کیے گئے؛ مثلاً PGI مسافروں کی کاریں۔ اس اسکیم کو مسودہ کے طور پر شائع کیا گیا تھا تاکہ مشوروں کے بعد اس میں تصحیحات اور توسیعات کی جائیں مگر اس کا مصنف اسکیم کے شائع ہونے کے ایک سال کے بعد انتقال کر گیا اس لیے اس اسکیم کو نہ تو دوبارہ مرتب کیا گیا اور نہ ہی یہ اسکیم کسی کتب خانے میں زیرِ استعمال رہی۔

The Bibliothecal-Bibliographic Classification (BBK)

یہ درجہ بندی اسکیم روس میں کتب خانوں کے لیے مرتب کی گئی۔ ماسکو کی لینن لائبریری نے اس میں توسیعات کیں اور سنہ ۱۹۶۰ء اور سنہ ۱۹۶۸ء کے دوران اس کو تیس (۳۰) جلدوں میں شائع کیا گیا۔ اس کا اختصار شدہ ایڈیشن چھ جلدوں میں سنہ ۱۹۷۰ء اور سنہ ۱۹۷۵ء کے دوران شائع ہوا۔ چھوٹے کتب خانوں کے لیے اس کا مزید اختصار شدہ ایڈیشن ایک جلد میں سنہ ۱۹۷۵ء میں شائع کیا گیا۔ اس اسکیم کو ۲۱ بنیادی درجوں میں تقسیم کیا گیا اور ۲۸ Cyrillic حروف میں اس کی علامات مرتب کی گئیں۔ اس کا بنیادی خاکہ حسب ذیل ہے:

Marxism-Leninism	مارکسزم۔ لینن ازم
Science, Technology (8 Classes)	سائنس۔ ٹیکنالوجی (۸ درجے)
Agriculture	زراعت
Medicine	طب
Social Sciences (7 Classes)	سماجی علوم
Literature	ادبیات
Art	فنون لطیفہ
Religion	مذہب
Philosophy	فلسفہ
Generalia	عمومی

ان ۲۱ بنیادی درجوں کو قریباً ۴۵ ہزار ذیلی درجوں اور ان کی جزئیات میں

تقسیم کیا گیا۔ ان کی علامت مرکب ہے۔ بنیادی درجہ کے مختص شدہ حروف تہجی کے ساتھ اعداد استعمال کیے گئے ہیں۔ مزید توسیعات کے لیے تین ہندسوں کے بعد اعشاریہ لگا کر اعداد استعمال کیے گئے۔ جغرافیائی اور دیگرپہلودار تجزیہ کے لیے امدادی تقسیمات شامل کی گئیں۔ ان امدادی تقسیمات کو زیادہ تر ڈیوی کی بنیادی پر مرتب کیا گیا۔ اس کے ہر بنیادی درجہ کے جدول کے ساتھ اس کا اعشاریہ منسلک ہے۔ جدول میں بہت سی علامات کی تشریح کی گئی ہے۔ روس میں تمام عمومی اور جامعاتی خصوصاً سماجی علوم کے کتب خانوں میں یہ اسکیم استعمال کی جاتی ہے۔ یہ اسکیم مشرقی یورپ کے کتب خانوں میں بھی زیرِ استعمال ہے۔

جدید چینی درجہ بندی اسکیمیں

Modern Chinese Classification Schemes

بیسویں صدی کی ابتداء میں چین میں یہ محسوس کیا گیا کہ ۲ ہزار سال سے زیرِ استعمال درجہ بندی اسکیمیں جدید چینی مطالعاتی مواد کی درجہ بندی کے لیے کافی نہیں ہیں۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں چین کے چند کتب خانوں میں ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم کو استعمال کیا گیا۔ سنہ ۱۹۲۰ء کے عشرہ میں لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی اسکیم بھی زیرِ استعمال رہی مگر یہ اسکیمیں چینی مضامین و موضوعات کا پوری طرح احاطہ نہیں کر پائیں اس لیے مقامی مرتب کردہ اسکیموں کو استعمال کیا جانے لگا۔ چین کی آزادی اور عوامی جمہوریہ چین کے قیام کے بعد ایک عمومی درجہ بندی اسکیم مرتب کی گئی جس کا پہلا نقش سنہ ۱۹۵۳ء میں شائع کیا گیا۔ اس اسکیم میں تمام مضامین کو ۱۷ بنیادی درجوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر بنیادی درجہ کی مزید توسیعات کی گئیں۔ ہر درجہ کی ابتداء میں مارکس، لینن اور ماؤ کے اس موضوع کے متعلق نظریات کو رکھا گیا۔ اس کی علامات عربی ہندسوں پر مشتمل ہیں۔ اس اسکیم کا مکمل نظرثانی شدہ ایڈیشن زیرِعنوان Zhonggw Tushu Fenli Fa (چینی کتب خانوں کے لیے درجہ بندی اسکیم) سنہ ۱۹۷۵ء میں اور اس میں توسیعات و تبدیلیوں کے ساتھ دوسرا ایڈیشن سنہ ۱۹۸۰ء میں شائع کیا گیا۔ اس کا تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۰ء کے عشرہ میں زیر ترتیب تھا۔ اس اسکیم میں تمام علوم کو ۲۲ بنیادی درجوں کے تحت ۲۵ ہزار بنیادی موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس کی علامات ایک یا دو رومن بڑے حروف تہجی اورعربی اعداد پر مشتمل ہے۔ امدادی تقسیمات کے لیے چھوٹے رومن حروف تہجی استعمال کیے گئے ہیں۔ خصوصی معیاری موضوعات کی نشاندہی کے لیے وقفہ اور صفر (0) استعمال کیا گیا ہے۔ مرکباتی موضوعات کے لیے کولن (:)

استعمال کیا گیا ہے؛ مثلاً 029:TB 11 ریاضی برائے انجنیئرنگ (Mathematics for Engineering) کے لیے مختص کیا گیا (اس علامت میں O حروف تہجی ہے نہ کہ صفر)۔ اس کا اعشاریہ چینی طریقہ کار سے مرتب کیا گیا

The Broad System of Ordering (BSO)

۱۹۷۱ء میں UNESCO کے تحت اس اسکیم کو مرتب کیا گیا اور اس میں FID نے توسیعات کر کے ۱۹۷۸ء میں اس کو شائع کیا۔ اس اسکیم کا مقصد موجودہ معروف درجہ بندی اسکیموں، قاموس (Theasuri) اور دیگر معلومات کی بازیافت کے طریقے وغیرہ کے درمیان عمومی سطح پر ربط پیدا کرنا ہے۔ اس میں صرف ۴ ہزار اندراجات ہیں جو ذیلی درجوں پر مشتمل ہیں۔ اس کی علامات اعداد پر مشتمل ہیں اور یہ علامات چھوٹی سی چھوٹی جزئیات کے لیے بھی گروہ کی شکل میں (یعنی 2,2,3،) کے ساتھ استعمال کی جاتی ہیں؛ مثلاً

716	Building Construction & Services
.40	Parts of Building
.45	Walls

یعنی "دیواروں کی تعمیر" کی علامت 716,40,45 ہوگی۔

مرکباتی موضوعات کے لیے اسکیم میں مختص شدہ اعداد کو جمع کر کے ان کے درمیان لکیر (_) کی علامت بنائی جاتی ہے؛ مثلاً Environment aspects of building construction کی علامت 390-716 ہو گی جس میں Environment کا نمبر 390 ہے۔ گو یہ اسکیم کتب خانوں کے لیے مرتب نہیں کی گئی تھی مگر شیلفوں پر کتابوں کی ترتیب کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے۔ اس اسکیم کو مقصد بھی پورا نہیں ہوا اور اس اسکیم میں توسیعات، تبدیلیوں یا استعمال کے طریقہ کار وغیرہ کے سلسلے میں بھی کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔

حوالہ جات

1. W.C. Berwick Sayers. An Introduction to Lbirary Classification. London, Grafton, 1950. p.71.

۲۔ محمد شفیع۔ انتظام کتب خانہ، کراچی، عباسی لیتھو آرٹ پریس، ۱۹۴۹ء، ص ۳۰

۳۔ ایضاً، ص ۳۱

4. Sayers, op cit-P.79.

۵۔ غنی الاکرم سبزواری۔ درجہ بندی، کراچی، لائبریری پروموشن بیورو، ۱۹۸۰ء، ص ۴۷

۶۔ محمد اسلم۔ درجہ بندی اور تنظیم کتب خانہ، لاہور، اسلامک بک سروس، ۱۹۸۲ء، ص ۱۱۷

۷۔ میاں محمد شریف۔ مسلمانوں کے افکار، ان کی ابتداء اور حاصلات، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳، ص ۲۳

۸۔ ایضاً، ص ۲۵، ۲۶

۹۔ ایضاً ، ص ۸۲، ۸۳

۱۰۔ ایضاً ، ص ۱۱۷

۱۱۔ محمد لطفی جمعہ۔ تاریخ فلاسفہ الاسلام، کراچی، مسعود پبلشنگ، ۱۹۶۴ء، ص ۲۵۰، ۲۵۱۔

۱۲۔ میاں محمد شریف، محولہ بالا، ص ۱۲۹

۱۳، ۱۴۔ محمد اسلم، محولہ بالا، ص ۱۲۴

۱۵، ۱۶۔ محمد زبیر۔ لائبریری کیٹلاگ، کراچی، سعید کمپنی، ۱۹۶۹ء، ص ۴۹-۵۱

17. W.C. Berwick Sayers. 'A Manual of Classification for Librarians and Bibliographers, London, Andre Deutsch, 1962. P. 107

باب چہارم

درجہ بندی کی اہم اسکیمیں اور ان کا تقابلی جائزہ

انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں ۱۹ شہرت یافتہ اسکیموں اور۱۴ نظم کا تذکرہ بروک سیرز نے کیا ہے، ان میں سے مندرجہ ذیل ۷ اسکیمیں موجودہ دور میں کتابی درجہ بندی میں عمل پذیر ہیں:

۱۔ میلول ڈیوی کی اعشاریائی تقسیم (۱۸۷۶ء)
۲۔ چارلس ایمی کٹر کی توسیعی درجہ بندی (۱۸۷۹ء)
۳۔ جیمس ڈف براؤن کی موضوعاتی درجہ بندی (۱۸۹۸ء)
۴۔ امریکن لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی (۱۹۰۱ء)
۵۔ عالمی اعشاریائی درجہ بندی (۱۹۰۵ء)
۶۔ ہنری ایولین بلس کی کتابی درجہ بندی (۱۹۳۳ء)
۷۔ ایس۔ آر۔ رنگاناتھن کی کولن درجہ بندی (۱۹۳۳ء)

مندرجہ بالا اسکیموں کا ایک مختصر سا جائزہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

ڈیوی اعشاریائی تقسیم

درجہ بندی چاہے علمی ہو یا کتابی، ان کا مرکزی خیال یہ رہا ہے کہ موضوعات کی درجہ بندی منطقی یا فطری اصولوں پر مبنی ہو۔ فلسفیوں کی دلیل یہ رہی ہے کہ علم کے مختلف شعبے چند اصولوں کے تحت مرتب ہیں جن کو منطقی اصولوں سے جانچا جا سکتا ہے۔ فلسفیوں کے ان نظریات میں اختلاف پایا جاتا ہے مگر یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کتابی درجہ بندی میں بعض اوقات فطری ترتیب کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے اور حسب ضرورت منطقی اصولوں پر ان کو ترجیح دینے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہی وہ بنیاد تھی جس کی وجہ سے میلول ڈیوی (۱۸۵۱-۱۹۱۷ء) کو ایک درجہ بندی اسکیم مرتب کرنے کی خواہش پیدا ہوئی جب وہ ایمرسٹ کالج نیویارک کا طالب علم تھا۔ اس خواہش کی تکمیل کے لیے اس نے اپنے پیش رو مفکرین کی درجہ بندی اسکیموں کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ان مفکرین میں سے اس نے خصوصی طور پر ان تین افراد یعنی Jacob Schwartz, Natale Batterzati اور W.T. Harris سے استفادہ کیا۔ چونکہ ڈیوی اپنے دور کے کتب خانوں کی تنظیم اور طریقۂ نظم یعنی درجہ بندی سے مطمئن نہیں تھا اس لیے اس نے درجہ بندی کی تاریخ میں

پہلی مرتبہ اعشاریائی تقسیم کا ایک خاکہ ۱۸۷۳ء میں پیش کیا جس میں درجوں کے لیے عربی اعداد استعمال کیے گئے اور اعشاریہ کے بعد توسیع کا طریقہ کار اختیار کیا گیا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ آسان اعشاریائی تقسیم، جس کی بنیاد اعداد ہے، دنیا کا کوئی بھی کتب خانہ استعمال کر سکتا ہے۔ اس طرح طالب علمی کا یہ شوقیہ مشغلہ اس کی زندگی کا ایک اہم کارنامہ ثابت ہوا۔ اس خاکہ کو ۱۸۷۶ء میں زیر عنوان "A Classification and subject Index for cataloging and arranging the Books and Pamphlets of a Library". شائع کیا جس کو ڈیوی کا پہلا ایڈیشن کہا جا سکتا ہے۔ یہ اشاعت ۴۴ طویل صفحات پر مشتمل تھی جن میں ۸ صفحات کا دیباچہ، ۱۲ صفحات پر مشتمل درجہ بندی کا جدول اور ۱۸ صفحات کا اشاریہ تھا۔ اس کی صرف ایک ہزار کاپی شائع ہوئی تھی۔ اس اشاعت پر ڈیوی کا نام بھی نہیں تھا۔ دیباچہ میں ڈیوی نے درجہ بندی کے اصولوں پر سیر حاصل بحث کی تھی۔ جدول میں دس بنیادی (Main) درجوں اور ذیلی درجے جن کی تعداد ایک ہزار بنتی ہے ان کے موضوعات کے ساتھ درج کیا گیا۔ اس درجہ بندی کی تین خوبیاں یعنی (۱) کتابوں کے لیے عربی ہندسوں اور اعشاریہ کا استعمال، (۲) موضوعات کا نسبتاً تفصیلی اندراج اور (۳) نسبتی اشاریہ تھیں۔ اس درجہ بندی پر ناقدین نے اعتراض کیا کہ یہ تقسیم کافی طویل ہے۔

ڈیوی نے اپنی درجہ بندی کی بنیاد W.T. Harris کے ضابطے پر رکھی اور ہیرس کا پلان Francis Bacon کی اسکیم پر مبنی ہے۔ بیکن نے اپنی اسکیم کو تین بنیادی اصولوں پر ترتیب دیا تھا، ہیرس نے انہی بنیادوں میں ترمیم کی اور ان کو وسعت دی اور ڈیوی نے ہیرس کے موضوعات میں رد و بدل کیا۔ ان تینوں یعنی بیکن، ہیرس اور ڈیوی کے درجہ بندی کے بنیادی موضوعات (جو حسب ذیل ہیں) کا متقابلی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں کے موضوعات میں کافی مشابہت ہے۔

ڈیوی (۱)	پیرس (۲)	بیکن کی اصلی اسکیم (۳)	بیکن کی ترتیب شدہ اسکیم (۴)
عام موضوعات (عمومی درجہ)	سائنس	-	-
فلسفہ	فلسفہ	فلسفہ	تاریخ (ابتدائی اور شہری) یاداشت/ حافظہ
مذہب	مذہب	-	
علوم عمرانیات	عمرانی و سیاسی علوم	-	-
لسانیات	-	-	-
سائنس	نظری علوم اور فنون	-	-
فنون مفیدہ	مفیدہ	-	-
	فنون		
فنون لطیفہ	فنون لطیفہ	ادبیات	ادبیات
ادبیات	شاعری	-	تصورات/تخیل
-	افسانوی ادب	-	بیانیہ
-	متفرق ادب	-	ڈرامائی
	تاریخ		
تاریخ	جغرافیہ اور سیاحت	تاریخ	فلسفہ
سوانح	معاشرتی تاریخ	-	عقل و مہم
جغرافیہ اور سیاحت	سوانح	-	الٰہیات
-	-		نظریات
			انسانیات
	ضمیمہ		
متفرقات			

ڈیوی اپنی اعشاریائی درجہ بندی کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہے "علم کے نو بڑے عنوان قائم کیے گئے ہیں اور ان عنوانوں کے لیے ایک سے نو کے عدد بطور علامات استعمال کیے گئے ہیں۔ جامع علوم، عام حوالے کی کتابوں، کتابیات اور

کتابداری وغیرہ کے لیے، جن کا ان حصوں میں سے کسی ایک سے بھی تعلق نہیں ہے، صفر کی علامت استعمال ہوئی ہے اور یہ دسواں عنوان شمار ہوتا ہے۔ صفر تا نو اعداد کے ہر عدد میں دو صفر بڑھا کر ہر بڑے عنوان کے سو حصے کر دیے گئے ہیں۔ پھر ہر عنوان کو نو ذیلی حصوں میں بانٹا گیا ہے۔ متفرق کتابیں جو ان نو ذیلی حصوں میں سے کسی ایک میں نہیں آ سکتیں ان کو اس عنوان کے صفر کی علامت میں رکھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ہر حصہ نو ماتحت حصوں یا ذیلی عنوان میں تقسیم کیا گیا ہے۔" یہ ڈیوی کی پہلی تقسیم ہے۔

ان دس بنیادی نمبروں میں ایک تا نو کے مزید اعداد بڑھا کر ہر موضوع کا مزید نو ذیلی مضامین میں اضافہ کیا گیا۔ بنیادی نمبر میں صفر کا اضافہ کر کے اس کا بنیادی نمبر برقرار رکھتے ہوئے اس میں تمام مضامین کو، جو ذیلی مضامین کے زمرہ میں نہیں آتے، رکھا گیا ہے۔ یہ دوسری تقسیم دو عدد کی تقسیم کہلاتی ہے۔ اس تقسیم سے دس بنیادی عنوانات کے ہر عنوان میں نو ذیلی موضوعات کا اضافہ ہو جاتا ہے اور ان کی تعداد دس سے بڑھ کر ایک سو ہو جاتی ہے۔

مذکورہ بالا دو عدد کی تقسیم میں مزید ایک سے نو کے اعداد بڑھا کر ان ذیلی بنیادی عنوانات میں مزید نو زیر ذیلی موضوعات کا اضافہ کیا گیا ہے اور بنیادی ذیلی نمبر میں صفر کا اضافہ کر کے اس کا بنیادی ذیلی نمبر برقرار رکھتے ہوئے وہ متفرق کتابیں جو ان نو زیر ذیلی عنوانات میں سے کسی ایک میں بھی نہیں رکھی جا سکتیں، اس بنیادی ذیلی نمبر میں رکھی جاتی ہیں۔ اس طرح اس مزید تقسیم سے ایک سو بنیادی موضوعات بڑھ کر ایک ہزار زیر ذیلی موضوعات ہو جاتے ہیں۔ تقسیم کا یہ تیسرا طریقہ تین عدد کی تقسیم کہلاتا ہے۔

تیسرے درجے یا "تین عدد کی تقسیم" کے زیر ذیلی عنوانات کی اعشاریہ کی مدد سے مزید تقسیم در تقسیم اور توسیع کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ تقسیم کی آخری حد پہنچ جاتی ہے۔ اس تقسیم در تقسیم کی وضاحت مندرجہ ذیل دو مثالوں سے ہو سکتی ہے:

3	علوم عمرانی
33	معاشیات/اقتصادیات
332	اقتصادیات مالی
332.1	بنکاری
332.15	بین الاقوامی بینک اور بینکاری
332.152	بین الاقوامی مالیاتی فنڈ

9	تاریخ، جغرافیہ سیاست وسوانح
95	تاریخ اشیاء
954	تاریخ ہند/تاریخ جنوبی ہند
954.9	تاریخ پاکستان، بنگلہ دیش
954.91	تاریخ پاکستان
954.918	تاریخ سندھ
954.9183	تاریخ کراچی

مذکورہ بالا دو مثالوں سے واضح ہو گیا ہوگا کہ ڈیوی کی اعشاریائی درجہ

بندی میں کسی ایک مضمون کے مختلف عنوانات کو تقسیم در تقسیم کے اصول کے تحت ذیلی، زیر ذیلی درجوں اور دیگر جزئیات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

"اس تقسیم کا نام اعشاریائی تقسیم رکھا گیا ہے کیونکہ تقسیم کے مختلف مدارج میں ہر درجہ دس دس کے گروہوں پر مشتمل ہے۔ پہلےدرجہ میں دس بڑی جماعتیں ہیں، دوسرے درجہ میں ہر جماعت کی دس اقسام، تیسرے میں ہر قسم کے دس حصے علیٰ ہذاالقیاس۔ چنانچہ فنون کی تقسیم 10, 100, 1000 اور کئی جگہ دس ہزار عنوانات سے اوپر تک جاتی ہے"۔[۱]

میلول ڈیوی نے مروج درجہ بندی کے اصولوں سے گریز کرتے ہوئے اعشاریائی تقسیم کی بنیاد ڈالی اور فلسفیوں کے موضوعاتی یا علوم کی ترتیب کو نظر انداز کرتے ہوئے عددی تقسیم کے ذریعے ایک تا نو بنیادی عنوانات یعنی (1) فلسفہ، (2) مذہب، (3) علوم عمرانی، (4) لسانیات، (5) طبعی علوم، (6) فنون مفیدہ، (7) فنون لطیفہ، (8) ادبیات اور (9) تاریخ، جغرافیہ اور سوانح قائم کر کے جس ترتیب سے مرتب کیا اس کے متعلق دلائل اس انداز سے پیش کرتا ہے:

(1) فلسفہ

کائنات اور انسان کے وجود میں آنے کے بعد انسان کو کائنات میں موجود اشیاء کا بہت کم علم تھا۔ وہ مختلف تجربات اور اشیاء کے متعلق سوچتا، فکر کرتا اور ہر ایک چیز کے متعلق اپنی رائے قائم کرتا جس کی بنیاد تجربہ اور استدلال پر ہوتی ہے۔ اس طرح جو علم انسان کو حاصل ہوا اس کو فلسفہ کا نام دیا گیا اور اسی نسبت سے فلسفہ کو تمام علوم کی ماں قرار دیا گیا۔

(2) مذہب

قوت استدلال کی بنیاد پر انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اس کائنات کو ایک مخصوص نظم کے ساتھ چلانے والی کوئی اور قوت ہے جو بنی نوع انسان سے زیادہ علیم اور طاقتور ہے اور وہی خالق اور مالکِ کائنات ہے۔ اس خالقِ کائنات اور اس کی عبادات کے متعلق علم کو مذہب کا نام دیا گیا ہے لہذا اس نسبت سے فلسفہ کے بعد مذہب کو دوسرے نمبر پر رکھا گیا ہے۔

(3) علوم عمرانی

جب انسانوں کی آبادی میں اضافہ ہوا تو ان میں باہمی تعلقات، لین دین، شادی بیاہ اور نظم و اتحاد کی ضرور پیش آئی اس لیے انسانوں نے ایسے اصول و قوانین وضع کیے جن کے تحت بنی نوع انسان مہذب طریقے سے زندگی بسر کر سکے۔ اس معاشرتی امور کے علم کو عمرانی علوم کہا گیا اس لیے ان علوم کو

تیسرے نمبر پر رکھا گیا۔

(4) لسانیات

باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لیے اظہار بے حد ضروری ہے اور اظہار بغیر الفاظ کے ہو نہیں سکتا اس لیے حروف تہجی کی بنیاد ڈالی گئی اور ان حروف سے الفاظ مرتب کیے گئے۔ اس طرح مختلف زبانیں وجود میں آئیں۔ اس لیے زبانوں یا لسانیات کو چوتھے نمبر پر رکھا گیا۔

(5) طبعی علوم (سائنس)

انسان نے قوت استدلال سے دنیا میں موجود اشیاء کی خاصیت اور افادیت پر غور و خوص شروع کیا اور تحقیق کے بعد اس کی افادیت کو قلمبند کیا جو علم سائنس قرار پایا اس لیے سائنس یا طبعی علوم کے لیے پانچواں درجہ مختص کیا گیا۔

(6) فنونِ مفیدہ یا علم صنعت و حرفت

اشیاء کی افادیت کے مدنظر، انسانوں کے استعمال کے لیے صنعت و حرفت کی بنیاد ڈالی گئی اس لیے صعنت و حرفت کے علوم کے لیے چھٹا درجہ تجویز کیا گیا۔

(7) فنونِ لطیفہ

بعض افراد نے خیالات کا اظہار اور ذوق کی تکمیل کے لیے نقاشی، تصویر کشی اور موسیقی کو جنم دیا جو باقاعدہ فن کی شکل اختیار کر گیا۔ اس قسم کے فنون کو ساتویں درجہ میں رکھا گیا۔

(8) ادب

جن افراد کو زبان دانی پر قدرت تھی انھوں نے اپنے ذوق سلیم کا اظہار شعر و شاعری اور نثر نگاری کے ذریعے کیا جو باقاعدہ ادب کی صورت اختیار کر گیا اس لیے ادب کا آٹھواں درجہ تجویز کیا گیا۔

(9) تاریخ، جغرافیہ، سیاحت اور سوانح

جب انسانوں نے قبیلوں کے ادوار، ان کے افراد کی کارکردگی، بود و باش وغیرہ کو قلم بند کیا، وہ تاریخ کہلائی۔ آبادی کے حدود اربعہ اور ان میں موجود دریا، پہاڑ وغیرہ اور سیر و تفریح کے علم کو جغرافیہ و سیاحت کہا گیا اور انسان نے خود اپنی یا دیگر انسانوں کی زندگی اور تجربات کو قلم بند کیا وہ سوانح کا

علم کہلایا اس لیے ان علوم کو نویں درجہ میں رکھا گیا۔

(0) عمومی درجہ

ایسے علوم اور کتابیں جو تمام عنوانات سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً دائرۃ المعارف، لغات، کتابیات، عام رسائل، مضامین و تقاریر اور ایک تا نو کے عنوانات کے علاوہ دیگر موضوعات کو صفر میں رکھ کر عمومی درجہ تجویز کیا گیا۔

ڈیوی کی درجہ بندی اسکیم میں بنیادی عنوانات کے متعلق اس کے مرتب کردہ منطقی دلائل کلی طور پر صحیح ہوں یا نہ ہوں مگر اس ترتیب کے مجوزہ عنوانات میں ایک ربط موجود ہے۔ بہرحال یہ کتابی درجہ بندی منطقی اور علمی درجہ بندی پر مبنی ہے۔ اس میں ہر درجہ کو حتی المقدور علمی اعتبار سے تقسیم کیا گیا ہے اور ہر مضمون اور موضوع کو تقسیم در تقسیم کرکے انتہائی درجۂ تقسیم تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تقسیم میں فطری خصوصیات کے علاوہ کتابی درجہ بندی کے تقاضوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ موضوعات کی اصطلاحات عام فہم ہیں۔ جدول درجہ بندی میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ ہر مضمون کی تقسیم سلسلہ وار ہو اور وہ عمومی حیثیت سے خصوصی موضوع کی انتہا کو پہنچ جائے۔ اس کی آسان اور سادہ عددی علامات، مفصل اور ممد اشاریہ، امدادی جدول اور موضوعات میں وسعت کی گنجائش نے اس اسکیم کو عالم گیر بنا دیا ہے۔ یہ درجہ بندی ایسے وقت پر منظر عام پر آئی جب لائبریری کی عام رسائی کا رجحان عام ہونے کی وجہ سے قاری اور کتابدار ایسے نظم کے خواہاں تھے جس کے تحت کتب کے لیے شیلف پر مقررہ جگہوں کے بجائے نسبتی تعین کے تحت کتابیں رکھی جائیں۔

ڈیوی کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۸۵ء میں شائع ہوا جس میں اس کے جدول اور اشاریہ میں وسعت دی گئی اور امدادی طریق کار وضع کیے گئے۔ ڈیوی کے ۱۸۷۶ء سے ۱۹۸۹ء تک بیس ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں ان تمام اشاعتوں میں توسیع و تبدیلی کی جاتی رہی۔ اس اسکیم کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے اور دنیا کے ۸۰ فیصد کتب خانوں میں یہ مستعمل ہے۔ ڈیوی کی افادیت، اس کی امدادی تقسیمات، محاسن اور خامیوں وغیرہ کا تفصیلی جائزہ اگلے صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے اس لیے یہاں اختصار سے کام لیا گیا۔

چارلس ایمی کٹر کی توسیعی درجہ بندی

چارلس ایمی کٹر (۱۸۳۷-۱۹۰۳ء) Boston Athenaeum لائبریری کا

لائبریرین تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی ہر قسم کی ضخامت کے کتب خانوں کے لیے موزوں نہیں ہے اس لیے اس وقت کے دوسرے لائبریرین کی خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور بوسٹن لائبریری کے تجربہ کی بنیاد پر کٹر نے اس درجہ بندی کو تشکیل دیا۔ اس کی درجہ بندی سات الگ الگ جدول یا تقسیم پر مشتمل ہے اور ہر جدول کے آخر میں اس کا اشاریہ بھی دیا گیا ہے۔ کتب خانوں کی ضخامت کے مطابق جدول اور اشاریہ مرتب کیا گیا ہے۔ پہلا جدول چھوٹے کتب خانوں کے لیے، جہاں کتابوں کی تعداد محدود ہوتی ہے، دوسرا جدول اس سے بڑے کتب خانہ کے لیے، تیسرا جدول اس سے بھی بڑے کتب خانوں کے لیے اس طرح ساتواں جدول سب سے بڑے کتب خانوں کے لیے جن میں بیس لاکھ تک کی کتابیں ہوں۔ ساتویں جدول کی وضاحت کرتے ہوئے کٹر رقم طراز ہے کہ،

"ساتواں۔۔۔ پورا جدول ہے اور برٹش میوزیم کے ذخیرہ کتب کو دس گنا بڑھایا جائے تب بھی کافی تفصیلی ہے اگر ضرورت ہوئی تو آٹھواں، نواں اور دسواں جدول بھی تیار کیا جا سکتا ہے"۔[۲]

کٹر نے اپنی زندگی میں چھ جدول مکمل کر لیے تھے مگر ساتواں جدول مکمل کر نہ سکا۔ انتقال سے قبل ساتویں جدول پر اس نے کافی حد تک کام کر لیا تھا۔ اس جدول کو بعد میں تکمیل کر کے شائع کیا گیا۔ اس جدول میں کوئی دیباچہ نہیں ہے۔ یہ جدول دیگر چھ جداول سے مختلف ہے۔ ان سات جداول میں چھ کی اشاعت کٹر کی زندگی میں ۱۸۹۱ء تا ۱۸۹۳ء کے دوران ہوئی۔ چونکہ کٹر کی درجہ بندی سات جداول پر مشتمل ہے اور ہر جدول دوسرے جدول سے توسیع شدہ ہے اس لیے اس کو توسیعی درجہ بندی کہا جاتا ہے۔

کٹر نے اپنی درجہ بندی کی بنیاد بیکن کی درجہ بندی پر رکھی ہے۔ سیرز کے بقول "چارلس ایمی کٹر کی توسیعی درجہ بندی جس کی اشاعت ۱۸۹۱ء میں ہوئی بیکن کی اسکیم پر مبنی ہے جس کے بنیادی درجے فلسفہ، تاریخ، سائنس اور فنون لطیفہ ہیں اور یہ عالمانہ اسکیم میں سے ایک ہے اور اس کے مرتب کرنے کا مقصد عام کتب خانے کی درجہ بندی ہے"۔[۳]

اس اسکیم کی بنیادی علامات انگریزی حروف پر مشتمل ہیں اور ان میں اضافہ عربی اعداد سے کیا گیا ہے۔ کٹر کے پہلے جدول یا پہلی درجہ بندی کے اہم عنوانات حسب ذیل ہیں:

A عام اور حوالے کی کتابیں
B فلسفہ اور مذاہب
E تاریخی علوم
H سماجی علوم

L علوم سائنس و فنون لطیفہ
X لسانیات
Y ادب
YF ناول

پہلے جدول میں سارے علوم کو سات بنیادی موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ درجہ E تاریخی علوم میں تاریخ، جغرافیہ اور سیاحت کو شامل کیا گیا ہے۔ درجہ H سماجی علوم میں شماریات، سیاسیات، اقتصادیات، تجارت، غربت، خیرات، تعلیم، امن و اعتدال، عورت، حکومت، جرائم، دستور وغیرہ کو شامل کیا گیا ہے۔ درجہ y۔ ادبیات میں تاریخ ادب، کتابیات اور کتب سازی کو شامل کیا گیا ہے اور درجہ y کی توسیع کر کے YF ناول کے لیے مختص کیا گیا ہے "ان عنوانات کی ترتیب اصول ارتقاء پر مبنی ہے اور یہ کوشش کی گئی ہے کہ علوم کی تنظیم اس طرح ہو کہ عام تصنیفات کے ابتدائی درجہ سے علم اپنی انتہائی منزل (ادب) تک بتدریج یوں ترقی کرتا جائے جس طرح مادہ ہیولہ نے آخری درجہ تک کی ہے"۔[۴] پہلی تقسیم میں انگریزی کے صرف سات حروف لیے گئے ہیں جن میں تسلسل بھی نہیں ہے۔ پہلی درجہ بندی کی وضاحت کرتے ہوئے کٹر کہتا ہے کہ پہلے کتابوں کو ۸ عنوانات کے تحت تقسیم کیا جائے پھر ان کے مصنفوں کے نام کے لحاظ سے حروف تہجی کے تحت کتابوں کو ترتیب دیا جائے۔

دوسرے جدول یا دوسری تقسیم ان کتب خانوں کے لیے ترتیب دی گئی جس میں نسبتاً کتابیں زیادہ ہوں۔ اس جدول میں پہلے دو حروف یعنی A اور B کے بنیادی عنوانات کو برقرار رکھا گیا ہے اور E جو تاریخی علوم کے لیے مختص کیا گیا تھا اس کو بدل کر اس کے ذیلی عنوان سوانح کے لیے مختص کیا گیا ہے اور تاریخ کے لیے F مقرر کیا گیا۔ F میں عربی اعداد شامل کر کے براعظموں اور ممالک کے لیے مختص کیا گیا ہے؛ مثلاً ۳۰ یورپ، ۳۹ فرانس اور ۴۷ جرمنی (جبکہ جرمنی بھی یورپ کا ایک ملک ہے)۔ حرف G جو پہلے جدول میں شامل نہیں تھا اس کو دوسرے جدول میں شامل کر کے جغرافیہ اور سیاحت کے لیے رکھا گیا۔ دوسرے جدول میں H سماجی علوم ہی کے لیے رکھا گیا مگر اس کا عنوان بدل کر طبعی علوم کر دیا گیا۔ حرف M اور Q میں اضافہ کر کے بالترتیب نیچرل ہسٹری اور طب کے عنوانات مختص کیے گئے ہیں۔ فنون مفیدہ، تفریحی فنون، کھیل، تھیٹر، فنون لطیفہ کے عنوانات جو L میں شامل تھے مزید حروف کا اضافہ کر کے بالترتیب V' R اور W مختص کیے گئے۔ باقی عنوانات جو Y, X اور YF کے تحت پہلے جدول میں تھے ان کو برقرار رکھا گیا۔

تیسرے جدول میں عنوانات میں توسیعی عمل کے تحت اضافہ کیا گیا۔

انگریزی کے وہ حروف جو پہلے اور دوسرے جدول میں شامل نہیں کیے گئے تھے انھیں شامل کر کے مزید عنوانات مختص کیے گئے۔ دوسرے جدول میں مختص کیے گئے حروف کے تحت عنوانات کو قریباً تیسرے جدول میں برقرار رکھتے ہوئے B کے عنوانات کی توسیع کی گئی اور BR عیسائیت اور یہودیت کے علاوہ دیگر مذاہب کے لیے مختص کیا گیا۔ تیسرے تا چھٹے جدول کے عنوانات کا اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے:

A	صیغۂ عام (عام حوالے کی کتابیں)
B	فلسفہ
BR	عیسائیت اور یہودیت کے علاوہ دیگر مذاہب
C	عیسائیت و یہودیت
D	مذہبی تاریخ۔ تاریخ کلیسا
E	سوانح
F	تاریخ
G	جغرافیہ اور سیاحت
H	معاشرتی علوم
I	سماجیات
J	حکومت اور سیاست
K	دستور۔ قانون۔ عورت۔ انجمنیں/ادارے
L	عمومی سائنس
M	عمومی نیچرل تاریخ، خرد بینی، علم الارضیات، حیاتیات
N	نباتیات
O	حیوانیات
P	فقری (کنگرور والے) حیوانات
Q	طب
R	فنون مفیدہ
S	انجینئرنگ اور تعمیرات
T	صنعت و دستکاری
U	دفاع اور فنون حرب
V	تفریحی فنون، کھیل، تھیٹر، موسیقی
W	فنون لطیفہ
XF	لسانیات
Y	ادب

YF	ناول
Z	فنون کتب

ساتویں جدول میں موضوعات کو حروف تہجی اور عربی اعداد کے اضافہ کے ساتھ وسعت دی گئی۔ ساتویں جدول میں لسانیات (X) کی جو توسیع کی گئی اس کو مثالاً پیش کیا جاتا ہے، اس میں اعداد اور حروف تہجی کے درمیان نکتہ بھی استعمال کیا گیا ہے۔

X	لسانیات
XD	صیغہ عمومی و متفرقات
XDA	زبان کی تاریخ
XDAA	زبان کی ابتداء
XDAB- XDAY	لسانیات کی خصوصیات کے مضامیں
XDB	زبان میں تفرقات اور درجہ بندی
XDC	نام
XDD- XDW	زبان کے دیگر موضوعات
X. 7	رسائل
X. 8	انجمنیں/ادارے
X.9	مجموعے

کٹر کے بنیادی درجے کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان بنیادی درجوں کے لیے اس نے انگریزی کے سارے ۲۶ حروف استعمال کیا ہے مگر صرف دس حروف میں ان اہم درجوں کو سمویا ہے جس طرح ڈیوی نے دس اعداد میں بنیادی درجوں میں سارے علوم کو رکھا ہے۔ کٹر اور ڈیوی کے بنیادی درجے حسب ذیل ہیں:

کٹر کی توسیعی تقسیم		ڈیوی کی اعشاریائی تقسیم
A	عام حوالے کی کتابیں	0۔ عام حوالے کی کتابیں
B	فلسفہ	1۔ فلسفہ
BR C	مذاہب	2۔ مذہب
D	تاریخی علوم	3۔ معاشرتی علوم
H	معاشرتی علوم	4۔ لسانیات

L سائنس اور آرٹ	5۔ سائنس
R فنون مفیدہ۔ کیمیائی صنعت	6۔ فنون مفیدہ
V کھیل کود و تفریح	7۔ فنون لطیفہ
W فنون لطیفہ	8۔ ادب
X لسانیات و ادب	9۔ تاریخ

اس موازنہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان دس بنیادی درجوں میں پانچ درجوں کے موضوعات یعنی کٹر کے V, R, B, A کے موضوعات اور ڈیوی کے صفر، ایک، پانچ، چھ اور سات کے موضوعات میں تقریباً مماثلت ہے۔ کٹر نے مذاہب کو فلسفہ اور مذہب کے حرف 'B' کا ذیلی نمبر BR اور C دیا ہے اور ڈیوی نے علیحدہ عدد (۲) مختص کیا ہے۔ کٹر نے لسانیات و ادب کو ایک ساتھ رکھا ہے جبکہ ڈیوی نے ان دونوں کو دو الگ الگ مقامات پر۔ باقی موضوعات کی ترتیب میں فرق ہے۔

کٹرکی درجہ بندی میں اعشاریائی تقسیم کی طرح امدادی تقسیم بھی موجود ہے۔ صیغہ عام کٹر کی صوری تقسیم تقریباً ڈیوی کی طرح ہے۔ کٹر نے ایک تا چھ تقسیم میں A کے ساتھ صیغہ عام کے عنوانات کے انگریزی لفظ کا پہلا حرف لگا کر توسیع کی ہے۔ یہ صیغے حسب ذیل ہیں:

A	صیغہ عام	AP	Periodicals (رسائل)
AD	ڈکشنری (لغت)	AQ	Qutations (ضرب الامثال)
AE	انسائیکلو پیڈیا	AR	Reference Books (حوالہ جاتی کتب)
AI	انڈکس (اشاریہ)	AS	Societies (انجمنیں)
AM	میوزیم (عجائب گھر)		

کٹر نے اپنے ساتویں جدول میں یہ محسوس کرتے ہوئے کہ بنیادی عنوانات کے درجوں کے ساتھ صیغہ عام کے مجوزہ حروف ٹکرا نہ جائیں اس لیے ان حروف کو اعشاریہ کے ساتھ اعداد میں تبدیل کر دیا جو حسب ذیل ہیں:

.1 نظریہ	.5 لغات اور انسائیکلوپیڈیا
.2 کتابیات	.6 سالنامے، ڈائریکٹریاں
.3 سوانح	.7 رسائل
.4 تاریخ	.8 انجمنیں
	.9 مجموعے

اس صوری تقسیم کی وضاحت اس مثال سے کی جا سکتی ہے: نباتات کے لیے N مختص ہے اور ڈکشنری کے لیے AD یا 5. ہے لہذا نباتات کی ڈکشنری کی علامت NAD یا N.5 ہو گی اور رسائل کے لیے AP یا A.7 ہے اس طرح نباتیات کے رسائل کی علامت NAP یا N.7 ہوگی۔

کٹر نے براعظموں، ممالک اور شہروں (ملکی یا مقامی) کے لیے امدادی تقسیم مرتب کی ہے۔ اس تقسیم میں عربی اعداد استعمال کے گئے ہیں اور حسب ضرورت ان کی توسیع کی گئی ہے۔ اس کو کٹر نےلوکل لسٹ (مقامی فہرست) کا نام دیا ہے جس کا ایک خاکہ حسب ذیل ہے:

11۔ عالم
12۔ اسفار، سیاحت، مجموعے
13۔ سارے عالم کے اسفار
133۔ علاقہ حارہ
135۔ علاقہ معتدلہ
21۔ آسٹریلیا
211۔ مغربی آسٹریلیا
212۔ جنوبی آسٹریلیا
24۔ ایشیاء و افریقہ
25۔ ایشیا و یورپ
26۔ یورپ اور امریکہ
27۔ یورپ اور افریقہ
28۔ یورپ اور افریقہ اور ایشیا
29۔ دولت ترکیہ
30۔ یورپ
32۔ یونان
35۔ اٹلی
36۔ روم
39۔ فرانس
40۔ اسپین
45۔ انگلستان

"کٹر کی "مقامی فہرست" جو جغرافیائی اور تاریخی تعلقات پر مبنی ہے تقسیم کا نہایت ضروری اور مشہور حصہ ہے۔ تاریخ اور جغرافیہ کے عنوانات کی تقسیم اسی کی مدد سے کی جاتی ہے[۵]۔" اس فہرست کے تحت انگلستان کا نمبر 45 ہے اور تاریخ کی علامت F ۔ اس طرح تاریخ انگلستان کی علامت F45 ہوگی۔ چونکہ جغرافیہ کی علامت G ہے تو انگلستان کے جغرافیہ کی علامت G45 ہو گی۔

کٹر نے لسانیات اور ادب کے لیے بالترتیب X اور Y مختص کیا ہے اور اپنے چھٹے اور ساتویں جدول میں ان کو وسعت دی ہے۔ X (لسانیات) اور Y (ادب) کے

ساتھ مقامی فہرست کا عدد شامل کیا جائے تو اس ملک کی زبان اور ادب کی علامت یا نمبر بن جاتا ہے؛ مثلاً انگریزی زبان کا نمبر X45 اور انگریزی ادب کا نمبر Y45 اسی طرح اس ملک کے ادب کی تاریخ کی درجہ بندی اس جدول کی مدد سے تاریخ کا نمبر شامل کر کے کی جا سکتی ہے؛ مثلاً انگریزی زبان کی تاریخ کا نمبر XDA45 یا X45DA اور انگریزی ادب کی تاریخ Y45DA یا YDA-45 اس میں DA تاریخ کے لیے مختص ہے۔

سوانح حیات کو E مختص کیا گیا ہے اگر کسی مضمون کے مفکر کی سوانح اسی مضمون کے ساتھ رکھنا چاہیں تو مضمون کے ساتھ (.3) کا اضافہ کر کے مضمون کے ساتھ بھی رکھا جا سکتا ہے؛ مثلاً کسی قانون دان کی سوانح K.3 میں رکھی جاسکتی ہے۔

کتب خانوں کی سہولت کے لیے کٹر نے اپنی ہر تقسیم یا جدول کے ساتھ اشاریہ بھی منسلک کیا اور ساتویں جدول میں ہر حصہ کا اشاریہ اس کے ساتھ ہے۔ "۱۸۹۳ء میں پہلے چھ جدول کا ایک علیحدہ اشاریہ بھی شائع کیا گیا تھا اور ہر موضوع کے سامنے مختلف جدول میں استعمال ہونے والی علامات بھی دی گئیں تھیں۔ یہ اشاریہ کسی حد تک نسبتی اشاریہ تھا"۔[٦] بعد ازاں ساتویں جدول کے مکمل ہونے کے بعد ہر ایک کا اشاریہ یکجا کر کے شائع کیا گیا۔

اجتماعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ کٹر کی توسیعی درجہ بندی کی تشکیل میں درجہ بندی کے ہر پہلو کو مدنظر رکھا گیا۔ چونکہ اس درجہ بندی میں انگریزی کے حروف تہجی اور عربی اعداد استعمال کیے گئے ہیں اس لیے اس کی علامات مرکب (Mixed notation) ہیں۔ گو یہ درجہ بندی چھوٹے اور بڑے کتب خانوں کے لیے مرتب کی گئی تھی مگر اس کا بہت کم استعمال ہوا۔ اس کے کم استعمال کی وجوہات میں سے ایک وجہ اس کا نامکمل پن بھی ہے بقول کٹر "کوئی درجہ بندی کبھی بھی مکمل نہیں ہو سکتی کیونکہ علم نامکمل ہے"۔

بقول سیرز "کسی نےکہا کہ اس (توسیعی درجہ بندی) کو کوئی بھی کتب خانہ مؤثر طور پر استعمال نہیں کر سکتا؛ سوائے لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی کے۰۰۰ یہ بیان زیادہ صحیح نہیں ہے مگر اس کے مضمرات قابل غور ہیں۔ لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی کی اسکیم نے اپنے خاکے میں کچھ حصہ دیگر اسکیموں اور خصوصی طور پر توسیعی درجہ بندی سے لیا ہے"۔[٧] دیگر الفاظ میں لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی کی بنیاد اسی توسیعی درجہ بندی پر رکھی گئی ہے۔

کٹر کی توسیعی درجہ بندی کے مقابلہ میں کٹر کے مشہور مصنفوں کے نمبر (Cutter Tables) جس میں ہر نام کے لیے خاص عدد مقرر ہیں، ہر اسکیم کے ساتھ

مستعمل ہیں۔

براؤن کی موضوعاتی درجہ بندی

جیمس ڈف براؤن (۱۸٦۲-۱۹۱۴ء) برطانیہ کا ایک مشہور لائبریرین تھا۔ ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی جو ان دنوں یورپ میں شہرت پا رہی تھی، براؤن کو قابل قبول نہیں تھی۔ اس کا اعتراض یہ تھا کہ ڈیوی اسکیم زیادہ تر امریکہ کے متعلق اور امریکہ میں مروجہ مضامین کے موضوعات پر مشتمل ہے۔ اس وجہ سے براؤن نے John Henry Quinn کے ساتھ مل کر درجہ بندی کی ایک اسکیم ۱۸۹۴ء میں شائع کی جو Quinn-Brown کی درجہ بندی کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس وقت کے کتب خانوں کے ذخائر میں تیزی سے اضافہ کی وجہ سے درجہ بندی کی ضروریات کو یہ اسکیم پوری نہیں کر سکی، اس لیے براؤن نے ۱۸۹۷ء میں اس اسکیم میں توسیع اور تبدیلیوں کے ساتھ دوسری اسکیم مرتب کی جس کو ترتیب پذیر درجہ بندی (Adjustable Classification) کا نام دیا گیا۔ بعد ازاں اس میں مزید علامات اور اشاریہ کو شامل کیا گیا۔ اس کے باوجود یہ درجہ بندی بھی نامکمل پائی گئی کیونکہ اس میں نئے علوم کی درجہ بندی کے لیے کوئی گنجائش نہیں تھی۔ چونکہ ڈیوی کی درجہ بندی کی شہرت میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا اس لیے اس کے مقابلہ میں براؤن نے ۱۹۰٦ء میں "موضوعاتی درجہ بندی" کو دوبارہ مرتب کیا۔ کچھ تبدیلیوں کے ساتھ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۱۴ء میں شائع کیا پھر اس کو دوبارہ ۱۹۲٦ء میں۔

James D. Stewart نے براؤن کی اسکیم کے بنیادی خدوخال کو برقرار رکھتے ہوئے کافی تبدیلیاں کیں، موضوعات میں اضافہ کیا پھر نظرثانی اور توسیع شدہ ایڈیشن کو سنہ ۱۹۳۹ء میں شائع کیا۔

براؤن کی درجہ بندی کی اساس نظریہ حیات پر رکھی گئی ہے۔ براؤن کا "نظریہ یہ ہے کہ علم کی ہر شاخ کا ایک بنیادی اصول ہے جہاں سے وہ بڑھی اور پھولی ہے، چنانچہ فنون کی ترتیب اصول حیات کے مطابق اس طرح کی گئی ہے کہ پہلے مادہ اور قوت، اس کے بعد حیات، پھر ادراک اور آخر میں ریکارڈ آتا ہے"۔

اس طرح براؤن نے سارے فنون کی تقسیم ان چار بنیادوں پر کی ہے۔ اس نے بنیادی درجوں کے لیے انگریزی حروف تہجی مختص کرتے ہوئے صیغہ عام کو 'A' میں، مادہ قوت کو B'C' D میں، حیات کو 'E تا I' میں، نفس / ذہن و عقل کو 'J تا L' میں اور ریکارڈ کو 'M تا X' میں رکھا۔ اس درجہ بندی اسکیم کا بنیادی خاکہ حسب ذیل ہے:

A	Generalia	صیغہ عام	A
	MATTER AND FORCE	**مادہ و قوت**	
B-C-D	Physical Sciences	طبعی علوم/ طبیعیاتی علوم	B-C-D
LIFE		**حیات**	
E-F	Biological Sciences	حیاتیات/ حیاتیاتی علوم	E-F
G-H	Enthonological & Medical Sc.	علم الانسان اور علم طب	G-H
I	Economic Biology and Domestic Arts	معاشی حیاتیات اور انتظام خانہ داری	I
	MIND	**ادراک**	
J-K	Philosophy and Religion	فلسفہ اور مذہب	J-K
L	Social and Political Sciences	سماجی اور سیاسی علوم	L
	RECORD	**ریکارڈ**	
M	Language and Literature	لسانیات اور ادب	M
N	Literary Forms	ادبی شعبے/ہیئتیں	N
O-W	History and Geography	تاریخ و جغرافیہ	O-W
X	Biography	سوانح	X

ان بنیادی درجوں کی ذیلی درجوں میں توسیع کے لیے صفر تا نو عربی اعداد استعمال کیے گئے اور ہر عدد میں مزید تین صفر تا ۹۹۹ کے ہندسے شامل کر کے ان درجوں میں توسیع کی گئی۔ مستقبل کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے X اور Z اور کچھ اعداد چھوڑے گئے۔

براؤن نے صیغہ عام 'A' کو حسب ذیل سات موضوعات میں تقسیم کیا:

A	**Generalia**	**صیغہ عام**	A
A0	Generalia	صیغہ عام	A0
A1	Education	تعلیم	A 1
A3	Logic	منطق	A3
A4	Mathematics	ریاضی	A4
A5	Geometry.	جیومیٹری	A5
A6	Graphic & Plastic Arts	نقشہ نویسی اور پیکر سازی	A6
A9	General Science.	عام سائنس	A9

مادہ و قوت کے تحت طبعی علوم کو C' B اور D میں رکھتے ہوئے براؤن نے طبعی علوم کو ۱۹ ذیلی درجوں میں تقسیم کیا۔ حیات کے تحت حیاتیاتی علوم کو E اور F میں رکھتے ہوئے ۱۱ ذیلی درجوں میں، علم الانسان اور علم طب کو G اور H میں رکھتے ہوئے ۱۹ ذیلی درجوں میں اور معاشی حیاتیات و انتظام خانہ داری کو I میں رکھتے ہوئے ۱۰ ذیلی درجوں میں تقسیم کیا۔ اس طرح حیاتیات کو تین بنیادی درجوں اور ۴۰ ذیلی درجوں میں تقسیم کیا۔ نفس یا ذہن و عقل کو دو بنیادی درجوں یعنی فلسفہ و مذہب کو J اور K میں اور سماجی علوم کو L میں رکھتے ہوئے ان دونوں درجوں کو بالترتیب ۱٦ اور ۱۱ ذیلی درجوں میں رکھا۔ ریکارڈ کی چار بنیادی درجوں یعنی (۱) لسانیات اور ادبیات کو ۱٦، (۲) ادبی اصناف کو N میں، (۳) تاریخ و جغرافیہ کو O تا W میں اور (۴) سوانح کو X میں تقسیم کیا۔ ابتدائی تین درجوں یعنی N'M اور O تا W کو بالترتیب ۱۱، ۴ اور ۱۳ ذیلی درجوں میں تقسیم کیا اور سوانح کی مزید ذیلی درجوں میں تقسیم نہیں کی۔

مندرجہ بالا درجوں کے علاوہ ایک امدادی تقسیم کو نوعی جدول (Categorical Tables) کا نام دیتے ہوئے، براؤن نے اپنی درجہ بندی اسکیم میں شامل کیا۔ یہ امدادی تقسیم اعشاریہ کے ساتھ علامات میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس تقسیم کو ۴۳ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

.0	صیغہ عام
.1	کتابیات
.2	انسائیکلوپیڈیا۔ لغات
.3 / .4	درسی کتب
.5	فلسفہ اور نظریات
.6	انجمنیں
.7	رسائل
.8 / .9	مجموعے
.10 - .14	تاریخ
.33 - .40	جغرافیہ
.41 - .43	سوانح اور انساب

یہ امدادی تقسیم اعشاریہ کے ساتھ استعمال کی جاتی ہے؛ مثلاً

M9	لائبریری سائنس
M9.2	لائبریری سائنس کی کتابیات

M9.6 لائبریری سائنس کی انجمنیں

M9.7 لائبریری سائنس کے رسائل

"اس درجہ بندی اسکیم کا غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس اسکیم میں بنیادی درجوں کو ارتقائی اصولوں پر مرتب کیا گیا ہے اور ذیلی درجوں کی ترتیب میں اس بات کا خاص اہتمام کیا گیا ہے کہ ارتقائی مدارج میں کوئی نقص واقع نہ ہو مگر منطقی تقسیم کی وجہ سے بعض خالی سائنٹفک علوم صنعت و حرفت کے درجوں میں خلط ملط ہو گئے۔۰۰۰ منطقی اصول کی تقلید سے سائنس کے موضوعات ایک درسرے سے علیحدہ ہوگئے۔ یہ طرز تقسیم ایسے کتب خانوں کے لیے جو صرف علمی تحقیق کے لیے وقف ہیں مفید نہیں"۔[۸]

علامات

چونکہ براؤن نے بنیادی درجوں کو انگریزی کے بڑے حروف تہجی اور ذیلی درجوں کو عربی ہندسوں سے مختص کیا ہے اس لیے اس درجہ بندی کی علامات مرکب ہیں؛ مثلاً

L سماجی و سیاسی علوم

L 200 علوم سیاسی

L 201 حکومت، عمومی

L 203 شہری حکومت

(ان علامات میں نیز دیکھو، کے حوالے بھی ملتے ہیں)

براؤن نے انگریزی کے ۲۴ بڑے حروف تہجی اپنی اسکیم میں استعمال کیے ہیں، مگر بعض بنیادی درجوں کے لیے علیحدہ حروف مختص نہیں کیے اور مختلف موضوعات کو ایک ہی بنیادی درجہ میں رکھا ہے۔ اس نے فلسفہ اور مذہب کو J اور K مختص کیا۔ J کے ابتدائی تین درجے فلسفہ کے ذیلی عنوانات سے متعلق ہیں اور اس کے باقی ۵ ذیلی درجے اور K کے سارے درجے مذہب سے متعلق ہیں۔ اسی طرح دوسرے درجوں میں بھی اسی قسم کی خامیاں نظر آتی ہیں۔

صیغہ عمومی

براؤن نے صیغہ عمومی میں ایسے موضوعات کو شامل کیا ہے جن کا بالراست عمومی مضامین سے کم تعلق ہے۔ دیگر درجہ بندی اسکیموں کے صیغہ عمومی کے ذیلی موضوعات سے اس کے ذیلی عمومی موضوعات بدلے ہوئے ہیں۔ براؤن کی اسکیم کے صیغہ عمومی کے ذیلی موضوعات حسب ذیل ہیں:

A صیغہ عمومی

000	دائرۃ المعارف
100	تعلیم
300	منطق
400	ریاضی
600	گرافک اور پلاسٹک آرٹس (تصاویر کا ریکارڈ)
900	عمومی سائنس
950	مطالعاتی سفر اور جائزے

صیغہ عمومی کی مندرجہ بالا موضوعات میں سوائے دائرۃ المعارف اور تعلیم کے باقی موضوعات کا عمومی صیغہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

صوری درجے

اس درجہ بندی میں صوری تقسیم کی بجائے نوعی جدول دیے گئے ہیں۔ اس کے پہلے ایڈیشن میں نوعی جدول میں ۹٤۳ اصطلاحات تھیں اور سنہ ۱۹۳۹ء میں شائع شدہ ایڈیشن میں ان کو بڑھا کر ۹۸۰ کر دیا گیا۔ ہر اصطلاح کے درجہ نمبر کو اصل علامت کے ساتھ اعشاریہ کے اضافہ کے بعد استعمال کیا جاتا ہے۔ ان جداول کے ساتھ حروف تہجی کی بنیاد پر مرتب شدہ اصطلاحات کا اشاریہ حوالہ کے لیے منسلک کیا گیا ہے۔

تاریخ و جغرافیہ کے درجے

تاریخ و جغرافیہ کے لیے مختص شدہ O تا W کے درجوں کے ساتھ کیٹگاریکل جداول میں دیے گئے تاریخی و جغرافیائی ترتیب وار درجے مفید اور منطقی ہیں۔ ہر ملک اور شہر کے لیے ایک ایک نمبر مختص کیا گیا ہے۔ کسی ملک کے اہم دریاؤں اور پہاڑوں وغیرہ کے لیے بھی براؤن نے علیحدہ علیحدہ نمبر مختص کیے ہیں۔ ہر ملک کے نمبر میں اہم شہروں، دیگر شہروں اور دیہاتوں کو حروف تہجی کے تحت تقسیم کیا گیا۔ تاریخ و جغرافیہ کے چند نمبر حسب ذیل ہیں:

O300 افریقہ	U 300 انگلستان اور ویلس
O400 مصر	U 301 انگلستان
P600 ہندوستان	302 رومیوں کا قبضہ
Q000 یورپ	House of York 356 (۱۴۶۱ تا ۱۴۸۵ء)
R000 فرانس	357 ایڈورڈ چہارم (۱۴۶۱ تا ۱۴۸۳ء)
S600 جرمنی	3583 ایڈورڈ پنجم (۱۴۸۳ء)
U000 آئر لینڈ	359 رچرڈ سوئم (۱۴۸۳ تا ۱۴۸۵ء)
U200 ویلس (Wales)	United Kingdom V 500

لسانیات و ادبیات

براؤن نے لسانیات، ادبیات کو M میں رکھتے ہوئے کتابیات، طباعت و جلد سازی اور فن کتابداری کو بالترتیب M8, M7 اور M9 میں رکھا جبکہ ان موضوعات کا لسانیات و ادبیات سے بالراست کوئی تعلق نہیں ہے۔ ادبی شعبہ کے ذیلی مضامین شاعری،ڈرامہ وغیرہ کو N میں رکھتے ہوئے ، N افسانوں کے لیے N1 شاعری کے لیے، N2 ڈراموں کے لیے اور N3 مقالوں اور متفرقات کے لیے مختص کیا جبکہ ان موضوعات کا تعلق ادبیات یعنی بنیادی درجہ M سے ہے۔ ادبی شعبہ کے مذکورہ بالا شعبوں کو زبان یا زمان کے بعد تخصیص کے ذیلی درجوں میں رکھا گیا البتہ انفرادی مصنفوں کی تصانیف کو حروف تہجی کے تحت رکھا گیا اور شاعری کو حسب ذیل درجوں میں تقسیم کیا گیا:

N 100		شاعری
101	-	کلام عمومی
102	-	کلام قومی
110-124	-	شاعری کی اقسام
130	-	علم عروض
150	-	انفرادی شاعر (حروف تہجی کے تحت)

اشاریہ

براؤن نے اپنے اصول یعنی "ایک کتاب ایک ہی جگہ رکھی جائے" کے تحت درجہ بندی کی اعانت کے لیے ایک اشاریہ مرتب کیا جس میں جدول میں درج شدہ تمام موضوعات کو حروف تہجی کے تحت درج کرتے ہوئے متعلقہ درجہ بندی کے نمبر تحریر کیے۔ براؤن نے اصرار کیا ہے کہ اشاریہ میں درج شدہ درجہ بندی کے نمبر ہی متعلقہ موضوعاتی کتب پر دیے جائیں۔

براؤن کے منطقی اصولوں کی وجہ سے بہت سی علامات خلط ملط ہو گئیں۔ گو اس درجہ بندی اسکیم میں بہت سی خوبیاں ہیں مگر عملی درجہ بندی میں دقتوں کی وجہ سے اس درجہ بندی کی زیادہ پذیرائی نہیں ہوئی۔

لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی

لائبریری آف کانگریس کی بنیاد ۲۴- اپریل ۱۸۰۰ء کو (کانگریس کی جانب سے خریداری کتب کے لیے پانچ ہزار ڈالر کے عطیہ کے ساتھ) ایک اپارٹمنٹ میں رکھی گئی۔ ۲۶-جنوری ۱۸۰۲ء کو اس لائبریری کے متعلق کانگریس نے ایک ایکٹ

پاس کیا اور اس کے تین دن بعد تھامس جیفرسن نے جان ہیکلے کو اس کا پہلا لائبریرین مقرر کیا۔ ۱۸۰۲ء میں جاری شدہ کیٹلاگ کے مطابق اس کتب خانہ میں ۹۶۴ کتب اور ۹ نقشے موجود تھے جن کی تقطیع کی بنیاد پر درجہ بندی کی گئی تھی۔ ۱۸۰۸ء کے کیٹلاگ کے مطابق، تقطیع کے تحت، ۱۸۰۲ کتب کی درجہ بندی کے علاوہ دیگر مطالعاتی مواد کو حوالہ جاتی طریقہ پر ترتیب دیا گیا تھا۔ یہ طریقہ اس زمانے کے مروجہ طریقہ کار پر مبنی تھا۔ ۲۴۔ اگست ۱۸۱۴ء کو برطانوی فوج نے لائبریری آف کانگریس کو تباہ کر دیا اور اس میں موجود کتابوں کو جلا دیا۔ اس واقعہ کے بعد جیفرسن نے اپنا ذاتی کتب خانہ کانگریس کو فروخت کرنے کی پیشکش کی اور۱۸۱۵ء میں کانگریس نے جیفرسن کی ۶۴۸۷ کتابیں ۲۳،۹۵۰ ڈالر میں خرید لیں۔ ان کتابوں کی درجہ بندی جیفرسن نے اپنے طریقہ سے کی تھی۔ جیفرسن کی درجہ بندی میں لائبریرین آف کانگریس نے کچھ تبدیلیاں کر کے اس کو اپنا لیا جس پر انیسویں صدی کے آخر تک عمل کیا جاتا رہا۔ یہ درجہ بندی بیکن اور d' Alembert کے اصولوں پر مبنی تھی اور اس کے ۴۴ بنیادی درجے یا Chapters تھے جن میں جغرافیائی ذیلی درجے بھی شامل تھے۔ جیفرسن نے ایک تا پندرہ Chapters تاریخ کے لیے، ۱۶ تا ۲۹ فلسفہ کے لیے، ۳۰تا ۴۳ فنون لطیفہ کے لیے اور ۴۴ موضوعات کے لیے رکھے تھے جو ان درجوں کے عنوانات کے تحت نہیں آتے تھے۔

۱۸۹۰ء میں جب لائبریری آف کانگریس کا ذخیرہ کتب سات ہزار سے بڑھ کر تقریباً دس لاکھ ہو گیا تو جیفرسن کی مرتب کردہ درجہ بندی کو غیر موزوں محسوس کیا گیا۔ ۱۸۹۷ء میں جب یہ لائبریری اپنی نئی تعمیر شدہ عمارت میں منتقل ہو رہی تھی اس وقت کے لائبریرین John Russel Young نے کیٹلاگ ڈویژن کے سربراہ James C.M. Hanson اور چیف کلاسیفر Charles Martel سے خواہش ظاہر کی کہ لائبریری آف کانگریس کے لیے کسی دوسری درجہ بندی اسکیم کو اپنانے کے متعلق غور کرے۔ ان دونوں نے اس وقت کی مروجہ درجہ بندی اسکیموں میں سے تین یعنی (۱) ڈیوی کی اعشاریائی درجہ بندی؛ (۲) کٹر کی توسیعی درجہ بندی اور (۳) Otto Hartwiz کی مرتب کردہ اسکیم Halle Schema پر غور کرنے کے لیے مشورہ دیا۔ لائبریری آف کانگریس نے ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی میں کچھ تبدیلیوں کے ساتھ اپنانے کی خواہش ظاہر کی مگر میلول ڈیوی اپنی اسکیم میں کسی قسم کی تبدیلی پر راضی نہ ہوا۔ چونکہ Hallee Schema جرمن فلاسفی پر زیادہ منحصر تھی اس لیے اس کو قابل غور نہیں سمجھا گیا۔ کٹر نے اپنی اسکیم میں تبدیلی و توسیع پر رضامندی ظاہر کی۔

۱۸۹۹ء میں Young کی جگہ Herbert Putnam لائبریرین مقرر ہوا۔ اس نے

مشورہ دیا کہ لائبریری آف کانگریس اپنی اسکیم خود تشکیل دے۔ اس مشورہ کو قبول کرتے ہوئے ۱۹۰۱ء میں فیصلہ کیا گیا کہ یہ لائبریری اپنی اسکیم خود بنائے۔ لہذا کٹر کی توسیعی درجہ بندی کو بنیاد بنا کر لائبریری آف کانگریس درجہ بندی (L C C) مرتب کرنے کی ذمہ داری Hanson کو سونپی گئی۔ اس نے کٹر کی درجہ بندی کے چھٹے جدول کے خاکہ کی بنیاد پر L C C کا خاکہ تیار کیا اور ساتویں جدول کے Z فنون کتاب کے عنوانات کو بنیاد بنا کر "کتابیات اور کتاب داری" کا جدول تیار کرنا شروع کر دیا۔ Hanson کا تیار کردہ پہلا خاکہ اورکٹر کے ساتویں جدول کی توسیعی درجہ بندی کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ Hanson کا مرتب کردہ پہلے خاکے کا زیادہ انحصار کٹر کی توسیعی درجہ بندی پر تھا۔ ابتداء میں Hanson نے اپنے خاکہ میں کٹر کے توسیعی درجہ بندی کے دو حروف کی بجائے ایک حرف استعمال کیا تھا اور اس کی توسیع عربی اعداد سے کی۔ ۱۹۰۳ء میں اس نے اس اسکیم کے خاکے کو بہتر اور کامل بنانے کی کوشش کی۔ اس طرح LCC کے خاکے کی بنیاد تقریباً مکمل طور پر تیار ہوگئی۔ عنوانات میں کمی کو دور کرنے اور ان میں مزید توسیع کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ۱۹۰۴ء میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ درجوں میں ایک حرف کی بجائے دو حروف استعمال کیے جائیں اس لیے LCC کی پہلی درجہ بندی Z اور E-F کے علاوہ باقی درجوں میں دو حروف استعمال کیے گئے۔

ان فیصلوں اور Z اور EF کے تفصیلی جدول کی روشنی میں دیگر جدول کی تیاری کے لیے لائبریری آف کانگریس نےاپنے ماہرین سے خواہش ظاہر کی کہ وہ باقی ماندہ جدول تیار کریں۔ ان ماہرین نے کتابیات، موضوعات، موجود درجہ بندی اسکیموں کی مدد اور لائبریری آف کانگریس کی کتب پر منحصر LCC کے مدیر کی رہبری میں انفرادی جدول تیار کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح LCC کی ایک عملی اسکیم تیار ہونے لگی اور ان جدول کے تحت کتابوں کے ذخائر کو مرتب کرنا آسان ہو گیا۔ درجہ K (قانون) کے علاوہ دیگر درجوں کے موضوعات (جو تمام عالمی علوم پر محیط ہیں) الگ الگ حروف کے تحت علیحدہ علیحدہ جدول مرتب کر لیے گئے اور متعلقہ اشاریہ ہر ایک جدول کے ساتھ منسلک کیا گیا۔ ان جدول میں جغرافیائی اور تاریخ وار درجوں کو بھی شامل کیا گیا۔

تمام درجوں میں ربط قائم کرنے کے لیے اس بنیادی عنصر کو مدنظر رکھا گیا کہ اس کی علامات حروف، عربی اعداد اور کٹر کے کتابی نمبر پرمشتمل ہو۔ درجہ D جس کی تدوین ۱۹۰۲ء میں ہوئی اس میں ذیلی درجوں کے لیے دو حروف استعمال کیے گئے اس کے بعد تمام درجوں کے ذیلی درجوں (سوائے Z اور EF کے جس میں ایک حرف استعمال کیا گیا) میں دو حروف استعمال کیے گئے اور درجہ

D اور K میں ذیلیٰ اور زیر ذیلی درجوں کے لیے تین تین حروف میں بھی وسعت دی گئی۔

١٩٣٣ء میں نظرثانی شدہ بنیادی درجوں کا خاکہ حسب ذیل تھا؛

A عام علوم
B فلسفہ۔ مذہب
C تاریخ۔ معاون علوم
D تاریخ اور جغرافیائی خصوصیات - امریکہ کے علاوہ
E-F امریکہ
G جغرافیہ انسبات
H سماجی علوم۔ معاشیات۔ سماجیات
J سیاسی علوم
K قانون
L تعلیم
M موسیقی
N فنون لطیفہ
P لسانیات اور ادبیات
Q سائنس
R طب
S زراعت۔ پودے اور صنعت مویشیاں
T تکنیکی علوم
U فوجی علوم
V بحری علوم
Z کتابیات اور علم کتاب داری

انفرادی جدول کی اشاعت ١٩٠١ء میں E-F کے درجہ سے شروع کی گئی۔ یکم جون ١٩٠٤ء تک U, T, S, R, ,Q ,M, E, F, D اورZ کے درجوں کی درجہ بندی مکمل کر لی گئی اور H, G, C, A اور V کے درجوں کی درجہ بندی پر کام ہو رہا تھا۔ ١٩٤٨ء تک درجہ K کے علاوہ تمام جداول تیار کر کے شائع کر دیئے گئے۔ درجہ K کا ذیلی دجہ KF جو ریاستہائے متحدہ امریکہ کے قانون سے متعلق ہے اور K کا پہلا جدول ہے، مکمل کر کے ١٩٦٩ء میں اور اس کے بعد درجہ K کے باقی ماندہ جدول بھی مکمل کر کے شائع کر دیا گیا۔ جب یہ جدول شائع ہو گئے تو ان پر تنقید بھی کی گئی اور تعریف بھی۔ ناقدوں کا اعتراض تھا کہ یہ درجہ بندی بہت مفصل ہے اور ہر ایک جدول ضخیم ہے۔ تعریف کرنے والوں کی نظر میں اس درجہ بندی میں یہ آزادی کہ مضامین کو ان کی مناسبت اور عمق کو مدنظر رکھتے ہوئے جہاں چاہے درجہ بندی کر سکتے ہیں۔

لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی کا مقصد

لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی کی اساس علمی درجہ بندی کے فلسفہ پر نہیں ہے بلکہ اس کی تشکیل کا مقصد ایک ایسا اِفادی نظام مرتب کرنا تھا جس کے تحت لائبریری آف کانگریس کے کتابوں کی شکل میں موجود ذخائر اور آئندہ شامل ہونے والے مطالعاتی مواد کی درجہ بندی آسان اور مربوط طریقے سے کی جا سکے۔ ۱۹۰۱ء میں Putnam نے اس نظام کی وضاحت یوں کی:

"اس نظام کو تشکیل دینے کا مقصد مضامین کے سائنٹفک آرڈر کو سختی کے ساتھ برقرار رکھنا نہیں ہے بلکہ اس کے مختلف گروہوں کو آسان سلسلہ میں مربوط کرنا ہے کیونکہ عنوانات کو کتابوں کے گروپ تصور کیا گیا ہے نہ کہ صرف مضامین کے گروپ"

لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی مرتب کرتے وقت چند امور کو مدنظر رکھا گیا ہے۔[10] La Montague نے اس اسکیم کی ترتیب میں جن امور کا تذکرہ کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) اس کو دوبارہ ترتیب دینے میں اس خیال کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ اس درجہ بندی کی علامت مختصر ہو؛

(۲) اس کو مرتب کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اولاً یہ لائبریری آف کانگریس اور دوئم حکومت کے دیگر محکموں، اداروں کے ذخائر کو درجہ بند کیا جائے اور محققین اور دوسرے قاریوں کی ضروریات کو پورا کرے؛

(۳) مختلف موضوعات پر پھیلے ہوئے اور متضاد مطالعاتی مواد کو عالمانہ اور آسان طریقہ سے درجہ بند کیا جا سکے کیونکہ موجود و مروجہ درجہ بندی اسکیمیں اس کی متحمل نہیں ہیں؛ اور

(۴) درجہ بند کیٹلاگ کے ذریعے آسانی سے کتابوں تک قاری کی رسائی ہو اور شیلف پر کتابوں کو ترتیب دینا آسان ہو۔

مندرجہ بالا امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اور کٹر کی توسیعی درجہ بندی میں وسعت دیتے ہوئے LCC کو مرتب کیا گیا۔ اس درجہ بندی کو چار بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں 'A' کے تحت عام علوم اور ادب، دوسرے میں B تا P میں معاشرتی اور سماجی علوم، تیسرے حصے میں Q تا V فطری اور تکنیکی علوم اور چوتھے حصے میں Z کے تحت کتابیات اور علم کتابداری رکھا گیا ہے۔ LCC کا اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے:

Classs	Subject	عنوان	درجہ
I-A	General Works, Polygraphy	عام علوم۔ ادب	A-I
II-B-P	Humanistic Disciplines & the Social Sciences	معاشرتی اور سماجی علوم	B-P-II
B-BJ	Philosophy	فلسفہ	B-BJ
BL-BX	Religion	مذہب	BL-BX
C-F	History	تاریخ	C-F
C	Auxiliary Sciences	تاریخ کے معاون علوم	C
D	Universal and Old World	تاریخ عالم اور قدیم دنیا	D
E-F	America	امریکہ	E-F
G	Geography-Anthropology, Folklore etc	جغرافیہ، انسانیات، روایات و عقائد	G
H-L	Social Sciences	سماجی علوم	H-L
H	General	عام سماجی علوم	H
HA	Statistics	شماریات	HA
HB-HJ	Economics	معاشیات	HB-HJ
HM-HX	Sociology	سماجیات	HM-HX
J	Political Sciences	سیاسی علوم	J
K	Law	قانون	K
L	Education	تعلیم	L
M	Music	موسیقی	M
N	Fine Arts	فنون لطیفہ	N
P	Language and Literature	لسانیات	P
III-Q-V	Natural Sciences and Technology	فطری علوم و تکنیکی علوم	Q-V-III
Q	General Sciences	عام سائنس	Q
QA	Mathematics	ریاضیات	QA
QB-QE	Physical Sciences	طبعی علوم	QB-QE
QB	Astronomy	علم الفلکیات	QB
QC	Physics	طبیعیات	QC
QD	Chemistry	کیمیا	QD

QE	Geology	ارضیات	QE
QH-QR	Biological Sciences	علوم حیاتیات	QH-QR
QH	Natural History-General Biology-Cytology	نیچرل ہسٹری، عام حیاتیات	QH-
QK	Botany	نباتیات	QK
QL	Zology	حیوانیات	QL
QM	Human Anatomy	تشریح اعضائے انسانی	QM
QP	Physiology	فعلیات	QP
QR	Bacteriology	علم جراثیم	QR
R	Medicine	طب	R
S	Agriculture	زراعت	S
T	Technology	تکنیکی علوم	T
U	Military Sciences	فوجی علوم	U
V	Naval Sciences	بحری علوم	V
IV-Z	Bibliography	کتابیات اورعلم کتابداری	Z

LCC میں بنیادی درجوں کے لیے انگریزی کے ۲۱ حروف تہجی استعمال کیے گئے ہیں اور پانچ حروف I O' W' X' اور Y استعمال نہیں کیے گئے - ان حروف کو آئندہ کی ضروریات کے مدنظر رکھتے ہوئے توسیعات کے لیے رکھا گیا ہے۔ B صیغہ میں فلسفہ اور مذہب جیسے دو بڑے مضامین کو رکھا گیا ہے جبکہ تاریخ کے لیے چار صیغے یعنی C تا F ، سماجی علوم کے لیے چار یعنی H, J, K اور L رکھے گئے ہیں۔ Q کے تحت بارہ سائنس کے موضوعات رکھے گئے ہیں اور باقی صیغوں میں ایک ایک موضوع۔ اس درجہ بندی میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ متعلقہ مضامین ایک ساتھ ہوں؛ مثلاً جغرافیہ اور انسانیات، لسانیات اور ادب جو بالترتیب صیغہ G اور P میں رکھے گئے ہیں۔

صیغہ عام

اس اسکیم میں معیاری موضوعات کو "A" میں رکھتے ہوئے ان موضوعات کے پہلے لفظ کا پہلا انگریزی حرف کا بڑا حرف شامل کر کے درجہ نمبر تشکیل دیا گیا ہے؛ مثلاً "A-I" Indexes۔ صیغہ عام کے معیاری درجے حسب ذیل ہیں:

AC	Collections, Series, Collected Works.
AE	Encyclopaedias

AG	General reference works (other than encyclopaedia)
AI	Indexes
AM	Museums
AN	Newspapers
AP	Periodicals
AS	Societies-Academics
AY	Yearbooks, Almanacs, Directories (general and obselete) special
AZ	General History, Knowledge and Learning

ذیلی درجے

اس اسکیم میں بنیادی درجوں کو انگریزی کے بڑے حروف تہجی A تا Z میں رکھا گیا ہے اس لیے ذیلی درجوں کو AA تا ZZ میں رکھا گیا ہے۔ اسی ترتیب کے تحت E-F (تاریخ امریکہ) اور Z (کتابیات اور علم کتابداری) کے علاوہ باقی تمام بنیادی درجوں کو تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ ذیلی درجے یا تو بنیادی درجوں کی جزئیات ہوں گے یا کوئی علیحدہ بڑا موضوع ہوگا؛ مثلاً بنیادی درجہ Q کو حسب ذیل ذیلی موضوعات میں تقسیم کیا گیا:

Q	سائنس عمومی
QA	ریاضی
QB	علم الفلکیات
QC	طبیعیات
QD	کیمیا
QE	طبقات الارض
QH	نیچرل ہسٹری (عمومی)
QK	نباتیات
QL	علم حیوانیات
QM	تشریح اعضائے انسانی
QP	فعلیات
QR	علم جراثیم

ذیلی تقسیمات

مذکورہ بالا ذیلی درجوں کی مزید تقسیم کے لیے سلسلہ وار ایک تا 9999 عربی ہندسے استعمال کیے گئے ہیں (بعض درجوں میں آئندہ کی توسیعات کے لیے ان سلسلہ وار نمبروں میں سے چند نمبروں کو چھوڑا بھی گیا ہے)۔ مزید جزئیات کے

لیے ان اعداد میں اعشاریہ کے استعمال کے ساتھ دیگر اعداد بھی استعمال کیے گئے ہیں؛ مثلاً

QD کیمیا
-23.3-26 الکیمی
-71-142 تجزیاتی کیمیا
-146-197 مرکباتی کیمیا
-241-441 نامیاتی کیمیا

ان ذیلی تقسیمات میں بھی مزید توسیعات کے لیے اعداد مخصوص کر دیے گئے ہیں۔ اس طرح تقسیم در تقسیم کر کے ایک کثیر تعداد میں درجوں کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق اس اسکیم میں ۴۰ لاکھ سے زائد موضوعات کی گنجائش ہے۔ ذیلی تقسیمات میں صوری تقسیم کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے؛ مثلاً

QD 146-197 مرکباتی کیمیا
-146 رسائل، ادارے، کانگریس، رسائل کے مجموعات، سالنامے
-147 غیر رسائل کے مجموعے
-148 لغات اوردائرۃ المعارف وغیرہ

چونکہ اس اسکیم کو موضوع کے ہر پہلو کو مدنظر رکھ کر مرتب کیا گیا ہے اس لیے علامات کو ترتیب دینے میں دوسری اسکیموں کی طرح مختلف امدادی تقسیمات کی مدد لینے کی کم ضرورت پیش آتی ہے جس کی مزید وضاحت حسب ذیل مثال سے دی جا سکتی ہے:

P لسانیات و ادب
PA قدیم یونانی و لاطینی زبانیں
PA 1-99 صیغہ عام
PA 201-891 قدیم یونانی زبان
PA 1001-1151 وسطی زمانہ و عہد حاضرہ کی زبان
PA 2001-2899 لاطینی زبان

اس اسکیم کے تحت بنیادی اور ذیلی مضامین کی درجہ بندی کرتے وقت حسب ذیل (سلسلہ وار) ترتیب کو مدنظر رکھا جاتا ہے:

(۱) عام صیغہ؛ مثلاً رسائل، انجمنیں، مجموعات، لغات وغیرہ
(۲) نظریہ اور فلسفہ
(۳) تاریخ
(۴) صحیفے

(۵) قانون، ضوابط، حکومت سے تعلق
(٦) درس و تدریس
(۷) خصوصی مضامین اور مضامین کے ذیلی درجے

عام درجے سے لے کر خصوصی درجے تک حتی الامکان منطقی اصولوں پر اس اسکیم میں درجہ بندی کی جاتی ہے مگر ان اصولوں کی پابندی یکساں طور پر ہر درجہ کی تقسیم میں نہیں رکھی گئی ہے۔

اشاریہ

چونکہ لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی اسکیم مختلف جدول پر مشتمل ہے اس لیے ان کا اشاریہ بھی کم و بیش انہی جدول کے ساتھ منسلک کر دیا گیا۔ ان تمام اشاریوں کو یکجا کر کے لائبریری آف کانگریس نے شائع نہیں کیا البتہ کینیڈین لائبریری ایسوسی ایشن نے An Index to the Library of Congress Classification کے زیر عنوان اور U.S. Historical Document Institute نے Combined Indexes to the Library of Congress Classification کے زیر عنوان سنہ ۱۹۷۴ء میں شائع کیا۔ ان کے علاوہ Library Schedule of Congress Subject Headings جس میں موضوعات کے ساتھ LCC کے نمبر دیے گئے ہیں اس اسکیم کے اشاریہ کی ایک شکل کہا جا سکتا ہے۔

علامات

LCC کی علامات انگریزی حروف تہجی اور عربی اعداد پر مشتمل ہیں اور ہر ذیلی درجہ میں اس کی تقسیم کے لحاظ سے 1 تا 9999 اعداد استعمال کیے گئے ہیں۔ علامت کی تشکیل کے لیے اولاً درجہ اور ذیلی درجہ کے ایک یا دو حروف تہجی رکھے گئے ہیں ثانیاً ذیلی درجوں اور جزئیات کے لیے ان حروف کے ساتھ اعداد شامل کیے گئے ہیں؛ مثلاً

Q	سائنس
QA	ریاضی
QA1	ریاضی کے رسائل
QA3	ریاضی کے مجموعے

معاون یادداشت/ ممد حافظہ

ممد حافظہ کی وہ خصوصیات یعنی صوری، جغرافیائی، لسانی، ادبی وغیرہ کی امدادی تقسیمات جو دوسری درجہ بندی اسکیموں خصوصاً ڈیوی اعشاریائی درجہ

بندی اسکیم میں موجود ہیں وہ LCC میں مفقود ہیں۔ بہرحال ایک محدود تعداد میں صیغہ عمومی (A) میں ممد حافظہ کی کچھ علامات ؛ مثلاً AC برائے مجموعے، AE برائے دائرۃ المعارف، AS برائے اداروں وغیرہ میں، ملتی ہیں۔

لائبریری آف کانگریس، جو ایک مستقل قومی ادارہ ہے، نے اپنے اخراجات پر براہ راست اس درجہ بندی کو مرتب کروایا اور اس کے سارے اخراجات برداشت کرتا ہے۔ اس لائبریری میں درجہ بندی کرنے والے روزانہ اس اسکیم کے تحت کتابوں کی درجہ بندی کرتے ہیں اور حسب ضرورت اس میں توسیع بھی کرتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے LCC کے طلب نمبر کیٹلاگ کارڈ میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ اس طریقہ کار سے LCC میں مستقلاً نظرثانی کر کے تبدیلیاں اور توسیع کی جاتی رہتی ہےاس کے ۲۱ درجوں کو ۲۰ الگ الگ جلدوں میں شائع کیا جا چکا ہے۔ اس کے جدول چار طریقوں سے یعنی (۱) نئے جدول، (۲) دوبارہ طبع شدہ ایڈیشن، (۳) مجموعی ایڈیشن اور (۴) نظرثانی شدہ جدول اجراء کیے جاتے ہیں۔

۴۔ ۱۹۲۰ء سے یہ درجہ بندی امریکہ کے اکثر تعلیمی اداروں میں مستعمل ہے۔ ان اداروں کے علاوہ عوامی کتب خانے بھی کتابوں کی درجہ بندی اس اسکیم کے تحت کرنے لگے ہیں۔ ایک حالیہ جائزہ کے مطابق ریاستہائے متحدہ امریکہ اور کینیڈا میں تقریباً ۱۴٫۷ فیصد کل کتب خانے اور ۲۶٫۳ فیصد جامعاتی کتب خانے LCC استعمال کرتے ہیں۔ ان ممالک کے علاوہ دیگر ممالک میں اس کا استعمال محدود ہے۔ تعلیمی اور تحقیقی اداروں میں یہ رجحان پایا جا رہا ہے کہ DDC کی بجائے LCC کو اپنایا جائے کیونکہ اولاً یہ اسکیم تحقیقی کتب خانوں کی ضروریات کو پورا کرتی ہے اور دوئم LC کیٹلاگ کارڈ کی خدمات کی وجہ سے کتب خانوں پر مالی بار کم ہوتا ہے۔

اجتماعی طور پر اس اسکیم کی خوبیاں حسب ذیل ہیں:

۱۔ یہ ایک عملی درجہ بندی اسکیم ہے جس کی وجہ سے یہ مقبول ہوتی جا رہی ہے۔

۲۔ یہ کتابی/ ادبی ضروریات کو پورا کرتی ہے اس لیے یہ تعلیمی اور تحقیقی اداروں کے کتب خانوں کی تمام ضروریات کو پورا کرتی ہے اور ان کتب خانوں میں زیر استعمال ہے۔

۳۔ چونکہ اس اسکیم کو موضوعات کے مختلف پہلوؤں کی بنیاد پر مرتب کیا گیا ہے اس لیے علامت کے تجزیہ کی ضرورت کم پیش آتی ہے۔

۴۔ اس کے جدول کو ایک عام فرد کی بجائے اس موضوع کے ماہرین نے اس موضوع کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر مرتب کیا ہے۔

اس اسکیم کی ان خوبیوں کے مقابلہ میں کچھ خامیاں بھی ہیں جن میں اس

کے بہت سے جدول سرفہرست ہیں۔ اس میں امریکہ اور امریکی موضوعات پر زیادہ توجہ دی گئی ہے اور دیگر موضوعات پر توجہ کم ہے۔

عالمی اعشاریائی درجہ بندی

بلجیئم کی پال اوٹلٹ (Paul Otlet) اور ہنری لا فونٹیں (Henri La Fountaine) نے یہ محسوس کیا کہ دنیا بھر میں ایک لاکھ سے زیادہ کتابوں کی اشاعت کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں رسائل، جن میں کثیر تعداد میں معیاری مقالے شائع ہوتے ہیں لہذا کتابوں کی درجہ بندی کے ساتھ ساتھ مقالوں کا بھی اشاریہ ترتیب دیا جائے۔ ان دونوں نے ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کو بنیاد بنا کر ایک اسکیم تیار کی اور اس کے تحت مقالات کی بھی درجہ بندی کی۔ ۱۸۹۵ء میں برسلز میں بین الاقوامی ادارہ کتابیات Institute Internationale de-Bibliography(IIB) جس کا نام بعد میں Institute Internationale de Documentation رکھا گیا پھر تبدیل کر کے Federation Internationale de Documentation (FID) رکھا گیا، اس کے زیرِاہتمام ببلو گرافروں کی بین الاقوامی کانفرنس میں پہلی مرتبہ ان دونوں نے اپنی اسکیم، جس کے تحت ہزار مقالوں کا اشاریہ تیار کیا تھا، پیش کیا۔ اس انسٹیٹیوٹ نے ان دونوں کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے اس اسکیم کو قبول کیا کیونکہ اس انسٹیٹیوٹ کے مقاصد میں یہ بھی شامل تھا کہ کتابیات کے لیے ایک ایسی درجہ بندی اسکیم مرتب کی جائے جس کے تحت دنیا کی تمام زبانوں میں شائع شدہ کتب اور دیگر مطالعاتی مواد کی درجہ بندی کی جا سکے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اس ادارہ کے کارکنوں نے مروجہ تمام درجہ بندی اسکیموں کا مطالعہ اور موازنہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اپنی علمی ذخائر کی تنظیم کے لیے ڈیوی اعشاریائی تقسیم کو اپنایا جائے کیونکہ: (۱) اعشاریائی درجہ بندی موضوعی درجہ بندی ہے جس کے عنوانات ہر زبان میں یکساں ہو سکتے ہیں؛ (۲) اس کی علامات خالص عربی ہندسوں پر مشتمل ہیں جو دنیا بھر میں رائج ہیں؛اور (۳) اعشاریائی ضابطہ میں وسعت کی کافی گنجائش ہوتی ہے۔

ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی جو اس وقت تک کافی شہرت پا چکی تھی اور اس "میں عنوانات کی تقسیم نہات وسیع پیمانے پرکی گئی ہے مگر پھر بھی کتابیات اور فن اہتمام دستاویزات کی روز افزوں ضروریات پوری کرنے کے لیے اس میں مزید توسیع کی ضرورت پیش آئی"۔[۱۱] اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ادارہ نے ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دی اور اس کمیٹی کو یہ ذمہ داری سونپی کہ ایک عالمی کیٹلاگ تیار کرنے کے لیے ایک ایسی اعشاریائی اور توسیعی درجہ بندی کا

ضابطہ مرتب کرے جو اس مقصد کے حصول میں ممد و معاون ثابت ہو۔ حکومت بلجیئم کی امداد سے IIB نے ایک کتابیاتی دفتر قائم کیا اور اس میں Otlet اور La Fontaine کو سیکرٹری مقرر کیا اور ان دونوں کو، درجہ بندی مرتب کرنے کے لے جو کمیٹی مقرر کی گئی تھی، شامل کیا گیا۔ اس کمیٹی نے تمام درجہ بندی اسکیموں کا غائر جائزہ لینے کے بعد اور ڈیوی سے اجازت لے کر ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کی اساس پر عالمی اعشاریائی درجہ بندی UDC مرتب کی۔ UDC کو بین الاقوامی درجہ بندی، ڈیوی کی توسیعی درجہ بندی اور مختصراً برسیلز اسکیم بھی کہا جاتا ہے۔ اس درجہ بندی کا پہلا ایڈیشن فرانسیسی زبان میں ۱۹۰۵ء میں بعنوان Manual de Repertoire Bibliographique Universel منظر عام پر آیا۔ دوسرا ایڈیشن بھی فرانسیسی زبان میں بعنوان Classification Decimale Universelle (چار حصوں اور دو جلدوں میں) ۱۹۲۷ء اور ۱۹۳۳ء کے دوران شائع ہوا۔ اس اسکیم کا ترجمہ پہلے جرمن زبان میں اور بعد میں دیگر زبانوں میں کیا گیا۔ ۱۹۳۶ء میں British Standard Institute نے انگریزی زبان میں اس کی اشاعت کی ذمہ داری قبول کی اور ۱۹۴۰ء میں اس کو انگریزی زبان میں شائع کیا۔ اس انگریزی ایڈیشن کا ترجمہ یورپ کی مختلف زبانوں میں ہوا۔ اس کا اختصار شدہ ایڈیشن ۱۹۴۸ء میں شائع کیا گیا اور اس کی دوسری اشاعت ۱۹۵۷ء میں ہوئی۔ یہ اسکیم خصوصی مواد کی درجہ بندی میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ درجہ بندی یورپ کے مختلف ممالک میں زیرِاستعمال ہے۔ یہ اسکیم تین ہیئتوں میں یعنی (1) پوری (2) درمیانی اور (3) اختصار شدہ میں موجود ہے۔ اس اسکیم کا بیس سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

اس درجہ بندی کی بنیاد ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی ہے اس لیے یہ سارے عالمی علوم کا احاطہ کرتی ہے۔ اس کے بنیادی، ذیلی اور زیر ذیلی عنوانات قریباً وہی ہیں جو ڈیوی کے ہیں۔ اس کی پہلی تقسیم ڈیوی ہی کی پہلی تقسیم ہے۔ دوسری اور تیسری تقسیم میں تبدیلیاں کی گئیں۔ پہلی مرتبہ ڈیوی اعشاریائی تقسیم کے پانچویں ایڈیشن کی بنیاد پر UDC کا خاکہ تیار کیا گیا تھا۔ اس میں جو تبدیلیاں کی گئیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

علامات

ڈیوی کی پہلی تقسیم میں دو صفر بڑھا کر جو بنیادی درجوں کی علامات بنائی گئیں تھیں ان میں سے دو صفر ہٹا کر صرف ایک عدد برقرار رکھا گیا یعنی فلسفہ کے لیے ڈیوی نے(100)، مذہب کے لیے (200)، سماجی علوم کے لیے (300) وغیرہ کی بجائے UDC میں فلسفہ کے لیے(1)، مذہب کے لیے (2)، علوم سماجی کے

لیے (3) وغیرہ رکھے گئے۔ اسی طرح ڈیوی کے ذیلی درجے جس کے آخر میں ایک صفر تھا اس کو ہٹا کر تین عددوں کی بجائے دو عدد کی علامت رکھی گئی ہے؛ مثلاً ڈیوی کا معاشیات کا نمبر (330) کی بجائے UDC میں (33) رکھا گیا۔ اس طرح سارے بڑے درجے ایک اور دو اعداد پر مشتمل ہیں۔ یہ طریقہ کار سارے درجوں میں اختیار نہیں کیا گیا بلکہ صفر کو اس مضمون کے عمومی موضوعات کے لیے مختص کیا گیا۔ اس کا بنیادی خاکہ حسب ذیل ہے؛

صفر (0) عمومی صیغے

(1) فلسفہ، مابعدالطبیعیات، نفسیات، منطق اور اخلاقیات

(2) مذہب

(3) سماجی علوم، معاشیات، قانون، انتظام حکومت، تعلیم

(4) لسانیات (اس کو پہلے حذف کر دیا گیا تھا مگر بعد میں اس کوبرقرار رکھا گیا)

(5) ریاضی اور نیچرل سائنس

(6) علوم مفیدہ، طب، ٹیکنالوجی

(7) فنون لطیفہ، تفریح اور کھیل

(8) لسانیات و ادبیات (بعد میں لسانیات کو الگ کر دیا گیا)

(9) جغرافیہ، سوانح، تاریخ

ذیلی درجے

ڈیوی کے ذیلی درجوں کے بنیادی موضوعات میں تبدیلیاں کی گئیں، کچھ درجوں کو حذف کر دیا گیا ہے اور کچھ میں، جہاں تشنگی پائی گئی ان میں، وسعت دی گئی۔ جن درجوں میں‌ابہام پایا گیا ان کو دور کیا گیا۔ بنیادی اور ذیلی درجوں میں جو تبدیلیاں کی گئیں وہ حسب ذیل ہیں؛

درجہ نمبر **1**۔ فلسفہ

اس درجہ میں غلطیوں کے باوجود ڈیوی ہی کے بنیادی ذیلی درجے قریباً وہی رکھے گئے۔ ڈیوی کے 180 اور 190 کے درجوں کو حذف کر دیا گیا۔ نفسیات کو ڈیوی کے150 کے تحت کل درجے اور130 کے تحت بہت سے درجوں کو 159.9 کے تحت رکھا گیا۔

درجہ نمبر **2**۔ مذہب

اس درجہ میں مختصر سا جدول برقرار رکھا گیا۔ عیسائی چرچ کی تاریخ

جس کو ڈیوی نے 274, 277,275 تا 279 میں رکھا تھا ان کو حذف کر دیا گیا اور کچھ درجوں کو دوبارہ مرتب کیا گیا۔

درجہ نمبر 3۔ سماجی علوم

ڈیوی کے ذیلی بنیادی درجوں 320, 330, 340, 350 اور 380 کودوبارہ مرتب کیا گیا اور ان میں توسیع کی گئی۔ امریکی موضوعات، خصوصاً 329 اور 351, بدل کر برطانیہ اور یورپی ممالک کے لیے مختص کیے گئے۔

درجہ نمبر 4 اور 8۔ لسانیات اور ادب

کیونکہ لسانیات اور ادب کا قریبی تعلق ہے اس لیے ان درجوں کو مدغم کر کے درجہ نمبر 8 کے تحت رکھا جا سکتا تھا اور امدادی تقسیم 8.07 کی مدد سے لسانیات کا درجہ نمبر 8 میں رکھا جا سکتا تھا مگر ان دونوں درجوں کو دوبارہ مرتب کر کے اور چند موضوعات کو ایک دوسرے میں مدغم کر کے اسی طرح رکھا گیا۔ لسانیات میں تین عددی درجوں میں صفر کو برقرار رکھا گیا؛ مثلاً مغربی زبانیں عمومی 420 اور انگریزی زبان420- اسی طرح فرانسیسی زبان 440، ادبیات (8) میں امریکی ادب 81 کو حذف کر کے باقی ادبیات کو 82 تا 89 میں رکھا گیا۔

درجہ نمبر 5 اور 6۔ سائنس اور علوم مفیدہ و ٹیکنالوجی

ان درجوں میں کافی توسیع کی گئی جس کی وجہ سے بعض ذیلی اور زیر ذیلی درجوں کی علامتیں طویل ہو گئیں۔ ڈیوی کے 580 کے ذیلی نو درجوں کو گھٹا کر صرف دو درجوں میں سمو دیا گیا۔ درجہ نمبر 6 میں خصوصی طور پر آئندہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کافی توسیع کی گئی۔ بہت سے موضوعات کو دوبارہ مرتب کیا گیا اور نئے موضوعات کو شامل کیا گیا۔

درجہ نمبر 7۔ فنونِ لطیفہ

اس درجہ میں ڈیوی نے بہت سے ذیلی درجوں کے لیے موضوعات مختص نہیں کیا تھے لہذا ان ذیلی اعداد کو مدّنظر رکھتے ہوئے اس درجہ کو بھی دوبارہ مرتب کیا گیا اور متعلقہ موضوعات کو اس میں شامل کیا گیا۔ موسیقی کے درجوں میں، موسیقی کے مرتب کنندگان کے ناموں کو حروف تہجی کے تحت مزید درجہ بند کرنے کی گنجائش رکھی گئی۔

درجہ نمبر9۔ جغرافیہ، سوانح اور تاریخ

ابتدائی خاکہ میں ڈیوی کے اس درجہ کو نئے سرے سے مرتب کیا گیا۔ تاریخ کو 9 کے تحت رکھا گیا، جغرافیہ کو 91 کے تحت اور سوانح کو 92 کے تحت اور باقی نمبروں کو حذف کر دیا گیا تھا۔ بعد میں ڈیوی کے پورے خاکے کو کچھ تبدیلیوں کے ساتھ تقریباً ویسے ہی رکھا گیا۔

امدادی تقسیم

بنیادی، ذیلی اور زیر ذیلی درجوں میں توسیع کے لیے اس درجہ بندی میں اعشاریہ کے ساتھ ساتھ دیگر علامات ؛ مثلاً جمع کا نشان (+) ، ترچھی لکیر (/)، سیدھی لکیر(-)، کولن (:)، قوسین "()" ، مساوی کا نشان (=)، واوین (" ")، وغیرہ کا استعمال کیا گیا۔ یہ علامات یا نشانات کسی نہ کسی خاص تقسیم کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان علامات اور نشانات کی تشریح حسب ذیل کی گئی ہے:

جمع کا نشان (+)

اگر کوئی کتاب دو مضامین سے متعلق ہو تو ان کی درجہ بندی کی علامت میں جمع کانشان شامل کر کے واضح کیا گیا ہے؛ مثلاً قرآن و حدیث کی علامت 297.1+297.2 ہوگی۔

ترچھی لکیر (/)

اگر کسی کتاب میں مختلف متعلقہ موضوعات کو شامل کیا گیا ہو تو علامت میں ان کے اظہار کے لیے ترچھی لکیر شامل کی جاتی ہے؛ مثلاً قرآن حدیث و فقہ کی علامت 297.1+297.2+297.3 کی بجائے 297.1/3 ہوگی۔

سیدھی لکیر (__)

اگر ایک مضمون کا تعلق اسی کے متعلقہ مضمون سے کیا گیا ہے تو علامت میں اس کے اظہار کے لیے سیدھی لکیر استعمال کی جاتی ہے اس میں اصلی مضمون کو بنیاد بنایا جاتا ہے اور دوسرے نمبر کے آخری ہندسہ کو سیدھی لکیر کے بعد لکھا جاتا ہے؛ مثلاً کپاس کی بیماریاں (کپاس کا نمبر 633.51 ہے اور زرعی اشیاء کی بیماریاں کا نمبر 632 ہے) کی علامت 633.51-2 ہوگی۔

کولن یا نشان وقفہ (:)

اگر ایک موضوع کا تعلق دوسرے غیر متعلقہ موضوع سے کیا گیا ہو تو اس کے اظہار کے لیے علامت میں کولن شامل کیا جاتا ہے؛ مثلاً قرآن اور سائنس (قرآن کا نمبر 297.1 ہے اور سائنس کا نمبر5) کی علامت 297.1:5 ہوگی۔

قوسین ( )

معیاری صوری تقسیم کے اظہار کے لیے قوسین استعمال کی جاتی ہے؛ مثلاً معاشیات کی لغت (03)33- ڈیوی کے اعشاریہ کو خارج کر کے قوسین کو شامل کیا گیا ہے۔

مساوی کا نشان (=)

لسانیات کے اظہار کے لیے مساوی کا نشان استعمال کیا گیا ہے؛ مثلاً طب کی لغت انگریزی زبان میں ہو تو اُس کی علامت (طب کی علامت 61 لغت کی علامت (03)، انگریزی زبان کی علامت 20) 20= (03) 61 ہوگی۔

واوین (" ")

وقت یا عہد کے اظہار کے لیے واوین استعمال کیے جاتے ہیں؛ ۱۴۔اگست ۱۹۴۷ء کو "1947.8.14" لکھا جائے گا اور تاریخ ہند ۱۸۵۷ء میں کی علامت "1857" 954 ہوگی۔

اسی طرح ایک نقطہ (۰) ہر تین ہندسوں کے بعد استعمال ہوتا ہے، مربع بریکیٹ ([ ]) دو مضامین میں سے جب ایک کی حیثیت ثانوی ہو تو اس کو یہ علامت ظاہر کرتی ہے، بریکیٹ میں ایک تا نو اور دیگر نمبر کا اندراج 1/9-1 علاقائی تقسیم کو ظاہر کرتا ہے۔ انگریزی کے بڑے حروف تہجی بھی اس کتاب کے مصنف، مقام یا سوانح کے لیے بھی استعمال کیے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر علامات یا نشانات بھی ضرورت کے لحاظ سے استعمال کیے جاتے ہیں۔

عالمی درجہ بندی کی معیاری صوری تقسیم کی اساس ڈیوی ہی کی تقسیم پر ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ڈیوی اعشاریہ کے بعد صوری تقسیم کا نمبر شامل کرتا ہے جبکہ UDC میں معیاری صوری تقسیم کے نمبر قوسین میں دیے جاتے ہیں۔

اس درجہ بندی کی مختلف علامات کی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ کسی مرکباتی موضوع کی کتاب کی درجہ بندی کا نمبر طویل ہو جاتا ہے اور اس کے مختلف نشانات کی وجہ سے کتابوں کو شیلف میں ترتیب دینا ایک مشکل امر بن

جاتا ہے مگر اس اسکیم کا غائر جائزہ لیا جائے تو یہ انکشاف ہوتا ہے کہ اس اسکیم میں درجہ بندی کے ہر پہلو کو مدنظر رکھا گیا ہے، کتاب کے ہر پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے درجہ بند کیا جائے تو اس کتاب کا ایک خاص نمبر ہو جاتا ہے۔ اس درجہ بندی کے تحت بڑے سے بڑے کتب خانے کے ذخائر کو درجہ بند کیا جا سکتا ہے۔ اختصار کو مدنظر رکھا جائے تو چھوٹے کتب خانوں کے ذخائر کو بھی آسانی سے درجہ بند کیا جا سکتا ہے۔ ان خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس درجہ بندی کو پہلودار کہا جا سکتا ہے۔ اس درجہ بندی کی انگریزی زبان کے ابتدائی ایڈیشن کے اشاریہ میں دو ہزار اصطلاحات تھیں، ۱۹۵۷ء کے دوسرے ایڈیشن میں بڑھ کر ۲۰ ہزار اصطلاحات ہو گئیں۔

اس اسکیم کی ابتدائی اشاعت کے بعد یورپی ممالک میں اس کی شہرت ہونے لگی مگر بعد میں اس کا استعمال دوسرے ممالک میں بھی شروع ہو گیا۔ چونکہ اس اسکیم کی بنیاد کتابیات پر تھی اس لیے اس کے تحت کتب کے ذخائر کے علاوہ رسائل میں شائع شدہ مضامین دیگر مطالعاتی مواد؛ مثلاً رپورٹس، نوٹس، نوشتے، نقشے وغیرہ کی بھی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ یہ زیادہ تر خصوصی کتب خانوں اور ان میں بھی سائنسی کتب خانوں میں زیادہ تر زیراستعمال ہے۔ اس وقت دنیا کی تین مشہور درجہ بندی اسکیموں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ ڈیوی اورلائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی اسکیموں کی طرح اس اسکیم کی بھی توسیع اور نظرثانی کی جاتی ہے۔ نظرثانی اور توسیع کی ذمہ داری FID نے قبول کی ہے۔ موجودہ دور کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس امر پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے کہ نئے علوم کو اس میں سمو دیا جائے، دیگر علوم میں وسعت کو مدنظر رکھتے ہوئے متعلقہ مضامین میں توسیع کی جائے اور کمپیوٹرکے رواج کو پیش نظر رکھتے ہوئے کمپیوٹر کے تحت کتابیات کی تیاری میں اس درجہ بندی کے استعمال کو آسان بنایا جائے۔

آئندہ کی ضروریات کیا ہو سکتی ہیں اور اس وقت درجہ بندی اور کتابیات کی تیاری کے لیے کیا طریقہ ہوگا اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے اور یہ کہنا بھی آسان نہیں ہے کہ موجودہ درجہ بندی اسکیمیں اپنی موجودہ حالت میں برقرار بھی رہ سکتی ہیں یا نہیں۔ ماضی قریب کے مشاہدوں سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ درجہ بندی اسکیمیں جن میں وقتی طور پر ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تبدیلیاں یا توسیعات نہیں کی گئیں متروک ہوتی جا رہی ہیں۔ ڈیوی اور اس کی ادارتی کمیٹی نے اس اسکیم میں تبدیلیاں اور توسیع کر کے ۱۹۸۹ء تک بیس ایڈیشن شائع کیے ہیں۔ لائبریری آف کانگریس بھی اپنی اسکیم میں ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے برابر تبدیلیاں اور توسیع کرتی رہتی ہے۔ اس طرح FID بھی

UDC کی توسیع اور تبدیلیوں پر کام کر رہا ہے۔ اسی طرح آئندہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے برابر تبدیلیاں اور توسیع کی جاتی رہی تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ اسکیمیں آئندہ کی ضروریات اور طریقہ کار کو پورا کریں گی۔ UDC نہ صرف کتابوں کی درجہ بندی میں مستعمل ہے بلکہ رسائل کے اشارے اور دیگر مطالعاتی مواد کی درجہ بندی بھی اس اسکیم کے تحت کی جا رہی ہے اس لیے اس اسکیم کی زیادہ سے زیادہ استعمال کی توقع کی جا سکتی ہے۔

اس وقت بھی یہ اسکیم ہزاروں کتب خانوں میں خصوصاً مشرقی یورپ کے سائنسی اور تکنیکی کتب خانوں میں زیراستعمال ہے۔ اس کا بیس زبانوں میں ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔ یہ بھی توقع کی جاتی ہے کہ عنقریب Machine Readable Catalogue (MARC) کے ریکارڈ میں بھی اس کو استعمال کیا جائے گا اور کمپیوٹر کے لیے بھی یہ ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہے لہذا آئندہ ایک عرصہ دراز تک اس کا استعمال جاری رہے گا۔

بلس کی کتابیاتی درجہ بندی

ہنری ایولین بلس (Henry Evelyn Bliss) نیو یارک میں ۲۹۔ جنوری ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوا۔ نیویارک سٹی کالج میں تعلیم پائی اور اس کالج میں ۱۸۹۱ء میں لائبریرین مقرر ہوا۔ قریباً پچاس سال اسی کالج میں ملازمت کرتے ہوئے ۱۹۴۰ء میں ریٹائر ہوا۔ ملازمت کے آخری ایام میں کالج کے مقتدر حضرات سے اجازت لے کر کتابداری پر کام کرتا رہا۔ کہا جاتا ہے کہ بلس نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ درجہ بندی کے مطالعہ میں گزارا ہے اور یہ اسکیم اس کی زندگی کا بہترین ثمرہ ہے۔ دوران ملازمت اس نے متعدد مقالے اور ایک مستند کتاب "Organization of Knowledge and the System of Science" اصول تقسیم کے متعلق قلم بند کر کے شائع کروائی۔

انیسویں صدی کے آخری ایام اور بیسویں صدی کے ابتدائی دنوں میں ڈیوی، کٹر، لائبریری آف کانگریس اور براؤن کی درجہ بندیاں وجود میں آ چکی تھیں اور کتابوں کی درجہ بندی ان اسکیموں کے تحت کی جا رہی تھی۔ ان اسکیموں سے بلس کلی طور پر متفق نہیں تھا اور ان پر کڑی تنقید کرتا تھا اس لیے اس نے اپنی اسکیم مرتب کی اور ۱۹۰۳ء میں اپنے کالج کے کتب خانہ کے ذخیرۂ کتب کی درجہ بندی اس اسکیم کے تحت کرنا شروع کی۔ اس اسکیم کا پہلا خاکہ ۱۹۱۲ء میں لائبریری جرنل (Library Journal) میں شائع ہوا اور رچرڈسن کی کتاب Classification میں دوبارہ اس کی اشاعت ہوئی۔ اس کے بعد بلس نے اپنی کتاب Organization of Knowledge in Libraries میں اس درجہ بندی نظم کا خاکہ ۱۹۳۳ء میں شائع کیا اور ۱۹۳۵ء میں دو درجوں میں توسیع کر کے ایک الگ کتاب

بعنوان 'A System of Bibliographic Classification' شائع کی۔ جس کی دوسری اشاعت چند اہم تبدیلیوں کے ساتھ ۱۹۳۶ء میں ہوئی۔ اسکیم کو مکمل توسیع دینے کے بعد اس کی پہلی جلد ۱۹۴۰ء میں، دوسری جلد ۱۹۴۷ء میں اور تیسری اور چوتھی جلد ۱۹۵۳ء میں شائع کی گئیں۔ پہلی جلد میں دیباچہ اور چھ جداول کے علاوہ اور ' کے درجوں کے جداول اور ان کے اشاریے شامل کیے گئے۔ دوسری جلد میں ' تا ' تیسری جلد میں۔ تا ص کے جداول اور متعلقہ اشاریے شامل تھے اور چوتھی جلد، پہلی، دوسری اور تیسری جلد کے مکمل اور یکجا اشاریوں پر مشتمل تھی۔

اس اسکیم کی اشاعت کے بعد اس کا استعمال خصوصاً خصوصی کتب خانوں میں کیا جانے لگا۔ ۱۹۶۱ء کے لائبریری ایسوسی ایشن کے ریکاڈ کے مطابق اس کا استعمال ۵۱ کتب خانوں میں تھا جن میں برطانیہ کے ۳۳ کتب خانے شامل تھے۔ اس طرح اس درجہ بندی کی زیادہ پذیرائی برطانیہ میں ہوئی اور امریکہ میں جہاں یہ مرتب ہوئی تھی زیادہ مقبول نہیں ہوئی۔ برطانیہ ہی کے اسکول لائبریری ایسو سی ایشن کی جانب سے اس کااختصار شدہ ایڈیشن ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا اور برطانیہ ہی میں Bliss Classification Association کا قیام عمل میں آیا جس نے اس درجہ بندی کو جدید ترین تقاضوں کے مطابق کرنے کی ذمہ داری قبول کی۔ موجودہ دور کی تمام درجہ بندی اسکیموں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس درجہ بندی کے نظرثانی اور توسیع شدہ دوسرے ایڈیشن کی اشاعت J. Mills اور V. Broughton کی ادارت میں ۱۹۷۷ء میں شروع کی گئی۔

نئے ایڈیشن میں مدیروں نے بلس کے بعد درجہ بندی کے نظریات خصوصاً رنگاناتھن کی پہلودار تجزیہ ترتیب بلحاظ موضوع اور Filing Order پر پوری توجہ دے کر اور پہلے ایڈیشن کے بنیادی خاکہ کو برقرار رکھتے ہوئے اس میں تبدیلیاں اور وسعت دی۔ اس کے عنوانات پر نظرثانی کرتے ہوئے اور موجودہ دور کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے موضوعات کو اس میں شامل کیا گیا۔ ابتداء میں یہ اسکیم ۳۵۲ صفحات پرمشتمل تھی جبکہ توسیع شدہ اسکیم کی ضخامت بڑھ کر تقریباً دو ہزار صفحات ہو گئی۔

بلس نے درجہ بندی کے تیس بنیادی اصول وضع کیے ہیں اور اس کا یہ نظریہ تھا کہ کتابی درجہ بندی کی اساس علمی درجہ بندی پر ہونا چاہیے اور خصوصاً موضوعات کی ترتیب میں ان ماہرین کے مرتب کردہ سلسلہ وار مضامین کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ اپنے بنیادی اصولوں میں بلس نے اس امر کی بھی نشاندہی کی ہے کہ علامات کا صحیح معیار کیا ہونا چاہیے اور عنوانات کی فہرست کن اصولوں پر تیار کرنی چاہیے۔ ان اصولوں کے پیش نظر بلس نے تمام مروجہ درجہ بندی

اسکیموں پر سخت تنقید کی ہے۔ اس نے "یہ واضح کرنے کی بھی کوشش کی ہے کہ ڈیوی، کٹر، لائبریری آف کانگریس، براؤن وغیرہ کا کوئی ضابطہ بھی بنیادی اصولوں پر پورا نہیں اترتا۔ چنانچہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اس نے ۱۹۳۹ء میں نیا ضابطہ وضع کیا جو چار جلدوں میں مکمل ہو گیا۔

بلس نے یہ نظریہ نہایت شد و مد سے پیش کیا ہے کہ تنظیم علوم سائنٹیفک اور علمی اتفاق آراء پر مبنی ہو اور ضابطہ تقسیم میں عنوانات کی وہی ترتیب ہونی چاہیے جس پر ماہرین علوم کا مجموعی طور پر اتفاق ہو یعنی کتابوں کی علمی تقسیم ہونا چاہیے"۔[۱۲]

بنیادی خاکہ

بلس نے کتب خانوں کے کتابی اور دیگر مطالعاتی مواد کے ذخائر کو درجہ بندی کے لیے دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک وہ کتب جن کو موضوعات کی بنیاد پر تقسیم کیا جا سکتا ہے اور دوسری وہ کتب جن کی حیثیت عمومی ہے۔ عمومی حیثیت کی کتب وغیرہ کو اس نے نو حصوں میں تقسیم کیا ہے جن کو مقدم عددی درجے کا نام دیا ہے۔ یہ نو مقدم عددی درجے حسب ذیل ہیں:

1	Reading Room Collection (Chiefly for reference use)	ریڈنگ روم کے مجموعات (زیادہ تر حوالہ جاتی استعمال کے لیے)
2	Bibliography, Library Science and Economy	کتابیات، کتابداری اور معاشیات (مناسب سمجھا جائے
3	Select or Special Collections, Segregated books etc.	منتخب یا خصوصی مجموعے، الگ کی گئی کتب وغیرہ
4	Departmental or Special . Collections	محکماتی یا خصوصی مجموعے
5	Documents or Archieves of Government, Institutions etc.	دستاویزات یا حکومت اور دیگر اداروں وغیرہ کی تاریخی دستاویز۔
6	Periodicals (including Serial publications of societies).	رسائل (بشمول انجمنوں/اداروں کی سلسلہ وار اشاعتیں)
7	Miscellanea	متفرقات
8	Collections, Historic, Local, or Institutional interest.	مجموعات، تاریخی، مقامی یا اداروں کے پسندیدہ مجموعے
9	Antiquated Books or Historic Collections.	قدیم کتب یا تاریخی مجموعات

مندرجہ بالا درجوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان میں چند درجے دوسری درجہ بندی کی اسکیموں کی عمومی صفوں کےمماثل ہیں اور دیگر خصوصی مجموعات کے لیے مختص ہیں- اس تقسیم کے تحت کتابوں کو ترتیب دینے کا انحصار کتب خانوں کی خدمات اور کتابداروں پر ہے-

بلس نے تمام موضوعات کو چار بڑے حصوں یعنی (۱) فلسفہ، (۲) سائنس، (۳) تاریخ اور (۴) ٹیکنالوجی فنون میں تقسیم کیا ہے- ان موضوعات کو انگریزی حروف تہجی کے تحت مزید تقسیم کیا ہے جو حسب ذیل ہیں:

PHILOSOPHY

فلسفہ

A	Philosophy & General Science (Including Logic, Mathematics, Meterology, Statistics)	فلسفہ، عام سائنس (بشمول منطق، ریاضی، پیمائش و وزن اور شماریات)	A
B	Physics (Including Applied Physics, Special Physics, Technology)	طبیعیات (بشمول عملی اور خصوصی طبیعیات، ٹیکنالوجی)	B
C	Chemistry (Including Chemical Technology, Industries, Mineralogy)	کیمیا (بشمول کیمیائی تکنیک صنعت و معدنیات)	C

SCIENCE:

سائنس

D	Astronomy, Geology, Geography and Natural History	علم الفلکیات (بشمول طبقات الارض، جغرافیہ اور نیچرل تاریخ)	D
E	Biology (Including Plaentology and Biogeography)	حیاتیات (بشمول علم حیات اور ابتدائی جغرافیہ)	E
F	Botany (Including Bacteriology)	علم نباتیات	F
G	Zology (including Zoogeography and Economic Zoology)	علم حیوانیات	G
H	Anthropology (including Medical Sciences, Hygeine etc)	انسانیات (بشمول طبی علوم، صحت وغیرہ)	H
I	Psychology (including comparative and Racial Psychology etc.)	نفسیات (بشمول متقابلی اور نسلی نفسیات وغیرہ)	I

J	Education (including Psychology of Education).	تعلیمات (بشمول نفسیات، تعلیم)	J
K	Social Sciences (including Sociology, Ethnology etc.)	سماجی علوم (بشمول سماجیات، نسلیات وغیرہ)	K

HISTORY: تاریخ

L	History (Social, Political and Economic)	تاریخ (بشمول سماجی، سیاسی اور معاشی)	L
M	Europe. | Geography, Enthnography History etc.	یورپ | جغرافیائی، انسانی تاریخ وغیرہ	M
N	America.	امریکہ	N
O	Australia, Asia, Africa, East Indies & Islandss.	آسٹریلیا، ایشیا، افریقہ، شرق الہنداور جزائر	O
P	Religion, Theology and Ethics. (Alternatives are AJK or Z)	مذہب اور اخلاقیات (متبادل K,J,A یا Z)	p
Q	Applied Social Science and Ethics	معاشرتی علوم اور اخلاقیات	Q
R	Political Science	سیاسیات	R
S	Jurisprudence and Law	اصول قانون اور قانون	S
T	Economics	معاشیات	T

INDUSTRY صنعت و حرفت

U	Arts; Useful and Industrial	فنون، مفیدہ اور صنعتی	U
V	Fine Arts and Arts of Expression (including Indoor Recreation and Pastimes)	فنون لطیفہ (بشمول اندرون خانہ تفریح)	V
W	Philology, Languistic and Languages other than Indo-Europe an	لسانیات۔ انڈو۔ یورپین زبانوں کے علاوہ۔	W
X	Indo-Eurpoean Philology: Languages and Literatures.	انڈو۔ یوروپین لسانیات و ادبیات	X
Y	English (or preferred)	انگریزی (یا ترجیحی) زبان	Y

	Language and Literature Literature in General. Rhetoric Oratory, Dramatics, etc.	دانی و ادب - عام ادب	
Z	Bibliology, Bibliography & Libraries (alternatives are 2 & JV)	کتاب پرستی- کتابیات اور کتابداری (متبادل 2 اور JV)	Z

ان درجوں کے غائر مطالعہ سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مذہب اور اخلاقیات، تاریخ اور انسانیات کو سماجی علوم کے ساتھ رکھا گیا ہے اور سماجیات اوراخلاقیات کو دوسرے گروہ میں- اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا کہ اگر مناسب سمجھا جائے تو مذہب اوراخلاقیات کو K,J,A یا Z میں رکھا جا سکتا ہے- اسی طرح دیگر موضوعات میں یکسانیات نہیں ہے-

ذیلی درجے

بلس نے درجہ بندی کے فلسفہ کو (رنگا ناتھن کے علاوہ) وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے- اس نے بعض درجوں اور ذیلی درجوں کو ان کی مشابہت کے لحاظ سے ایک ساتھ رکھنے کی کوشش کی ہے؛ مثلاً لسانیات اور ادب، کیمیا اور کیمیائی تکنیک وغیرہ- اس نے ذیلی درجوں کے لیے انگریزی حروف تہجی کے بڑے حروف کا استعمال کیا ہے اور زیر ذیلی درجوں کے لیے بڑے حروف کے ساتھ چھوٹے حروف کا بھی استعمال کیا ہے اس درجہ بندی میں اس بات کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے کہ مضامین اور ممالک کے لیے اس میں توسیع کی جا سکتی ہے-

جدول

بنیادی درجوں کی تقسیمات کے لیے اس اسکیم کی ابتداء میں نو منظم معاون جداول دیے گئے تھے مگر ۱۹۵۳ء میں وسعت دے کر ان کی تعداد ۲۲ کر دی گئی- ان کے ذیلی جدولوں کو اگر ملایا جائے تو ان کی تعداد ۴۶ بن جاتی ہے- ان میں سے پہلا اور دوسرا جدول سارے نظام میں ۳ تا ۷ بڑے درجوں کے گروہوں میں اور ۸ تا ۲۲ خصوصی موضوعات میں مستعمل ہے- ان جداول میں عربی اعداد اور چھوٹے اور بڑے انگریزی حروف تہجی استعمال کیے گئے ہیں اس طرح اس کی علامت مرکب بن جاتی ہے- پہلا جدول صوری صیغے اور معاون یادداشت سے متعلق ہے جو ڈیوی کے صوری صفوں سے مماثل ہے- اس میں عربی ہندسے استعمال کیےگئے ہیں- بلس کا یہ جدول حسب ذیل ہے:

1 حوالہ جاتی کتب (بشمول لغات، دائرۃ المعارف، اشاریے، دستی کتب، اٹلس

وغیرہ)

2 کتابیات - تاریخی، وضاحتی، منتخبی، خلاصے

3 تاریخ، وسعت، تعلق، موضوع کے متعلق کتابیں اور ان کا جائزہ وغیرہ۔

4 موضوع سے تعلق رکھنے والوں کی سوانح

5 دستاویزات، ضمنی مواد

6 رسائل

7 متفرقات (بشمول مجموعے، مضامین وغیرہ)

8 موضوع سے متعلق جائزہ

9 قدیم اور ترجیحی کتابیں یا دیگر مواد

اجتماعی طور پر اس درجہ بندی کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس میں: (۱) متعلقہ موضوعات کو ایک جگہ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، (۲) ذیلی اور زیر ذیلی موضوعات کو صحیح طریقہ پر بڑے درجوں کے تحت سلسلہ وار درج کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، (۳) موضوع کے تعین کے لیے متبادل طریقۂ کار فراہم کیا گیا ہے، (۴) اجمالی طور پراختصار اور لچک کے اصول کو اپنایا گیا ہے، (۵) نئے مضامین کو شامل کرنے کے لیے گنجائش رکھی گئی ہے، (۶) مرکب مضامین کی ترتیب کے لیے باقاعدہ جدول فراہم کیے گئے ہیں، اور (۷) اکثر درجوں میں مختلف پہلو بڑی احتیاط سے درج کیے گئے ہیں اور ہر پہلو میں بنیادی تصورات یا مضامین کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

اگرچہ یہ اسکیم بنیادی طور پر پہلو دار ہے مگر تجزیاتی پہلو ہر جگہ نہیں ہے اور بعض جگہ مرکبات بھی درج کر دیے گئے ہیں۔ بعض موضوعات اور مضامین کی تقسیم اور تفصیلات جداول میں درج نہیں ہیں۔ پہلو دار تقسیم میں بھی کہیں کہیں تشنگی پائی جاتی ہے۔ اس کا اشاریہ نسبتی ہے۔ یوں تو پہلی تا تیسری جلد میں متعلقہ اشاریہ شامل کیا گیا ہے اور اس کی چوتھی جلد مکمل اشاریہ پر مشتمل ہے۔ ۱۹۷۷ء میں شائع شدہ ایڈیشن میں اس درجہ بندی کو نظرثانی کر کے وسعت دی گئی اور اس کے اشاریہ کو بہتر بنایا گیا ہے۔

کولن درجہ بندی

انیسویں اوربیسویں صدی میں جتنی کتابی درجہ بندی اسکیمیں بام عروج پر پہنچیں وہ سوائے کولن درجہ بندی کے باقی تمام مغربی ممالک کے مفکرین کی ترتیب شدہ تھیں۔ ہندوستان میں بھی ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی بیشتر کتب خانوں میں مروج ہے۔ سہیالی راماریتا رنگاناتھن (Shiyali Ramarita Ranganathan) مدراس کے ایک علاقہ سہالی میں ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوا۔ ریاضی

میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد مدراس ہی کےکالجوں میں ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۳ء تک لیکچرار اور اسسٹنٹ پروفیسرکی حیثیت سے ریاضی پڑھاتا رہا اور بغیر کسی فن کتابداری کی تعلیم و تجربہ کے مدراس یونیورسٹی کی لائبریری کا لائبریرین ۱۹۲۴ء میں مقرر ہوا۔ یونیورسٹی کی جانب سے برٹش میوزیم کے طریقہ کار سے واقفیت کے لیے لندن بھیجا گیا۔ جہاں اس کی ملاقات بروک سیرز سے ہوئی جس سے یہ بہت متاثر ہوا اور اس سے درجہ بندی کی تعلیم حاصل کی اور اس کے بتائے ہوئے درجہ بندی کے اصولوں کی بنیاد پر مروجہ درجہ بندی اسکیموں کا غائرجائزہ لیا تو ان میں خامیوں کی وجہ سے ان اسکیموں کو غیر تسلی بخش پایا۔ وہاں اپنے قیام کے دوران برٹش میوزیم کے علاوہ یورپ کے مختلف کتب خانوں اور خصوصاً ان کی درجہ بندی نظام کا بھی جائزہ لیا۔ وہاں سے واپسی کے بعد اس نے مدراس یونیورسٹی کے علاوہ بنارس یونیورسٹی میں بھی اعزازی لائبریرین اور لائبریری سائنس کے پروفیسر کی حیثیت سے کام کیا اور ہندوستان کی دیگر یونیورسٹیوں اور اداروں میں اہم عہدوں پر بھی فائز رہا۔ اس نے اپنی زندگی میں فن کتابداری پر بہت سے مقالے اور کتب تحریر کیں۔ کتاب داری کے مختلف موضوعات پر اس کی کتابوں اور نظریات نے اس کو بام عروج پر پہنچا دیا۔ اس کے کام سے متاثرہو کر لندن اور امریکہ کی جامعات نے اس کو ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں بھی دیں۔ اس کے کتابداری کے "پانچ اصول" بہت مشہور ہیں۔ مروجہ درجہ بندی اسکیموں کی خامیوں اور ان میں مشرقی علوم، مذاہب، زبان، ادب اور ان ممالک پر غیر تسلی بخش مواد نے اس کو اس بات پر مجبور کیا کہ کوئی درجہ بندی کی ایسی اسکیم تشکیل دی جائے جو ہندوستان کی ضروریات کو کماحقہ پورا کر سکے۔

رنگاناتھن نے ۱۹۳۳ء میں مدراس یونیورسٹی کے لیے ایک درجہ بندی کا ضابطہ مرتب کیا۔ چونکہ اس میں کولن یا نشان وقفہ (:) کا استعمال ہے اس لیے اس کا نام کولن درجہ بندی مشہور ہوا۔ رنگاناتھن کے نظریہ کے مطابق درجہ بندی کی خصوصیات حسب ذیل ہونی چاہیئیں: (۱) حافظہ میں محفوظ رہنے کی خاصیت، (۲) تخصیص فن کی اہلیت، (۳) نئے موضوعات کی شمولیت اور قدرت؛اور (۴) علامات کی حسب ضرورت کم و بیش ہونے کی صلاحیت ۔ ان خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کولن درجہ بندی کا جائزہ لیا جائے تو یہ تمام خصوصیات اس میں موجود ہیں۔

اس درجہ بندی کا پہلا ایڈیشن جس میں دیباچہ، درجہ بندی کے جداول اور اشاریہ شامل ہے، ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا۔ تین سو تشریحی مثالوں کے اضافہ کے ساتھ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۳۹ء میں شائع کیا گیا اور چھٹا ایڈیشن ۱۹۶۳ء میں جاری

کیا گیا۔ اس درجہ بندی کی "امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ہر موضوع کے مختلف پہلو نمایاں کرنے کی تفصیل دی گئی ہے اور اصلی یا موضوعی تقسیم کے ساتھ امدادی عنوانات کا ایک وسیع نظام قائم کیا گیا ہے جس کی مدد سے مختلف موضوعات اور ان کے تمام پہلو ایک سلسلہ میں مربوط کیے جا سکتے ہیں۔ یہ ترکیبی نظام "اٹھ ترکیبوں" پر مشتمل ہے جن میں" ترکیب وقفہ" (Colon Device) سب سے اہم ہے۔" [۱۳]

کولن درجہ بندی میں نمبر تشکیل دینے کا طریقہ دوسری درجہ بندی اسکیموں سے مختلف ہے۔ ڈیوی اور UDC میں امدادی تقسیمات سے مدد لے کر علامت تشکیل دی جاتی ہے مگر کولن میں کتاب کے موضوعات کو متعلقہ پہلوؤں میں تقسیم کیا جاتا ہے پھر ان پہلوؤں کی علامات کو جمع کرکے پورا نمبر دیا جاتا ہے۔ اس لیے اس درجہ بندی کو پہلودار درجہ بندی کہا جاتا ہے۔ اس طرح رنگاناتھن نے درجہ بندی میں ایک نظریہ اور ایک اصطلاح پہلو اور PMEST پیش کیا۔ اس نظریہ کے تحت کسی مضمون اور اس کے پہلو میں تقسیم کیا جائے اور اس کو متعلقہ پانچ بنیادی عناصر،یعنی؛

(1) P= Personality
(2) M=Matter
(3) E = Energy
(4) S= Space
(5) T = Time

کے مجموعہ سے درجہ کے نمبر کو مرتب کیا جائے۔ اس میں Personality سب سے بنیادی موضوع کو ظاہر کرتا ہے،Matter تمام موضوعات پر حاوی ہوتا ہے،Energy سے تمام عملیات ظاہر ہوتے ہیں اورSpace اورTime اس موضوع کے عہد اور مقام کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان سب کو PMEST کہا جاتا ہے۔ اس طرح موضوع کا ہرپہلو واضح ہو جاتا ہے اور اس کی وسعت میں کمی اور عمق میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ایک خاص درجہ تشکیل پاتا ہے۔ اس درجہ بندی میں رنگاناتھن نے بنیادی درجوں کے علاوہ زبان، تاریخ، جلد، ضمیمہ، جغرافیائی، ادبی امدادی تقسیم شامل کیا ہے۔ بنیادی درجوں میں پہلا عمومی صیغہ رکھا گیا ہے جو عربی ہندسوں (ایک تا نو) پر مشتمل ہے اور موضوعات کو ۲۶ درجوں میں تقسیم کیا گیا جس کے لیے انگریزی کے بڑے حروف اور مثلث (Δ) کا نشان مختص کیا گیا ہے۔ A سے M تک کے بڑے حروف سائنس اور علم طبیعیات کے لیے، N سے Z تک ادبیات اور دیگر علوم کے لیے، اور مثلث (Δ) کا نشان روحانی علوم اور تصوف کے لیے ہے۔ بنیادی درجوں کا خاکہ حسب ذیل ہے:

بنیادی درجے

سائنس اور علوم طبیعیات

A سائنس (صیغہ عام)
B ریاضی
C طبیعیات
D انجنیئری
E کیمیا
F ٹیکنالوجی
G نیچرل سائنس (صیغہ عام) اور حیاتیات
H طبقات الارض
I نباتیات
J زراعت
K علم حیوانیات
L طب
M (دیگر) سائنس- فنون مفیدہ

نسایات

N فنون لطیفہ
O ادب
P لسانیات
Q مذہب
R فلسفہ
S نفسیات
T تعلیم
U جغرافیہ
V تاریخ
W سیاسیات
Y (دیگر) سماجی علوم بشمول سماجیات
Z قانون

رنگاناتھن نے بنیادی درجوں کے لیے یونانی حروف بھی استعمال کیے ہیں، مثلاً

B (Beeta) علوم ریاضی کے لیے، گاما (Gamma) علوم طبعی کے لیے، (NU) نسایات اور علوم سماجی کے لیے ، V (Nu) نسایات کے لیے، سگما (Sigma) سماجی علوم کے لیے- ۱۹۵۷ء کی پانچویں اشاعت میں HZ کان کنی اور KZ افزائش مویشی کی علامت کو بالترتیب بدل کر Eta اور Lamba مختص کیا- ان تبدیلیوں اور مختلف موضوعات اور عنوانات کی علامات کی وجہ سے اس درجہ بندی کے استعمال میں مشکلات پیدا کی گئی ہیں-

عمومی صیغے یا عمومی ذیلی درجے

اس درجہ بندی میں رنگاناتھن نے ایک تا نو (9) عربی ہندسے عمومی ذیلی درجوں کے لیے استعمال کیے ہیں- ڈیوی نے عمومی ذیلی درجوں کو بھی ایک تا نو میں تقسیم کیا ہے اوروہ اعشاریہ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں- رنگاناتھن کے یہ درجے ڈیوی سے اکثر ملتے جلتے ہیں- رنگاناتھن کے عمومی ذیلی درجے حسب ذیل ہیں:

1	کتابیات
2	انتظام کتب خانہ
3	لغات و دائرۃ المعارف
4	انجمنیں- مجالس
5	رسائل
6	کانفرنس، کانگریس
61	کانگریس
62	کمیشن
63	نمائش
64	عجائب گھر
7	سوانح
8	سالنامے
9	مجموعے- مقالے
98	مقالے

امدادی تقسیم یا عمومی ذیلی درجے

اس درجہ بندی کے مختلف ذیلی درجے ہیں جو ہر درجے کے ساتھ استعمال نہیں ہوتے- خصوصی ذیلی درجے، عمومی صیغے، مشترک عنوانات، مقامی تقسیم، لسانی تقسیم وغیرہ پر مشتمل ہیں- مشترک عنوانات کے لیے انگریزی حروف

تہجی کے چھوٹے حروف استعمال ہوتے ہیں جو بنیادی موضوعات کے بڑے حروف کے ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں؛ مثلاً تاریخ معاشیاتXv، معاشیات کی کتابیاتXa، ریاضی کی لغات Bk وغیرہ۔ مشترک عنوانات یا عمومی ذیلی درجوں کی تفصیلات حسب ذیل ہیں؛

a اسمائے کتب/ کتابیات
b پیشہ
c لیبارٹری، تجربہ گاہیں
d عجائب گھر، نمائش
e اوزار، مشین، نسخے
f نقشے، اٹلس
g چارٹ، اشکال، جدول و گوشوارے
h ادارے
i متفرقات، یادگار اشاعتیں
k دائرۃ المعارف، لغات
l انجمنیں/ادارے
m رسائل
n سالنامے، ڈائریکٹریاں، کیلنڈر
p کانفرنس، کانگریس، اجلاس
q قانونی مسودات، ایکٹ، ضابطے
r سرکاری مطبوعات، رپورٹ وغیرہ
s شماریات، اعداد وشمار
t کمیشن، کمیٹیاں
u سفرنامے، سروے وغیرہ
v تاریخ
w سوانح، مکاتیب
x مجموعے، مجموعات
y غرض و غائت، نصاب، مطالعہ، تجربات وغیرہ۔
z خلاصے

جغرافیائی یا مقامی و ملکی تقسیم (GEOGRAPHICAL DIVISIONS)

بہت سے موضوعات میں، کسی نہ کسی ہیئت میں جغرافیائی یا مقامی و ملکی حیثیت سے، تقسیم کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس لیے ہر اچھی درجہ بندی اسکیم

میں اس کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ رنگاناتھن نے اپنی اسکیم میں ایک تا نو عربی ہندسوں کو جغرافیائی تقسیم کے لیے استعمال کیا ہے۔ ان نمبروں کو مزید توسیع دے کر براعظم، علاقوں، ملکوں اور شہروں وغیرہ کے لیے مختص کیا۔ نمبر1 "ایک" سارے عالم یا کرہ ارض کے لیے مختص کیا۔ اس میں وسعت دے کر زبان، شہنشاہیت، موسمیات، طبیعیاتی علاقوں وغیرہ کے لیے عربی ہندسے مختص کیے۔ 2 وطن، 3 پسندیدہ ملک کے لیے مختص کیا۔ باقی ماندہ نمبروں کو براعظموں، ملک اور مقام کے لیے مختص کیا۔ یہ ہندسے بنیادی درجوں کے ساتھ اعشاریہ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں؛ مثلاً معاشیات کی تاریخ ہندوستان میں کا نمبر Xv.44 ہوگا۔ جغرافیائی درجوں کی چند تفصیلات حسب ذیل ہیں:۔

1	کرۂ ارض
100	زبانوں کے لحاظ سے ذیلی درجے
10011	انگریزی زبان بولنے والے ممالک
10	شہنشاہیت
13	بحرالکاہل کے ممالک
16	سرد علاقے
17	علاقہ معتدلہ
18	منطقہ حارہ
19	طبعی جغرافیائی علاقے
2	وطن
3	پسندیدہ ممالک
4	ایشیا
41	چین
42	جاپان
43	جنوب مشرقی ایشیا
44	ہندوستان
441	مدراس
4433	سندھ
4435	سرحد
4436	پنجاب
443633	بہاولپور
5	یورپ
6	افریقہ

7 امریکہ
8 آسٹریلیا
9 جزائرالبحر

کسی ملک کے الگ شہروں، ریگستانوں، تالابوں و جھیلوں، پہاڑ اور دریاؤں وغیرہ کو ممیز کرنے کے لیے اس ملک کا نمبر دینے کے بعد انگریزی کے بڑے حروف مختص کیے گئے ہیں؛ مثلاً شہروں، گاؤں وغیرہ کے لیے C، ریگستانوں کے لیے D، تالاب و جھیل کے لیے L، پہاڑوں کے لیے M اور دریا کے لیے R استعمال کیا جاتا ہے۔

لسانی ذیلی درجے (Language Divisions)

لسانیاتِ کی نشاندہی کے لیے رنگاناتھن نے ایک امدادی تقسیم ترتیب دی ہے۔ اس تقسیم میں بھی عربی ہندسے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان ہندسوں کو واوین کے درمیان ظاہر کیا جاتا ہے؛ مثلاً انڈویوروپین "1" انگریزی "111" اردو "168" وغیرہ۔

لسانی ذیلی درجے حسب ذیل ہیں:

"1" انڈو یوروپین
"11" انگریزی، جرمن، Tealonic وغیرہ۔
"12" لاطینی
"13" یونانی
"14" سلافی
"15" سنسکرت
"16" ایرانی
"164" فارسی
"168" اردو
"2" سامی
"28" عربی
"3" دراوڑی
"4" دیگر ایشیائی زبانیں
"5" دیگر یورپی زبانیں
"6" دیگر افریقی زبانیں
"7" دیگر امریکی زبانیں
"8" دیگر آسٹریلیوی زبانیں
"9" دیگر جزائر البحر کی زبانیں

"4" تا "9" جغرافیائی تقسیم کے لحاظ سے نمبر ترتیب دینے کو کہا گیا ہے۔

تاریخ وار ذیلی درجے (CHRONOLOGICAL DIVISIONS)

تاریخ کی کتابوں اور ان موضوعات میں، جن میں اس کی تاریخی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لیے اس عہد کی نشاندہی ضروری ہوتی ہے، رنگاناتھن نے اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی درجہ بندی میں "تاریخ وار ذیلی درجوں کو مرتب کیا ہے۔ اس امدادی تقسیم میں تاریخ کے تمام عہدوں کو انگریزی حروف تہجی کے بڑے حروف A تا Z میں تقسیم کیا ہے اور بیسویں صدی سے آگے کے لیے AA مختص کیا ہے قبل مسیح کے عہد کو A، B اور C میں تقسیم کیا ہے اور پہلی سن عیسوی سے ۳۰۹۹ سن عیسوی تک D تا Z ۱۰۰۰ تا ۳۰۹۱ میں تقسیم کیا ہے اس علامت کو ممیز کرنے کے لیے موضوع کی علامت کے ساتھ مساوی کا نشان (=) استعمال کیا جاتا ہے؛ مثلاً تاریخ ہند انیسویں صدی میں کی علامت V44=M ہوگی۔

A ۱۹۹۹ قبل مسیح سے قبل
B ۱۹۹۹ تا ۱۰۰۰ قبل مسیح
C ۹۹۹ تا ۱ قبل مسیح
D ۱ تا ۹۹۹ عیسوی
E تا N

اور P تا Z ۱۰۰۰ تا ۳۰۹۹عیسوی (ان درجوں کو ایک ایک سو کے فرق کے لحاظ سے تقسیم کیا گیا)

AA ۳۱۰۰ تا ۳۱۹۹

تاریخ طباعت کے نمبر (DATE NUMBERS)

رنگاناتھن نے تاریخ طباعت کے لیے بھی ذیلی درجہ بندی کی ہے۔ اس میں بھی انگریزی حروف تہجی کے بڑے حروف استعمال کیے گئے ہیں۔ ۱۸۸۰ء سے قبل کی مطبوعات کے لیے A اور ۱۸۸۰ء تا ۲۱۲۹ء کی مطبوعات کے لیے B تا Z مختص کیا ہے۔

یہ ذیلی علامات دس دس سال کے وقفہ کے لیے مرتب کی گئی ہیں ان میں سے کسی خاص سن کا اظہار کرنا ہو تو اس حرف کے ساتھ اس سن کا آخری ہندسہ تحریر کیا جاتا ہے؛ مثلاً اگر کوئی کتاب ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی ہے تو اس کا ذیلی نمبر KA ہوگا۔

کتاب نمبر میں اندراج کا اضافی نمبر(ACESSION PART OF BOOK NUMBER)

اگر کسی موضوع پر ایک ہی زبان میں مختلف کتابیں اور ان کا سن اشاعت بھی ایک ہی ہو تو ان میں فرق ظاہر کرنے کے لیے اضافی نمبر عربی ہندسوں سے ظاہر کیا جاتا ہے؛ مثلاً ۱۹۸۸ء میں مطبوعہ دو سے زائد لغات القرآن عربی زبان میں ہوں تو پہلی کتاب کا حسب معمول نمبر "QL21K28L8" ہو گا جبکہ دوسری کتاب کا نمبر "1" "QL21K28L8" ہوگا اور تیسری کتاب کا "2" "QL21K28L8" ہوگا۔

جلد نمبر (VOLUME NUMBER)

کسی کتاب کی اگر ایک سے زائد جلدیں ہوں تو اس کے لیے کتابی نمبر کے بعد ایک نقطہ دے کر جلد کا نمبر دیا جاتا ہے؛ مثلاً عربی لغات القرآن مطبوعہ ۱۹۸۸ء جلد اول کا نمبر "QL21K28L8.1", جلد دوم کا نمبر "QL21K28L8.2" ہوگا۔ اگر جلد کے بھی دو یا دو سے زائد حصے ہوں تو ایک لکیر (-) بڑھا کر اس حصے کو واضح کیا جاتا ہے؛ مثلاً عربی الغات القرآن مطبوعہ ۱۹۸۸ء جلد اول حصہ اول کا نمبر "QL21K28L8.1-1" ہوگا اور اس کے دوسرے حصہ کا نمبر "QL21K28L8-2" ہوگا۔

مندرجہ بالا امدادی تقسیم یا ذیلی درجوں اور بنیادی درجوں کی بنیاد پر موضوعات کے مختلف پہلو اور ان کے تعلقات کو واضح کرنے کے لیے عمل درجہ بندی کے لیے رنگاناتھن نے آٹھ ترکیبیں (Devices) وضح کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ترکیب وقفہ (Colon Device)
(۲) جغرافیائی ترکیب (Geographical Device)
(۳) تاریخی ترکیب (Chronological Device)
(۴) زمرہ خاص کی ترکیب (Favoured Category device)
(۵) مستند تصانیف کی ترکیب (Classic Device)
(۶) موضوعی ترکیب (Subject Device)
(۷) ترکیب تہجی (Alphabetic Device)
(۸) ضمنی نمبر کی ترکیب (Bias Number Device)

کولن یا وقفہ (:)، جو اس اسکیم کی امتیازی خصوصیت ہے، عمل تقسیم میں ہر موضوع کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرنے کے لیے علامت وقفہ استعمال کی جاتی ہے۔ ہر موضوع کے دو پہلو ہوتے ہیں؛ مثلاً طب کی تقسیم بلحاظ اعضاء

انسانی بھی کی جاتی ہے اور بلحاظ مسائل طب بھی۔ اعضاء انسانی کی مزید تقسیم کی جا سکتی ہے اور مسائل طب کے بھی مختلف عنوانات ہوتے ہیں لہذا اس قاعدے کے مطابق درجہ کے بڑے عنوان اور اس کے پہلے پہلو کی علامت میں وقفہ استعمال نہیں ہوگا بلکہ دوسرے پہلو کی علامت کے ساتھ وقفہ استعمال ہوگا، مثلاً نظام ہاضمہ کی علامت L 2 ہوگی (طب کی علامت L اور نظام ہاضمہ کے پہلو کی علامت 2 ہے) اور نظام ہاضمہ کی تشریح کی علامت L 2:3 ہوگی (جبکہ تشریح بلحاظ مسئلہ 3 رکھی گئی ہے)۔ وقفہ لگانے کے بعد توضیح کے لیے مزید تقسیم کی جا سکتی ہے۔

جغرافیائی ترکیب بنیادی عنوانات خصوصاً جغرافیہ (U)، تاریخ (V) اور قانون (Z) کے ساتھ استعمال کی جاتی ہے۔ اس میں ان موضوعات کا کسی خاص ملک، شہر وغیرہ سے تعلق ظاہر کیا جاتا ہے؛ مثلاً جغرافیہ ایران U:45 تاریخ چین V41 قانون امریکہ Z73 وغیرہ۔ دیگر عنوانات میں بھی جغرافیائی اعداد استعمال ہوتے ہیں مگر مشترک عنوانات کے بعد۔

تاریخی ترکیب ان موضوعات کے ساتھ استعمال ہوتی ہے جن کا تاریخی یا سن وار جائزہ لیا جاتا ہے؛ مثلاً "اسلامی فرقے ۱۸۹۲ء میں" کی علامت Q78 M92 ہوگی (اسلامی فرقے = Q 78 اور ۱۸۹۲ء = M 92)۔

کسی موضوع کے متعلقہ ذیلی عنوان کو ظاہر کرنے کے لیے اس موضوع کی سلسلہ وار تقسیم کر کے بالترتیب اعداد مختص کیے جاتے ہیں اور علامت میں موضوع کے درجہ نمبر کے ساتھ وہ سلسلہ وار عدد شامل کر دیا جاتا ہے اسی تقسیم کو زمرہ خاص کی ترکیب کہا گیا ہے؛ مثلاً زراعت کا بنیادی حرف J ہے اور اناجوں کی فصلوں کی علامت J38 مختص کی گئی ہے تمام اناجوں کو سلسلہ وار تقسیم کر کے گیہوں کا عدد (2) مختص کیا جائے تو گیہوں کی پیداوار کی علامت J382 ہو گی۔

ان کے علاوہ "مستند تصانیف کی ترکیب" میں رنگاناتھن نے نشان X کے اضافے کے ساتھ ان تصانیف کی تشریح، تفسیر وغیرہ کو ظاہر کرنے کے لیے کہا ہے۔ مرکب یا مخلوط موضوعات کی تقسیم یا مختلف موضوعات میں ربط ظاہر کرنے کے لیے اصلی موضوع کے ساتھ دوسرے موضوع کی علامت شامل کرنے کی ترکیب کو موضوعی ترکیب کہا جاتا ہے؛ مثلاً زراعت و حیاتیات کی علامت J;G (J زراعت اور G حیاتیات) ہوگی۔ ترکیب تہجی میں یہ کہا گیا ہے کہ ذیلی درجوں میں موضوعات زیادہ ہوں اور ایک تا نو سے بھی تجاوز کر جائیں تو حروف تہجی کو شامل کر کے علامت بنا لی جائے؛ مثلاً زراعت میں پھلوں کی علامت J37 ہے اور سارے پھل ایک تا نو کے اعداد میں شامل نہیں کیے جا سکتے تو باقی ماندہ پھلوں

کی تقسیم حروف تہجی سے کی جاتی ہے۔ اگرکیلا ایک تا نو میں شامل نہیں ہے تو اس کی علامت J37 A مختص کی جائے۔ ضمنی نمبر کی ترکیب اس وقت قابلِ عمل ہوگی جب کسی کتاب کی درجہ بندی کرنی مقصود ہو جو ایک موضوع پر کسی خاص نقطۂ نظر سے تحریر کی گئی۔ اس نقطۂ نظر کے اظہار کے لیے صفر (0) استعمال کیا جاتا ہے اور اصلی موضوع کی علامت میں صفر شامل کر کے دوسرے موضوع کی علامت تحریر کی جاتی ہے؛ مثلاً ریاضی، "انجینئری کے نقطۂ نظر سے" کی علامت D0B ہو گی (B ریاضی اور D انجینئری)۔

کولن درجہ بندی کا اجمالی جائزہ لینے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی علامات مختلف النوع ہیں، اصطلاحات پیچیدہ ہیں اور نمبر تیار کرنےکی مختلف ترکیبیں ہیں جس کی وجہ سے کلاسیفائر کتابوں کی درجہ بندی آسانی سے نہیں کر سکتا۔ عام موضوعاتی کتابوں کی درجہ بندی میں کسی حد تک آسانی ہے مگر مرکباتی موضوع کی کتابوں کی درجہ بندی میں مختلف جداول دیکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک اجمالی نمبر ترتیب دینے میں وہ نمبر طویل ہو جاتا ہے۔ رنگاناتھن نے ایک ہی انگریزی حرف مختلف مقاصد کے لیے استعمال کیا ہے اس لیے اس علامت کی صحیح تشریح ہو نہیں سکتی؛ مثلاً حرف A بنیادی درجوں میں سائنس۔ صیغہ عام" کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ تاریخی تقسیم میں A سے مراد ۱۹۹۹ء قبل مسیح سے پہلی کی سنین ہیں۔ تاریخ طباعت کے نمبر میں A ۱۸۸۰ء سے قبل کی مطبوعات کے لیے رکھا گیا ہے۔ بنیادی تقسیم میں دوسرے موضوعات کے لیے مختص شدہ حرف کے ساتھ بھی A استعمال کیا گیا ؛ مثلاً JA جنگلات کی علامت ہے لہذا درجہ بندی کا عمل مشکل ترین امر بن جاتا ہے اور قاری کے لیے اپنے پسندیدہ موضوعات کی کتب کی تلاش ایک مسئلہ بن جاتی ہے۔ ان مسائل کے باوجود یہ کہا جا سکتا ہے (بقول محمد شفیح) "مصنف نے ایک ایسا ترکیبی نظام قائم کرنے کی کوشش کی ہے جس میں اصول انفرادیت Individulization پر خاص زور دیا ہے اور عمل تقسیم میں منفرد تصورات کے اظہار کے ساتھ مخلوط اور مرکبات عنوانات کے تجزیہ کا انتظام کیا ہے۔۔۔ قابل مصنف نے پیدا ہونے والی مشکلات کی پیش بینی اور ان کو حل کرنے میں بے حد عرق ریزی کی ہے۔ عمل تقسیم کی پیچیدگی اور مخلوط اور غیر مستقل علامات کی الجھنیں صاف کرنے میں جو ذہنی کاوش کی گئی ہے قابل داد ہے مگرجزوی تفصیلات پرحاوی ہونے کیکوشش سے نظام تقسیم ایک گورکھ دھندا بن کر رہ گیا ہے"۔[۱۴]

ان پیچیدگیوں کی وجہ سے اس درجہ بندی اسکیم کی قابل قدر پذیرائی نہیں ہوئی اور خصوصاً مغربی ممالک نے اس کو اپنانے سے گریزکیا حالانکہ اس اسکیم

کی تیاری میں مغربی ممالک کے ضابطوں ہی کو پیش نظر رکھا گیا تھا "اور ان سب کا نچوڑ لے کر وسعت عمل پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ ڈیوی سے عملی صلاحیت، برسیلز اسکیم سے اصول انفرادیت اور علامات کی اظہاری صلاحیت کٹر اور براؤن سے امدادی تقسیموں کے قاعدے چن کر ایسا ضابطہ تیارکیا گیا ہے جس میں ان سب کے مجموعی اوصاف یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے"۔[15] گو اس اسکیم کو خاطر خواہ پذیرائی نہیں ہوئی مگر رنگاناتھن کے پہلوؤں کے تجزیے نے درجہ بندی کے نظریات میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ آج کی مشہور درجہ بندی اسکیمیں بشمول ڈیوی، لائبریری آف کانگریس اور UDC رنگاناتھن کے اس تجزیہ کی بنیاد پر اپنی اسکیموں کو دوبارہ مرتب کر رہی ہیں اور آئندہ ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ مرتب ہونے والی درجہ بندی اسکیمیں اس تجزیہ کو نظر انداز نہیں کر سکتیں۔ اگر ڈیوی، LCC اور UDC کی طرح کولن درجہ بندی کو بھی موجودہ تقاضوں کے مطابق کرنے کی کوئی ادارہ ذمہ داری لیتا تو ہو سکتا تھا کہ یہ اسکیم بھی ان ہی کی ٹکر کی ہوتی اور اس میں جو خامیاں تھیں ان کو دور کیا جا سکتا تھا۔

اس اسکیم میں جن خامیوں کی نشاندہی کی گئی ہے وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) مختلف النوع علامات پیچیدگیوں کا سبب ہیں جس کی وجہ سے درجہ بندی کرنے والے اور قاری اسے اپنے لیے بار گراں سمجھتے ہیں۔ ان علامات کے صحیح استعمال کے لیے کافی کاوش اور تجربہ کی ضرورت ہے، پھر بھی غلطی کا احتمال باقی رہتا ہے۔

(۲) ایک ہی قسم کی علامات مختلف معنوں میں استعمال ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس علامت کی صحیح تشریح نہیں ہو سکتی۔

(۳) یوں تو رنگاناتھن نے علامات کی اعتدال پذیری کا دعویٰ کیا ہے مگر اکثر موضوعات کی علامات اتنی طویل ہوتی ہیں کہ ان کو کتابوں کی پشت پر تحریر نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) غیر ضروری ترکیبیں اور علامات اتنی پیچیدہ ہیں کہ علامات کی تیاری میں اکثر غلطی کا احتمال ہوتا ہے۔

(۵) اسکیم کی بنیادی عنوانوں میں کافی حد تک مناسبت ہے مگر ذیلی اور زیر ذیلی عنوانات میں بے ربط ترتیب ہے جس کی وجہ سے غیر متعلقہ عنوانات بعض بنیادی درجوں میں شامل ہو گئے ہیں۔

درجہ بندی کی اہم اسکیموں کا تقابلی جائزہ

مذکورہ بالا انیسویں اوربیسویں صدی کی سات مشہور درجہ بندیوں کا

اجمالی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ڈیوی کی اعشاریائی درجہ بندی میں خالصتاً عربی ہندسے استعمال کیے گئے ہیں (بعد کی اشاعتوں میں کہیں کہیں انگریزی حروف تہجی استعمال کرنے کی سفارش بھی کی گئی ہے مگر اصرار نہیں کیا گیا)۔ UDC (جس کی اساس DDC ہے) میں کچھ علامات کا اضافہ کیا گیا ہے مگر باقی پانچ درجہ بندی اسکیموں کی اساس انگریزی حروف تہجی پر ہے۔ کٹر، رنگاناتھن اور بلس نے انگریزی حروف تہجی کے کل ۲۶ حروف بنیادی درجوں کے لیے استعمال کیے ہیں اور لائبریری آف کانگریس نے ۲۱ حروف اور براؤن نے ۲۳ حروف استعمال کیے ہیں۔ LCC میں I ، O ، W ، X اور Y آئندہ ضروریات کے لیے چھوڑے گئے ہیں جبکہ بروؤن نے Y اور Z استعمال ہی نہیں کیا۔

اگر DDC کے دس بنیادی درجوں کا کٹر سے موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ڈیوی کے (000) صیغہ عمومی جس میں کتابیات، کتابداری وغیرہ شامل ہیں ان کو دو درجوں یعنی A اور Z میں، مذہب کے 200 کے مقابلہ میں تین درجوں یعنی C ،BR اور D میں، سماجی علوم کو 300 کے مقابلہ میں پانچ یعنی H، I، J، K اور U میں ٹیکنالوجی کے 600 کے مقابلہ میں آٹھ درجوں یعنی M، O، N، P، Q،R، S, ، اور T میں، تاریخ، جغرافیہ اور سوانح کے 900 کے مقابلہ میں ان تین عنوانوں کو الگ الگ E، F اور G میں اور فنون لطیفہ 700 کے مقابلہ میں تین درجوں یعنی R، V اور W میں رکھا ہے۔ فلسفہ، لسانیات، سائنس اور ادبیات کے لیے ایک ایک حرف بالترتیب B، X ، L اور Y مختص کیا ہے۔ اس موازنہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کٹر نے ٹیکنالوجی کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اس کے بعد سماجی علوم کو اور پھر مذہب کو۔

LCC کی زیادہ تر توجہ سماجی علوم پر ہے جس میں ڈیوی کے 300 کے مقابلہ میں چھ درجوں یعنی U'L'K'J'H اور V میں تقسیم کیا گیا۔ اس کے بعد تاریخ، جغرافیہ اور سوانح کے عنوانات ہیں جن میں ڈیوی کے 900 کے مقابلہ میں پانچ بنیادی درجے یعنی F, E, D, C اور G مختص کیے گئے ہیں۔ بعدازاں ٹیکنالوجی کے 600 کے مقابلہ میں تین بنیادی درجے یعنی S, R اورT تجویز کیے گئے ہیں۔ عمومی صیغے اور کتابیات و کتابداری کو الگ الگ دو درجوں میں یعنی بالترتیب A اور Z میں رکھا گیا ہے۔ فلسفہ اور مذہب کو ایک ہی درجہ یعنی B میں رکھا گیا۔ باقی بنیادی درجوں کے لیے ایک ایک حرف مختص کیا گیا ہے۔

براؤن نے تاریخ، جغرافیہ اور سوانح کے نو درجوں یعنی O تا W میں رکھ کر ان عنوانات کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اس کے بعد سائنس اور ٹیکنالوجی کے لیے چار چار درجے یعنی بالترتیب D, C, B اور I اور G, F, E اور H مختص کیے ہیں۔ فلسفہ بشمول نفسیات، سماجی علوم اور ادبیات کے لیے دو دو درجے

بالترتیب J اور K، I اور L اور M اور N رکھے ہیں۔ صیغہ عمومی اور لسانیات کے لیے ایک ایک درجہ بالترتیب A اور M مختص کیا ہے۔ مذہب اور فنون لطیفہ کے لیے کوئی بنیادی درجہ طنہیں رکھا گیا ہے۔

رنگاناتھن نے اپنی اسکیم میں زیادہ اہمیت سائنسی علوم کو دی ہے اور ان علوم کو آٹھ درجوں یعنی A, B, C, E, G, H, I اور K میں تقسیم کیا ہے۔ بعد ازاں ٹیکنالوجی اور سماجی علوم کو پانچ پانچ درجوں یعنی بالترتیب D, F, J, L اور M اور T, W, X, Y اور Z میں تقسیم کیا ہے۔ فلسفہ و نفسیات اور تاریخ و جغرافیہ کے لیے الگ الگ بنیادی درجے یعنی بالترتیب R اور S اور U اور V تجویز کیا ہے۔ باقی عنوانات کے لیے ایک ایک درجہ مختص کیا گیا ہے عمومی صیغے کے لیے حروف کی بجائے ایک تا نو عربی ہندسے استعمال کیے گئے ہیں۔

بلس کی بھی زیادہ تر توجہ سائنسی علوم کی طرف رہی۔ اس نے بھی رنگاناتھن کی طرح ان علوم کو آٹھ بنیادی درجوں یعنی A تا H میں سلسلہ وار تقسیم کیا ہے۔ اس کے بعد ٹیکنالوجی کے مقابلہ میں سماجی علوم کو زیادہ اہمیت دی ہے جن کو چھ بنیادی درجوں یعنی J, K, Q, R, S اور T میں تقسیم کیا ہے۔ بعد ازاں تاریخ، جغرافیہ اور سوانح کے لیے چار بنیادی درجے یعی L تا O سلسلہ وار مختص کیے ہیں۔ لسانیات اور ادبیات کو یکجا کر کے تین بنیادی درجے یعنی W, X اور Y تجویز کیے ہیں جبکہ فلسفہ اور نفسیات کو الگ الگ کر کے بالترتیب A اور I درجوں میں رکھا گیا ہے۔

اس موازنہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ڈیوی کے ایک ایک بنیادی درجے کے مقابلہ میں صیغہ عمومی کو، کٹر اور LCC نے دو درجوں میں،(1) فلسفہ، نفسیات وغیرہ کو براؤن، رنگاناتھن اور بلس نے دو درجوں میں،(2) مذہب کو کٹر نے تین درجوں میں (3) سماجی علوم کو LCC اور بلس نے چھ، کٹر اور رنگاناتھن نے پانچ، اور براؤن نے دو درجوں میں (4) لسانیات کو بلس نے تین درجوں میں (5) سائنسی علوم کو رنگاناتھن اور بلس نے آٹھ اور LCC اور براؤن نے چار درجوں میں، (6) ٹیکنالوجی کے علوم کو کٹر نے ۷، رنگاناتھن نے ۵ اور براؤن نے ۴ درجوں میں (7) فنون لطیفہ کو کٹر نے تین اور LCC نے دو درجوں میں، (8) لسانیات اور ادبیات کو یکجا کر کے بلس نے تین درجوں میں اور براؤن نے ادبیات کو دو درجوں میں (9) تاریخ، جغرافیہ اور سوانح کو براؤن نے نو، LCC نے پانچ، بلس نے چار، کٹر نے تین، رنگاناتھن نے دو درجوں میں تقسیم کیا ہے۔ باقی تمام کو ہر ایک نے ایک ایک درجہ میں رکھا ہے۔

جدول نمبر۱

اہم درجہ بندی اسکیموں کا تقابلی جائزہ

ڈیوی مضامین	UDC	کٹر	LCC	براؤن	رنگاناتن	بلس
000 صیغہ عمومی بشمول کتابیات، کتابداری وغیرہ	0	A,Z	A,Z	A	1-9	Z
100 فلسفہ، نفسیات وغیرہ	1	B	B	J,K	R,S	A,I
200 مذہب	2	BR,C,D	BR	K	Q	P
300 سماجی علوم	3	H,I,J, K,U.	H,J,K L,U,V.	I,L	T,W,X, Y , Z	J,K,Q R,S,T
400 لسانیات	4	X	P	M	P	W,X,Y
500 سائنس	5	L	Q	B,C D,I.	A,B,C,E, G,H,I,K.	A to H
600 ٹیکنالوجی	6	M,N,O, Q,S,T.	R,S,T	E,F, G, H.	D,E,J L M	U
700 فنون لطیفہ	7	R,V,W	M,N	.	N	V
800 ادبیات	8	Y	P	M,N	O	W,X,Y
900 تاریخ، جغرافیہ،سوانح-	9	E,F,G.	C,D,E, F,G.	O toW	U,V	L,M,N,O.

کسی درجہ بندی کے معیار کے جانچنے کے لیے ان بنیادی امور کو مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ کیا وہ درجہ بندی کچھ اصولوں پر مرتب کی گئی ہے؟ کیا اس کا مفصل جدول ہے؟ کیا اس جدول کے ساتھ امدادی تقسیمات بشمول صیغہ عام یا عمومی درجے (Generalia class)، صوری تقسیم یا عمومی ہیئت (Standard form divisions) وغیرہ کے لیے وضاحت کی گئی ہے؟ کیا سہولت کے لیے اشاریہ مرتب کیا گیا ہے؟ اس درجہ بندی کی علامات مفرد ہیں یا مرکب؟ کیا اس درجہ بندی میں مضامین کا تجزیہ کیا گیا ہے اور مثالوں سے ان کی وضاحت کی گئی ہے؟

کیا آئندہ کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر وسعت یا توسیع کی گنجائش رکھی گئی ہے؟ ان امور کو مدنظر رکھ کر مندرجہ بالا درجہ بندی اسکیموں کا غائر جائزہ لیا جائے تو تقریباً ان تمام اسکیموں میں ان امور پر سیر حاصل مواد موجود ہے۔ ان تمام امور کا تفصیلی جائزہ لینا طوالت کا باعث ہوگا۔ اختصار کو مدنظر رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈیوی (جس کی اساس عربی ہندسے ہیں) کی علامات مفرد ہیں اور باقی تمام درجہ بندی اسکیموں (جن کی اساس انگریزی حروف تہجی ہیں) کی علامات مرکب ہیں۔ چونکہ LC کا بنیادی خاکہ کٹر کی درجہ بندی اسکیم پر تیار کیا گیا ہے اور کٹر کی اصلی اسکیم کو برقرار رکھنے کے لیے کوئی ادارہ قائم نہیں کیا گیا اس لیے یہ اسکیم تقریباً متروک ہے۔ براؤن کی اسکیم کی بھی کوئی خاص پذیرائی نہیں ہوئی اور اس کو زندہ رکھنے کی بھی کوئی کوشش نہیں کی گئی اس لیے یہ بھی تقریباً غیر مستعمل ہے۔ رنگاناتھن اور بلس کی اسکیموں میں ضروریات کو مدنظر رکھ کر نظرثانی کے لیے ادارہ یا افراد کچھ کام کر رہے ہیں مگر ان اسکیموں کا استعمال محدود ہے۔ چونکہ UDC ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم میں کچھ علامات کے اضافہ اور کچھ تبدیلیوں کے ساتھ مرتب کی گئی ہے اور اس کو ایک بین الاقوامی ادارہ کی سرپرستی حاصل ہے اس لیے یہ مغربی ممالک میں مستعمل ہے۔ لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی اسکیم کو کانگریس کی سرپرستی حاصل ہے اور لائبریری آف کانگریس کا ایک شعبہ اس اسکیم پر نظرثانی اور توسیع کے لیے مستقل کام کر رہا ہے اور اس درجہ بندی میں امریکی علوم اور امریکہ سے متعلق علوم پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اس لیے یہ اسکیم امریکہ میں مقبول ہے۔ ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم ایک واحد اسکیم ہے جس پرلائبریری آف کانگریس ہی میں ایک ادارہ اس کی توسیع اور نظرثانی کر کے اس کے جدول، ا شاریہ اور امدادی تقسیمات وقتاً فوقتاً شائع کرتا رہتا ہے اور چونکہ اس کی علامات مفرد اور عربی ہندسوں پر مشتمل ہیں اور اعشاریہ کے ذریعے مزید توسیع کی جاتی ہے اس لیے دنیا کے ۸۰ فیصد کتب خانوں میں یہ مستعمل ہے اور اس کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

بہرحال ڈیوی اور UDC کے علاوہ وہ پانچ اسکیمیں جس میں انگریزی کے حروف تہجی درجہ بندی کے لیے مختص کیے گئے ہیں ان کا اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے:

جدول نمبر ۲

COMPARATIVE STATEMENT OF MAIN CLASSES OF FIVE CLASSIFICATION SCHEMES: CUTTER, L.C., BROWN, COLON, BLISS

NOTATION	CUTTER	LIBRARY OF CONGRESS	BROWN	COLON	BLISS
A	General works	General works. Polygraphy	Generalia	Science (General)	Philosophy and General Science
3	Philosophy and Religion	Philosophy and Religion		Mathematics	Physics
3A	Religion and Religious (except the Christians and Jews)	Christianity...		-	-
			Physical Sciences	Physics	Chemistry
C	Christian and Jewish Religious	History-Auxiliary Science			
D	Ecclesiastical History	History and Topography (except America).		Engineering	Astronomy, Geology, Geography and Natural History
				Chemistry	Biology
E	Biography	America	Biological Sciences	Technology	Botany
F	History	America		National Science (General, & Biology)	Zoology
G	Geography & Travels	Geography. Anthropology	Technology and Medicine		
H	Social Sciences	Social Sciences.		Geology	Anthropology, General and Physical
I	Sociology	-	Economic Biology Domestic Arts	Botany	Psychology
J	Government & Politics	Political Science	Philosophy and Religion	Agriculture	Education
K	Legislation. Law. Women Societies.	Law		Zoology	Social Sciences
L	Science in General	Education	Social and Political Science	Medicine	History, Social, Political & Economic

M	National History in General. Microscopy. Geology. Biology.	Music	Language and Literature	(Other) Application of Science, Useful Arts	Europe
N	Botany	Fine Arts	Literary Forums	Fine Arts	America
O	Zoology	-	(O-W) History and Geography	Literature	Australia, East Indies Asia, Africa and Islands
P	Vertebrates	Language and Literature	Oceania and Asia	Linguistic	Religion, Theology and Ethics
Q	Medicine .	Science. General	Europe (South. Latin etc)	Religion	Applied Social Sciences and Ethics
R	Useful Arts	Medicine		Philosophy	Political Science, Philosophy and Ethics and Practical Politics.
S	Engineering and Building	Agriculture, Pland & Animal Industry	Europe (North Teutonic Scavonic)	Psychology	Jurisprudence and Law
T	Manufacturing and Handicrafts	Technology		Education	Economics
U	Defensive and Preservative Arts	Military Science	British Islands	Geography	Arts: Useful, Industrial Arts and the less Scientific Technology.
V	Recreative Arts, Sports, Theatre, Music	Naval Science		History	Fine Arts and Arts of Expression Indoor Recreation and Pastime.
W	Fine Arts	-	America	Political Science	Philology, Languestics and Languages other than Indo European
X	Language	-	Biography	Economics	Indo European Philology, Languages and Literature.
Y	Literature	-	-	(Other) Social Sciences including Socialogy.	English, or other Language and Literature
YF	Fiction	-	-	-	
Z	Book Arts	Bibliography and Library Science.	-	Law	Bibliology, Bibliography and Libraries.

حوالہ جات

۱- محمد شفیع- انتظام کتب خانہ، کراچی، عباسی لیتھو آرٹ پریس، ۱۹۴۹ء، ص ۴۹

2. W.C. Berwick Sayers. An Introduction to Library Classification, 8th edn. London, Grafton, 1950, P.94.
3. Ibid. P.93

۴- محمد شفیع- محولہ بالا ص ۵۹

۵- محمد شفیع- محولہ بالا ص ٦٣

٦- محمد اسلم- درجہ بندی اور تنظیم کتب خانہ- لاہور، اسلامک بک سروس، ۱۹۸۲ء، ص ۸۴

7. Sayers. Opcit P.93

۸- محمد شفیع- محولہ بالا، ص ۸۷، ۹۷

9. Lois Mai Chan. Immroths guide to the Library of Congress Classification, 3rd edn. Libraries Unlimited Inc 1980, P.28
10. Ibid. P.38

۱۱- محمد شفیع - محولہ بالا ص ۵۰

۱۲- محمد شفیع- محولہ بالا ص ۸۰

۱۳- محمد شفیع- محولہ بالا ص ۸۷

۱۴- محمد شفیع- محولہ بالا ص ۱۰۲

۱۵- محمد شفیع- محولہ بالا ص ۱۰۲، ۱۰۳

باب پنجم

ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کا تفصیلی جائزہ

ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کا ایک مختصر سا جائزہ پچھلے صفحات پر دیا گیا ہے جس میں یہ تذکرہ کیا گیا تھا کہ یہ اسکیم میلول ڈیوی نے سب سے پہلے ۱۸۷۶ء میں پیش کی جس میں انگریزی حروف تہجی کی بجائے درجہ بندی کے لیے عربی ہندسے استعمال کیے اور ان درجوں میں اعشاریہ کے استعمال کے ساتھ توسیع کی۔ اس اسکیم میں سارے اہم علوم کو نو حصوں میں تقسیم کیا اور صیغہ عام کے تحت جامع علوم، عام حوالے کی کتابوں اور کتابداری وغیرہ جن کا ان حصوں میں سے کسی ایک سے بھی تعلق نہیں ہے صفر کی علامت استعمال کر کے رکھا۔ اس طرح سارے علوم کو دس حصوں میں تقسیم کیا۔ علوم کو دس حصوں میں ڈیوی کی منطق کو "انیسویں اور بیسویں صدی کی اسکیمیں" کے باب میں ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم کے تحت بتایا جا چکا ہے۔ ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی، بنیادی طور پر تین تقسیمات پر مشتمل ہے اور ان میں بتدریج توسیع کی گئی ہے۔ اس درجہ بندی اسکیم کی پہلی یا ایک عدد کی تقسیم کا خاکہ حسب ذیل ہے:

پہلی تقسیم

o	Generalities	صیغہ عام	0
1	Philosophy & related Disciplines	فلسفہ اور متعلقہ مضامین	1
2	Religion	مذہب	2
3	Social Sciences	سماجی علوم	3
4	Language	لسانیات	4
5	Pure Sciences	سائنس	5
6	Technology (Applied Science)	ٹیکنالوجی (فنون مفیدہ)	6
7	The Arts	فنون لطیفہ	7
8	Literature (Belles-Letters)	ادبیات	8
9	General Geography, Biography and History	تاریخ، جغرافیہ اور سوانح	9

دوسری تقسیم

مذکورہ بالا پہلی تقسیم کے دس نمبروں کے ہر نمبر میں سلسلہ وار ایک تا

نو اعداد کا اضافہ کر کے ہر موضوع کو نو ذیلی موضوعات میں تقسیم کیا گیا۔ بنیادی نمبر صفر تا 9 میں ایک صفر کا اضافہ کر کے اور اس کا بنیادی نمبر برقرار رکھتے ہوئے صیغہ عام کے تمام مضامین کو جو ذیلی موضوعات میں علیحدہ شامل نہیں ہیں، رکھا گیا۔ اس طرح اس درجہ بندی یا تقسیم کے موضوعات کی تعداد ایک سو ہو جاتی ہے۔ اس تقسیم کو ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کی دوسری یا دو عددی تقسیم کہا جاتا ہے۔ چونکہ دوسری تقسیم کے موضوعات ایک سو ہیں، اس لیے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے مثالاً صرف ایک بنیادی درجہ کے ذیلی موضوعات دیے جا رہے ہیں جو حسب ذیل ہیں (باقی موضوعات کے لیے اس باب کا ضمیمہ دیکھیے):

60	ٹیکنالوجی/ فنون مفیدہ	60	Technology (Applied Sciences)
61	علوم طب	61	Medical Sciencs
62	انجینئرنگ اور متعلقہ امور	62	Engineering & allied operation
63	زراعت اور متعلقہ ٹیکنالوجی	63	Agriculture & related Technology
64	معاشیات امور خانہ داری	64	Home economics & family living
65	انتظامیہ اور متعلقہ خدمات	65	Management & auxiliary Services
66	کیمیائی اور متعلقہ ٹیکنالوجی	66	Chemical & related Technology
67	مصنوعات	67	Manufactures
68	مصنوعات برائے خصوصی استعمال	68	Manufacturing for Specific Use
69	تعمیرات و عمارتیں	69	Buildings.

دوسری یا دو عددی مندرجہ بالا تقسیم کی مثال سے واضح ہے کہ تمام متعلقہ مضامین جو ٹیکنالوجی یا فنون مفیدہ سے تعلق رکھتے ہیں، ایک ساتھ ہو گئے اور ان کے ہر ذیلی مضمون کے لیے علیحدہ علیحدہ نمبر مقرر کیے گئے؛ مثلاً علوم طب جس کا تعلق ٹیکنالوجی (6) سے ہے، اس کا علیحدہ نمبر 61 رکھا گیا۔ اسی طرح زراعت و متعلقہ ٹیکنالوجی کا نمبر 63، مصنوعات کا 67، تعمیرات و عمارتوں کا 69 مقرر کیا گیا۔

تیسری تقسیم

مذکورہ بالا ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کی دوسری تقسیم کے موضوعات کو بغائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر موضوع بہت سے متعلقہ موضوعات کا احاطہ کیے ہوئے ہے، اس لیے ہر موضوع کو مزید متعلقہ ذیلی موضوعات میں تقسیم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈیوی نے دوسری تقسیم کے ہر موضوع کو ایک تا نو سلسلہ وار اعداد مختص کر کے مزید متعلقہ

مضامین میں تقسیم کیا اور دوسری تقسیم کی طرح اس موضوع کے صیغہ عام کے تمام مضامین جو ذیلی موضوعات میں سے کسی ایک میں بھی علیحدہ سے شامل نہیں ہے ان کو دو عددی نمبر میں ایک صفر کا اضافہ کر کے اس کے بنیادی درجہ میں رکھا۔ اس طرح ہر ایک ذیلی موضوع کو ایک تا نو سلسلہ وار اعداد شامل کرنے سے یہ نمبر تین عددی ہو گیا۔ اس لیے اس تقسیم کو تیسری یا تین عددی تقسیم کہا جاتا ہے۔ اس تقسیم سے بنیادی، ذیلی اور زیر ذیلی موضوعات کی تعداد ایک ہزار ہو جاتی ہے یعنی ہر بنیادی درجہ کے ذیلی درجوں کی تعداد دس اور ہر زیر ذیلی درجوں کی تعداد دس، اس طرح ہر بنیادی درجوں کی تعداد (۱۰×۱۰) ایک سو ہو جاتی ہے اور دس بنیادی درجوں کی تعداد (۱۰×۱۰×۱۰) ایک ہزار ہو جاتی ہے۔ اس طرح اس درجہ بندی میں ایک ہزار موضوعات شامل کیے گئے ہیں۔ چونکہ تیسری یا تین عددی تقسیم کے موضوعات کی تعداد ایک ہزار ہے اس لیے مثالاً صرف ایک ذیلی درجہ کا خاکہ دیا جا رہا ہے جو حسب ذیل ہے:

630	Agriculture & related Technology	زراعت اور متعلقہ ٹیکنالوجی	630
631	Farm and farmstead	کھیت اورکھیتی باڑی	631
632	Plant injuries, diseases, pests.	پودوں کی بیماریاں، کیڑے وغیرہ	632
633	Field Crops	کھیتوں کی فصل	633
634	Fruit Culture and Forestry	پھلوں کی پیداوار اور جنگلات	634
635	Garden Crops	باغوں کی فصل	635
636	Livestock & Domestic Animals	مویشی اور گھریلو جانور	636
637	Dairy industry	ڈیری صنعت	637
638	Useful invertibrates	مفید غیر مہرہ پشت جانور	638
639	Hunting and fishing industry	شکار اور مچھلی کی صنعتیں	639

مندرجہ بالا خاکہ سے اندازہ لگایا گیا ہوگا کہ تیسری تقسیم میں ہر ایک نمبر تین عددی ہے جبکہ دوسری تقسیم دو عددی۔ ان تینوں تقسیمات میں یکسانیت پیدا کرنے کے لیے پہلی تقسیم کے ہر ایک عدد میں دو صفر اور دوسری تقسیم میں ایک صفر کا اضافہ کیا گیا۔ لہذا اس یکسانیت کی وجہ سے فلسفہ کا نمبر پہلی تقسیم کے ایک کی بجائے ایک سو (100)، سماجی علوم کا (3) کے بجائے (300) وغیرہ ہوگا اور دوسری تقسیم کے لحاظ سے معاشیات کا نمبر (33) کی بجائے (330)، زراعت اور متعلقہ ٹیکنالوجی کا نمبر (63) کی بجائے (630) ہوگا۔

تحقیقات اور ایجادات کی وجہ سے ایک ذیلی مضمون بڑھ کر مکمل ایک مضمون ہو گیا اور اس کے بھی مختلف مضامین وجود میں آ گئے اور بنیادی مضامین کی تعداد ایک ہزار سے کئی گنا ہوگئی۔ مضامین میں اس تیزی سے اضافے کی وجہ

سے درجہ بندی اسکیموں میں تمام مضامین کا احاطہ کرنا ایک مشکل امر ضرور ہے مگر اس امر کو اور آئندہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈیوی نے اعشاریہ کا استعمال کرتے ہوئے مضامین کی تدریجی تقسیم در تقسیم کی۔ "تدریجی تقسیم کا یہ قاعدہ اسی طرح برابر جاری رہتا ہے اور ہر درجہ میں صفر سے نو (9) کے اعداد بڑھانے سے عنوانات کی ایک لا محدود تعداد پیدا ہو سکتی ہے[۱]"۔ اس تقسیم در تقسیم کی وجہ سے ہزاروں کی تعداد میں مضامین کی درجہ بندی آسان ہو جاتی ہے۔ اس کی وضاحت مندرجہ ذیل دو مثالوں سے کی جا سکتی ہے؛

900	تاریخ، جغرافیہ، سوانح	300	سماجی علوم
950	تاریخ ایشیا	330	معاشیات
954	تاریخ ہندوستان	332	معاشیات مالی
954.9	تاریخ جنوبی ہند	332.1	بنک، بنکاری
954.91	تاریخ پاکستان	332.15	بین الاقوامی بنک، بنکاری
954.912	تاریخ شمال مغربی سرحد	332.152	بین الاقوامی مالی ادارہ
954.9123	تاریخ ضلع پشاور		

مذکورہ بالا مثالوں سے یہ واضح ہوگیا کہ اس توسیعی عمل سے کثیر تعداد میں کتابوں کی درجہ بندی کی جا سکتی ہے۔ اس درجہ بندی کی تقسیمات کے متعلق حاجی محمد شفیع فرماتے ہیں؛ "یہ وہ اصلی یا مقدم تقسیم ہے جس میں عنوانات کی تقسیم دس دس کے گروہوں میں درجہ بدرجہ کی جاتی ہے۔ پہلی (تقسیم) دس جامع جماعتوں پر مشتمل ہے۔ پھر ہر جماعت دس قسموں پر اور ہر قسم دس حصص پر منقسم ہے۔ اسی طرح ہر حصہ دس اجزاء اور ہر جزو دس ماتحت اجزاء پر تقسیم کیا گیا ہے۔ غرضیکہ تقسیم کے متعدد مدارج ہیں۔ ہر درجہ حسب ضرورت دس حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔ اس بانٹ کی خوبی یہ ہے کہ عمل تقسیم عام یا مجموعی اقسام سے خاص یا جزئی اقسام کی طرف بتدریج ترقی کرتا چلا جاتا ہے لیکن عنوانات کی ترتیب میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا اور نہ ہی درمیانی مدارج میں کوئی درجہ نظر انداز ہوتا ہے[۲]"۔ اس عمل کو الٹایا جائے اور آخری درجہ کو بتدریج اوپر والے درجہ میں مدغم کیا جائے تو بنیادی درجہ تک بآسانی پہنچا جا سکتا ہے۔ عمل تقسیم اور مدغم سے بنیادی درجہ تک پہنچنے تک کا عمل اس درجہ بندی کا بنیادی اصول ہے اور اس اسکیم کے بہتر ہونے کی دلیل ہے۔ یہ اصول ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کے ہر درجہ میں پوری پوری طرح کاربند نظر آتا ہے۔

چونکہ ڈیوی درجہ بندی اسکیم میں تمام بنیادی اور ذیلی درجوں اور ان کی

جزئیات میں بھی توسیع کے لیے (اعشاریہ کے بعد) عربی ہندسے استعمال کیے گئے ہیں اس لیے علامات مفرد ہیں جبکہ دوسری درجہ بندی اسکیموں کی علامات مرکب ہیں کیونکہ ان اسکیموں میں انگریزی کے بڑے اور چھوٹے حروف تہجی کے ساتھ عربی ہندسے اور دوسری علامات استعمال کی گئی ہیں۔

ڈیوی کے پہلے ایڈیشن میں بنیادی درجوں اور جزئیات کے دو ہزار چھ سو اندراجات تھے۔ ان اندراجات کی تعداد میں توسیعات کی وجہ سے بتدریج اضافہ ہوتا رہا اور چودھویں ایڈیشن میں بڑھ‌کر۳۱,۳۶۴ ہو گئیں، پندرھویں ایڈیشن میں یہ تعدادکم ہوکر ۴,۶۸۸ ہوگئیں، سولھویں ایڈیشن میں بڑھ کر۱۸,۷۶۰ اور مزید بڑھ کر انیسویں ایڈیشن میں ۲۶,۱۱۲ ہو گئیں[۳]۔ بیسویں ایڈیشن میں مزید توسیعات کی وجہ سے اندراجات کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ ان اندراجات کو ابتدائی ایڈیشنوں میں اشاریہ کے ساتھ ایک جلد میں شائع کیا جاتا رہا مگر سولھویں ایڈیشن سے جدول کی شکل میں علیحدہ شائع کیا جانے لگا۔ بیسویں ایڈیشن میں اس جدول کو دو جلدوں میں شائع کیا گیا۔

امدادی تقسیمات

ہر اچھی درجہ بندی کی مختلف خصوصیات میں سے ایک خاصیت یہ ہوتی ہے کہ مفصل درجہ بندی کے جدول کے ساتھ ساتھ کچھ امدادی تقسیمات بھی شامل کی جاتی ہیں۔ درجہ بندی اسکیموں میں ضرورت سے زیادہ امدادی تقسیمات ہوں تو عمل درجہ بندی میں مسائل پیدا ہوتے ہیں اور اگر ان کی علامات مختلف اور متضاد ہوں تو ان مسائل میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ زیادہ امدادی تقسیمات کی وجہ سے بعض اوقات کتاب کی علامت اتنی طویل ہو جاتی ہے کہ درجہ بندی کرنے والوں اور قاری کے لیے ایک مشکل امر بن جاتا ہے اور ممد حافظہ میں مانع ثابت ہوتا ہے۔ اگر ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈیوی کی امدادی تقسیمات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ علامات مفرد ہونے کے باوجود امدادی تقسیم کی مدد سے جو نمبر یا علامت مرتب کی جاتی ہے وہ زیادہ تر ممد حافظہ بھی ہے اور ان کو مرتب کرنا بھی آسان ہے۔ سولھویں ایڈیشن تک ڈیوی میں صرف ایک امدادی تقسیم تھی یعنی صوری تقسیم، مگر بعد میں سترھویں ایڈیشن میں ایک طویل اور تفصیلی امدادی "علاقائی تقسیم[۵]" مرتب کر کے شامل کی گئی۔ بعد ازاں درجہ بندی کے مختلف پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے اٹھارویں ایڈیشن میں مزید پانچ امدادی تقسیمات[۶] کو شامل کیا گیا۔ اس طرح ان کی تعداد سات ہو گئی۔ یہ تقسیمات حسب ذیل ہیں:

(۱) معیاری صوری تقسیم

(۲) علاقائی تقسیم
(۳) ادبی تقسیم
(۴) لسانی تقسیم
(۵) نسلی و قومی گروہوں کی تقسیم
(٦) مختلف زبانوں کی تقسیم
(۷) افراد یا افراد کے خاص گروہوں کی تقسیم

ان تقسیمات کا ایک مختصر سا جائزہ حسب ذیل ہے:

۱۔ معیاری صوری تقسیم/ معیاری ذیلی صیغے

کچھ عمومی یا معیاری موضوعات؛ مثلاً اصول یا فلسفہ، دائرۃ المعارف اور لغات، مضامین، رسائل، تاریخ وغیرہ بنیادی یا ذیلی مضامین کے ضروری پہلو یا جز کی شکل بھی اختیار کر جاتے ہیں۔ ان موضوعات کی اس اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر اچھی درجہ بندی اسکیم میں ان عمومی یا معیاری موضوعات کی ایک امدادی تقسیم مرتب کر کے شامل کی جاتی ہے۔ ایسی تقسیم کو معیاری صوری تقسیم یا معیاری عمومی صیغے کہا جاتا ہے۔ ڈیوی نے بھی ان معیاری موضوعات کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک امدادی تقسیم پیش کی ہے جس کو سولھویں ایڈیشن تک معیاری صوری تقسیم اور بعد میں معیاری ذیلی صیغے (Standard Sub-divisions) کا عنوان دیا۔ چونکہ ڈیوی کی علامات عربی ہندسوں پر مشتمل ہیں اور تقسیم کی بنیاد ایک تا نو اعداد پر مشتمل ہے اس لیے اس امدادی تقسیم میں بھی ایک تا نو عربی ہندسے استعمال کیے گئے ہیں۔ یہ ہندسے صفر کے ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں اور ان معیاری ذیلی درجوں کے لیے مختص اعداد کو بنیادی اور ذیلی درجوں کے لیے مختص اعداد کے ساتھ اعشاریہ کے بعد استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈیوی کے معیاری درجوں کا خاکہ حسب ذیل ہے:

.01 اصول یا فلسفہ
.02 خلاصے/ متفرقات
.03 دائرۃ المعارف، لغات
.04 مضامین، مقالے وغیرہ
.05 رسائل
.06 انجمنیں، ادارے
.07 درس و تدریس
.08 مجموعے، انتخابات
.09 تاریخ، مقامی حالات

.092 مضامین سے متعلقہ افراد

.099 - .093 تاریخ و مقامی حالات، ممالک وغیرہ میں

مذکورہ بالا معیاری ذیلی درجوں کی توسیع کر کے متعلقہ تمام ضروری جزئیات کو شامل کیا گیا ہے اوران کے استعمال کے طریقہ کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔

جب کبھی کتابی درجہ بندی میں معیاری ذیلی درجوں کی ضرورت پیش آتی ہے تو موضوعات کے نمبروں کے ساتھ متعلقہ معیاری ذیلی درجہ کا نمبر شامل کیا جاتا ہے۔ اگر موضوع کے نمبر کے آخر میں صفر ہو تو معیاری ذیلی درجہ کا صفر حذف کر دیا جاتا ہے۔ مگر جہاں اعشاریہ کے بعد موضوع کے نمبر میں توسیع کر کے ذیلی یا زیر ذیلی موضوع کے لیے صفر کے ساتھ کوئی اور عدد استعمال ہوا ہو تو معیاری ذیلی درجہ کا صفر حذف نہیں کیا جاتا۔ اس کی مثالیں حسب ذیل ہیں:

صفر حذف کیا گیا

معاشیات	330
معاشیات کے اصول یا فلسفہ	330.1
معاشیات کے مضامین	330.4
معاشیات کے رسائل	330.5
معاشیات کی درس و تدریس	330.7
معاشیات کی تاریخ	330.9
پاکستان کی معاشیات	330.95491

صفر برقرار رکھا گیا

اسلام	297
فلسفہ اسلام	297.01
دائرۃ المعارف اسلام	297.03
اسلام کی انجمنیں اور ادارے	297.06
اسلام کی تاریخ	297.09
روس میں اسلام	297.0947

عام طور پر معیاری صوری تقسیم کے نمبروں کے اندراج کے سلسلہ میں یہ تجویز پیش کی گئی کہ جس درجہ نمبر کے آخر میں صفر ہو تو اعشاریہ کے بعد معیاری تقسیم کا صفر نہ لگایا جائے مگر بعد میں بنیادی درجوں میں توسیعات کی وجہ سے یہ سفارش کی گئی کہ جن درجہ نمبروں کے آخر میں صفر ہو تو معیاری

درجہ نمبر کا صفر بھی شامل کیا جائے؛ مثلاً نظریہ معاشیات 330.01 کچھ درجوں میں یہ معیاری درجے دو صفر کے بعد بھی استعمال کیے گئے ہیں؛ مثلا "نظریہ پیداوار" کا درجہ نمبر 338.001 مقرر کیا گیا۔ اسی طرح کچھ موضوعات میں معیاری درجے تین صفر کے بعد استعمال کیے گئے ہیں؛ مثلاً "نظریہ انتظام حکومت" کا درجہ نمبر 350.0001 تجویز کیا گیا۔

سترھویں ایڈیشن تک یہ امدادی تقسیم موضوعات کے جدول کے ابتدائی صفحات میں شامل ہوتی تھی اور اس کا عنوان معیاری صیغے ہوتا تھا مگر اٹھارویں ایڈیشن سے اس کا عنوان بدل کر معیاری عمومی/ ذیلی صیغے کر دیا گیا اور اس کو دیگر امدادی تقسیمات کے ساتھ شامل کر کے ایک علیحدہ جلد میں شائع کیا جانے لگا۔ اس تقسیم میں اندراجات کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ سولھویں ایڈیشن میں ان اندراجات کی تعداد ٦٩ تھی۔ بعد میں ایڈیشنوں میں ان درجوں میں توسیع ہوتی رہی، جس کی وجہ سے انیسویں ایڈیشن میں ان کی تعداد بڑھ کر ١٣٦ ہوگئی۔ بیسویں ایڈیشن میں بھی مزید توسیعات کی گئیں۔

٢۔ علاقائی تقسیم/ جغرافیائی/ مقامی، تاریخی ادوار اور افراد کی تقسیم

عالمی تاریخ کے مختلف ادوار، دنیا کے مختلف علاقے، ممالک، ریاستیں/صوبے، شہر وغیرہ اور نامور افراد کی ایک کثیر تعداد کو انفرادی اور اجتماعی طور پر کسی درجہ بندی اسکیم کے جدول میں اجمالی طور پر شامل کرنا ایک مشکل ترین امر ہے۔ مگر اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کو خارج از بحث کیا جائے۔ سولھویں ایڈیشن تک ڈیوی میں اس قسم کی کوئی امدادی تقسیم نہیں تھی بلکہ جہاں اس قسم کی توسیعات کی ضرورت محسوس کی گئی وہاں ایک توضیحی نوٹ لکھ دیا گیا کہ اس طرح توسیع کی جائے چونکہ جدول میں مختلف جگہ اس قسم کا نوٹ تحریر کرنا طوالت کا باعث بنتا تھا نیز کلاسیفائر کے لیے بھی بار بار ان مقامات کو دیکھنا پڑتا تھا، اس کے علاوہ درجہ بندی نظریات میں درجہ بندی کے ہر پہلو کو اجاگر کرنے کا تصور شامل ہو گیا تھا، اس لیے ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کی ادارتی کمیٹی نے اپنی اسکیم میں جغرافیائی اور مقامی امدادی تقسیم مرتب کرنے کا فیصلہ کیا اور سترھویں ایڈیشن میں "تاریخ، جغرافیہ اور سوانح"، جس کو بنیادی درجے (900) میں رکھا گیا تھا، ان کے موضوعات کو جدول میں مختصر کر کے ایک تفصیلی امدادی علاقائی تقسیم کے زیر عنوان مرتب کر کے اعشاریہ کے ساتھ شامل کیا۔ اس تقسیم میں نو کا ہندسہ حذف کرتے ہوئے اس کی جگہ لکیر (-) دے کر علاقائی نمبر دیا گیا۔ اس علاقائی تقسیم میں نہ صرف براعظم، ممالک ، ریاستوں، صوبوں اور شہروں وغیرہ کے لیے درجہ نمبر متعین کیے گئے بلکہ دنیا کو مختلف عمومی موضوعات؛ مثلاً

معاشی، لسانی، مذہبی وغیرہ، کے تحت تقسیم کیا گیا اور ان کے لیے بھی درجہ نمبر مختص کیے گئے ؛ مثلاً "ترقی پذیر ممالک کی اقتصادیات" کا نمبر اس طرح مرتب ہو گا "اقتصادیات 330- مقامی اقتصادیات 330.9 میں ترقی پذیر ممالک کےلیے امدادی تقسیم میں مجوزہ نمبر 1724- شامل کیا جائے تو اس کا پورا درجہ نمبر 330.91724 ہوگا۔ اٹھارویں ایڈیشن سے اس علاقائی تقسیم کو دیگر امدادی تقسیمات کے ساتھ ایک الگ جلد میں شائع کیا گیا۔ بیسویں ایڈیشن میں اس تقسیم میں افراد کو بھی شامل کیا گیا۔ یہ امدادی تقسیم صفر تا نو اعداد پر مشتمل ہے اور حسب ضرورت انہی اعداد کو توسیع در توسیع کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ علامات بالراست استعمال نہیں کی جاتیں بلکہ دیگر مضامین اور معیاری ذیلی تقسیم کے (09) کے ساتھ شامل کی جاتی ہیں؛ مثلاً ممالک میں اجرت کا نمبر 331.29 ہے اور ایران میں اجرت کی علامت تشکیل دینا مقصود ہو تو اس نمبر کے ساتھ امدادی تقسیم میں ایران کے لیے تجویز کردہ نمبر (55-) شامل کیا جاتا ہے یعنی اجرت کا نمبر 55-+331.29 اس طرح ایران میں اجرت کی علامت 331.2955 ہوگی۔ اس مثال سے یہ ظاہر ہوا کہ جدول میں ایران کے لیے مختص کردہ نمبر 955 کی بجائے صرف 55 استعمال کیا گیا ہے کیونکہ اجرت کے نمبر میں 9 پہلے ہی سے شامل ہے۔ جہاں اس طرح کی وضاحت نہ کی گئی ہو تو اس علامت میں (09) کے ساتھ اس ملک کا نمبر شامل کیا جائے گا؛ مثلاً چین میں رسل و رسائل کا نمبر 09+51+385 یعنی 385.0951 ہوگا۔ اس تقسیم کا مختصر خاکہ حسب ذیل ہے؛

01-05 تاریخی ادوار

-1 علاقئی، عمومی جگہیں (اس کو مزید 9 درجوں یعنی 11 تا 19 میں تقسیم کیا گیا)

-2 افراد/سوانح

-3 قدیم دنیا (اس کو مزید 9 درجوں یعنی 31 تا 39 میں تقسیم کیا گیا)

-34 قدیم ہندوستان

-4 یورپ (اس کو مزید 9 درجوں یعنی 41 تا 49 میں تقسیم کیا گیا)

-49 یورپ کے دیگر حصے

-5 ایشیا (اس کو مزید 9 درجوں یعنی 51 تا 59 میں تقسیم کیا گیا)

-55 ایران

-6 افریقہ (اس کو مزید 9 درجوں یعنی 61 تا 69 میں تقسیم کیا گیا)

-62 مصر

-7 شمالی امریکہ (اس کو مزید 9 درجوں یعنی 71 تا 79 میں تقسیم کیا گیا)

-73 ریاستہائے متحدہ

8- جنوبی امریکہ (اس کو مزید 9 درجوں یعنی 81 تا 89 میں تقسیم کیا گیا۔
81- برازیل
9- دنیا کے دیگر حصے بشمول جزائر البحر
(اس کو مزید 9 درجوں یعنی 91 تا 99 میں تقسیم کیا گیا)
94- آسٹریلیا

دنیا کے تمام علاقے، براعظم، ممالک اور شہروں کو شامل کر کے یہ علاقائی تقسیم مرتب کی گئی جس کی وجہ سے سترھویں ایڈیشن میں اس امدادی تقسیم میں 5114 اندراجات تھے۔ ان میں توسیعات کی وجہ سے اٹھارویں ایڈیشن میں ان کی تعداد بڑھ کر 5951 ہو گئی اور مزید بڑھ کر انیسویں ایڈیشن میں 6939 ہو گئی۔ بیسویں ایڈیشن میں ان اندراجات میں مزید اضافہ ہوا۔ اس تفصیلی علاقائی تقسیم کی وجہ سے نہ صرف ممالک وغیرہ کے نمبر مرتب کرنے میں آسانیاں پیدا ہو گئیں بلکہ دیگر مضامین کے ساتھ مقامی اور علاقائی نمبروں کو شامل کر کے مرتب کرنا بھی آسان ہو گیا۔

سوانحی تقسیم

سوانح (جس میں خود نوشت سوانح حیات، ذاتی نوعیت کے خطوط اور یادداشتیں بھی شامل ہوتی ہیں) کی تین قسمیں ہوتی ہیں، یعنی (۱) عمومی اجتماعی سوانح، (۲) کسی مقام کے افراد کی اجتماعی سوانح اور (۳) کسی موضوع سے متعلق افراد کی اجتماعی اور انفرادی سوانح۔ ڈیوی نے تاریخ و جغرافیہ کے ساتھ سوانح کو 900 میں رکھتے ہوئے 920 تا 929 مختص کیا۔ سوانح کے معیاری ذیلی درجوں اور عمومی اجتماعی سوانح اور کسی مقام کے افراد کی اجتماعی سوانح کو 920 اور اس کے ذیلی درجوں میں رکھا۔ 921 تا 928 کے درجوں میں متعلقہ مضامین یا موضوعات کے افراد کی اجتماعی اور انفرادی سوانح کے لیے مختص کیا۔ مضامین کو ڈیوی کے 100 تا 800 کے بنیادی درجوں کے تحت تقسیم کیا گیا جس کا خاکہ حسب ذیل ہے:

100	Philosophy	فلسفہ	921	Philosophers	فلاسفہ
200	Religion	مذہب	922	Religion Leaders	مذہبی قائدین / علماء کرام
300	Social Sciences	سماجی علوم	923	Persons in Social Sciences	سماجی علوم کے افراد
400	Languages	زبان	924	Philologists	ماہرین علم السنہ
500	Science	سائنس	925	Scientists	سائنسدان
600	Technology	ٹیکنالوجی	926	Persons in Technology	ٹیکنالوجی کے ماہرین

700	Arts	فنون لطیفہ	927	Persons in Arts & Recreation	فنون لطیفہ سے متعلقہ افراد
800	Literature	ادب	928	Persons in Literature	ادباء و شعرا

سوانح کے ان درجوں کے تحت ذیلی اور جزئیات کو عمومی طور پر بنیادی درجوں کی ذیلی اور جزئیات کی بنیاد پر تقسیم در تقسیم کیا جائے گا؛ مثلاً اردو شاعری کی علامت 891.431 ہے تو غالب بحیثیت شاعر کی سوانح کانمبر 928.9143 ہوگا یعنی 928 ادباء و شعراء میں اردو کی شاعری کے نمبر میں سے 8 حذف کر کے باقی نمبر شامل کر دیا گیا کیونکہ ادبیات کا نمبر 8 اس میں پہلے ہی سے شامل ہے۔ چونکہ 400 (لسانیاتِ) اور 800 (ادبیات) کو زبانوں اور ان ادبیات کی اصناف کی بنیاد پر تقسیم کیا گیا ہے اس لیے 924 اور 928 کو انہی اصناف کو مدنظر رکھتے ہوئے ان افراد کی اجتماعی اور انفرادی سوانح کو تقسیم در تقسیم کیا گیا ہے۔ سوانح کے دیگر درجوں یعنی 921, 922, 923, 925, 926 اور 927 کو مضامین یا موضوعات کے تحت ان افراد کی اجتماعی اور انفرادی سوانح کی علامات مقرر کیا گیا ہے؛ مثلاً سماجی علوم کے افراد کی سوانح 923 کے تحت سیاسی افراد کی سوانح کا نمبر 923.2 ہوگا۔ چونکہ سیاسی افراد ہر ملک میں ہوتے ہیں لہذا اس ملک کے سیاسی افراد کی اجتماعی اور انفرادی سوانح کے لیے اس ملک کا نمبر اس میں شامل کیا جائے۔ جیسے پاکستان کے سیاسی افراد کی مجموعی سوانح کا نمبر 923.25491 ہوگا۔ اس نمبر میں پاکستان کا پورا نمبر 954.91، اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے 9 حذف کرکے صرف 5491۔ شامل کیا گیا۔ یہی نمبر قائداعظم کی سوانح کا بھی ہوگا اس لیے قائداعظم کی سوانح کو واضح کرنے کے لیے ان کے نام کا پہلا حرف یا نام کا پہلا لفظ یعنی "ج" یا "جناح" اس نمبر میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سوانح کے دیگر موضوعات کی علامت مقرر کی جا سکتی ہے۔

موضوعات کے تحت متعلقہ افراد کی سوانح کی علامت مختص کرنے کے سلسلہ میں ڈیوی نے یہ بھی سفارش کی کہ معیاری ذیلی درجوں کی امدادی تقسیم کے تحت 09-(تاریخ اور مقامی تقسیم) کو وسعت دے کر 092- سوانح یا افراد کے لیے جو علامت مقرر کی گئی ہے اس کی توسیع کر کے ان مضامین کو متعلقہ افراد کی اجتماعی و انفرادی سوانح رکھی جا سکتی ہے؛ مثلاً مالی اقتصادیات کا نمبر 332 اور بنکاری کا نمبر 332.1 ہے تو کسی بنکار کی سوانح کا نمبر 332.1092 ہوگا جبکہ 923 کے تحت اس کا نمبر 923.321 ہوگا۔ ڈیوی نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے سوانح کو اس کے پہلے حرف "س" یا "B" میں بھی رکھنے کی سفارش کی ہے۔ ان سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈیوی کے سترھویں ایڈیشن سے 921 تا 928 درجوں کو حذف کرنے کی سفارش بھی کی گئی ہے۔

لسانی و ادبی تقسیمات

دنیا میں سینکڑوں زبانیں بولی جاتی ہیں اور ہر زبان میں اس کا ادب بھی ہے۔ ان زبانوں اور ان کی ادبیات میں کثیر تعداد میں مطالعاتی مواد بھی موجود ہے۔ ہر زبان اور ادب کے اصناف بھی ہوتے ہیں اور ان کی نشاندہی کے لیے کسی علامت کی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔ اٹھارویں ایڈیشن سے قبل لسانیات (400) اور ادبیات (800) میں انگریزی زبان (420) اور انگریزی ادب (820) کے تحت ذیلی عنوانات متعین کر کے ڈیوی نے دیگر زبانوں اور ان کی ادبیات کے اصناف کو انہی بنیادوں پر تقسیم کرنے کو کہا جس کی وجہ سے کلاسیفائر کو دقتیں پیش آنے لگیں۔ ان دقتوں کو دور کرنے اور درجہ بندی کے نظریات میں پہلوؤں کے تجزیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اٹھارویں ایڈیشن میں زبان و ادب اور ان کے اصناف کی نشاندہی کے لیے امدادی تقسیمات بعنوان "انفرادی ادب کے معیاری صیغے" اور انفرادی زبانوں کے عمومی صیغے (Sub-Division of Individual Languages) مرتب کر کے امدادی تقسیمات کے جدول نمبر ایک میں شامل کیے گئے۔ چونکہ ڈیوی نے بنیادی درجہ (900) "تاریخ، جغرافیہ اور سوانح" اور اس کے ذیلی درجہ (940) "یورپ" کے تحت انگلستان کو 942, جرمنی کو 943, فرانس کو 944 مختص کیا ہے۔ اس نے ان ممالک کے لیے مختص شدہ درجہ نمبر کا آخری ہندسہ یعنی 2, 3 اور 4 جو بالترتیب انگلستان، جرمنی اور فرانس کے لیے ہے، وہی آخری ہندسہ لسانیات (400) اورادبیات (800) میں ان ممالک کی زبان اور ان کی زبان میں ادبیات کے لیے ذیلی درجہ میں مختص کیا؛ مثلاً انگلستان کی تاریخ وغیرہ کے لیے 942 ہے اور انگریزی زبان کے لیے 420 اور انگریزی ادب کے لیے 820۔ اس طرح یورپی ممالک کی زبانوں اور ادبیات کو 420 تا 489 اور 820 تا 889 کے درجے مختص کیے گئے اور دیگر زبانوں اور ادبیات کو 490 تا 499 اور 890 تا 899 میں رکھا گیا۔ اس ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے لسانی اور ادبی تقسیم کا خاکہ حسب ذیل مرتب کیا گیا ہے؛

2	انگریزی	3	جرمن
4	فرانسیسی	5	اطالوی
6	ہسپانوی	7	لاطینی
8	یونانی	9	دیگر زبانیں
91	انڈو یورپین زبانیں	914	ہندوستانی زبانیں
9143	اردو زبان		

اس تقسیم کی بنیاد پر زبانوں اور ادبیات کے لیے مندرجہ ذیل بنیادی درجے

مختص کیے گئے ہیں:

(400) لسانیات	(800) ادبیات
420 انگریزی زبان	820 انگریزی ادب
430 جرمن زبان	830 جرمن ادب
440 فرانسیسی زبان	840 فرانسیسی ادب
450 اطالوی زبان	850 اطالوی ادب
460 ہسپانوی زبان	860 ہسپانوی ادب
470 لاطینی زبانیں	870 لاطینی ادب
480 یونانی زبان	880 یونانی ادب
490 دیگر زبانیں	890 دیگر زبانوں کا ادب

۳- ادبی تقسیم انفرادی ادب کے معیاری عمومی صیغے

ڈیوی کے اٹھارویں سے پہلے کے ایڈیشنوں میں ادبی امدادی تقسیم کو الگ جدول کی شکل میں شائع نہیں کیا گیا بلکہ ادبیات (800) میں انگریزی ادب، (820) کے تحت ذیلی عنوانات کا تعین کر کے دیگر زبانوں کی ادبیات کو اسی طرز تقسیم اور عنوانات کے تحت درجہ بند کرنے کی سفارش کی گئی تھی- ذیلی عنوانات کو جزئیات میں تقسیم بھی نہیں کیا گیا تھا- چودھویں ایڈیشن میں انگریزی زبان (420) اور انگریزی ادب (820) کی بنیاد پر دیگر زبانوں اور ان زبانوں کی ادبیات کے مجوزہ نمبروں کی امدادی تقسیم جدول نمبر 3 کی شکل میں مرتب کر کے شامل کیا گیا اوران کے اصناف میں تقسیم کرنے کے لیے مثالوں سے واضح کیا گیا- چونکہ ادبیات میں مضامین یا زبان کی تاریخ سے زیادہ ادب کے صنف یعنی نظم، نثر، ڈرامہ، طنز و مزاح اور زمانہ تحریر ادب کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے اور ادب کے یہ اجزاء تمام ادبیات میں مشترک ہوتے ہیں اس لیے ان مشترک ادبی عنوانات کے لیے ایک امدادی تقسیم کی ضرورت محسوس کی گئی- اس ضرورت کے پیش نظر اٹھارویں ایڈیشن میں ایک امدادی تقسیم بعنوان "ادب کے معیاری عمومی صیغے" مرتب کر کے امدادی تقسیمات کے جدول نمبر۳ میں شامل کیا گیا- اس امدادی تقسیم کا بنیادی خاکہ حسب ذیل ہے:

1 شاعری
2 ڈرامہ
3 فسانہ
4 مضامین
5 خطابت/ تقاریر

6 مکاتب/ خطوط
7 طنز و مزاح
8 متفرق تحریرات

ان موضوعات کی مزید توسیع کی گئی اور معیاری ذیلی درجوں میں 08۔ "مجموعات" کو ان کی خصوصیات کے لحاظ سے مزید وسعت دی گئی۔ ان ذیلی درجوں کے اعداد کو انفرادی طور پر استعمال نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ادبیات میں ان موضوعات کو جنھیں پہلے ہی بنیادی نمبروں میں ان فروعی مضامین کو شامل کر لیا گیا ہو (مثلاً جرمن ادب 830 کے تحت جرمن شاعری 831) بلکہ ادبیات میں ان زبانوں کے ادب کے نمبروں میں شامل کیا جائے گا۔ جن کے لیے کوئی بنیادی نمبر فراہم نہ کیا گیا ہو؛ مثلاً اردو ادب 891.43 کے تحت اردو شاعری کا نمبر 891.431 ہوگا جس میں شاعری کا ذیلی نمبر "1" اس میں شامل کیا گیا ہے۔ اس امدادی تقسیم کو مندرجہ ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا گیا؛

2 الف۔ ذیلی درجے برائے انفرادی مصنف کی تصنیفات
3 ب۔ ذیلی درجے برائے اجتماعی مصنفین کی تصنیفات
3 ج۔ وہ علامات جن کو "3 ب" کے اعداد میں جہاں تشریح کی گئی ہے، شامل کرنا ہے۔

اس تقسیم میں کل اندراجات کی تعداد 235 ہے اور 31 توسیعی اندراجات ہیں۔ اس امدادی تقسیم سے تمام زبانوں کی ادبیات کے سارے عنوانات کی درجہ بندی کافی حد تک آسان ہوگئی۔

۴۔ انفرادی زبانوں کے ذیلی درجے

ادبی امدادی تقسیم کی طرح لسانیات (400) کے عنوانات میں پچھلے ایڈیشنوں میں جو خامیاں تھیں ان کو دور کرتے ہوئے لسانیات کے مشترکہ ذیلی عنوانات اور ان کی جزئیات کے لیے ایک الگ لسانی امدادی تقسیم مرتب کی گئی جس کا اندراج امدادی تقسیمات کے جدول نمبر "۴" میں کیا گیا۔ اس تقسیم کا اطلاق 420 تا 499 میں ہوگا۔ اس تقسیم کا بنیادی خاکہ حسب ذیل ہے؛

1 اصوات و کتابت
2 علم الاشتقاق
3 علم اللغتہ و لغات
5 گرامر، قواعد
6 علم العروض
7 غیر معیاری زبان، بولیاں

8 معیاری استعمال/ درسی یا نصاب کتابیں

ان معیاری ذیلی درجوں کی مزید زیر ذیلی درجوں و جزئیات میں توسیع کی گئی- اس امدادی تقسیم میں اندراجات کی تعداد ۲۸ اور توسیعی اندراجات کی تعداد ۵ ہے- ان ذیلی درجوں کے اعداد کو بھی انفرادی طور پر استعمال نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی لسانیات میں ان موضوعات کو جنھیں پہلے ہی بنیادی نمبروں میں ان فروعی موضوعات کو شامل کر لیا گیا ہو (مثلاً انگریزی زبان 420 کے تحت انگریزی زبان کی لغت 423) بلکہ ان زبانوں کے نمبروں میں شامل کیا جائے گا جن کے لیے کوئی بنیادی نمبر فراہم نہ کیا گیا ہو؛ مثلاً سندھی زبان میں لغت کا نمبر491.43 ہوگا جس میں سندھی زبان کا نمبر 491.41 اور لغت کا نمبر "3" شامل ہے-

۵- نسل، قبیلہ، علاقائی اور قومی گروہوں کی تقسیم

بعض کتابوں میں کسی خاص نسل یا قبیلہ کے افراد یا کسی خاص علاقہ اور مقام کے گروہوں کے معاشرتی، سماجی اور دیگر امور سے بحث کی جاتی ہے اس لیے کتابوں کی درجہ بندی میں اس پہلو کو مدنظر رکھنا ضروری ہے- اس پہلو کو درجہ بندی اسکیموں میں رنگاناتھن سے پہلے نظرانداز کیا جاتا رہا- ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم کی پچھلی چند اشاعتوں میں اس پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے جہاں ضرورت محسوس کی گئی وہاں ان کی تشریح کی گئی اور اس کے لیے درجہ نمبر مختص کر کے اس کی وضاحت کی گئی- اس پہلو کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے ڈیوی کے اٹھارویں ایڈیشن میں "نسل، قبیلہ، علاقائی اور مقامی گروہوں کی امدادی تقسیم" مرتب کر کے جدول نمبر 5 کی شکل میں شامل کی گئی- اس جدول میں مجوزہ درجہ نمبر متعلقہ مضامین کے درجہ نمبروں کے ساتھ مستعمل ہوں گے؛ مثلاً "اردو بولنے والوں کا سماجی جائزہ" کا درجہ نمبر 305.89143 ہوگا- اس درجہ نمبر میں "سماجی جائزہ" کا نمبر 305 ہے اور اس مضمون کا لسانی، نسلی اور قومی گروہوں کی تقسیم کا ذیلی نمبر305.8 ہے- اس میں جدول نمبر 5 سے اردو بولنے والوں کا مجوزہ نمبر (9143–) شامل کرنے کے بعد اس مضمون کا مکمل درجہ نمبر (9143-+305.8) 305.89143 ہوگا-

٦- لسانی تقسیم/ لسانیات

کتاب کسی نہ کسی زبان میں تحریر کی جاتی ہے- درجہ بندی میں اس کتاب کی تحریر شدہ زبان کے پہلو کو واضح کرنے کا رنگاناتھن کے علاوہ دوسری درجہ بندی اسکیموں میں کوئی واضح طریقہ کار موجود نہیں تھا- اس پہلو کو مدنظر

رکھتے ہوئے ڈیوی ادارتی کمیٹی نے رنگاناتھن کے مرتب کردہ اصولوں کو اپناتے ہوئے ڈیوی کے اٹھارویں ایڈیشن میں لسانی تقسیم کے ذیلی درجوں کا ایک جدول شامل کیا۔ اس جدول میں یورپی زبانوں کے لیے مختص شدہ نمبر؛ مثلاً انگریزی کے لیے '2' جرمن کے لیے "3" وغیرہ کے علاوہ دیگر زبانوں کے نمبر بھی مختص کیے گئے۔ اس تقسیم کی مدد سے نہ صرف تمام زبانوں کی کتابوں کی درجہ بندی میں آسانیاں پیدا ہو گئیں۔ بلکہ اس کی تحریر شدہ زبان کی بھی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ یہ نمبر علیحدہ نہیں استعمال کیے جائیں گے بلکہ لسانی ذیلی درجہ بندی کا نمبر کتاب کے بنیادی درجہ کے نمبر کے ساتھ شامل کر کے کتاب کا مکمل نمبر بنایا جائے گا؛ مثلاً فرانسیسی زبان میں بائیبل کا نمبر تشکیل دینے کے لیے بائیبل کے نمبر 220 میں امدادی لسانی تقسیم میں فرانسیسی زبان کا نمبر (541-) شامل کیا جائے گا اور ان دونوں نمبروں کو اعشاریہ کی مدد سے مکمل نمبر بنایا جائے گا یعنی (541- +220) = 220.541 -

۷۔ افراد یا افراد کے خاص گروہوں کی تقسیم

کچھ کتابوں میں اجتماعی طور پر افراد یا افراد کے مختلف گروہوں کی نمایاں حیثیت و خصوصیات کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ درجہ بندی میں اس پہلو کی بھی وضاحت ضروری سمجھی جاتی ہے۔ ڈیوی کے پچھلے ایڈیشنوں میں اس پہلو کو ظاہر کرنے کے لیے متعلقہ درجوں کے تحت افراد کے لیے نمبر مختص کیے گئے اور بنیادی نمبروں میں ان نمبروں کو شامل کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔ اٹھارویں ایڈیشن میں اس پہلو کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے افراد یا ان کے خاص گروہوں کی امدادی تقسیم کو مرتب کر کے جدول کی شکل میں شامل کیا گیا جو ساتواں جدول ہے۔ اس جدول میں افراد اور گروہوں کے لیے ذیلی درجے متعین کر کے ان کے لیے اعداد مختص کیے گئے ہیں جنھیں بنیادی مضمون کے نمبر کے ساتھ شامل کر کے اس کتاب کا مکمل نمبر تیار کیا جاتا ہے؛ مثلاً بچوں کا نمبر (054) ہے، بچوں کے متعلق کتابوں کو اس مضمون کے نمبر کے ساتھ یہ نمبر اعشاریہ کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے جیسے بچے بحیثیت فنکار، 704.054 (اس میں فنکار کا نمبر 704 اور بچوں کا نمبر 054 ہے)، بچوں کی پینٹنگ 750.88054 (اس میں پینٹنگ کا نمبر 750.88) ہے۔ ان دونوں میں 054 بچوں کی عمر کے ذیلی درجہ کو ظاہر کر رہا ہے۔

ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کا مندرجہ بالا جائزہ اس کی پہلی، دوسری اور تیسری تقسیمات اور سات امدادی تقسیمات پر مشتمل ہے۔ ابتدائی تین تقسیمات میں سارے علوم کو مشابہت اور غیر مشابہت کی بنیاد پر تقسیم در تقسیم کر کے

قریباً ۲۷ ہزار موضوعات (۱۹ ویں ایڈیشن) پر مشتمل جدول مرتب کیا گیا۔ بیسویں ایڈیشن میں اس جدول کو دو حصوں یعنی 000 تا 599 (جلد نمبر۲) اور 600 تا 999 (جلد نمبر ۳) میں شائع کیا گیا۔ اعدادی تقسیمات اور دیباچہ کو اٹھارویں ایڈیشن سے پہلی جلد کی شکل میں شائع کیا جانے لگا۔ سولھویں ایڈیشن تک معیاری صوری تقسیم، جدول اور اشاریہ ایک ہی جلد میں شائع کیا جاتا تھا اور سولھویں ایڈیشن سے اشاریہ الگ جلد کی شکل میں شائع کیا جانے لگا۔

اشاریہ

اشاریہ ہر درجہ بندی اسکیم کا ایک جز لاینفک ہوتا ہے۔ کیونکہ جدول میں مضامین کے متعلقہ موضوعات کو مختص شدہ درجوں کے تحت اندراج کیا جاتا ہے اور ان موضوعات کی نشاندہی کے لیے حروف تہجی کے تحت مرتب کردہ اشاریے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈیوی نے ابتداء ہی سے اشاریہ مرتب کر کے اپنے خاکہ میں پیش کیا۔ ڈیوی کے ابتدائی خاکہ میں اشاریہ ۱۸ صفحات پر مشتمل تھا، موضوعات میں اضافہ سے انیسویں ایڈیشن میں اس کے ۱۲۱۷ صفحات ہو گئے۔ بیسویں ایڈیشن میں اس کے اندراجات میں سے غیر ضروری تشریحات و توضیحات کو کم کیا گیا جس کی وجہ سے اس کے صفحات کم ہو کر ۷۳۰ رہ گئے۔ ڈیوی کا اشاریہ نسبتی ہے کیونکہ اس میں درج شدہ موضوعات جدول کے مضامین سے تعلق رکھتے ہیں۔ جدول میں بنیادی مضامین کو ذیلی مضامین اور جزئیات کو سلسلہ مدارج کے تحت تقسیم در تقسیم کر کے علامات مقرر کی گئی ہیں جبکہ اشاریہ میں تمام اہم مضامین کو حروف تہجی کے تحت مرتب کر کے ان کے متعلقہ موضوعات کو بھی ان کے ساتھ حروف تہجی کی بنیاد پر ترتیب دیا گیا ہے اور ان تمام موضوعات کے ساتھ متعلقہ درجہ نمبر یا علامات کا اندراج کیا گیا یا دیکھیے (See) کے حوالے دیے گئے ہیں؛

Journalism	070
Curricula	375.07
Documentation	025.0607
Libraries	026.07
misc.aspects see special libraries	
Library acquisition	025.2707
Library Classification	025.4607
School Buildings	
architecture	727.407
building	690.7407
other aspects see Education building	025.4907
Subject headings	

مندرجہ بالا مثال میں موضوعات کے جو درجہ نمبر دیے گئے ہیں وہ ایک جیسے نہیں بلکہ مختلف ہیں کیونکہ اس بنیادی مضمون کے مقابلہ میں ان کا دیگر مضامین سے بہت زیادہ تعلق ہے۔ اشاریہ کی مدد سے کلاسیفائر کو صحیح درجہ بندی میں بڑی مدد ملتی ہے۔ کلاسیفائر کو چاہیے کہ اشاریہ کی مدد سے کسی خاص موضوع کی کتاب کا درجہ نمبر تلاش کرنے کے بعد اس کا جدول میں دیے گئے نمبر سے اور کتب خانہ میں کیٹلاگ دیکھ کر اس موضوع پر موجود کتابوں سے موازنہ کر کے وہی نمبر متعین کرے جو موجود کتب کو دیا گیا ہو یا اس موضوع کے لیے کتب خانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر موزوں نمبر متعین کیا گیا ہو۔ ڈیوی کے جدول میں دی گئی تمام اصطلاحات کا یہ اشاریہ بھی ہے۔

علامات

ڈیوی کی درجہ بندی اسکیم کی بنیاد اعشاریائی تقسیم ہے اور اس میں عربی ہندسے تمام درجوں، جزئیات اور امدادی تقسیمات کے لیے استعمال کیے گئے ہیں اس لیے اس کی علامات مفرد ہیں؛ مثلاً اردو شاعری 891.431، اردو لغت 491.433، پاکستان کا جغرافیہ 915.491 وغیرہ۔ ان علامات کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ان میں لچک ہے اور سلسلہ مدارج کے لحاظ سے بڑھایا اور گھٹایا بھی جا سکتا ہے یعنی مفصل اور مجمل درجہ بندی کے لیے علامات میں کمی اور اضافہ کیا جا سکتا ہے؛ مثلاً:

تاریخ پاکستان ۱۹۸۰ء کے عشرہ میں	954.91828
تاریخ، جغرافیہ و سوانح	900
تاریخ ایشیا	950
تاریخ ہندوستان	954
تاریخ مشرقی و مغربی پاکستان	954.9
تاریخ مغربی پاکستان (پاکستان)	954.91
تاریخ پاکستان بیسویں صدی میں	954.9182
تاریخ پاکستان ۱۹۸۰ء کے عشرہ میں	954.91828

اس مثال سے یہ اندازہ لگایا گیا ہوگا کہ اس میں تاریخ کے موضوع (900) سے رو گردانی نہیں کی گئی ہے بلکہ اسی موضوع سے متعلق تمام علامات کو مرتب کیا گیا ہے۔

ڈیوی کی علامات کی تیسری خوبی یہ ہے کہ اس میں سلسلہ مدارج کو مدنظر رکھا گیا ہے یعنی کسی مضمون کو اس کے متعلق موضوعات کو تقسیم در

تقسیم کر کے آخری حد اور انہی موضوعات کو مدغم کرکے بنیادی موضوع تک پہنچا جا سکتا ہے۔ چوتھی خوبی یہ ہے کہ اس کی علامات ممد حافظہ ہیں کیونکہ مضامین اور ان کی جزئیات کے لیے متعین کردہ علامات کے علاوہ معیاری موضوعات کے لیے امدادی تقسیمات اس طرح مرتب کی گئی ہیں کہ ان کی مدد سے بہت سے موضوعات کی کتب کی علامات بآسانی مرتب کی جا سکتی ہیں۔ ڈیوی نے امدادی معیاری تقسیمات کے علاوہ چند مضامین کی علامات کو اس طرح مرتب کیا ہے کہ ان میں ایک عدد مشترک ہے؛ مثلاً تاریخ (900) میں (940) یورپ کے لیے اور اس میں 942 برطانیہ کے لیے، 943 جرمنی کے لیے 944 فرانس کے لیے یعنی ان علامات کا آخری ہندسہ بالترتیب "2"، "3" اور "4" برطانیہ، جرمنی اور فرانس کے لیے ہے اور یہی ہندسہ لسانیات (400) اور ادبیات (800) میں انہی ممالک کی زبانوں اور ادبیات کے لیے استعمال کیا گیا ہے یعنی انگریزی 420، انگریزی ادب 820 وغیرہ۔ اس خوبی کی وجہ سے ڈیوی کی علامات ممد حافظہ ہیں۔

اجمالی طور پر ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کی حسب ذیل خوبیاں ہیں:

١۔ چونکہ اس درجہ بندی کا انحصار اعداد پر ہے اور توسیعی عمل میں اعداد ہی کے ذریعہ وسعت دی جاتی ہے اس لیے اس اسکیم میں وسعت کی کافی گنجائش ہے۔ تیسری یا تین عددی تقسیم جو ایک ہزار موضوعات کا احاطہ کرتی ہے اس میں اعشاریہ کے بعد ذیلی اور جزوی متعلقہ موضوعات کی توسیع کی جا سکتی ہے اس لیے اس توسیعی عمل سے موضوع کی آخری حد تک پہنچا جا سکتا ہے۔

٢۔ دوسری اسکیموں کی علامات جو رومن حروف تہجی اور دیگر علامات پر مشتمل ہے ان کے مقابلہ میں ڈیوی کی علامات عربی ہندسوں پر مشتمل ہیں۔ چونکہ عربی ہندسوں کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے اس لیے دنیا بھر کے ممالک میں جہاں کوئی بھی زبان، تقریر و تحریر کے لیے رائج ہے یہ اسکیم زیرِاستعمال ہے۔

٣۔ ڈیوی کی علامات سادہ، مفصل اور معیاری امدادی تقسیمات کی وجہ سے دوسری اسکیموں کے مقابلہ میں زیادہ مقبول ہے۔

۴۔ مفرد اور عام فہم علامات اور اعشاریائی تقسیم کی وجہ سے دوسری اسکیموں کے مقابلہ میں یہ اسکیم زیادہ مقبول ہے۔

٥۔ ابتداء میں اس کی علامات غیر مانوس معلوم ہوتی ہیں مگر مسلسل استعمال کی وجہ سے یہ ذہن نشین ہو جاتی ہیں۔

٦۔ چونکہ کتابوں کی درجہ بندی اعشاریائی ترتیب سے سلسلہ وار کی جاتی ہے اس لیے اسی سلسلہ سے شیلفوں پر کتابیں رکھنے اور نکالنے

میں آسانی ہوتی ہے۔

۷۔ یہ اسکیم چھوٹے کتب خانوں، جہاں مجمل درجہ بندی کی جاتی ہے اور بڑے کتب خانوں، جہاں مفصل درجہ بندی کی جاتی ہے، دونوں میں استعمال کی جاتی ہے۔

۸۔ مجمل اور مفصل ہونے کے باوجود یہ عام فہم ہے۔

۹۔ امدادی تقسیمات کی مدد سے موضوعات کے ہر پہلو کو مدنظر رکھ کر درجہ بندی کی جا سکتی ہے۔

۱۰۔ ضروریات کو مدنظر رکھ کر اس اسکیم میں توسیعی اور تبدیلی عمل جاری ہے اس لیے نئے علوم کی درجہ بندی بھی آسان ہو جاتی ہے۔

۱۱۔ اس کا مفصل اور نسبتی اشاریہ، کتابوں کی درجہ بندی میں کلاسیفائر کا ممد و معاون ہے۔

مندرجہ بالا خوبیوں کے مقابلہ میں اس درجہ بندی اسکیم میں مندرجہ ذیل خامیاں بھی ہیں:

۱۔ چونکہ اس نظام میں مضامین کے بنیادی، ذیلی اور جزوی موضوعات کی درجہ بندی ایک تا نو کے اعداد میں کی جاتی ہے اس لیے ڈیوی نے ان کےاہم موضوعات ایک تا 8 کے اعداد میں رکھ کر باقی موضوعات کو "دیگر" کے عنوان کے تحت صیغہ 9 میں رکھا جس کی وجہ سے بہت سے موضوعات اس صیغہ میں آ جاتے ہیں۔ ان موضوعات کی توسیع مزید اعداد سے کی جاتی ہے اس لیے ان کی علامات طویل ہو جاتی ہیں۔

۲۔ اس اسکیم میں اولاً امریکہ میں مروجہ علوم اور امریکہ کے متعلق موضوعات پر زیادہ توجہ دی گئی، بعدہ یورپی ممالک میں مروجہ علوم اور یورپ کے ممالک کے متعلق موضوعات کو شامل کیا گیا اس لیے ان مضامین پر تفصیلات موجود ہیں مگر مشرقی علوم اور مشرقی ممالک کے موضوعات پر کم توجہ دی گئی ہے اس لیے ان مضامین میں تشنگی شدت سے محسوس کی جاتی ہے۔

۳۔ دنیا کے پانچ قدیم مذاہب جن میں سے چار کے پیروکار کثیر تعداد میں موجود ہیں ان کو برابر کا حصہ نہیں دیا گیا۔ چونکہ امریکہ اور یورپی ممالک میں عیسائیت کے پیروکاروں کی کثیر تعداد موجود ہے اس لیے سولھویں ایڈیشن تک مذہب کے لیے مختص شدہ ایک سو درجوں میں سے 80 اور سترھویں ایڈیشن سے 90 درجے عیسائیت کے لیے مختص کیے گئے ہیں باقی سب مذاہب (بشمول ہندومت، بدھ مت اور یہودیت جو قدیم مذاہب ہیں اور اسلام جس کے ماننے والے عیسائیت کے

بعد دوسرے نمبر پر ہیں)، کو صرف دس نمبروں میں سمو دیا گیا ہے۔

۴۔ لسانیات (400) اور ادبیات (800) سے بالترتیب ایک ایک سو نمبروں میں سے ستر سترنمبر یورپ کی سات زبانوں اور ان کی ادبیات کے لیے مختص کیے گئے ہیں اور آخری دس نمبروں میں دنیا کی باقی سینکڑوں زبانوں کو سمویا گیا جس کی وجہ سے ان زبانوں اور ان کی ادبیات کی تمام اصناف کے درجہ نمبر توسیعات کی وجہ سے طویل ہو گئے ہیں۔

۵۔ لسانیات اور ادبیات جن کا قریبی تعلق ہے ان کے لیے مختص شدہ بنیادی درجے بالترتیب 400 اور 800 میں کافی تفاوت ہے جبکہ دوسری درجہ بندی اسکیموں میں ان مضامین کو ایک ساتھ یا قریب رکھا گیا ہے۔ اسی طرح سماجی علوم اور تاریخ میں بھی تفاوت پایا جاتا ہے۔

٦۔ مشرقی علوم، مذاہب، ایشیائی و افریقی ممالک کے درجوں اور ان کی جزئیات کی توسیعات میں کمی شدت سے محسوس کی جاتی ہے۔

۷۔ بعض مشابہ اور متعلقہ موضوعات ایک ساتھ نہیں ہیں جس کی وجہ سے ان میں یکسانیت نہیں ہے۔

۸۔ توسیعی عمل اور تبدیلیوں کی وجہ سے اکثر درجہ نمبروں کا تعین نو کیا جاتا ہے اس لیے بڑے کتب خانوں میں دوبارہ درجہ بندی کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

۹۔ بعض بنیادی اور ذیلی موضوعات کے درجوں کو بالکل بدل دیا جاتا ہے اور اس عمل سے کسی جز کو کل اور کل کو جز میں تبدیل کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے درجہ بندی اور دوبارہ درجہ بندی میں مستقل مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

ان خامیوں کے باوجود اجمالی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم میں بہت سی خوبیاں ہیں جس کی وجہ سے دنیا کے ۸۰ فی صد کتب خانے ڈیوی اسکیم استعمال کر رہے ہیں۔

دوسری تقسیم- انیسویں ایڈیشن میں

ضمیمہ

Second Summary *
The 100 Divisions

000	**Generalities**
010	Bibliography
020	Library & information sciences
030	General encyclopedic works
@ 040	
050	General serial publications
060	General organizations & museology
070	Journalism, publishing, newspapers
080	General collections
090	Manuscripts & book rarities
100	**Philosophy & related disciplines**
110	Metaphysics
120	Epistemology, causation, humankind
130	Paranormal phenomena & arts
140	Specific philosophical viewpoints
150	Psychology
160	Logic
170	Ethics (Moral philosophy)
180	Ancient, medieval, Oriental
190	Modern Western philosophy
200	**Religion**
210	Natural religion
220	Bible
230	Christian theology
240	Christian moral & devotional
250	Local church & religious orders
260	Social & ecclesiastical theology
270	History & geography of church
280	Christian denominations & sects
290	Other & comparative religions
300	**Social sciences**
310	Statistics
320	Political science
~~330~~	~~Economics~~
340	Law
350	Public administration
360	Social problems & services
370	Education
380	Commerce (Trade)
390	Customs, etiquette, folklore
400	**Language**
410	Linguistics
420	English & Anglo-Saxon languages
430	Germanic languages German
440	Romance languages French
450	Italian, Romanian, Rhaeto-Romanic
460	Spanish & Portuguese languages
470	Italic languages Latin
480	Hellenic Classical Greek
490	Other languages
500	**Pure sciences**
510	Mathematics
520	Astronomy & allied sciences
530	Physics
540	Chemistry & allied sciences
550	Sciences of earth & other worlds
560	Paleontology
570	Life sciences
580	Botanical sciences
590	Zoological sciences
600	**Technology (Applied sciences)**
610	Medical sciences
620	Engineering & allied operations
630	Agriculture & related technologies
640	Home economics & family living
650	Management & auxiliary services
660	Chemical & related technologies
670	Manufactures
680	Manufacture for specific uses
690	Buildings
700	**The arts**
710	Civic & landscape art
720	Architecture
730	Plastic arts Sculpture
740	Drawing, decorative & minor arts
750	Painting & paintings
760	Graphic arts Prints
770	Photography & photographs
780	Music
790	Recreational & performing arts
800	**Literature (Belles-lettres)**
810	American literature in English
820	English & Anglo-Saxon literatures
830	Literatures of Germanic languages
840	Literatures of Romance languages
850	Italian, Romanian, Rhaeto-Romanic
860	Spanish & Portuguese literatures
870	Italic literatures Latin
880	Hellenic literatures Greek
890	Literatures of other languages
900	**General geography & history**
910	General geography Travel
920	General biography & genealogy
930	General history of ancient world
940	General history of Europe
950	General history of Asia
960	General history of Africa
970	General history of North America
980	General history of South America
990	General history of other areas

* Consult schedules for complete and exact headings

@ General Collected Essays in 6th ed.

حوالہ جات

۱۔ محمد شفیع۔ انتظام کتب خانہ۔ کراچی، عباسی لیتھو آرٹ پریس، ۱۹۴۹ء، ص ۱۱۰

۲۔ ایضاً ص ۱۱۱، ۱۱۲۔

3. Dewey Decimal Classification and Relative Index devised by Melvil Dewey, edn. ed. by Benjamin A. Custer. Albany, Forest Press, Vol. I. P. xxii

4. Dewey Decimal Classification and Relative Index devised by Melvil Dewey, 16th edn. Lake placid Club, N. Y. Forest Press, 1958. Vol. I. PP.89-93

5. Dewey Decimal Classification and Relative Index devised by Melvil Dewey. 17th edn. Lake Placid Club, N.Y. Forest Press, 1965. Vol. II. PP:375-439.

6. Dewey Decimal Classification and Relative Index devised by Melvil Dewey, 18th edn. Lake Placid Club, N.Y. Forest Press, 1971. Vol. I. PP:375-439

باب ششم

اسلامی اور مشرقی علوم کے مسائل اور ڈیوی اعشاریائی تقسیم

انیسویں اور بیسویں صدی میں رنگاناتھن کی کولن درجہ بندی کی اسکیم کے علاوہ کتابی درجہ بندی کی تمام اسکیمیں مغربی ممالک کے مفکرین کی تشکیل شدہ ہیں۔ ان مفکرین نے اپنے اطراف و اکناف کے ماحول اور اپنی علمی معلومات کی اساس پر کتابی درجہ بندی میں صرف ان موضوعات پر خصوصی توجہ دی جس سے ان کا زیادہ تر تعلق رہا یا ان موضوعات پر جن پر ان ممالک کے کتب خانوں میں مطالعاتی مواد کثیر تعداد میں موجود تھا۔ ان اسکیموں کا (جن کے خاکے پچھلے صفحات پر پیش کیے گئے ہیں) انفرادی اور اجمالی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک مفکر نے اپنے مذہب، عقائد، فلسفہ، زبان، ادب اور ملک کے متعلق موضوعات کی تفصیلی درجہ بندی کی ہے اور ان کے مقابلہ میں دیگر مذاہب، عقائد، فلسفہ، زبان، ادب اور ممالک کے متعلق موضوعات پر کم توجہ دی ہے۔ مغربی ممالک کے مفکرین جو زیادہ تر عیسائی مذہب کے پیرو کار ہیں اور ان کی معلومات مشرقی ممالک کی زبانیں، ادب اور دیگر علوم کے متعلق محدود ہیں نیز مغربی ممالک کے کتب خانوں میں مشرقی علوم وغیرہ پر کتابوں کی کمی کی وجہ سے ان علوم سے ان کی ناواقفیت ان کی مرتب کردہ درجہ بندی اسکیموں پر اثر انداز ہوئی جس کی وجہ سے ان اسکیموں میں مشرقی علوم کے موضوعات پر خاطر خواہ درجوں کی کمی نظر آتی ہے۔

انیسویں اور بیسویں صدی، میں امریکہ اور یورپ میں مروجہ درجہ بندی اسکیموں میں ڈیوی اعشاریائی اسکیم جس کی اساس عربی ہندسوں اور اعشاریائی تقسیم پر ہے، افریقی اور ایشیائی ممالک میں بھی مقبول عام ہوئی۔ سولھویں ایڈیشن کی اشاعت کے بعد یہ اسکیم عالمگیر حیثیت اختیار کر گئی۔ جب اس اسکیم کے تحت ان ممالک کے کتب خانوں کے ذخائر کتب کی درجہ بندی کی جانے لگی تو عیسائیت کے علاوہ دیگر مذاہب، مشرقی فلسفہ، ان ممالک کی لسانیات، ادبیات، تاریخ وغیرہ پر درجوں کی کمی شدت سے محسوس کی جانے لگی۔ مغربی ممالک کے کتب خانوں میں بھی مشرقی علوم، مذاہب، لسانیات وغیرہ پر موجود کتب کی درجہ بندی میں مسائل پیدا ہونے لگے جس کی وجہ سے مشرقی اور مغربی ممالک کے لائبریرین نے ڈیوی اور اس کی ادارتی کمیٹی کی توجہ ان امور

کی طرف مبذول کرائی۔ مشرقی ممالک کے لائبریرین نے اپنی ضروریات کے تحت یا تو ان کے متعلقہ موضوعات کو ڈیوی میں مختص شدہ نمبروں یا علامات میں وسعت دے کر ان علوم کے متعلقہ موضوعات کو شامل کیا یا کچھ نمبروں کی تنسیخ، تبدیلی اور توسیع کے ساتھ دوبارہ ان درجوں کو مرتب کیا۔

ہندوستان میں انڈین لائبریرین ایسوسی ایشن نے ہندوستان کے مذاہب، فلسفہ، لسانیات، ادبیات اور تاریخ و علاقائی تقسیمات میں خامیوں، تنگی اور کمی کو محسوس کرتے ہوئے ۱۹۳۵ء میں ایک ذیلی کمیٹی برائے درجہ بندی تشکیل دی جس کے کنوینر محمد شفیع مرحوم تھے جو اس وقت امپیریل کونسل آف ایگریکلچرل ریسرچ کے لائبریرین تھے۔ اس ذیلی کمیٹی کے کنوینر کی حیثیت سے محمد شفیع صاحب نے " اس کام کی ابتداء کرتے ہوئے اس وقت کے ہندوستانی کتب خانوں میں ان موضوعات کے لیے استعمال کی جانے والی تقسیمات کو اکٹھا کیا، ان کی ترتیب و تدوین کی اور ان کی روشنی میں اپنی سفارشات کو بحث و مباحثہ کے لیے پیش کیا۔ سفارشات کے منظور ہونے کے بعد ان تقسیمات کو انڈین لائبریری ایسو سی ایشن نے اپنے جریدہ میں شائع کیا، تب ہی سے برصغیر ہندو پاکستان کے کتب خانوں میں اسلامی اور مشرقی علوم کے موضوعات کے لیے استعمال کیے جانے والے نمبروں میں یکسانیت پیدا ہو چلی تھی[۱]"۔

تقسیم ہند کے بعد محمد شفیع مرحوم (۱۹۴۷ء میں) پاکستان چلے آئے اور اپنی کتاب "انتظام کتب خانہ" کراچی سے ۱۹۴۹ء میں شائع کروائی۔ "اس کتاب میں مناسب ترمیم و اضافہ کے بعد ان نمبروں کو بھی شامل کیا گیا تھا۔۔۔سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد جب شفیع صاحب نے کراچی یونیورسٹی لائبریری میں مشیر درجہ بندی کی حیثیت سے ۱۹۶۰ء میں کام شروع کیا تو شعبہ لائبریری سائنس کی درخواست پر ۔۔۔ اسلامی اور مشرقی علوم کے ڈیوی نمبروں کی مزید توسیع کی ذمہ داری بھی قبول کر لی[۲]" اس سلسلہ میں شعبہ لائبریری سائنس جامعہ کراچی نے شعبہ کے دیگر افراد اور شفیع صاحب پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی۔ محمد شفیع صاحب نے اپنے وسیع مطالعہ اور تجربہ کی بناء پر اور کمیٹی کے دیگر اراکین کی اعانت سے ڈیوی کے متعلقہ موضوعات بشمول فلسفہ، مذہب اسلام، اردو اور دیگر علاقائی زبانوں اور ان کے ادب کے ڈیوی کے تجویز کردہ نمبروں میں توسیعات کر کے ایک اسکیم مرتب کی جو بعد میں شفیع توسیعی اسکیم کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ اسکیم ۱۹۶۲ء میں پاکستان لائبریری ریویو کے شمارہ ۱-۲ ، جلد ۴ میں شائع ہوئی۔

شفیع اسکیم کے علاوہ ہندوستان اور دیگر ممالک کے ماہرین کتابداری نے مشرقی علوم و مذاہب وغیرہ پر اپنی اپنی اسکیمیں مرتب کیں جن میں

اسلام پر قابل ذکر قیصر اسکیم، تبروک (TEBROC) اسکیم، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کی اسکیم، الشنیطی اسکیم وغیرہ ہیں۔

مشرقی اور مغربی ممالک کے لائبریرین کی جانب سے ڈیوی میں ان موضوعات کی درجہ بندی کی خامیوں کو دور کرنے اور متعلقہ موضوعات کے لیے مناسب درجوں کی فراہمی کا مطالبہ شدت اختیار کر گیا توڈیوی ادارتی کمیٹی نے ۱۹۶۴ء میں K. Van Sarah اور اس کی اعانت کے لیے Paulin A. Seely کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ ان ممالک میں جا کر ان مسائل کاجائزہ لیں۔ ان دونوں نے ۲۳ ممالک کا دورہ کیا اور ان ممالک کے سینئر لائبریرین اور دیگر ماہرین سے ملاقات کی اور ان سے تبادلہ خیال کیا۔ اس تفصیلی جائزہ کی بنیاد پر سارا کے۔ وان نے اپنی سفارشات ادارتی کمیٹی کو پیش کیں جس کی وجہ سے مشرقی علوم پر سترھویں ایڈیشن میں کچھ محدود تبدیلیاں اور توسیعات کی گئیں۔ بعد کے ایڈیشنوں میں بھی کچھ تبدیلیاں اور توسیعات ہوتی رہیں مگر پھر بھی ساری خامیوں اور کمی کو دور نہیں کیا جا سکا۔

ڈیوی کی اعشاریائی درجہ بندی میں اسلامی اورمشرقی علوم وغیرہ میں جن خامیوں اور کمی کی نشاندہی کی گئی اور ان کے لیے مختص شدہ درجوں میں جو توسیعات یا تبدیلیاں کی گئیں، ان مضامین کی تفصیل حسب ذیل ہے:

فلسفہ مشرق اور اسلامی فلسفہ

ڈیوی کے فلسفہ کے بنیادی درجہ (100) کے تحت ایک سو نمبروں میں ابتدائی دس معیاری درجوں کے علاوہ ۲۰ نمبر 180 تا 199 فلسفہ کے لیے مختص ہیں۔ ان میں سے 180 تا 189 قدیم اور عہد وسطیٰ کے فلسفہ کے لیے اور 190 تا 199 عہد جدید میں فلسفہ مغرب کے موضوعات کے لیے متعین ہیں۔ ان بیس (۲۰) نمبروں میں سے صرف ایک نمبر یعنی 181 فلسفہ مشرق کے لیے مختص کیا گیا ہے اور باقی ۱۹ نمبر مغربی ممالک کے مفکرین کے فسلفہ کے لیے۔ سولھویں ایڈیشن میں اس بنیادی درجہ کے ذیلی درجے حسب ذیل تھے:

181 فلسفہ مشرق

181.1 مشرق بعید کا فلسفہ ←
- 181.11 چینی فلسفہ/ چین اور کوریا
- .12- جاپانی فلسفہ
- .15- پاکستانی فلسفہ/ پاکستان اور بنگلہ دیش
- .16- انڈونیشی فلسفہ
- .17- فلپائنی فلسفہ

.2- مصری فلسفہ

.3- یہودی فلسفہ/ فلسطین اردن، اسرائیل

.4- ہندوستانی فلسفہ

.5- ایرانی فلسفہ

6.- 181 شالدین فلسفہ ‏‏ [19.-181 جنوب مشرقی ایشیا کا فلسفہ

7.- سبین فلسفہ

8.- فینقی (Phoenician) فلسفہ/ شام و لبنان

9.- دیگر مشرقی فلسفے

سترھویں ایڈیشن میں ذیلی عنوانات میں وسعت دی گئی۔ 181.1 "مشرق بعید" کے عنوان کو بدل کر "مشرق بعید اور جنوبی ایشیا کا فلسفہ" کر دیا گیا اور اس کے ذیلی عنوان میں وسعت دے کر 181.15 پاکستان کے لیے مختص کیا گیا اور پھر بیسویں ایڈیشن میں "پاکستان اور بنگلہ دیش" کر دیا گیا۔ 181.4 ہندوستان کے فلسفہ کے تحت ذیلی تقسیمات کی بھی توسیع کی گئی۔

سولھویں ایڈیشن میں 189 کے لیے مختص شدہ عنوان عہد وسطیٰ کا فلسفہ کو بعد کے ایڈیشن میں بدل کر عہد وسطیٰ کا مغربی فلسفہ کر دیا گیا اور 189.3 جو عرب فلسفہ کے لیے متعین تھا اس کو متروک کر کے عرب فلسفہ کو 181.947 میں درجہ بندی کرنے کو کہا گیا۔

فلسفہ کے تحت تمام مشرقی ممالک کے فلسفہ کو بغیرکسی زمانہ کی قید کے بیس (۲۰) نمبروں میں سے صرف ایک نمبر مختص کیا گیا۔ مزید ایک ذیلی نمبر جو 189 کے تحت 189.3 عرب فلسفہ کے لیے مختص تھا، اس کو یہاں سے متروک کر دیا گیا۔ مزید برآں ڈیوی نے اسلامی فلسفہ کا تذکرہ ہی نہیں کیا جبکہ یہودی فلسفہ کے لیے 181.3 مختص کیا ہے۔

شفیع اسکیم میں فلسفہ کے ذیلی درجہ "فلسفہ مشرق" (181) میں "مغربی فلسفہ" جس کو سولھویں ایڈیشن میں مختص شدہ 189.3 کو متروک کر کے 181.947 میں رکھا گیا تھا، اس کو رد کرتے ہوئے شفیع صاحب نے اس موضوع کے لیے پرانے نمبر یعنی 189.3 ہی کو برقرار رکھا اور اس کو ادوار کے لحاظ سے تقسیم کیا اور ہند و پاکستان کے فلسفیوں کے لیے (190) فلسفہ جدید کے تحت 199.547 کا نمبر تجویز کیا۔

سید محمود حسن قیصر امروہوی نے اپنی اسکیم "ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کی توسیعات" (جس کی اشاعت پہلی مرتبہ ۱۹۶۳ء میں ہوئی) میں فلسفہ مشرق کے ڈیوی کے تجویز کردہ نمبروں اور موضوعات کو برقرار رکھا۔ البتہ سوانح میں 921 (فلسفیوں کی سوانحات) کے تحت 181 کے مجوزہ موضوعات کی ترتیب کو برقرار رکھتے ہوئے 921.91 میں فلاسفہ مشرق کے تحت متعلقہ موضوعات کو ترتیب دیا اور عرب فلاسفہ کو 921.91947 میں رکھا۔ ہندوستانی ادارہ برائے اسلامک اسٹڈیز نے فلسفہ اسلام کو"اس 21" (IS21)میں رکھتے ہوئے اس کی توسیعات کیں، ضیاء الدین سردار نے فلسفہ کو K میں رکھا اور شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی

لائبریری نے 189 میں۔ غنی الاکرم سبزواری نے اپنی کتاب "درجہ بندی، فلسفہ مشرق، اسلام، السنہ مشرقیہ پاکستان" جلد دوم میں فلسفہ مشرق کو ڈیوی کے تجویز کردہ نمبر 181 کے تحت رکھتے ہوئے ڈیوی کے مختص شدہ ذیلی درجوں کو برقرار رکھا۔ البتہ پاکستان کے فلسفہ کا نمبر 181.15 کی بجائے ایرانی فلسفہ کے لیے مختص شدہ نمبر 181.5 تجویز کیا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ "اس کو 181.5 نمبر دیا گیا ہے تاکہ پاکستانی فلسفہ پرمواد کو سہولت کے ساتھ پھیلا کر رکھا جا سکے[۲]"۔

اس اسکیم میں پاکستانی فلسفہ کی ابتداء بارہویں صدی ہجری، شاہ ولی اللہ سے شروع کی گئی ہے۔ فلسفہ اسلام کو سبزواری صاحب نے 189 تجویز کیا ہے جو ڈیوی کی اسکیم میں عہد وسطیٰ کے مغربی فلسفہ کے لیے مختص ہے۔

مذہب (200)

ڈیوی سولھویں ایڈیشن میں مذہب کے ایک سو نمبروں میں سے ابتدائی نو نمبر یعنی 201 تا 209 مذہب کے معیاری درجوں کے لیے مختص کیے گئے تھے ان کو بعد کے ایڈیشنوں میں عیسائیت کے معیاری درجوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔ باقی ۹۰ درجوں میں سے ۸۰ درجوں کو عیسائیت کے مختلف موضوعات میں تقسیم کرتے ہوئے صرف دس یعنی 290 تا 299 درجوں کو "دیگر تقابلی مذاہب" کے لیے مختص کیا گیا جس میں 291 "تقابلی مذاہب" کے لیے رکھا گیا۔ باقی درجوں میں سے 294 برہمنیت اور اس کے متعلقہ مذاہب (بیسویں اشاعت میں مذاہب مشتق کر دیا گیا) کو؛ 295 زرتشت اور متعلقہ مذاہب کو 296 یہودیت کو اور 297 اسلام اور بہائی ازم کے لیے مختص کیا گیا۔ سولھویں تا بیسویں اشاعتوں میں 298 مستقلاً متروک کر دیا گیا اور 299 دیگر مذاہب کے لیے رکھا گیا۔ 292 اور 293 بالترتیب یونانی و رومن مذاہب اور جرمینک مذہب کے لیے رکھے گئے۔ اس تقسیم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا کے قدیم مذاہب برہیمنیت اور متعلقہ مذاہب، زرتشت، یہودیت اور اسلام کو صرف ایک ایک نمبر مختص کیا گیا جبکہ یہودیت اور اسلام دو الہامی مذاہب ہیں اوردنیا کے ہر خطے میں ان کے ماننے والے ہیں اور ان مذاہب پر کثیر تعداد میں مطالعاتی مواد بھی موجود ہے۔

اسلام

ڈیوی نے پندرھویں ایڈیشن تک اسلام کی بجائے محمڈن ازم کا لفظ استعمال کیا گیا اور بعد میں مسلم ممالک کے احتجاج پر اس کو بدل کر سولھویں ایڈیشن میں اسلام کیا گیا اور اس کے تحت یہ لکھا گیا؛

"297.2 تا 297.7 کو 291.2 تا 291.7 کی طرح تقسیم کیا جائے؛ مثلاً عقیدہ کی ترویج"297.7"-297 کے درجے کی مزید توسیع کرتے ہوئے 297.1 مآخذ, 297.8 فرقے بشمول سنی، شیعہ، اثناء عشری، اسماعیلیہ اور احمدیہ اور 297.89 بہائی عقیدہ بشمول باب ازم کو مختص کیا گیا (جبکہ بہائی ازم اور باب ازم کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے)۔

297.1 کے ذیلی درجے کے نیچے یہ لکھا گیا؛

"291.81 کی طرح تقسیم کیا جائے؛ مثلاً قرآن 297.12"

اسلام کے لیے ڈیوی کی یہ تقسیم اور اس کی توسیعات بالکل ہی ناکافی تھیں جبکہ مذہب اسلام کے مختلف موضوعات پر دنیا بھر کے اکثر کتب خانوں میں (سولھویں ایڈیشن کی اشاعت کے وقت) وافر مقدار میں کتابیں اور دیگر مطالعاتی مواد دستیاب تھا۔ جب اس اسکیم کے تحت اسلام کے موضوعات پر کتابوں کی درجہ بندی، مغربی اور مشرقی ممالک، خصوصاً مسلم ممالک کے کتب خانوں میں کی جانے لگی تو اسلام کے موضوعات پربنیادی ، ذیلی اور زیر ذیلی درجوں کی کمی کو شدت سے محسوس کیا گیا اور ڈیوی کی ادارتی کمیٹی کی توجہ اس طرف مبذول کرائی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ ماہرین کتابداری نے مشرقی علوم خصوصاً اسلام کے درجہ 297 کی توسیع کی۔ اسلام کے درجہ 297 کی توسیعی اسکیموں میں قابل ذکر اسکیمیں حسب ذیل ہیں:

(1) جمیل احمد نقوی کی اسکیم، (2) جامعہ عثمانیہ کی اسکیم، (3) ایس۔ ایم۔ ایچ۔ قیصرکی اسکیم، (4) حاجی محمد شفیع کی اسکیم (ان چار اسکیموں کا تعلق ہندوستان سے ہے) اور (5) تہران بک پراسسنگ سینٹر (TEBROC) کی اسکیم جو کہ ایران کی ہے۔

ان اسکیموں میں اسلام کے لیے ڈیوی کا مجوزہ نمبر 297 کو برقراررکھتے ہوئے اسلام کے متعلقہ موضوعات کو ذیلی درجوں اور جزئیات میں تقسیم کیا گیا جبکہ مصر کے الشنیطی اور علی امام عطیہ نے اسلام کو 210 تا 279 کے درجہ 8 (جبکہ یہ درجے ڈیوی میں فطری دین (Natural Theology) ، بائیبل اور عیسائیت کے متعلقہ موضوعات کےلیے مختص تھے) اور عراق کے امیر ابراہیم کنڈلچی نے220 تا 279 کے درجے مختص کیے۔ انڈین انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز (IIIS) نےنہ تو 297 کی توسیع کی اور نہ ہی ڈیوی کے مختص شدہ نمبروں کو تبدیل کیا بلکہ UDC جس کی بنیاد ڈیوی ہے اس کے مذہب کے نمبر (2) کی بنیاد پر ایک الگ اسکیم اسلام اور متعلقہ موضوعات کے لیے وضع کی اور "2" کے ساتھ اسلام کا مخفف "الف س/IS" لگا کر اسلام کے موضوعات کو متعین کیا۔ ان توسیعات اورتبدیلیوں کو قبول کرتے ہوئے ان ممالک کے کتب خانوں میں اسلام پر کتابوں کے

جدول نمبر۳

ڈیوی میں اسلام کے لیے مختص شدہ نمبر ۲۹۷ کی توسیعات

موضوعات	جمیل احمد نقوی	جامعہ عثمانیہ	ایس- ایم-ایچ- قیصر	حاجی محمد شفیع	تہران بک پراسننگ سینٹر
عمومی/ معیاری موضوعات	297.01-09	297.01-09	297.01-09	297.01-09	297.01-09
قرآن	297.1	297.1	297.12	297.1	297.1
حدیث	297.2	297.2	297.13	297.2	297.2
فقہ	297.3	297.3	297.14	297.3	297.03
عقائد و کلام	297.4	297.4	297.2	297.4	297.4
فرقے	297.8	297.48	297.8	297.8	297.5
مذہبی رسومات/عملی عبادات	297.5	.	297.3	297.5	297.7
اخلاقیات	297.7	.	297.5	297.7	297.6
تصوف	297.6	.	297.4	297.6	297.8
تاریخ، جغرافیہ اور سوانح	297.9	297.9	297.9	297.9	297.9

ذخائر ان توسیعات میں سے کسی ایک کی بنیاد پر درجہ بندی کی جانے لگی۔ ڈیوی میں اسلام کے لیے مختص شدہ نمبر 297 کے توسیع شدہ بنیادی درجوں کی تفصیلات جدول نمبر۳ میں دی گئی ہیں۔

مذکورہ بالا پانچ اسکیموں میں سے غالباً جمیل احمد نقوی اور جامعہ عثمانیہ کی اسکیموں کے علاوہ باقی اسکیمیں ڈیوی کے ادارتی کمیٹی کو اس کی اعشاریائی اسکیم میں شمولیت پر غور کرنے کے لیے روانہ کی گئیں۔ قیصر کی اسکیم ڈیوی کی ہدایات کو مدنظر رکھ کر مرتب کی گئی تھی اس لیے یہ خیال تھا کہ اس اسکیم کو سترھویں اشاعت میں شامل کیا جائے گا مگر جب سترھواں ایڈیشن ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا تو اسلام کے لیے تعین کردہ نمبر 297 میں توسیع کر کے اسلام کے متعلقہ موضوعات کو شامل تو کیا گیا مگر اس کی بنیاد ان اسکیموں میں مجوزہ تقسیمات کی بجائے 291 کی تقسیمات تھیں جن کے ساتھ "اسلامی" کا لفظ بڑھا دیا گیا جس کا اندازہ جدول نمبر 4 میں دیے گئے 291 اور 297 کے موضوعات کے تقابلی جائزہ سے کیا جا سکتا ہے۔

جدول نمبر۴

ڈیوی کے 291 کی تقسیمات اور 297 پر ان کا اطلاق

291 Comparative Religion and Mythology	297 Islam and Religions derived from it
-.1 Relation ship and attitudes of religions	-.1 Sources, Relationship attitudes of Islam.
-.2 Religions, doctrines and dogmas	-.2 Islamic Doctrinal theology (Aqaid and Kalam)
-.3 Forms of Worship	-.3 Islamic forms of worship and other practices
-.4 Religious life, asceticism, devotion	-.4 Personal religion in Islam
-.5 Morals, ideals, duties	-.5 Islamic moral Theology
-.6 Religious organizations & leaders	-.6 Islamic leaders and Organi zations
-.7 Activities inspired by religious motives	-.7 Islamic activities
-.8 Sources of Religions	-.8 Islamic Sects and other religion
-.9 Sects	-.9 ——

مندرجہ بالا 291 اور 297 کی تقسیمات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ڈیوی کی ادارتی کمیٹی نے مذکورہ بالا اسلام پر توسیعی اسکیموں کو قبول نہیں کیا بلکہ 297 کو

291 کی تقسیمات کی بنیاد پر توسیع کی ہے۔

ڈیوی تقسیمات میں شفیع اسکیم کی شمولیت کے لیے ڈاکٹر انیس خورشید کوشاں تھے اور ڈیوی ادارتی کمیٹی کے مدیر سے ان کی خط و کتابت بھی جاری تھی۔ اس سلسلہ سے وہ تحریرفرماتے ہیں، "ڈیوی اعشاریائی تقسیم کے مدیر بنجامن اے۔ کسٹر البتہ اپنے خطوط میں یہ تحریر کرتے رہے کہ شفیع توسیع نمبر ڈیوی کی مسلمہ پالیسی سے انحراف کرتے ہیں اس لیے ڈیوی میں ان نمبروں کی شمولیت ان کے لیے مشکل تھی[۴]۔ بنجامن اے۔ کسٹر اپنے ایک خط میں ایک جگہ یوں رقمطراز ہیں:

"297.7-297.2 کی تقسیمات پر مضامین (عیسائیت کے ماسوا) کی تقسیم کے لیے ایک معیار کی حیثیت قبول کر لیا گیا[۵]"۔

بعدازاں کسٹر نے اپنے خط مورخہ ۱۵ جولائی، ۱۹۷۵ء میں ڈاکٹر انیس خورشید کو مطلع کرتے ہوئے تحریر کیا کہ "اعشاریائی تقسیم کی ادارتی کمیٹی اور فارایسٹ پریس نے اپنے پرانے موقف میں ... نرمی کی ہے اور اس بات کا جائزہ لیا جا رہا ہے کہ ایک ایسی تقسیم کو ڈیوی کے انیسویں یا بیسویں ایڈیشن میں شائع کیا جائے جو اسلامی ممالک کے ماہرین کے لیے قابل قبول ہو۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ایرانی اور ہندوستانی تقسیمات کی حالیہ مطبوعات کا بھی حوالہ دیا ہے اور یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ شفیع توسیعی نمبروں کا ان کی روشنی میں از سرنو مطالعہ کیا جائے تا کہ ایک ایسا خاکہ ڈیوی اعشاریائی تقسیم میں شامل کرنے کے لیے بنانا ممکن ہو سکے جو زیادہ سے زیادہ اسلامی ممالک کے لیے قابل قبول ہو سکے[۶]"۔

ڈیوی اعشاریائی ادارتی کمیٹی کے نرم اور ہمت افزاء رویہ کی وجہ سے یہ امید پیدا ہوئی کہ ڈیوی کی تقسیمات میں اسلام کے مجوزہ درجہ میں خاطر خواہ اورمناسب توسیعات کی جائیں گی۔ اس امرکو مدنظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر انیس خورشید نے راقم الحروف سے جو ان دنوں پاکستان لائبریری ایسوسی ایشن (سندھ ریجن) کا سیکریٹری تھا رابطہ قائم کیا اور یہ تجویز پیش کی کہ پاکستان لائبریری ایسوسی ایشن کے تحت ایک ذیلی کمیٹی قائم کی جائے جو شفیع اسکیم کے علاوہ دیگر اسلام پر توسیعی اسکیموں کا بہ نظر غائر جائزہ لے کر اسلام پر مناسب توسیعی اسکیم مرتب کرے جو ڈیوی اعشاریائی ادارتی کمیٹی کی خواہش کےمطابق زیادہ سے زیادہ اسلامی ممالک کے لیے قابل قبول ہو۔ پاکستان لائبریری ایسوسی ایشن (سندھ ریجن) نے مختلف امور کو مدنظر رکھتے ہوئے کراچی کے ماہرین علوم اسلامیہ اور فن کتابداری پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی جس میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے:

(۱) جناب شاہ بلیغ الدین (۲) جناب محمد طاسین (۳) پروفیسر ایوب قادری (۴) جناب فضل اللہ فاروقی (۵) جناب عبدالحلیم چشتی (٦) ڈاکٹرانیس خورشید (فنی مشیر) (۷) سید ریاض الدین (کنوینئر) بعد ازاں ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ حسن الزماں اور ڈاکٹر مظہر بقاء کو اس کمیٹی میں شامل کیا گیا۔

اس کمیٹی نے اسلام پر مرتب کردہ متعدد توسیعی اسکیموں خصوصاً ایرانی اور ہندوستانی تقسیمات کا اجمالی جائزہ لیا۔ ان تقسیمات کی بنیاد اور ان کے استدلالی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے شفیع توسیعی تقسیمات پر غور و خوض کرنے کے بعد "کمیٹی نے شفیع صاحب کے توسیعی نمبروں کو ہی کلیتاً بنیادی خاکہ کی حیثیت سے شامل کرنے کی سفارش کی البتہ ان کے مقامات کی ترتیب میں ایران کی تقسیم قبول کرتے ہوئے اسلامی فرقے کو 297.5 اور تصوف کو 297.8 کی جگہیں دینے کی تجویز کی اور ان کی جگہوں پر پہلے دیے ہوئے عنوانات کو اس نئی ترتیب سے رکھنے کی سفارش کی یعنیعملی عبادات و رسوم (297.6)، اسلامی اخلاق (297.7)"[۷]۔

اس فیصلہ کے بعد کمیٹی نے شفیع توسیعی تقسیمات کے "عنوانات کی جزئیات میں بھی کئی مقامات پر اضافہ اور ترمیم کرنے کی سفارش کی۔ بنیادی طور پرشفیع صاحب کے نمبروں کا علاقائی خاکہ برقرار رکھنے کی (مذکورہ تبدیلیوں کے ساتھ) سفارش کی گئی "[۸]۔ کمیٹی نے بنیادی خاکہ تیار کر کے ڈیوی ادارتی کمیٹی کو اپنی سفارشات کے ساتھ روانہ کر دیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر انیس خورشید نے اس خاکے کی بنیاد پر ایک کتاب مرتب کر کے ۱۹۷۷ء میں شائع کی۔ کمیٹی اس بنیادی خاکے کی تمام ضروری جزئیات کا احاطہ کرنا چاہتی تھی مگر چند ناگزیر حالات کی وجہ سے اس مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

اس کتاب کی اشاعت کے بعد "توسیع شدہ درجہ بندی" کے تحت بنک دولت پاکستان، کراچی کے کتب خانے میں موجود کتب کی نئے سرے سے درجہ بندی شروع کی گئی تو بعض تکنیکی مشکلات پیش آئیں جنھیں ماہرین کے مشوروں سے حل کیا گیا اور بعض نئی تبدیلیاں اور توسیعات کی گئیں۔ اس طرح شفیع صاحب کی توسیعی تقسیمات میں کچھ تبدیلیاں اور توسیعات کمیٹی نے کیں جبکہ بینک دولت پاکستان کے کتب خانے نے ترمیم شدہ شفیع اسکیم کے بنیادی ڈھانچے کو برقرار رکھتے ہوئے ذیلی درجوں اور ان کی جزئیات میں تبدیلیاں اور توسیعات کیں۔

ڈیوی کا انیسواں ایڈیشن ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا مگر اس کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اسلام (297) کی توسیعات میں کوئی خاص تبدیلی نہیں کی گئی۔ جبکہ ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کی ادارتی کمیٹی کے مدیر کیسٹر نے ڈاکٹر انیس

خورشید کو اپنے خط میں اس امرکا اظہار کیا تھا کہ انیسویں یا بیسویں ایڈیشن میں توسیعی اسکیم کی شمولیت پرغورکیا جائے گا۔ کیسٹر کی جگہ John P. Comaroni کو ڈیوی ادارتی کمیٹی کا مدیر مقرر کیا گیا۔ راقم الحروف نے جون ۱۹۸۱ء میں امریکہ میں دورانِ قیام کیمورنی سے ٹیلیفون پر رابطہ قائم کرتے ہوئے شفیع توسیعات کی ڈیوی میں شمولیت کے متعلق دریافت کیا اور بنک دولت پاکستان کی مزید توسیعات کا تذکرہ کیا۔ انھوں نے اس توسیعات کی ایک نقل روانہ کرنے کی خواہش ظاہر کی جس کو اگست ۱۹۸۱ء میں روانہ کر دیا گیا۔ ڈیوی کا بیسواں ایڈیشن ۱۹۸۹ء میں شائع کیا گیا۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اسلام میں پچھلی توسیعات کو برقرار رکھتے ہوئے "باب ازم" اور "بہائی ازم" کو 297.8 سے خارج کر کے 297.9 میں رکھا گیا ہے۔

ان توسیعی اسکیموں کے علاوہ محمود الشنیطی اور علی امام عطیہ نے اپنی توسیعی اسکیموں میں 297 اسلام کے درجوں میں توسیع کرنے کی بجائے ڈیوی کے عیسائیت اور اس کی جزئیات کو مختص شدہ نمبر 210 تا 269 اسلام کو مختص کیے۔ مصر کے محمود الشنیطی ڈیوی کے درجہ اسلام 297 کی توسیع کے لیے کام کر رہے تھے، اس وقت انھوں نے محسوس کیا کہ ڈیوی کا اسلام کے لیے مختص شدہ نمبر 297 ناکافی ہے اور عرب ممالک کے لیے مسائل پیدا کر رہا ہے اس لیے انھوں نے دیگر ماہرین سے مشورہ کر کے اسلام کے لیے مختص شدہ نمبر 297 کو متروک کر کے 210 تا 269 نمبر متعین کیے۔ یہ اسکیم موجز التصنیف العشری کے زیر عنوان ۱۹۶۰ء میں شائع کی گئی۔ مصر ہی کے علی امام عطیہ نے ڈیوی کے پندرھویں ایڈیشن کو عربی میں ترجمہ کرتے ہوئے اسلام اور عرب ممالک سے متعلق دیگر موضوعات میں تبدیلی کی۔ یہ اسکیم ان کی کتاب "کشاف التصنیف المکتبات علی نظام ڈیوی المعدل" میں شامل ہے جو سنہ ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی۔ سعودی عرب کی جامعہ عبدالعزیز کی لائبریری میں ڈیوی کے اٹھارویں ایڈیشن (مطبوعہ ۱۹۶۷ء) کو عربی میں ترجمہ کرتے ہوئے دوسرے متعلقہ درجوں میں توسیع و تبدیلی کے ساتھ ساتھ الشنیطی کی اسکیم کی بنیاد پر اسلام کو 210 تا 269 نمبر مختص کیے اور ان کے موضوعات کو متعین کیا۔ یہ اسکیم "التصنیف العشری وضع اسلہ فلفل ڈیوی" کے زیرعنوان شائع ہوئی۔

غنی الاکرام سبزواری نے جامعہ عبدالعزیز کی لائبریری کی اسکیم میں چند معمولی سی تبدیلیاں کر کے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اس کو اپنی اسکیم کے

نام سے ۱۹۸۱ء میں شائع کیا۔ ان چار اسکیموں میں اسلام کو کل چھ بنیادی درجوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان بنیادی درجوں اور عنوانات کا خاکہ حسب ذیل ہے:

نمبر	محمود الشنیطی	علی امام عطیہ	جامعہ عبدالعزیز لائبریری	غنی الاکرم سبزواری
210-219	اسلام	الدین الاسلامیہ	الدین الاسلامی و علومہ	دین اسلام اور علوم اسلامی
220-229	قرآن اور علوم القرآن	القرآن و علومہ	القرآن الکریم و علوم القرآنیہ	قرآن کریم اور علوم قرآنی
230-239	حدیث	الحدیث النبوی و علومہ	الحدیث الشریف	حدیث شریف
240-249	توحید	الطوایف و القرآن الفرق و العقائد الاسلامیہ	التوحید و اصول الدین	توحید، اصول دین
250-259	فقہ اسلامی	الفقہ و اصولہ	الفقہ اسلامی	فقہ الاسلامی
260-269	تصوف	التصوف	التصوف	تصوف

مندرجہ بالا خاکہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان چاروں تقسیمات کے موضوعات ایک جیسے ہیں۔ کوشش بسیار کے باوجود راقم الحروف کو محمود الشنیطی کی مکمل اسکیم نہیں مل سکی۔ اس لیے اس اسکیم کی تفصیلات کا علم نہ ہو سکا۔ علی امام عطیہ کی توسیعات محدود ہیں۔

ان اسکیموں کے علاوہ عراق کے امیر ابراہیم کنڈلچی نے بھی ڈیوی کی اٹھارویں اشاعت کا ترجمہ کرتے ہوئے 220 تا 279 کے نمبر (جو عیسائیت اور اس کی جزئیات کے لیے ڈیوی میں مختص تھے) اسلام کے لیے مقرر کیا۔ اس نے بھی اسلام کو چھ بنیادی درجوں یعنی اسلام، صیغہ عمومی 220 تا229 مختص کرتے ہوئے 221 سیرت کے لیے، 222 سوانح اورتاریخ خلافت راشدہ کے لیے، 223 مسلم ممالک کی تاریخ کے لیے اور 224 تا 229 کو اسلام کا تعلق دوسرے مضامین کے لیے رکھا اور 230 تا 239 کو قرآن اور اس کے علوم کے لیے مختص کیا جبکہ 240 تا 249 احادیث کے لیے، 250 تا 259 اسلامی فرقوں کے لیے، 260 تا 269 فقہ کے لیے اور 270 تا 279 تصوف اور مساجد و خانقاہوں کے لیے مختص کیا۔

ڈاکٹر انیس خورشید نے اسلام کی تقسیمات کی ایک اسکیم جو کسی کتاب کا حصہ معلوم ہوتی ہے راقم الحروف کو عطا فرمائی جس پر کسی شخص کا نام نہیں تھا۔ اس اسکیم میں اسلام کے دس بنیادی درجوں کو 210 تا 219 میں رکھا گیا جس میں 210 اسلام کے عمومی مضامین کےلیے مختص کیا گیا اور اس میں

معیاری ذیلی درجے رکھے گئے۔ قرآن اور اس کے علوم، تفاسیر و تراجم کو 211 اور 212 میں، حدیث کو 213 میں، اسلامی کلام و عقائد کو 214 میں، اسلامی فرقوں کو 215 میں، فقہ اور فرقوں کے فقہ کو 216 اور 217 میں، رسومات کو 218 میں اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو 219 میں رکھا گیا۔ قرآن اور تفاسیر و تراجم اور فقہ کو ایک ایک نمبر میں رکھنے کی بجائے ان مضامین کو دو دو نمبر مختص کیے گئے۔

وہ اسکیمیں جن میں اسلام کو 210 تا 219 یا 210 تا 269 یا 220 تا 279 کے نمبر مختص کیے گئے وہ سب عرب ممالک میں وضع کی گئیں۔ ڈیوی کی عالمگیر حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ غیر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ نمبر جن کو ڈیوی نے فطری دین/مذہب، بائبل اور عیسائیت کی جزئیات کے لیے مقرر کیا، ان کو اسلام کے لیے استعمال کیا جائے۔ یہ تبدیلیاں ان کتب خانوں کے لیے کسی حد تک مناسب معلوم ہوتی ہیں جن میں اسلام پر مطالعاتی مواد کثیر تعداد میں موجود ہو اور برائے نام مطالعاتی مواد عیسائیت پر ہو مگر ان کتب خانوں میں جہاں اسلام اور عیسائیت پر اچھا خاصا مواد موجود ہو ان کے لیے یہ اسکیمیں مسائل پیدا کر سکتی ہیں۔

لسانیات (400)

ڈیوی نے سولھویں اشاعت میں لسانیات کے ایک سو نمبروں میں ابتدائی نو نمبر یعنی 401 تا 409 معیاری درجوں کے لیے مقرر کیا اور 410 تقابلی علوم السنہ کے تحت 411 تا 419 میں لسانیات کے عمومی درجے مختص کیا جو حسب ذیل ہیں:

411	اصوات و کتابت	412	علم الاشتقاق
413	علم اللغت و لغات	414	زبانوں کی اصوات
415	قواعد	416	عروض
417	بولیاں	418	نصابی/درسی کتابیں
419	غیر صوتی ترسیل		

باقی ۸۰ نمبروں میں سے ۷۰ نمبر یورپی زبانوں کے لیے متعین کیے گئے جن میں سے 420 تا 429 انگریزی کے لیے، 430 تا 439 جرمن کے لیے ، 440 تا 449 فرانسیسی کے لیے، 450 تا 458 اطالوی کے لیے اور 459 رومانین کے لیے، 460 تا 468 ہسپانوی اور 469 پرتگیزی کے لیے، 470 تا 479 لاطینی اور اس سے مشتق زبانوں کے لیے اور 480 تا 489 کلاسیکی یونانی کے لیے اور صرف دس نمبر یعنی 490 تا 499 دنیا بھر کی دوسری زبانوں کے لیے رکھے گئے۔ انگریزی کے 420 تا 428

کے درجوں کو ذیلی درجوں میں خاطر خواہ توسیع کی گئی۔ دیگر زبانوں کو 490 مختص کر کے مندرجہ زبانوں کو رکھا گیا ہے:

491 دیگر ہند و یورپین زبانیں
492 سامی زبانیں
493 حامی زبانیں
494 ترکی و دیگر زبانیں
495 جنوبی مشرقی ایشیا کی زبانیں
496 افریقی زبانیں
497 شمالی امریکہ کی زبانیں
498 جنوبی امریکہ کی زبانیں
499 آسٹریلوی زبانیں

سترھویں یا بیسویں اشاعتوں میں ان ہی درجوں کو برقرار رکھتے ہوئے ذیلی درجوں میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں اور ان میں توسیع کی گئی۔ ان زبانوں میں سے 491 یعنی دیگر ہند یورپین زبانوں کو حسب ذیل، ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا:

491	**Indo-European languages Other**	491 دیگر انڈویورپین زبانیں
-.1	Indic Languages	1.- ہندوستانی زبانیں
-.2	Sanskrit	2.- سنسکرت
-.3	Middle Indic Languages	3.- درمیانی/ہندوستانی زبانیں
-.4	Modern Indic Languages	4.- جدید ہندوستانی زبانیں
-.41	Sindhi	41.- سندھی
-.42	Punjabi	42.- پنجابی
-.43	Hindustani (Hindi, Urdu)	43.- ہندوستانی (ہندی، اردو)
-.44	Bengali	44.- بنگالی
-.45	Oriya	45.- اوڑیا
-.46	Marathi	46.- مراٹھی
-.47	Gujrati	47.- گجراتی
-.48	Singhalese	48.- سنگھالی
-.49	Other modern Indic Languages	49.- دیگر جدید ہندوستانی زبانیں
-.5	Iranian and Armenian Languages	5.- ایرانی اور آرمینین زبانیں
-.6	Celtic Languages	6.- کلٹی زبانیں
-.7	Russian	7.- روسی
-.8	Other slavic Languages	8.- دیگر سلاوی زبانیں

9.- بالٹک زبانیں -.9 Baltic Languages

99.- دیگر انڈو- یورپین زبانیں Other Indo-European Languages -.99

جدید ہندوستانی زبانوں (491.4) میں نہ صرف ایشیائی ممالک کی اکثر زبانوں کو رکھا گیا بلکہ اس ذیلی درجہ میں روسی بالٹک اور دیگر انڈو-یورپین زبانوں کو بھی رکھا گیا۔ زبانوں کی ایک بڑی تعداد اس ایک نمبر میں رکھنے کی وجہ ۳۲ زبانوں کو زیر ذیلی درجہ میں اور ۵ زبانوں کو دیگر تقسیمات میں رکھنے کی ضرورت پیش آئی جبکہ یورپ کی سات زبانوں کو 9 اور 8 درجوں میں رکھا گیا۔

اردو زبان جو نہ صرف برصغیر ہندو پاک بلکہ ایشیاء کے مختلف ممالک میں بولی، سمجھی اور لکھی جاتی ہے، اس زبان میں کثیر تعداد میں مطالعاتی مواد شائع ہوتا رہتا ہے اور صرف ہندو پاک ہی نہیں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک کے بڑے کتب خانوں میں اس زبان میں مطالعاتی مواد دستیاب ہے، اس کے باوجود ڈیوی نے اردو کو 491.43 ہندوستانی زبان میں شامل کیا - سترھویں ایڈیشن میں 491.43 کے عنوان کو بدل کر مغربی ہندی زبانیں کر دیا گیا اور اس میں 491.431 تا 491.439 ہندی کے معیاری لسانی درجوں کے لیے 491.437 تا 491.436 ہندی کے معیاری لسانی درجوں کے لیے اور 491.437 تا 491.438 کو ہندی کے دیگر عنوانات کے لیے مقرر کیا گیا اور اردو کو 491.439 میں رکھا گیا۔ بیسویں اشاعت میں491.4301 تا 491.4386 ہندی کو ذیلی معیاری لسانی درجوں میں رکھتے ہوئے اردو کو وہی 491.439 کے زیر ذیلی درجے میں رکھا۔

سولھویں اشاعت میں سندھی، پنجابی، بنگالی، اڑایا، مرہٹی، گجراتی اور سنگھالی زبانوں کو جن میں مطالعاتی مواد اردو کے مقابلہ میں بہت کم ہے، 491.4 کے تحت زیر ذیلی درجوں بالترتیب 491.41، 491.44،491.42، 491.46،491.45، 491.47، اور 491.48 بیں رکھا گیا اور تقریباً اس سے ملتی جلتی کیفیت بیسویں اشاعت میں بھی پائی جاتی ہے۔ دیگر ہندیورپین زبانوں کا غائر مطالعہ کیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ 491.1 (ہندوستانی زبانیں) میں کسی زبان کو اس میں مختص نہیں کیا ہے لہذا اس نمبر کو متروک کیا جا سکتا ہے جبکہ 491.4 کلٹی زبانیں، 491.7 (روسی زبانیں) 491.8 (دیگر سلاوی زبانیں) اور 491.9 (دیگر ہند-یورپین زبانیں) کو یہاں سے متروک کر کے کسی اور مناسب اور متعلقہ زبانوں کے ساتھ رکھا جا سکتا ہے۔ ان درجوں کو خارج کر کے باقی زبانوں کو مناسب نمبروں کے ساتھ مرتب کیا جا سکتا ہے۔ ایسی زبانیں جو اس درجہ میں مختص شدہ زبانوں سے مماثلت رکھتی ہیں؛ مثلاً ڈاروِیڈین زبانیں جو 494.8 میں رکھی

گئی ہیں ان کو اس درجہ میں مناسب جگہ دی جا سکتی ہے۔

ڈیوی کی سولھویں اور اس سے قبل کی اشاعتوں میں ایشیائی زبانوں کے لیے مختص شدہ درجوں اور ان کی توسیعات میں کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوپاک، ایران اور عرب ممالک کے کچھ ماہرین کتابداری نے اپنی متعلقہ زبانوں میں ڈیوی کے مختص شدہ نمبروں میں توسیعی اسکیمیں مرتب کیں یا ان نمبروں کو بدل کر دیگر نمبروں اور علامات کے ساتھ علیحدہ اسکیمیں مرتب کیں۔ طوالت سے گریز کرتے ہوئے اس باب میں پاکستان سے متعلقہ زبانوں میں توسیعی اسکیموں کا ایک جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) اردو

سید جمیل احمد نقوی نے اپنی اسکیم مرتبہ ۱۹۳٦ء میں ہندوستانی زبانوں، عربی اور فارسی کے ساتھ اردو زبان میں توسیعات کی ہیں۔ انھوں نے اردو کے لیے 491.43 مختص کیا۔ ڈیوی کے مرتب شدہ معیاری تقسیم کے ذیلی درجوں کی اساس پر اردو زبان کا فلسفہ، مضامین وغیرہ کو 491.4301 تا 491.4309 میں رکھا اور 491.431 تا491.438 کو ڈیوی کی 420 کی تقسیمات کی طرز پر ان میں توسیعات کیں۔ جامعہ عثمانیہ کی لائبریری نے اپنی مرتبہ اسکیم میں اردو کو491.43 ہی میں رکھا اور ڈیوی میں مذکورہ اصولوں کی اساس پر توسیع کی۔ سید محمود حسن قیصر اپنی اسکیم جو اسلام اور دیگر موضوعات پرہے، اس میں ڈیوی کا مختص شدہ نمبر 491.43 ہندوستانی زبانیں بشمول اردو، ہندی کو برقرار رکھتے ہوئے 492.7 عربی کی توسیعات کی طرح اردو اور ہندی کے درجوں میں توسیع کرنے کی سفارش کی۔ حاجی محمد شفیع نے اپنی اسکیم مطبوعہ ۱۹۴۹ء میں اردو کو 491.43 میں رکھا اور جمیل نقوی کی توسیعات سے مطابقت رکھتے ہوئے ذیلی درجوں اور جزئیات میں توسیع کی۔ اختر حسین نے شفیع توسیعات کو اپنی اسکیم میں برقرار رکھا۔ غنی الاکرم سبزواری نے اپنی اسکیم میں عربی رسم الخط میں لکھی جانے والی زبانوں کو 450 تا 459 میں رکھتے ہوئے اردو کو 455 مختص کیا۔

اردو کی مذکورہ توسیعی اسکیموں میں سے چند اسکیمیں وہ ہیں جس میں 491.43 میں توسیع کی گئی اور چند وہ ہیں جن میں ڈیوی کے مختص شدہ نمبر کو بدل دیا گیا۔ ڈیوی میں مختص شدہ نمبر 491.43 میں توسیعی اور دیگر اسکیموں کا خاکہ جدول نمبر ۵ میں دیا گیا ہے۔

ان تقسیمات کی ڈیوی کی توسیعات پر مبنی ذیلی درجوں میں توسیع کی گئی۔ ان اسکیموں میں نقوی، جامعہ عثمانیہ، قیصر اور شفیع نے ڈیوی کے مختص شدہ نمبر 491.43 ہی کو ذیلی درجوں اورجزئیات میں توسیع کی جبکہ سبزواری نے

جدول نمبر۵

اردو زبان کے ڈیوی کے مختص شدہ نمبر 491.43 کی توسیعات اوردیگرمجوزہ نمبر

موضوعات	انگریزی زبان کی توسیعات کا نمبر ڈیوی	نقوی	جامعہ عثمانیہ	قیصر	شفیع	سبزواری	پنجاب عوامی کتب خانہ	الطاف شوکت
	420	491.43				455	450	410
اصوات و کتابت	421	491.431	491.431	491.431	491.431	455.1	451	411
علم الاشتقاق	422	491.432	491.432	491.432	491.432	455.2	452	412
علم الغت و لغات	423	491.433	491.433	491.433	491.433	455.3	453	413
مترادفات ، اضداد،متجانسات	424	491.434	491.434	491.434	491.434	455.4	454	-
قواعد، گرامر	425	491.435	491.435	491.435	491.435	455.5	455	415
عروض	426	491.436	491.436	491.436	491.436	455.6	456	-
بولیاں	427	491.437	491.437	491.437	491.437	455.7	457	417
نصابی/درسی کتابیں	428	491.438	491.438	491.438	491.438	455.8	458	418
متفرقات	429	-	-	-	-	455.9	-	-

450 کے بنیادی درجہ (جس کو ڈیوی نے اطالوی اور دیگر متعلقہ زبانوں کے لیے متعین کیا تھا) میں سے ایک نمبر 455 اردو کے لیے مختص کیا اوراعشاریہ کے بعد ایک تا ۸ کے اعداد بڑھا کر ڈیوی میں مختص شدہ لسانی موضوعات کو برقرار رکھتے ہوئے اردو کے موضوعات کا تعین کیا؛ مثلاً اردو گرامر (اردو 455+ گرامر 5.) 455.5۔ پنجاب پبلک لائبریری لاہور کے شعبہ السنہ شرقیہ نے اردو زبان کے لیے 450 کا بنیادی درجہ مختص کیا اور ذیلی درجوں کو 451 تا 458 میں تقسیم کیا۔ قائداعظم لائبریری لاہور نے اسی تقسیم کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی اسکیم مرتب کی۔ ڈیوی نے یورپی زبانوں کے علاوہ دیگر زبانوں کے مسائل کے حل کے لیے اٹھارویں اشاعت میں یہ تجویز پیش کی کہ 410 میں سے درمیانی عدد "ایک" حذف کر کے اپنی زبان کے لفظ کا پہلا حرف یا کوئی علامت شامل کرکے اس زبان کا نمبر مقرر کر لیں اور ذیلی درجے کے حرف کے بعد ایک تا ۸ میں مرتب کر لیں؛ مثلاً عربی کا "ع" (410) کے "1" کی بجائے "ع" رکھ لیا جائے تو عربی زبان کا نمبر (4ع0) ہوگا اور درسی کتابوں کا ذیلی درجہ (4ع8) ہوگا۔ اس اصول کو اپناتے ہوئے الطاف شوکت نے اردو زبان کے لیے "1" کی جگہ اِ (الف) شامل کر کے (4اِ0) مختص کیا اور اس کو (4اِ0 تا 4اِ8) میں اردو زبان کے ذیلی درجوں میں تقسیم کیا۔ الطاف شوکت کی یہ تقسیمات اس وقت مسائل پیدا کریں گی جب کسی اور زبان کا پہلا حرف بھی "الف" ہو۔

دیگر پاکستانی زبانیں

ڈیوی نے سندھی کو 491.4، پنجابی کو 491.42، بنگالی کو 491.44، دیگر انڈو ایرانی زبانوں کو 491.59 اور اس کے تحت بلوچی کو 491.591، کشمیری کو 491.597 مقرر کیا۔ ان تمام زبانوں کو ذیلی درجوں اور جزئیات کو معیاری ذیلی درجوں کی بنیاد پر توسیع کرنے کی سفارش کی۔ اردو زبان کی توسیعات کی مذکورہ بالا زبانوں کے لیے ڈیوی کے مختص شدہ نمبروں میں توسیع کی جاتی ہے۔ حاجی محمد شیفع نے اپنی توسیعی اسکیم میں ان زبانوں کے لیے ڈیوی کے مختص شدہ نمبروں کو برقرار رکھتے ہوئے ان میں چند زبانوں کے درجوں میں متعلقہ موضوعات کی خاطر خواہ توسیع کی۔ نقوی نے پنجابی اور کشمیری کو بالترتیب 491.491 اور 491.494 میں رکھا۔ غنی الاکرم سبزواری نے سندھی کو 453، بلوچی کو 454، پنجابی کو 456، پشتو کو 457 اور کشمیری کو 458 میں رکھا۔ ڈیوی نے سولھویں ایڈیشن میں ایرانی اور ارمینین زبانوں کو 491.5 میں رکھتے ہوئے 491.54 آرمینین زبان کے لیے، 491.55 جدید فارسی اور 491.59 کو دیگر ایرانی زبانوں بشمول بلوچی پامیر (Pamir) کے لیے مختص کیا۔ سترھویں اشاعت میں ان

درجوں میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں۔ حاجی محمد شفیع نے 491.5 کو انڈو ایرانی زبانوں کے عنوان کے تحت پشتو کو 491.58 اور دیگر انڈو ایرانی زبانوں کو 491.59 میں رکھا۔ اسی درجہ کو مزید آٹھ ذیلی درجوں میں تقسیم کرتے ہوئے بلوچی کو 491.591 اور کشمیری کو 491.597 میں رکھا۔ سبزواری نے بلوچی، پشتو اور کشمیری زبانوں کو بالترتیب 454، 457 اور 458 میں رکھا۔ ایران کے ادارے TEBROC نے ڈیوی کے مختص شدہ نمبر 491.5 میں توسیع کرنے کی بجائے ڈیوی ہی کے تعین کردہ طریقہ کار کو اپناتے ہوئے فارسی کے پہلے حرف (ف) کو 410 کے درمیانی ہندسہ (۱) کی جگہ شامل کر کے "0 ف 4" مقرر کیا اورجدید فارسی کو "ا ف 4"تا"8ف4" میں رکھتے ہوئے فارسی زبان کے ذیلی درجوں میں تقسیم کیا اور "ب9 ف4" کو بلوچی کے لیے اور "ا پ 9 ف4" پشتو کے لیے مقررکیا۔ اردواور پاکستانی زبانوں کی توسیعی اسکیموں میں مختص شدہ نمبروں کا خاکہ جدول٦ میں دیا گیا ہے۔

اردو ادب

ڈیوی اعشاریائی تقسیمات میں ادبیات (800) کے بنیادی درجوں میں صرف ایک تبدیلی کے علاوہ باقی درجوں کو لسانیات (400) کی اساس پر مرتب کیا گیا۔ سولھویں اشاعت میں لسانیات کے صیغہ میں 410 تا 419 تقابلی لسانیات کے لیے رکھا گیا اور ادبیات میں 810 تا 819 انگریزی میں امریکی ادب کے لیے۔ انگریزی اور دیگر یورپی زبانوں کی ادبیات کو 820 تا 889 میں رکھ کر 890 تا 899 میں دنیا بھر کی دیگر زبانوں کی ادبیات کو رکھا گیا۔ لسانیات کی بنیاد پر اردو ادب کو سولھویں ایڈیشن میں، ہندوستانی (بشمول اردو) کا عنوان دیگر 891.43 میں رکھا اور سترھویں ایڈیشن میں 891.43 کو مزید تقسیم کر کے اردو کو 891.439 میں رکھا گیا۔ یہی نمبر بیسویں ایڈیشن میں بھی مختص کیا گیا۔ انگریزی ادب (820 تا 829) کی توسیعات کی بنیاد پر دیگر زبانوں کی ادبیات کو تقسیم کرنے کی ہدایات دی گئیں۔ سولھویں ایڈیشن میں دیگر زبانوں کی ادبیات میں توسیعات نہیں کی گئی تھیں اس لیے ان ادبیات میں اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے مشرقی ممالک میں ماہرین کتابداری نے کچھ توسیعی اسکیمیں مرتب کیں۔ ان توسیعی اسکیموں میں جمیل احمد نقوی، جامعہ عثمانیہ لائبریری، حاجی محمد شفیع اور سید محمد الحسن قیصر کی اسکیمیں قابلِ ذکر ہیں۔

جمیل احمد نقوی نے اپنی اسکیم میں سنسکرت اور اردو زبان کی ادبیات یعنی 891.2 اور 891.43 میں توسیع کی ہے۔ اردو ادب میں معیاری ذیلی درجوں‌کے علاوہ شاعری، ڈرامہ وغیرہ کو ڈیوی کی ترتیب برقرار رکھتے ہوئے بالترتیب

جدول نمبر ٦

اردو اور دیگر پاکستانی زبانوں کی توسیعی اسکیموں میں مختص شدہ نمبر

اسکیمیں	اردو	بلوچی	پنجابی	پشتو	سندھی	کشمیری
ڈیوی اعشاریاتی تقسیم						
سولھویں اشاعت	491.43	-	491.42	-	491.41	-
بیسویں اشاعت	491.439	491.59	491.42	491.93	491.41	-
جمیل احمد نقوی	491.43	-	491.491		-	491.494
جامعہ عثمانیہ لائبریری	491.43	-	-	-	-	-
سید حمد الحسن قیصر	491.43	-	-	-	-	-
حاجی محمد شفیع	491.43	491.591	491.42	491.58	491.41	491.597
غنی الاکرام سبزواری	455	454	456	457	453	458

891.431 تا 891.438 درجوں میں تقسیم کیا ہے جن میں سے اردو شاعری اور افسانوں میں مختصر سی توسیعات کی ہیں۔ جامعہ عثمانیہ لائبریری نے بھی ڈیوی کی ترتیب برقرار رکھتے ہوئے اردو ادب کے معیاری درجوں میں توسیع کی ہے جن میں شاعری (891.431) میں، ادوار کے لحاظ سے اور افسانوں (891.433) میں، اصناف کے لحاظ سے توسیع کی۔ قیصر کی توسیعات کی بنیاد بھی ڈیوی ہے۔ اس اسکیم میں صرف شاعری کو ادوار کے لحاظ سے تقسیم کیا گیا۔ حاجی محمد شفیع نے اردو ادب کو معیاری ذیلی درجوں کے علاوہ اردو شاعری، ڈرامے، افسانوں اور نثر کو ادوار کےلحاظ سے تقسیم کیا۔ دیگر درجوں کو نثر کی توسیعات کی بنیاد پر توسیع کرنے کی سفارش کی۔ ان اسکیموں میں ڈیوی کا مختص شدہ نمبر (891.43) بر قرار رکھا گیا۔

غنی الاکرام سبزواری نے اردو ادب کو 855 میں رکھتے ہوئے شاعری، ڈرامے، افسانہ و ناول اور نثر کی حاجی شفیع کی ذیلی درجوں اور جزئیات کی تقسیمات کو اپنی اسکیم میں شامل کیا۔

پنجاب پبلک لائبریری اور قائداعظم لائبزیری نے اردو ادب کو 850 تا 959 میں رکھا۔ الطاف شوکت نے اردو زبان کی طرح اردو ادب کو (0 الف8 یا 0 ا8) میں رکھا اور ادب کے معیاری ذیلی درجوں کی بنیاد پر اردو ادب کے ذیلی درجوں کو 1 الف8 تا 8 الف 8 میں اور ان ذیلی درجوں کو اصناف اور ادوار میں تقسیم کیا۔ ان‌توسیعی اسکیموں کا اجمالی خاکہ جدول نمبر ۷ میں دیا گیا ہے۔

فارسی، بلوچی، پشتو، کشمیری وغیرہ زبانوں کی ادبیات

ڈیوی نے لسانیات کی طرح ان زبانوں کی ادبیات کو 891 کے ذیلی درجوں میں رکھا۔ سولھویں ایڈیشن میں ایرانی اور آرمینین زبانوں کی ادبیات کو 891.5 میں رکھتے ہوئے جدید فارسی ادب کو 891.55 میں اور دیگر ایرانی زبانوں بشول بلوچی و پامیر کو 891.59 میں رکھا۔ سترھویں ایڈیشن میں کچھ تبدیلیاں کرتے ہوئے قدیم فارسی ادب کو 891.51 اور جدید فارسی ادب کو 891.55 میں رکھا۔ لسانیات کی طرح بلوچی، پشتو، پنجابی، سندھی اور کشمیری زبانوں کے ادب کو لسانیات کے 491 کے ذیلی درجوں کو 891 کے تحت متعلقہ زبان کے ادب میں مختص کر کے توسیع کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اسی بنیاد پر اور لسانیات کی طرز پر مذکورہ توسیعی اسکیموں میں ان زبانوں کی ادبیات کی تقسیم کی گئی۔ سبزواری نے 850 کے تحت فارسی کو 852، بلوچی کو 854، پنجابی کو 856، پشتو کو 857، سندھی کو 853 اور کشمیری کو 858 میں رکھا۔ TEBROC نے فارسی ادب کو (0 ف 8) کے تحت ادبی معیاری ذیلی درجوں میں تقسیم کیا۔

جدول ۷

اردو ادب کے لیے مختص شدہ نمبر 891.43 کی توسیعات

	ڈیوی 891.43						855	850	890
اردو ادب کے موضوعات	سولھواں ایڈیشن	بیسواں ایڈیشن	نقوی	جامعہ عثمانیہ	قیصر	شفیع	سبزواری	پنجاب پبلک لائبریری	شوکت
	891.43	891.439	-4301-	.4301-	.4301-	.4301-	-.01-09	-.01-09	-.01-09
معیاری ذیلی درجے	-43.1-09	-43.901-09	4309	4309 -	4309	4309			
شاعری	-.431	.4391	-.431	-.431	-.431	-.431	855.1	851	-.1
ڈرامہ	-.432	4392	-.432	-.432	-.432	-.432	855.2	852	-.2
افسانے و ناول	-.433	.4393	-.433	-.433	-.433	-.433	855.3	853	-.3
نثر	-.434	.4394	-.434	-.434	-.434	-.434	855.4	854	-.4
خطابت	-.435	.4395	-.435	-.435	-.435	-.435	855.5	855	-.5
خطوط	-.436	.4396	-.436	-.436	-.436	-.436	855.6	856	-.6
طنز و مزاح	-.437	.4397	-.437	-.437	-.437	-.437	855.7	857	-.7
متفرقات	-.438	.4398	-.438	-.438	-.438	-.438	855.8	858	-.8

مسلم ممالک کی تاریخ، جغرافیہ و سوانح

ڈیوی نے سولھویں ایڈیشن میں تاریخ، جغرافیہ و سوانح کو 900 میں رکھتے ہوئے تاریخ کے عمومی معیاری موضوعات کو یا ذیلی درجوں کو 900 تا 909 میں، جغرافیہ کو 910 تا 919 میں، سوانح کو 920 تا 929 میں اور سارے ممالک کو 940 تا 949 میں رکھا۔ ان نمبروں میں سے 950 تا 959 ایشیائی ممالک کو اور 960 تا 969 میں افریقی ممالک کو مختص کیا۔

مسلم ممالک کی آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس (OIC) کے اراکین جن کی تعداد ۴۵ ہے اور یہ تمام تر براعظم ایشیا اور افریقہ میں وقوع پذیر ہیں۔ ایشیا کے ۴۵ ممالک میں سے ۲۱ اور افریقہ کے ۵۵ میں سے ۲۴ مسلم ممالک ہیں۔ ایشیا کے ۲۲ مسلم ممالک کو ڈیوی نے مندرجہ ذیل نمبر مختص کیا ہے:

1. اُردن 956.91	2. افغانستان 958.1	3. انڈونیشیا 953.5
4. ایران 955	5. بحرین 953.85	6. برونائی دارالسلام 991.15
7. بنگلہ دیش 954.92	8. پاکستان 954.7/954.91	9. ترکی 956.1
10. سعودی عرب 953.8	11. شام 956.91	12. عراق 956.7
13. عرب امارات 953.8	14. عُمان 953.5	15. فلسطین 956.9
16. قطر 953.83	17. کویت 953.87	18. لبنان 956.92
19. مالدیپ 954.88	20. ملائشیا 959.5	21. یمن (جنوبی) 953.3
22. یمن (شمالی) 953.3		

ایشیائی مسلم ممالک میں سوائے ایران کے کسی ایک کو بھی ایک پورا نمبر نہیں دیا گیا۔ باقی ۲۰ ممالک کو ذیلی اور زیر ذیلی نمبروں میں رکھا گیا ہے جبکہ ان ممالک کی تاریخ، حدود و اربعہ اور آبادی یورپ کے ممالک، جن کو پورا پورا نمبر دیا گیا ان سے، کہیں زیادہ ہے۔

افریقہ کے ۲۴ مسلم ممالک کو ڈیوی نے حسب ذیل نمبر تجویز کیا ہے:

1. الجزائر 965	2. بروکینا فساو 966.25	3. بینن 966.83
4. تیونس 961.1	5. چاڈ 967.43	6. دجی بیوتی 967.71
7. سوڈان 962.4	8. سیر الیون 966.4	9. سینیگال 966.3
10. صومالیہ 967.73	11. کموروس 969.4	12. کیمرون 967.11
13. گابون 967.21	14. گمبیا 966.51	15. گینیائی 966.5
16. گینی بساو 966.57	17. لیبیا 961.2	18. ماریطانیہ 966.12
19. مالی 966.2	20. مراکش 964	21. مصر 962
22. نائیجر 966.26	23. نائیجیریا 966.9	24. یوگنڈا 967.61

افریقی مسلم ممالک میں سے بھی صرف ایک کو یعنی الجیریا کے علاوہ کسی ملک کو بھی پورا نمبر نہیں دیا گیا البتہ مصر اور مراکش کو 962 اور 964 میں رکھتے ہوئے سوڈان کو 962.4 میں اور ہسپانوی مغربی افریقہ اور Canary جزائر کو بالترتیب 964.8 اور 964.9 میں رکھا۔

چونکہ ڈیوی نے اسلامی ممالک کو سوائے دو تین کے باقی سب کو ذیلی اور زیر ذیلی درجوں میں رکھا ہے اس لیے ان کے ادوار اور جغرافیائی تقسیمات میں توسیع نہیں کی اس لیے ان ممالک کی تاریخ و جغرافیہ کی کتابوں اور دیگر مطالعاتی مواد کی درجہ بندی میں دقتیں پیش آنے لگیں۔ ان دقتوں کو دور کرنے کے لیے ان ممالک کے منتظم کتب خانہ اور ماہرین کتابداری نے اپنی اسکیموں میں اپنے اپنے ممالک کی درجہ بندی کی طرف بھی توجہ دی اور ان ممالک کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض نے ڈیوی کے مختص شدہ نمبروں میں توسیع کی اور بعض نے دوسرے نمبر متعین کرکے اپنی اسکیم مرتب کی۔

پاکستان کی تاریخ و جغرافیائی تقسیم

پاکستان کے وجود میں آنے سے قبل جمیل احمد نقوی اور جامعہ عثمانیہ لائبریری نے اپنی توسیعاتی اسکیموں میں ہندوستان کے لیے ڈیوی کا مختص شدہ نمبر 954 برقرار رکھتے ہوئے تفصیلی تاریخی ادوار میں توسیع کی۔ جمیل نقوی نے مقامی اور صوبائی تاریخ کو 954.1 تا 954.87 میں تقسیم کرتے ہوئے پنجاب اور دہلی کو 954.5 میں، بمبئی کو 954.7 میں (اس وقت سندھ صوبہ بمبئی کا ہی حصہ تھا)۔

جامعہ عثمانیہ لائبریری نے سمت شمال و شمال و مغرب کو 954.1 میں رکھتے ہوئے کشمیر کو 954.11، قبائلی علاقوں کو 954.12، سرحدی صوبہ کو 954.13، پنجاب کو 954.14، سندھ کو 954.16، بلوچستان کو 954.17 میں رکھا۔ سمت شمال و شمال مشرق کو 954.2 مختص کرتے ہوئے اس کو ۷ ذیلی درجوں میں تقسیم کیا اور بنگال کو 954.24 میں رکھا۔ قیصر نے اپنی اسکیم میں شعبہ تاریخ، جغرافیہ اور سوانح (900) میں سوانح میں توسیعات کیں اور صرف جزیرہ نمائے عرب (953) میں تاریخی ادوار کا مختصر سا تذکرہ کیا۔ حاجی محمد شفیع نے اس شعبہ میں ڈیوی کے مختص شدہ نمبروں کو برقرار رکھتے ہوئے 913 آثار قدیمہ کے تحت پاکستان کے آثار قدیمہ کو 913.347 میں اور پاکستان کے جغرافیہ کو 915.47 مختص کیا۔ تاریخ ہند (954) کے تحت تاریخ پاکستان کو 954.7 میں رکھتے ہوئے تاریخ کے ادوار کو 954.701 اور 954.704 میں رکھا اور ان کی

تفصیلی درجہ بندی کی۔ پاکستان کی جغرافیائی تقسیم کو 954.71 تا 954.79 میں رکھتے ہوئے کراچی کو 954.71، بلوچستان اور ریاستیں (سابقہ 958.8) کو 954.72، سندھ اور خیر پور کو 954.73، بہاولپور کو 954.74، پنجاب کو 954.75، سرحد اور قبائلی علاقوں کو 954.76، سرحدی ریاستیں، آزاد کشمیر، چترال، دیر وغیرہ کو 954.77، مشرقی پاکستان کو 954.78 اور سلہٹ کو 954.79 میں رکھا۔ الطاف شوکت نے حاجی شفیع کی ان تقسیمات کو برقرار رکھتے ہوئے مغربی پاکستان کو 954.71 مختص کیا اور اس کے تحت کراچی کو 954.711 میں رکھا۔

ڈیوی نے سولھویں ایڈیشن (۱۹۵۸ء) میں تاریخ ہند (954) کے تحت مشرقی بنگال (پاکستان کا صوبہ) کو 954.145، شمالی مغربی سرحدی صوبہ کو 23 .954, پنجاب کو954.58، اور پاکستان کو 954.7 میں رکھتے ہوئے سندھ کو 954.73 اور بمبئی کو 954.79 میں رکھا اور مشرقی بلوچستان (پاکستان) کو 954.84 مختص کیا۔ ڈیوی کی تقسیمات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کے صوبوں میں مشرقی پاکستان (مشرقی بنگال)، سرحد، پنجاب اور مشرقی بلوچستان کو بھارت کے دیگر صوبوں میں اور بمبئی جو بھارت کا صوبہ ہے اس کو پاکستان کے تحت رکھا۔ سترھویں ایڈیشن (۱۹٦۵ء) میں پاکستان کا نمبر 954.7 سے بدل کر 954.9 کرتے ہوئے پاکستان اور دیگر ممالک کے عنوان کے تحت مغربی پاکستان کو 954.91, مشرقی پاکستان کو 954.92 اور سیلون (موجودہ سری لنکا) کو 954.93، مالدیپ جزائر کو 954.95، نیپال کو 954.96، سکم کو 954.97 اور بھوٹان کو 954.98 میں رکھا جبکہ سولھویں ایڈیشن میں سیلون اور مالدیپ جزائر کو 954.89 میں، نیپال کو 954.26 میں، سکم کو 954.27 اور بھوٹان کو 954.19 میں رکھا۔ اٹھارویں ایڈیشن میں انہی درجوں کو برقرار رکھتے ہوئے انیسویں ایڈیشن میں مغربی پاکستان کی بجائے پاکستان اور مشرقی پاکستان کے بجائے بنگلہ دیش درج کیا گیا اور ان دونوں ملکوں کو بالترتیب 954.91 اور 954.92 متعین کیا گیا۔

غنی الاکرم سبزواری نے کراچی یونیورسٹی لائبریری کی ڈیوی کمیٹی کی سفارش کے مطابق ایشیا کی تاریخ کے بنیادی درجہ میں اہم تبدیلیاں کرتے ہوئے پاکستان کو 955 میں رکھا جبکہ ڈیوی نے یہ نمبر ایران کے لیے مختص کیا ہے۔ پاکستان کے عمومی صیغے یا معیاری ذیلی درجوں کو 955.001، تا 955.009 ، میں رکھتے ہوئے اسلام آباد کو 955.1، سندھ کو 955.2، بلوچستان کو 955.3، صوبہ سرحد و قبائلی علاقوں کو 955.4، پنجاب کو 955.5 آزاد کشمیر کو 955.7 اور مشرقی پاکستان (۱۹۴۷ء تا ۱۹۷۱ء) کو 955.8 میں رکھا۔ ان درجوں کی مزید ذیلی اور زیر ذیلی درجوں میں توسیع کی۔

شیخ ابراہیم نے جغرافیائی وحدت اور سیاسی وحدت کی وضاحت کرتے ہوئے جغرافیائی وحدت کی بنیاد پر جنوبی ہند کو ڈیوی ہی کا مختص شدہ نمبر 954 برقرار رکھا اور پاکستان کو سیاسی وحدت کی اساس پر 954.1 میں، بھارت کو 954.2 میں اور بنگلہ دیش کو 954.3 میں رکھا جبکہ جنوبی ہند کے دوسرے ممالک کے لیے کوئی نمبر مختص نہیں کیا۔ پاکستان کی جغرافیائی تقسیم کرتے ہوئے انھوں نے اسلام آباد کو 954.11، سندھ کو 954.12، بلوچستان کو 954.13، صوبہ سرحد کو 954.14 اور پنجاب کو 954.15 میں رکھا۔

محمود الحسن نے اپنی توسیعی اسکیم :Dewey Decimal Classification Historical and Geographical Special Expansion for Pakistan میں پاکستان کے لیے ڈیوی کے انیسویں ایڈیشن میں مختص شدہ نمبر 954.91 کی تفصیلی توسیعات کرتے ہوئے پاکستان کے صوبوں کو ڈیوی ہی کے ذیلی درجہ نمبر مختص کیے، البتہ FANA اور FATA کے لیے 954.911 مقرر کیا۔ انھوں نے پاکستان کا متبادل نمبر جس میں PAKISTAN کا پہلا حرف 'P' شامل کر کے P 95 تجویز کیا اور توسیعات میں متبادل نمبر کے ساتھ ساتھ تحریر کیا۔

ڈیوی اور مذکورہ بالا اسکیموں میں پاکستان اور اس کی جغرافیائی تقسیمات کا خاکہ جدول نمبر۸ میں دیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا جغرافیائی تقسیمات میں سے نقوی اور جامعہ عثمانیہ کی تقسیمات کو جو پاکستان کے وجود میں آنے سے قبل تشکیل پائی تھیں، خارج کرتے ہوئے ڈیوی کے سولھویں اور انیسویں ایڈیشن، حاجی شفیع، سبزواری اور شیخ ابراہیم کے پاکستان اور اس کے صوبوں کے لیے مختص شدہ نمبروں کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان پانچ تقسیمات میں اختلافات ہیں۔ ڈیوی نے سولھویں ایڈیشن میں پاکستان کو 954.7 میں رکھا مگر اس کے صوبوں کو ہندوستان کے صوبوں کے لیے پچھلے ایڈیشنوں میں مختص شدہ نمبروں میں ہی رکھا جبکہ پاکستان اس ایڈیشن کی اشاعت سے ۱۱ سال قبل وجود میں آگیا تھا۔ سترھویں ایڈیشن میں اس خامی کو دور کرتے ہوئے ہندوستان کے صوبوں کو 954.1 تا 954.8 میں رکھتے ہوئے پاکستان اور جنوبی ہند کے دیگر ممالک کو 954.9 مختص کیا اور اس کی مزید توسیع کرتے ہوئے مغربی پاکستان کو 954.91 میں اور مشرقی پاکستان کو 954.92 میں رکھا۔ چونکہ انیسویں اشاعت کے وقت مشرقی پاکستان، پاکستان سے علیحدہ ہو کر بنگلہ دیش بن گیا تھا اس لیے مغربی پاکستان کے نمبر کو پاکستان کا نمبر قرار دیا گیا۔ سترھویں ایڈیشن میں پاکستان کے صوبوں اور ریاستوں کے لیے جو ذیلی نمبر تجویز کیے گئے تھے انہی کو بعد کے ایڈیشنوں میں برقرار رکھا گیا۔ حاجی محمد شفیع نے اپنی توسیعی اسکیم میں سولھویں ایڈیشن

جدول نمبر ۸

ڈیوی اور دیگر اسکیموں میں پاکستان کی جغرافیائی تقسیمات

	ڈیوی			نقوی	جامعہ عثمانیہ	حاجی شفیع	سبزواری	شیخ ابراہیم	محمود الحسن
	سولھواں	سترھواں	انیسواں						
پاکستان	954.7	954.9	954.91	954	954	954.7	.955	954.1	954.91
دارالخلافہ کراچی/اسلام آباد	-	-	-	-	-	-.71	-.1	-.11	-.9141
بلوچستان	-.84	-.915	-.915	-	-.17	-.72	-.3	-.13	-.915
سندھ	-	-.918	-.918	-.7	-.16	-.73	-.2	-.12	-.918
پنجاب	-.58	.914	-.914	-.5	-.14	-.75	-.5	-.15	-.914
سرحد	-.23	-.912	-.912	-.6	.	-.76	-.4	-.14	-.912
کشمیر	-	-.913	-.913	-.6	-.11	-.77	-.7	-	-.913
مشرقی پاکستان	-.145	-.93	-	-	-	-.78	-.8	-	-
بہاولپور	-	-.916	-.916	-	-	-.74	-	-	-
خیرپور	-	-.917	-.917	-	-	-.73	-	-	-

میں پاکستان کے لیے مختص شدہ نمبر (954.7) کی بنیاد پر جغرافیائی تقسیم کرتے ہوئے پاکستان کے دارالخلافہ (اس وقت کراچی) کو 954.71 اور تمام صوبوں کو 954.72 تا 954.79 میں رکھا۔ شفیع توسیعی اسکیم منظر عام پر آنے کے بعد پاکستان کے کتب خانوں نے اسی کی بنیاد پر پاکستان کی تاریخ وغیرہ کی کتابوں کی درجہ بندی کی۔ ڈیوی میں پاکستان کا نمبر 954.91 مختص کرنے کے باوجود زیادہ تر کتب خانوں نے شفیع اسکیم کے مختص شدہ نمبر کو برقرار رکھا۔ شیخ ابراہیم نے پاکستان کو 954 کے ذیلی درجہ ".1" میں رکھکر مزید توسیعات کیں جو مناسب معلوم نہیں ہوتی ہیں مگر سبزواری کا پاکستان کے لیے ڈیوی کے ایران کے لیے مختص شدہ نمبر 955 کو مختص کرنا ناقابل فہم ہے۔ ان تمام اسکیموں میں صوبوں کے لیے مختص شدہ نمبروں میں بھی اختلاف ہے۔

حوالہ جات

۱۔ انیس خورشید مرتب۔ شفیع اعشاریائی توسیعی تقسیم برائے اسلام، ایک تعارف، کراچی ،رائل بک کمپنی، ۱۹۷۷ ،ص ۹، ۱۰۔

۲۔ ایضاً ص ۱۰،۱۱۔

۳۔ غنی الاکرم سبزواری۔ درجہ بندی؛ فلسفہ مشرق، اسلام السنہ مشرقیہ، پاکستان جلد دوم کراچی، لائبریری پروموشن بیورو، ۱۹۸۱،، ص ٦۔

۴۔ انیس خورشید محولہ بالا ص ۱۷، ۱۸۔

۵۔ انیس خورشید محولہ بالا ص ۱۸۔

٦۔ انیس خورشید محولہ بالا ص ۱۸، ۱۹۔

۷، ۸۔ انیس خورشید محولہ بالا ص ۱۹

باب ہفتم

ڈیوی اعشاریائی تقسیم کی بیس اشاعتیں: ایک جائزہ

علوم میں وسعت، ایجادات اور طباعت میں سہولتوں کی وجہ سے کتابوں اور دیگر مطالعاتی مواد کی اشاعتوں میں کئی گنا اضافہ ہوگیا۔ کثیر التعداد اور کثیر الموضوعاتی مطالعاتی مواد کی درجہ بندی کتب خانوں کے لیے ایک مشکل ترین مسئلہ بن گئی۔ کتابوں کی درجہ بندی کی معروف اسکیمیں ان کثیر التعداد اور کثیر الموضوعاتی مطالعاتی و غیر مطالعاتی یعنی سمعی و بصری مواد کی کماحقہ درجہ بندی کرنے میں تشنہ نظر آتی ہیں۔ کچھ اسکیمیں نظرثانی اور تبدیلیوں کے ساتھ پھیلتے ہوئے علوم کا احاطہ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ان اسکیمون میں ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم بھی ہے جو اس تشنگی کو دور کرنے اور پھیلتے ہوئے علوم کا احاطہ کرنے کے لیے اس کی ادارتی کمیٹی مستقل کام کر رہی ہے اور اس اسکیم میں وسعت اور تبدیلیوں کے ساتھ اس کے نظرثانی ایڈیشن جاری کر رہی ہے۔ اس اسکیم کی شہرت اور دنیا بھر کے کتب خانوں میں اس کی طلب کی وجہ سے ۱۸۷۶ء سے ۱۹۸۹ء تک یعنی ۱۱۳ برسوں میں اس کے بیس ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ پہلا ایڈیشن جو ۱۸۷۶ء میں شائع ہوا صرف ۴۴ صفحات پر مشتمل تھا اور بیسواں ایڈیشن جو ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا ۳۳۸۸ صفحات پر چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

ڈیوی کی اشاعتوں کی تاریخ

اس اسکیم کے پہلی اشاعت ۱۸۷۶ء جو۴۴ بڑے صفحات پر مشتمل تھی، اس میں ۸ صفحات کا دیباچہ، ۱۲ صفحات کا جدول جس میں تقریباً ایک ہزار عنوانات تھے اور ۱۸ صفحات کا اشاریہ جس میں ۲ ہزار چھ سو اندراجات تھے۔ اس اشاعت پر ڈیوی کا نام بھی نہیں تھا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۸۵ء میں شائع ہوا۔ یہ ۳۱۴ صفحات پر مشتمل تھا۔ اس اشاعت میں جدول اور اشاریہ میں وسعت دی گئی اور بہت سے موضوعات کے درجوں میں تبدیلیاں کی گئیں۔ ان تبدیلیوں اور مضامین و موضوعات کی علامات یا اعداد کو دوبارہ مرتب کرنے سے آئندہ کی اشاعتوں کے لیے ایک طریقہ کار اور لائحہ عمل مرتب ہو گیا۔ میلول ڈیوی اس امر کو محسوس کرتے ہوئے کہ آئندہ کی اشاعتوں میں ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تبدیلیاں واقع

ہوتی رہیں گی جو لائبریرین حضرات کو قابل قبول نہیں ہوں گئیں، اس لیے دوسری اشاعت کے دیباچہ میں اس نے واضح الفاظ میں اس کا اظہار کیا کہ مبینہ اعداد اور بنیادی درجوں کے موضوعات برقرار رہیں گے مگر ذیلی درجوں میں تبدیلیاں اور توسیع ہوتی رہے گی۔

چونکہ ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم کی پذیرائی روز بروز بڑھتی جا رہی تھی اس لیے صرف تین سال کے بعد اس کا تیسرا ایڈیشن ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا جو ۴۱۶ صفحات پر مشتمل تھا۔ اس ایڈیشن میں بھی نظرثانی کر کے جدول اور اشاریہ میں وسعت دی گئی۔ یہ تینوں اشاعتیں میلول ڈیوی ہی کی ادارت میں شائع ہوئیں۔ جوں جوں اس اسکیم کی پذیرائی ہوتی رہی اس میں توسیع اور تبدیلیاں کر کے یا نظرثانی کر کے اشاعت کی جاتی رہی۔ ۱۸۹۱ء تا ۱۹۱۹ء کے دوران Evelyn May Seymour کی ادارت میں ۷ (چار تا دس ایڈیشن) شائع ہوئے اور اس کے صفحات میں سلسلہ وار اضافہ ہوتا رہا اور تیسرے ایڈیشن کے ۴۱۶ صفحات سے بڑھ کر دسویں ایڈیشن میں ۹۴۰ صفحات ہو گئے۔ اسی طرح ہر ایڈیشن کے صفحات کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ میلول ڈیوی کی ادارت میں دوسرے اور تیسرے ایڈیشن کی شائع شدہ جلدوں کی تعداد صرف پانچ سو ہوا کرتی تھی جبکہ سیمور کی ادارت میں شائع شدہ ایڈیشن کی جلدوں کی تعداد ایک ہزار سے بڑھ کر چار ہزار اور چھٹے ایڈیشن کی تعداد سات ہزار چھ سو ہو گئی۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۲ء تک دس سال کے دوران Jennie Dorkas Fellows کی ادارت میں تین یعنی گیارہواں، بارہواں اور تیرہواں ایڈیشن شائع ہوا۔ توسیع و تبدیلیوں کی وجہ سے اس کے صفحات میں بھی اضافہ ہوا اور مسلسل اضافہ کے ساتھ تیرہویں ایڈیشن کے صفحات ۱۶۴۷ ہو گئے۔ تیسرے ایڈیشن کے بعد ڈیوی اسکیم کو سیمور اور ڈورکاس فیلوز کی ادارت میں بالترتیب چوتھے سے لے کر تیرہویں تک دس ایڈیشن شائع کیے گئے مگر ان تمام اشاعتوں کی خود میلول ڈیوی اپنے انتقال یعنی ۱۹۳۱ء تک تمام توسیعات، نظرثانی اور تبدیلیوں کی نگرانی کرتا رہا۔ ۱۹۳۷ء میں ڈیوی درجہ بندی کی ادارتی کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تاکہ وہ ڈیوی کی اسکیم میں تبدیلیوں اور دیگر حکمت عملی کی نگرانی کر سکے۔ ۱۹۵۵ء میں اس کمیٹی کو Lake placid Education Foundation اور امریکن لائبریری ایسو سی ایشن کی مشترکہ کمیٹی کی حیثیت سے تشکیل دیا گیا۔ اس کمیٹی میں امریکہ اور دیگر ممالک کے کتب خانوں، اطلاعاتی مراکز اور ڈیوی اسکیم کے استعمال کنندگان کے نمائندوں کو شامل کیا گیا۔ یہ کمیٹی ڈیوی اسکیم کے مدیر کے ساتھ مل کر اس درجہ بندی کے امور (جس میں اسکیم میں تبدیلیاں اور نئے علوم کی شمولیت بھی شامل ہے) طے کرتی ہے۔ اس ادارتی کمیٹی کے تحت ڈیوی کا

چودھواں ایڈیشن ۱۹۴۲ء میں Constantin Maznez کی ادارت میں شائع ہوا جس کے صفحات ۱۹۲۷ تھے۔ ڈیوی کا پندرھواں ایڈیشن جسے معیاری کہا جاتا ہے ۱۹۵۱ء میں Milton J. Ferguson کی ادارت میں شائع ہوا جس کے صرف ۷۱۶ صفحات تھے۔ اس ایڈیشن کے صفحات میں کمی کی وجہ یہ تھی کہ چودھویں ایڈیشن کی بہت سے وضاحتوں اور عنوانات میں کمی کر دی گئی تھی، اس طرح اس ایڈیشن میں ۴۶۸۸ عنوانات رہ گئے جبکہ چودھویں ایڈیشن میں ۳۱۳۶۴ عنوانات تھے۔ پندرھویں ایڈیشن کے عنوانات میں بہت زیادہ کمی کر دینے کی وجہ سے ڈیوی ادارتی کمیٹی پر کافی تنقید کی گئی اس لیے اس ایڈیشن کو نظرثانی کر کے ۱۹۵۲ء میں Godfrey Dewey کی ادارت میں دوبارہ شائع کیا گیا۔ نظرثانی کے باوجود اس کی تمام خامیوں کو دور نہیں کیا جا سکا۔ پندرھویں ایڈیشن پر تنقید اور اس کے بعد علوم میں توسیعات اور تبدیلیوں اور دیگر ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ پچھلے ایڈیشنوں میں جو تفصیلات دی جاتی تھیں ان کو برقرار رکھا جائے اور پندرھویں ایڈیشن کے اختصار کو ختم کیا جائے۔ ان فیصلوں کی روشنی میں ڈیوی کی درجہ بندی اسکیم میں توسیع اور تبدیلیوں کے ساتھ اس کا سولھواں ایڈیشن ۱۹۵۸ء میں Bejamin A. Custer کی ادارت میں شائع ہوا جو دو جلدوں پر مشتمل یعنی پہلا جدول اور دوسرا اشاریہ تھا۔ ۱۹۵۸ء تا ۱۹۷۹ء کے دوران Custer کی ادارت میں چار یعنی سولھویں تا انیسواں ایڈیشن شائع ہوئے۔ توسیع کی وجہ سے اس کے صفحات میں بھی مسلسل اضافہ ہوتا رہا اور انیسویں ایڈیشن کے صفحات کی تعداد ۳۳۸۵ ہو گئی۔ اس طرح دنیا بھر کے کتب خانوں میں اس اسکیم کی طلب کی وجہ سے اس کی شائع شدہ جلدوں کی تعداد بڑھ کر ۵۱۱۲۹ ہو گئی جبکہ اٹھارویں ایڈیشن کی جلدوں کی تعداد ۵۲۸۹۲ تھی۔ ۱۹۸۰ء میں Custer کی جگہ John P. Comaroni کو ادارتی کمیٹی کا مدیر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۸۹ء میں ڈیوی کا بیسواں ایڈیشن Comaroni کی ادارت میں شائع ہوا جس کے صفحات کی تعداد ۳۳۸۸ ہے۔[۱]

ڈیوی کے ابتدائی ایڈیشن ایک ہی جلد میں شائع ہوتے رہے مگر سولھویں کے بعد کے ایڈیشنوں میں جدول اور اشاریہ کو الگ الگ کر کے دو جلدوں میں شائع کیا جاتا رہا۔ اٹھارویں اور انیسویں ایڈیشن کو جدول اور اشاریہ کے علاوہ امدادی تقسیمات کو الگ جلد میں یعنی تین جلدوں میں اور بیسویں ایڈیشن کو چار جلدوں میں شائع کیا گیا جن میں جدول کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور اشاریہ اور امدادی تقسیمات کو الگ الگ جلدوں میں شائع کیا گیا۔

ڈیوی کی مقبولیت زیادہ تر امریکہ، کینیڈا اور یورپی ممالک میں پندرھویں ایڈیشن تک رہی مگر سولھویں ایڈیشن کی اشاعت کے بعد دنیا کے دیگر ممالک

میں بھی اس کی مقبولیت ہونے لگی اور اس کے تراجم ایشیائی اور افریقی ممالک کی زبانوں میں بھی کیے گئے۔ ۱۹۸۵ء تک ڈیوی کو ۱۰۴ ممالک میں استعمال کیا جا رہا تھا جبکہ میلول ڈیوی کی حیات میں صرف ۳۲ ممالک میں کیا جاتا رہا۔

اختصار شدہ ایڈیشن

چھوٹے اور تیزی سے نہ بڑھنے والے کتب خانوں کے لیے ڈیوی کااختصار شدہ ایڈیشن ۱۸۹۴ء سے شائع کیا جانے لگا۔ اس اختصار شدہ ایڈیشن کی ضخامت اصل ایڈیشن کے مقابلہ میں چالیس فیصد ہوا کرتی ہے۔ ۱۹۷۹ء تک اس کے گیارہ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ گیارہویں ایڈیشن کی ضخامت ٦١٨ صفحات پر مشتمل ہے۔ دسواں اختصار شدہ ایڈیشن ڈیوی کے اٹھارویں ایڈیشن کا اور گیارھواں ڈیوی کے انیسویں ایڈیشن کا اختصار شدہ ہے۔ اس ایڈیشن میں زیر ذیلی عنوانات میں زیادہ وسعت نہیں دی گئی ہے بلکہ بنیادی نمبروں میں اعشاریہ کے بعد زیادہ سے زیادہ دو عدد تک کے عنوانات شامل کیے گئے ہیں۔ یہ ایڈیشن زیادہ تر اسکولوں اور چھوٹے کتب خانوں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ ابتداء میں اختصار شدہ ایڈیشنوں میں ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے تبدیلیاں کی جاتی تھیں مگر بعد ازاں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان میں تبدیلیاں نہ کی جائیں بلکہ جس ایڈیشن کو اختصار کیا جا رہا ہے اسی ہی کے عنوانات اور علامات کو برقرار رکھا جائے۔ دسویں اختصار شدہ ایڈیشن میں گو حتی الوسع اصلی ایڈیشن کے عنوانات اور علامات کو برقرار رکھا گیا مگر پھر بھی کہیں کہیں ان میں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ گیارھویں اختصار شدہ ایڈیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی بلکہ یہ ڈیوی کے انیسویں ایڈیشن کا پورا پورا اختصار شدہ ہے۔

مذکورہ بالا ڈیوی اعشاریائی تقسیم کی بیس اشاعتوں اور اختصار شدہ گیارہ اشاعتوں کا تقابلی جائزہ پیش کرنا طوالت کا باعث ہوگا نیز پندرھویں اشاعت تک اس کی پذیرائی عالمگیر نہیں ہوئی تھی اس لیے اس کے آخری پانچ یعنی سولھویں تا بیسویں ایڈیشن کا انفرادی اور اجتماعی مختصر سا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

سولھواں ایڈیشن[۲]

۱۹۵۸ء میں شائع شدہ سولھواں ایڈیشن دو جلدوں پر مشتمل تھا۔ جلد اول مضامین کے جدول، جس میں مختلف بنیادی، ذیلی اور زیر ذیلی درجوں وغیرہ کے تقریباً ۱۸ ہزار اندراجات تھے اور جلد دوئم متعلقہ مضامین کے حروف تہجی کی اساس پر مرتب کردہ تفصیلی اشاریہ تھا۔ اس ایڈیشن میں بہت سے مضامین اورعلوم کو وسعت دے کر نیز ضروری تبدیلیوں کے ساتھ دوبارہ مرتب کیا گیا

اس لیے یہ ایڈیشن پچھلے تمام ایڈیشنوں کے مقابلہ میں بہتر اور معیاری تصور کیا گیا اور ہر قسم کے کتب خانوں میں اس کی افادیت مسلّم ہوتی گئی، جس کی وجہ سے ہر قسم کے موضوع یا مضمون کی درجہ بندی نسبتاً آسان ہو گئی۔ اصطلاحات کو عام فہم بنایا گیا، نمبر مرتب کرنے کی وضاحت کا خاص خیال رکھا گیا اور اشاریہ میں مضامین کے نمبر کی نشاندہی میں وسعت دی گئی۔ امدادی تقسیمات میں توسیع کر کے سہولت فراہم کی گئی۔ چودھویں ایڈیشن کے مقابلہ میں اس ایڈیشن میں ۲۵ فیصد اضافہ کیا گیا اور اس میں ۱۶۰۳ تبدیلیاں کی گئیں گو ان تبدیلیوں کی وجہ سے موضوعات اپنی موزوں جگہوں پر پہنچ گئے مگر اس تبدیلی کی وجہ سے کتب خانوں میں کتابوں کی دوبارہ درجہ بندی کی ضرورت کی وجہ سے مشکلات پیش آئیں۔ سولھویں ایڈیشن کی خوبیوں کی وجہ سے امریکہ اور یورپی ممالک کے علاوہ افریقی اور ایشیائی ممالک میں اس کی پذیرائی ہونے لگی۔ ان ممالک میں اس اعشاریائی تقسیم کے تحت کتابوں کی درجہ بندی کی جانے لگی تو یہ انکشاف ہوا کہ ڈیوی میں مشرقی علوم، مذاہب، افریقی اور ایشیائی ممالک کی زبانوں، ادب اور ان کی جغرافیائی، علاقائی تاریخ وغیرہ کے موضوعات کےدرجوں کی کافی حد تک کمی ہے، اس کمی کا اظہار برملا کیا گیا اور ڈیوی کی ادارتی کمیٹی کی توجہ خاص طور پر ان امور کی طرف مبذول کروائی گئی کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کمی کو دور کیا جائے۔

سترھواں ایڈیشن[۲]

سولھویں ایڈیشن میں مشرقی علوم پر موضوعات کی کمی اور خامیوں کی نشاندہی کے بعد ڈیوی ادارتی کمیٹی نے بیشتر ممالک میں مختلف وفود کو روانہ کیا تاکہ ان ممالک کے لائبریرین اور دیگر ماہرین سے ملاقات کر کے مشرقی علوم میں کمی اور دیگر خامیوں کو دور کرنے کا ایک لائحہ عمل مرتب کیا جائے۔ ان وفود نے ان ممالک کا دورہ کر کے اپنی سفارشات پیش کیں۔ ان کے علاوہ سولھویں ایڈیشن میں کچھ مزید تبدیلیوں کی ضرورت محسوس کی گئی اور نئے مضامین کو شامل کرنے کے لیے سترھویں ایڈیشن کو مرتب کرنا شروع کر دیا اور ۱۹۶۵ء میں یہ ایڈیشن شائع ہوا۔ اس ایڈیشن میں ۷۴۶ مضامین کے نمبروں کا تعین نو کیا گیا۔ مشرقی علوم بشمول مذاہب، لسانیات اور افریقی و ایشیائی ممالک کے متعلق مضامین میں وسعت دی گئی۔ بعض نمبر جو سولھویں ایڈیشن میں چھوڑ دیے گئے تھے وہ سترھویں ایڈیشن میں نئے مضامین کے لیے استعمال کیے گئے۔ اس ایڈیشن میں اس امر پر خاص توجہ دی گئی کہ وہ مضامین جو کسی بنیادی مضمون سے متعلق ہوں ان کی گروہ بندی ایک ہی جگہ ہو اورنظریاتی طور پر منتشر نہ ہوں۔

اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ مضامین جو فلسفہ اور نفسیات یا دیگر موضوعات کے تحت منتشر تھے ایک جگہ کر دیے گئے۔ درجہ بندی کےنظریہ میں رنگاناتھن کے اصول خصوصاً پہلودار تجزیہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ایڈیشن میں مضامین کے تجزیاتی پہلو کی طرف توجہ دی گئی اور مرکب مضامین کی تشکیل کے لیے حسب ضرورت ہدایات درج کی گئیں اور مضامین کی خصوصیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے درجہ بندی کی ترجیحات کو واضح کیا گیا۔ مشرقی علوم میں کمی اور خامیوں کو کسی حد تک دور کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسلام کے ذیلی موضوعات جوسولھویں ایڈیشن میں محدود تر تھے ان میں وسعت دی گئی۔ لسانیات، ادبیات اور دیگر مضامین میں توسیع کی گئی اور نظرثانی کرنے کے بعد کچھ نمبروں کو بدل دیا گیا۔ معیاری ذیلی درجوں میں توسیع کی گئی اور ان درجوں کے علاوہ ایک امدادی تقسیم علاقائی جدول کے نام سے علاقوں، ممالک، شہروں وغیرہ کا مرتب کر کے دوسری جلد میں اشاریہ کے ساتھ شائع کیا گیا۔ اس امدادی تقسیم میں ۵۱۱۰ اندراجات اور ۴ توسیعی اندراجات ہیں۔ اس جدول میں جہاں بہت سے علاقوں وغیرہ کا احاطہ کیا گیا وہاں کچھ ممالک کے نمبروں کو بدل دیا گیا مثلاً سولھویں ایڈیشن میں پاکستان کا نمبر ۹۵۴،۷ تھا اس کو بدل کر ۹۵۴،۹ کر دیا گیا جس کی وجہ سے کتب خانوں میں پاکستان کی تاریخ، جغرافیہ اور پاکستان سے متعلق دیگر مضامین پر کتابوں کی دوبارہ درجہ بندی کی ضرورت پیش آئی۔ صوری تقسیم اور دیگر تقسیمات میں توسیعی عمل کی وجہ سے بعض کتابوں کے نمبر طویل ہونے لگے جو اعتراض کا سبب بنے۔ تسلسل کے ساتھ ان ایڈیشنوں میں موضوعات کی علامات کا تعین نو، کتب خانوں کے لیے ایک مشکل ترین امر بننے لگا۔ ان اعتراضات کے باوجود یہ کہا جا سکتا ہے کہ سترھویں ایڈیشن میں تبدیلیاں خوش آئند تھیں۔

اٹھارواں ایڈیشن[۲]

علوم میں پھیلاؤ اور درجہ بندی کی نظریات میں ارتقاء کو مدنظر رکھتے ہوئے اور سترھویں ایڈیشن پر کیے گئے اعتراضات کا جائزہ لیتے ہوئے ڈیوی اعشاریائی تقسیم میں توسیع دینے کے لیے نئے ایڈیشن کو مرتب کیا گیا۔ یہ اٹھارواں ایڈیشن ۱۹۷۱ء میں تین جلدوں میں شائع ہوا۔ پہلی جلد میں دیباچہ کے علاوہ امدادی تقسیمات کے سات جدول شامل ہیں۔ دوسری جلد میں مضامین کا تفصیلی جدول ہے اور تیسری جدول مکمل اشاریہ ہے۔ اس ایڈیشن میں سولھویں اور سترھویں ایڈیشن کی تمام ترخوبیاں برقرار رکھی گئیں ہیں اور سترھویں ایڈیشن پر کیے گئے اعتراضات کا حتی المقدور ازالہ کرنے کی کوشش کی گئی ۔ "اس ایڈیشن کی سب

سے بڑی خوبی درجہ بندی اسکیم کو پہلو دار بنانے کی بدیہی کوشش ہے۔ اسکیم کے شماریاتی پہلو کے ساتھ مرکباتی پہلو (Synthesis) اگرچہ خفیف حد تک پہلے موجود رہا ہے لیکن علاقائی یکجائی (National Synthesis) نئے ایڈیشنوں میں کافی حد تک بڑھا دی گئی ہے ان میں "پہلودار" (Facited) اور ترتیب طلب (Citation Order) کا ذکر کیا گیا ہے"۔۵

اس ایڈیشن کی دوسری خوبیوں کے علاوہ ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں معیاری ذیلی درجوں اور علاقائی تقسیم کے علاوہ مزید پانچ امدادی تقسیمات کو مرتب کر کے شامل کیا گیا۔ اس طرح معیاری تقسیمات کی تعداد سات ہو گئی۔ یہ تقسیمات حسب ذیل ہیں:

(۱) معیاری صوری تقسیم
(۲) علاقائی تقسیم
(۳) ادبی تقسیم
(۴) لسانی تقسیم
(۵) نسل اور قومی گروہوں کی تقسیم
(۶) مختلف زبانوں کی تقسیم
(۷) افراد یا افراد کے خاص گروہوں کی تقسیم

امدادی تقسیمات کے سات تفصیلی جدول کو ایک علیحدہ جلد میں شائع کیا گیا، ان امدادی تقسیمات کا مختصر خاکہ پچھلے صفحات میں دیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا سات امدادی تقسیمات کے جدول کو مرتب کر کے الگ جلد کی شکل میں شائع کرنے سے اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ ڈیوی کی ادارتی کمیٹی نے اس ضرورت کو شدت سے محسوس کیا کہ: (۱) درجہ بندی کے ارتقائی نظریات کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلو دار درجہ بندی کو اپنایا جائے اور ان پہلوؤں کی نشاندہی کے لیے امدادی تقسیمات میں توسیع کی جائے، (۲) مضامین کےجدول میں بار بار مزید تقسیم کے طریقہ کار کے اظہار کی بجائے الگ امدادی تقسیمات کے جدول تیاز کیے جائیں۔ ان تقسیمات سے مضامین کے جدول میں اندراجات اور ان کی وضاحتوں میں کمی واقع ہوگی، اور (۳) آئندہ کے ایڈیشنوں میں توسیعات اور تبدیلیوں کی شکل میں ان امور سے بار بار گزرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

انیسواں ایڈیشن

ڈیوی اسکیم کی عالمگیر پذیرائی اور بین الاقوامی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان تمام مضامین اور موضوعات کو جو علوم میں وسعت کی وجہ سے ظہور پذیر ہو رہے تھے نیز امریکہ اور یورپی ممالک کے علاوہ افریقی اور ایشیائی ممالک

کے علوم کو کماحقہ شامل کرنے کے لیے اور موضوعات کے پہلودار تجزیہ کو پیش نظر رکھ کر تبدیلیوں کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ڈیوی کی ادارتی کمیٹی نے انیسواں ایڈیشن مرتب کرنا شروع کیا اور ۱۹۷۹ء میں اسے شائع کیا۔ اس ایڈیشن میں سولھویں، سترھویں اوراٹھارویں ایڈیشنوں میں کی گئیں ترامیم اور اضافوں کو مدنظر رکھ کر مزید توسیعات کی گئیں جس کی وجہ سے اس کے کل اندراجات میں ۴۷۱۴ موضوعات کا اضافہ ہوا۔

ان چار ایڈیشنوں میں کل اندراجات اور موضوعات میں اضافہ کا تقابلی جائزہ حسب ذیل جدول میں دیا گیا ہے:

جدول نمبر ۹

ڈیوی کے سولھویں تا انیسویں ایڈیشنوں میں اندراجات

ایڈیشن		صفر تا ۹ اندراجات	امدادی تقسیمات کے اندراجات	کل اندراجات
سولھواں	کل اندراجات	۱۷،۹۲۸	۶۹	۱۷،۹۹۷
	توسیعی اندراجات	۸۴۲	۹	۸۵۱
	کل موضوعات	۱۸،۷۷۰	۷۸	۱۸،۸۴۸
سترھواں	کل اندراجات	۱۷،۱۳۲	۵،۲۲۳	۲۲،۳۵۵
	توسیعی اندراجات	۲،۶۵۱	۱۹	۲،۶۷۰
	کل موضوعات	۱۹،۷۸۳	۵،۲۴۲	۲۵،۰۲۵
اٹھارواں	کل اندراجات	۱۸،۹۸۰	۷،۱۶۱	۲۶،۱۴۱
	توسیعی اندراجات	۳،۳۰۸	۲۴۷	۳،۵۶۵
	کل موضوعات	۲۲،۲۹۸	۷،۴۰۸	۲۹،۷۱۴
انیسواں	کل اندراجات	۲۱،۵۰۴	۸،۰۲۴	۲۹،۵۲۸
	توسیعی اندراجات	۴،۶۱۲	۲۸۰	۴،۸۹۲
	کل موضوعات	۲۶،۱۱۶	۸،۳۰۴	۳۴،۴۲۰
اضافہ	۱۹ بمقابلہ ۱۶	۷،۳۴۶	۸،۲۲۶	۱۵،۵۷۲
	۱۹ بمقابلہ ۱۷	۶،۳۳۳	۳،۰۶۲	۹،۳۹۵
	۱۹ بمقابلہ ۱۸	۳،۸۱۸	۸۹۶	۴،۷۱۴

مندرجہ بالا موازنے سے یہ ظاہر ہوا کہ انیسویں ایڈیشن میں سولھویں، سترہویں اور اٹھارویں ایڈیشن کے مقابلہ میں کل موضوعات میں بالترتیب ۱۵،۵۷۳، ۹،۳۹۵ اور ۴،۷۱۴ کا اضافہ ہوا۔ یہ اضافہ زیادہ تر مضامین کے جدول میں ہوا۔ ایک تا ۷ امدادی تقسیمات کے جدول میں ۱۹ ویں ایڈیشن میں سولھویں اور سترہویں ایڈیشن کے مقابلہ میں بالترتیب ۸،۲۲۶ اور ۳۰۶۲ اندراجات کا اضافہ ہوا جبکہ اٹھارویں ایڈیشن کے مقابلہ میں صرف ۸۹۶ اندراجات کا اضافہ ہواتھا۔

اس ایڈیشن میں اندراجات کے اضافہ کے علاوہ موضوعاتی پہلو دار تجزیہ کی طرف مزید توجہ دی گئی۔ پیچیدگیوں کو رفع کرنے کے لیے اکثر مقامات پر ہدایات اور وضاحتیں درج کی گئیں اور اس مناسبت سے اشاریہ کے اندراجات میں بھی توسیع و تبدیلیاں کی گئیں۔ حسب سابق مختلف مضامین کے نمبروں کا تعین نو کیا گیا۔ بعض بنیادی درجوں کے نمبر جو سولھویں ایڈیشن میں مستعمل تھے اور سترہویں یا اٹھارھویں میں متروک کر دیے گئے تھے ان کو اس ایڈیشن میں استعمال کرتے ہوئے نئے مضامین یا وہ ذیلی مضامین جو کسی درجہ کا جز تھے ان کو بنیادی درجہ بنا کر، ان نمبروں کو مختص کیا گیا۔

بیسواں ایڈیشن

ڈیوی کے بیسویں ایڈیشن کی اشاعت ، انیسویں اشاعت کے دس سال بعد یعنی ۱۹۸۹ء میں ہوئی۔ بیسویں ایڈیشن کی نئی خصوصیات کے زیر عنوان اس کی ادارتی کمیٹی رقم طراز ہے:

" بیسویں کی اشاعت کا مقصد استعمال کنندگان کی سہولت، واضح ہدایات، زیادہ تشریحات، توسیعی خلاصوں کے ذریعے مزید رہبری، مضامین کی درجہ بندی کے لیے متبادل علامات کو حذف کرنا اور کلاسفائر کی اعانت کے لیے دستور العمل کا شمول ہے"۔[۸]

بیسویں ایڈیشن کی اشاعت کے مقاصد میں اس بات کی خاص طور پر نشاندہی کی گئی ہے کہ اس ایڈیشن میں درجہ بندی کرنے والوں کی رہبری کے لیے ایک دستور العمل (Manual) شامل کیا گیا ہے جس کو پہلی مرتبہ ۱۹۸۲ء میں انیسویں ایڈیشن کے استعمال کے سلسلہ میں ایک علیحدہ اشاعت کی شکل میں شائع کیا گیا تھا۔ اس دستور العمل میں لائبریری آف کانگریس میں قائم شدہ اعشاریائی درجہ بندی کے شعبہ میں درجہ بندی کے سلسلہ میں وقتاً فوقتاً جو پالیسیاں اختیار کی جاتی رہیں ان کے علاوہ درجہ بندی میں بعض پیچیدہ اور مشکل ترین مسائل کے حل کے لیے مفید مشوروں کو درج کیا گیا ہے۔ مضامین کے جدول میں بنیادی درجوں کے مضامین کے ذیلی مضامین کے خلاصے، بنیادی درجوں

کے ساتھ تحریر کرنا پچھلے ایڈیشنوں میں شروع کر دیا گیا تھا۔ اس ایڈیشن میں ایسے خلاصوں کی تعداد میں کافی اضافہ کر دیا گیا۔ اس طرح وضاحتوں اور تشریحات میں بھی اضافہ کیا گیا۔ وہ وضاحتیں یا تشریحات جو غلط فہمی کے باعث ہو رہی تھیں ان کو یا تو حذف کر دیا گیا یا ان میں تصحیح کر دی گئی۔ اس ایڈیشن میں، 780۔ موسیقی، کے درجوں کو، جنھیں برطانیہ میں دوبارہ مرتب کیا گیا تھا، شامل کیا گیا۔ اسی طرح علاقائی تقسیم میں برٹش کولمبیا کے ذیلی درجوں کو، جنھیں کینیڈا میں مرتب کیا گیا تھا، شامل کیا گیا۔ مضامین کے جدول اور امدادی تقسیمات کے جدول میں بھی حسب ضرورت توسیع اور تبدیلیاں کی گئیں۔ موضوعات میں ابہام کو دور کیا گیا اور کچھ مضامین کے درجوں کا تعین نو کیا گیا۔ اجتماعی طور پر اس ایڈیشن میں توسیعات اور تبدیلیاں خوب سے خوب تر کی تلاش کی مصداق ہیں۔

ڈیوی کے مذکورہ بالا آخری پانچ ایڈیشنوں (۱۶ تا ۲۰) کا اجمالی جائزہ لیا جائے تو مندرجہ ذیل امور کی نشاندہی ہوتی ہے: (۱) دوسری تقسیم کے تحت سولھویں ایڈیشن میں صیغہ عام کے بنیادی درجوں میں (040) کا درجہ جو عمومی مضامین کے مجموعوں کےلیے مختص کیا گیا تھا، بعد کے ایڈیشنوں میں اس بنیادی درجہ اور اس کے موضوعات کو مستقلا خارج یا متروک کر دیا گیا۔ اس تقسیم کے باقی موضوعات میں تبدیلیاں کی جاتی رہیں۔ (۲) تیسری تقسیم کے تحت ایک ہزار درجوں میں سے سولھویں اشاعت میں (33)، سترھویں اشاعت میں (77)، اٹھارویں میں (80)، انیسویں میں (86) اور بیسویں میں (89) درجوں کے تین عددی نمبروں کے لیے کوئی موضوع مختص نہیں کیا گیا یا پہلے والے موضوع کو متروک کر دیا گیا۔ ان ایڈیشنوں میں متروک شدہ نمبروں کی تفصیل حسب ذیل جدول میں دی گئی ہے۔

جدول نمبر ۱۰

ڈیوی کے سولھویں تا بیسویں ایڈیشنوں میں متروک نمبر

086	085	084	083	009	008	005	004	003	سولھواں
518	313	298	257	256	255	244	089	088	
774	768	762	699	689	686	656	654	626	
						819	777	776	میزان 33
040	009	008	007	006	005	004	003	002	سترھواں
104	049	048	047	046	045	044	043	042	
257	256	244	237	204	163	151	136	134	
337	313	308	307	306	305	304	303	302	
474	464	454	444	434	424	404	397	396	
686	656	654	626	604	571	524	518	504	
819	804	777	776	775	774	768	762	699	
		928	927	926	925	924	923	922	میزان 77
041	040	009	008	007	006	005	004	002	اٹھارواں
132	104	049	048	047	046	045	044	043	
258	257	256	244	237	164	163	151	136	
313	311	308	307	306	305	304	303	302	
464	454	444	434	424	404	397	396	349	
655	654	626	571	524	518	517	504	484	
804	777	776	775	768	762	744	699	689	
991	928	927	926	925	924	923	922	921	میزان 80
040	029	024	009	008	007	006	005	004	انیسواں
104	049	048	047	046	045	044	043	042	
237	217	164	163	151	136	134	132	125	
329	313	311	309	308	298	258	257	256	
454	446	444	436	434	426	424	416	397	
518	517	504	486	484	476	474	466	464	
762	744	699	689	656	655	654	626	571	
923	922	921	908	819	804	777	776	775	میزان 86
			992	991	928	927	926	925	
043	042	041	040	029	024	009	008	007	بیسواں
132	125	112	104	049	048	047	046	045	
237	219	217	164	163	159	157	151	136	
312	311	309	308	298	288	258	257	256	
444	436	434	426	424	416	397	396	329	
504	486	484	476	474	466	464	456	454	
699	689	656	655	654	626	571	524	518	
819	804	789	777	776	775	768	762	756	
992	991	928	927	926	925	924	923	922	میزان 89

متروک شدہ نمبروں کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ١٦ تا ٢٠ ویں اشاعتوں میں 19 کے علاوہ مزید 41 مشترکہ نمبروں کو متروک کر دیا گیا۔ ان کے علاوہ دیگر اشاعتوں میں مختلف نمبر متروک ہوتے رہے۔ بعض نمبر ایسے بھی ہیں جن کو ایک یا ایک سے زائد اشاعتوں میں متروک کر دیا گیا تھا اسی نمبر کو بعد والی اشاعتوں میں شامل کر کے یا تو پچھلے والے مضمون کو بحال کر دیا گیا یا دوسرے مضمون کے لیے یہ نمبر مختص کیے گئے۔

تیسری تقسیم کے بنیادی ایک ہزار درجوں میں سے جن موضوعات کے نمبر ان پانچ اشاعتوں میں متروک کیے گئے تھے بنیادی درجوں کی بنیاد پر ان کی تفصیل جدول نمبر١١ میں دی گئی ہے۔

صفر تا نو پر مبنی ڈیوی کی پہلی تقسیم کے بنیادی درجوں کے الگ الگ صیغوں کے مندرجہ بالا اعداد کا جائزہ لیا جائے تو ان پانچ اشاعتوں میں سب سے زیادہ نمبر یا درجے صیغہ عام (000) میں سے خارج کیے گئے ہیں اورکم سے کم ادبیات (800) میں سے متروک کیے گئے۔ سولھویں اشاعت میں فلسفہ (100) ، لسانیات (400) اور تاریخ، جغرافیہ و سوانح (900) میں سے کسی نمبر کو متروک نہیں کیا گیا۔ باقی صیغوں میں متروک شدہ نمبروں کی تعداد میں کہیں یکسانیت اور کہیں کمی و بیشی ہے۔ بنیادی درجوں کا تفصیلی جائزہ حسب ذیل ہے۔

صیغہ عام (000)

اس صیغہ کے دس بنیادی درجوں کے پہلے گروہ کے ذیلی درجوں (000 تا 009) میں سے چار نمبروں یعنی 005،004، 008 اور 009 کو بیسویں ایڈیشن تک کسی اشاعت میں استعمال نہیں کیا گیا۔ کمپیوٹر کے علوم، جن کو دیگر ایڈیشنوں میں کسی ایک یا ایک سے زائد زیر ذیلی درجوں میں رکھا گیا تھا، ہٹا کر بیسویں ایڈیشن میں (004) اور (005) کے تحت رکھا گیا۔ اس طرح یہ دو نمبر پہلی مرتبہ استعمال کیے گئے۔ اس گروہ کے دوسرے نمبروں میں سے سوائے (001) کے باقی نمبر کسی نہ کسی اشاعت میں متروک رہے۔ عمومی مضامین کے مجموعات کے لیے مختص شدہ نمبر (040 تا 049) ان پانچوں اشاعتوں میں غیر مستعمل رہے۔ (080 تا 089) مجموعات کو سولھویں ایڈیشن میں خارج کر دیا گیا تھا ان نمبروں کو دوبارہ دیگر ایڈیشنوں میں استعمال کیا گیا۔ اس صیغہ میں باقی درجوں کے کچھ عنوانات دوبارہ ترتیب دے کر ابہامات کو دور کیا گیا۔

فلسفہ (100)

فلسفہ کی تقسیمات میں سے چھ درجوں یعنی 132،104، 134، 136، 151اور

جدول نمبر ۱۱

ڈیوی کے سولھویں تا بیسویں ایڈیشنوں میں متروک نمبروں کی تعداد بلحاظ موضوعات

ایڈیشن	صیغہ عام	فلسفہ	مذہب	سماجی علوم	لسانیات	سائنس	فنون مفیدہ/ ٹیکنالوجی	فنون لطیفہ	ادبیات	تاریخ، جغرافیہ سوانح	کل
	000	100	200	300	400	500	600	700	800	900	
سولھواں	12	-	5	1	-	2	6	6	1	-	33
سترھواں	18	6	6	12	8	4	7	6	2	8	77
اٹھارواں	17	7	6	13	8	5	6	6	2	10	80
انیسواں	18	9	7	7	15	5	6	6	2	11	86
بیسواں	15	11	9	8	15	5	6	8	2	10	89

163 کو سترھویں تا بیسویں اشاعتوں میں متروک کر دیا گیا جبکہ سولھویں ایڈیشن میں کسی درجے کے نمبر کو متروک نہیں کیا گیا تھا۔ ان درجوں کے علاوہ اٹھارویں اشاعت میں مزید ایک درجہ (164)، انیسویں میں مزید دو (112 اور 125) اور بیسویں میں مزید دو (157 اور 159) درجے متروک کر دیے گئے۔

مذہب (200)

مذہب کے لیے مختص شدہ ایک سو نمبروں میں سے، سولھویں ایڈیشن میں، مذہب کے عمومی صیغوں یعنی فلسفہ، لغات، رسائل وغیرہ کے لیے 201 تا 209 نمبر مختص کیے گئے تھے، باقی اشاعتوں میں ان موضوعات کو تبدیل کر کے عیسائیت کے عمومی صیغوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔ دیگر مذاہب کے لیے محدود نمبروں (290 تا 299) کے باوجود 298 کو گیارھویں ایڈیشن کے بعد استعمال ہی نہیں کیا گیا۔ سولھویں ایڈیشن سے مزید تین نبروں یعنی 244، 256 اور 257 کو اور سترھویں ایڈیشن میں مزید ایک نمبر یعنی 237 کو متروک کر دیا گیا۔

سماجی علوم (300)

سماجی علوم کے عمومی صیغوں کے لیے سولھویں ایڈیشن تک مختص شدہ نمبر 302 تا 307 کو سترھویں اور اٹھارویں ایڈیشنوں میں متروک کر دیا گیا مگر انیسویں ایڈیشن میں ان نمبروں کو بحال کرتے ہوئے سماجی علوم کے دیگر موضوعات کے لیے استعمال کیا گیا اور بیسویں ایڈیشن میں خفیف سی ترمیمات کے ساتھ برقرار رکھا گیا۔ سترھویں اور اٹھارویں ایڈیشنوں میں، صیغہ عام (000) کے بعد، سب سے زیادہ درجے بالترتیب 12 اور 13، اس صیغہ میں متروک کیے گئے۔ انیسویں اور بیسویں ایڈیشنوں میں ان کی تعداد گھٹ کر بالترتیب ۷ اور ۸ ہو گئی۔ ان درجوں میں 313 کا درجہ چودھویں ایڈیشن کے بعد استعمال نہیں کیا گیا۔ سترھویں ایڈیشن سے مزید تین درجے یعنی 308، 396 اور 397 اور اٹھارویں ایڈیشن سے مزید ایک نمبر 311 خارج کر دیا گیا۔

لسانیات (400)

اس صیغہ میں سولھویں ایڈیشن تک کسی درجہ کو متروک نہیں کیا گیا۔ سترھویں ایڈیشن سے سات یعنی 424، 434، 444، 454، 464، 474 اور 484 درجوں کو جو یورپی سات زبانوں یعنی انگریزی، جرمن، فرانسیسی، اطالوی، ہسپانوی، لاطینی اور قدیم یونانی کے تحت ذیلی مضمون مترادفات کے لیے مختص تھا، متروک کر دیا گیا۔ انیسویں ایڈیشن سے ان زبانوں کے ایک اور ذیلی مضمون عروض کے 8 درجوں یعنی 416، 426، 436، 446، 456، 466، 476 اور 486 کو

متروک کر دیا گیا۔ اس طرح ۱۵ درجے متروک ہو گئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لسانیات میں ان درجوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اٹھارویں ایڈیشن میں لسانیات کے لیے امدادی تقسیم تشکیل دینے کے بعد ان سات زبانوں کے ۴۲ کے علاوہ 410 کے تحت ۷ یعنی کل (۱۵+۴۲+۷) ۶۴ ذیلی درجے جو لسانیات کی امدادی تقسیم سے مماثلت رکھتے ہیں متروک کیے جا سکتے ہیں ان ۶۴ ذیلی درجوں کی تفیصل جدول نمبر۱۲ میں دی گئی ہے۔

جدول نمبر۱۲ میں دیے گئے ۶۴ نمبروں کو جن میں سے ۱۵ نمبر پہلے ہی متروک کیے جا چکے ہیں باقی نمبروں کو متروک کر کے ان کی درجہ بندی دوبارہ کی جائے تو 490 کے تحت یورپی زبانوں کے علاوہ دنیا بھر کی دوسری زبانوں کو مناسب درجہ دیاجا سکتا ہے۔

سائنسی علوم (500)

سائنسی علوم میں علم الریاضیات (510) اور علم الفلکیات (520) کے تحت 518 کو پندرھویں اشاعت سے اور 524 کو چودھویں اشاعت سے متروک کر دیا گیا۔ ان کے علاوہ سترھویں ایڈیشن سے 504 (سائنسی مضامین اور لیکچر) اور 571 (قبل التاریخ آثار قدیمہ) کے لیے مختص شدہ نمبر ترک کر دیے گئے اور اٹھارویں اشاعت سے مزید ایک نمبر 517 (Calculus) متروک کر دیا گیا۔ باقی درجوں میں بہت کم تبدیلیاں کی گئیں۔

فنون مفیدہ/ٹیکنالوجی (600)

اس شعبہ میں سترھویں کے علاوہ باقی چار ایڈیشنوں میں چھ چھ اور سترھویں میں سات درجے متروک کر دیے گئے۔ چودھویں اشاعت کے بعد 626، 654، 689 اور 699 کے لیے کوئی موضوع تجویز نہیں کیا گیا۔ سترھویں اشاعت کے بعد 655 استعمال نہیں کیا گیا۔ 686 کو سولھویں اور سترھویں ایڈیشن میں ترک کر دیا گیا تھا، اس کو اٹھارویں ایڈیشن سے دوبارہ استعمال کیا گیا۔ 604 سترھویں میں متروک کر دیا گیا تھا بعد کی اشاعتوں میں استعمال کیا گیا۔

فنون لطیفہ (700)

فنون لطیفہ میں سولھویں تا بیسویں ایڈیشنوں میں پانچ نمبر یعنی 762، 768، 775، 776 اور 777 مستقلاً ترک کر دیے گئے۔ 774 جو سولھویں اور سترھویں ایڈیشن میں متروک کر دیا گیا تھا بعد کے ایڈیشنوں میں Holography کے لیے مختص کیا گیا۔ اٹھارویں تا بیسویں ایڈیشنوں میں 744 بھی متروک کر دیا گیا۔ بیسویں ایڈیشن میں مزید دو نمبر یعنی 756 اور 789 ترک کر دیا گیا۔

جدول نمبر ۱۲

لسانیات کے وہ نمبر جن کو متروک کیا جا سکتا ہے

امدادی تقسیم عنوان	زبانیں	انگریزی	جرمن	فرانسیسی	اطالوی	ہسپانوی	لاطینی	کلاسیکی یونانی
	410	42 0	430	440	450	460	470	48 0
۱۔ علم ہجا و املا /Written Language/ Writing Systems & Phonology	411	421	431	441	451	461	471	481
۲۔ علم اللسان	412	422	432	442	452	462	472	482
۳۔ علم للغت و لغات	413	423	433	443	453	463	463	483
۴۔ مترادفات	414	424	434	444	454	464	474	484
۵۔ قواعد	415	425	435	445	455	465	475	485
۶۔ علم العروض	416	426	436	446	456	466	476	486
۷۔ مقامی زبانیں/نقش Inscription and Paleography/ & non-literary	417	427	437	447	457	467	477	487
۸۔ درسی کتب Texts/Usage and Learning	418	428	438	448	458	468	478	488

نوٹ: مترادفات میں 414 کے علاوہ تمام درجوں اور علم العروض کے تمام درجوں کو مستقلاً متروک کر دیا گیا۔

ادبیات (800)

اس صیغہ میں سب سے کم نمبر متروک کیے گئے یعنی سولھویں ایڈیشن میں صرف ایک نمبر (819) کو کوئی عنوان تجویز نہیں کیا گیا اور باقی ایڈیشنوں میں اس کے علاوہ 804 کو بھی متروک کر دیا گیا۔ ادبیات کااجمالی جائزہ لیا جائے تو لسانیات کی طرح اس صیغہ میں بھی امریکی ادب کے علاوہ صرف سات یورپی زبانوں کے ادب پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اور دیگر زبانوں کی ادبیات کو 890 کے ذیلی 9 نمبروں یعنی 891 تا 899 میں سمویا گیا۔ اسی طرح ادبیات کے ایک سو نمبروں میں سے ۹۰ نمبر امریکی اور یورپی زبانوں کی ادبیات کے لیے مخصوص کر دیے گئے۔ اٹھارویں ایڈیشن میں ادبیات کے لیے امدادی تقسیم کو وضع کیا گیا جس کی مدد سے 891 تا 899 کے تحت مختص شدہ دیگر زبانوں کی ادبیات کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ ادبیات کے معیاری درجوں کی امدادی تقسیم اور ان میں معیاری درجوں کے لیے امریکی اور یورپی زبانوں کی ادبیات کے درجوں کی تفصیل جدول نمبر۱۳ میں دی گئی ہے۔

مندرجہ بالا جائزے سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر امدادی معیاری تقسیم کا اطلاق امریکی اور سات یورپی زبانوں کی ادبیات پر بھی کیا جائے تو ان ۶۴ نمبروں کے درجے ان زبانوں کی ادبیات کے لیے مختص کیے جا سکتے ہیں جن کو ذیلی یا زیر ذیلی درجوں میں رکھا گیا ہے۔

تاریخ، جغرافیہ اور سوانح (900)

سولھویں ایڈیشن میں اس صیغہ میں سے کوئی نمبر متروک نہیں کیا گیا۔ سترھویں سے سوانح (920) کے تحت 921 تا 928 اٹھ نمبروں کو اختیاری (Optional) کر دیا گیا۔ اٹھارویں ایڈیشن سے مزید دو نمبر 991 اور 992 کو ترک کر دیا گیا۔ انیسویں ایڈیشن میں 908 کو ترک کر دیا گیا تھا مگر بیسویں ایڈیشن میں اس نمبر کو بحال کر دیا گیا۔ اس طرح سترھویں سے ۸ درجوں کو اختیاری کر دیا گیا اور اٹھارویں ایڈیشن سے مزید ۲ نمبروں کو مستقلاً ترک کر دیا گیا۔

سولھویں تا بیسویں اشاعتوں میں تاریخ، جغرافیہ اور سوانح کے صیغہ کی تقسیمات اس طرح ہیں:

900 تا 909	تاریخ کے اجتماعی اور عمومی موضوعات
910 تا 919	جغرافیہ سیاحت وغیرہ۔ اس میں 914 تا 919 براعظموں اور ممالک وغیرہ کے جغرافیائی حالات وغیرہ کے لیے متعین ہیں۔
920 تا 929	سوانح (سترھویں اشاعت سے 921 تا 928 اختیاری کر دیے گئے)

جدول نمبر ۱۳

ادبیات کے وہ نمبر جن کو متروک کیا جا سکتا ہے

امدادی تقسیم	عنوان	امریکی	انگریزی	جرمن	فرانسیسی	اطالوی	ہسپانوی	لاطینی	یونانی
		(810)	(820)	(830)	(840)	(850)	(860)	(870)	(880)
۱-	شاعری	811	821	831	841	851	861	871	881
۲-	ڈرامہ	812	822	832	842	852	862	(a) 872	(a) 882
۳-	افسانے	813	823	833	843	853	863	(b) 873	(b) 883
۴-	مضامین	814	824	834	844	854	864	(c) 874	(c) 884
۵-	خطابت	815	825	835	845	855	865	875	885
٦-	مکاتیب خطوط	816	826	836	846	856	866	876	886
۷-	طنز و مزاح	817	827	837	847	857	867	877	887
۸-	متفرقات	818	828	838	848	858	868	878	888

(a)Dramatic Poetry

(b)Epic Poetry

(c)Lyric Poetry

930 تا 939	آثار قدیمہ اور قدیم تاریخ
940 تا 949	یورپی ممالک کی تاریخ
950 تا 959	ایشیائی ممالک کی تاریخ
960 تا 969	افریقی ممالک کی تاریخ
970 تا 979	شمالی امریکہ کے ممالک کی تاریخ (اس میں 973 تا 979 ریاستہائے متحدہ امریکہ کے لیے مختص ہیں)
980 تا 989	جنوبی امریکہ کے ممالک کی تاریخ
990 تا 999	آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور جزائرالبحر کے ممالک کی تاریخ

بیسویں اشاعت سے سوانح کے مختص شدہ نمبروں میں سے 921 تا 928 اختیاری کر دیے گئے اور صرف دو نمبر یعنی 920 اور 929 کو بالترتیب اجتماعی سوانح اور علم الانساب و اعزازی نشان کے موضوعات کو برقرار رکھا گیا ہے۔ اگر ان دو نمبروں کے موضوعات کو 900 تا 909 نمبروں میں یا امدادی تقسیم معیاری ذیلی درجہ 092. میں شامل کر لیا جائے تو یہ صیغہ بھی فارغ ہو جائے گا۔

آثار قدیمہ اور قدیم تاریخ کا تعلق ممالک سے ہوتا ہے۔ ڈیوی نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا ہے کہ اگر مناسب سمجھا جائے تو 930 تا 939 کی بجائے ممالک میں ان کی قدیم تاریخ رکھی جائے اور یہی مناسب سمجھا جاتا ہے - اس طرح ان نمبروں کو کسی اور مقصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ دنیا کے پانچ براعظموں میں ہر براعظم کے ممالک کی تعداد اور ان کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ براعظم ایشا جو دنیا کا سب سے بڑا براعظم ہے اس میں ۴۵ ممالک ہیں اور ان کی تاریخ بھی ہزاروں سالوں پر محیط ہے۔ ایشیا کے بعد یورپ اور افریقہ میں شمالی افریقہ کی تاریخ بھی ہزاروں سالوں پر محیط ہے۔ ان کے مقابلہ میں شمالی اور جنوبی مشترکہ امریکہ اور آسٹریلیا کے ممالک کی تعداد محدود ہے اور ان ممالک کی تاریخ بھی محدود تر۔ ان امور کو مدنظر رکھ کر مندرجہ بالا تقسیم کا جائزہ لیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں بھی ڈیوی نے کوتاہ نگاہی سے کام لیا ہے۔ چونکہ ڈیوی اعشاریائی تقسیم عالمگیر اہمیت کی حامل ہوتی جا رہی ہے اور دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں یہ زیر استعمال ہے لہذا ڈیوی ادارتی کمیٹی کو ان مختص شدہ نمبروں پر نظرثانی کرنی چاہیے اور 920 تا 939 کے نمبروں کو شامل کر کے ۸۰ نمبروں یعنی 920 تا 999 کو براعظموں اور ممالک کے لیے دوبارہ مرتب کرنا چاہیے۔ ایشیا کے ممالک کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان ممالک کو بجائے دس یعنی 950 تا 959 کے بیس نمبروں میں تقسیم کرنا چاہیے۔ اس طرح ایشیائی ممالک کے لیے درجوں کی کمی کی شکایت کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔

اندراجات

سولھویں تا انیسویں ایڈیشنوں میں ڈیوی کی پہلی تقسیم صفر تا ۹ کے درجوں میں کل اور توسیعی اندراجات کی تفصیلات جدول نمبر ۱۴ میں دی گئی ہیں:

جدول نمبر۱۴میں دی گئیں‌اندراجات کا جائزہ لیاجائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سولھویں‌ایڈیشن میں سب سے زیادہ اندراجات بنیادی درجہ، تاریخ، جغرافیہ اورسوانح کے تحت تھے اور اس کے بعد ٹیکنالوجی میں۔ چونکہ سترھویں ایڈیشن میں درجہ900 کے زیادہ تر اندراجات علاقائی امدادی تقسیم میں منتقل کر دیے گئے، اس لیے ان کی تعداد گھٹ گئی۔ اس طرح سترھویں اور بعد کے ایڈیشنوں میں ٹیکنالوجی میں اندراجات کی تعداد سب سے زیادہ رہی اور اس کے بعد بنیادی درجہ سماجی علوم میں زیادہ اندراجات تھے۔ سولھویں ایڈیشن میں سب سے کم اندراجات بنیادی درجہ ادبیات (8)، لسانیات (4) اور صیغہ عمومی (صفر) میں تھے۔ سترھویں ایڈیشن میں سب سے کم اندراجات صیغہ عمومی میں تھے اور اٹھارویں اور انیسویں ایڈیشنوں میں صیغہ لسانیات میں سب سے کم اندراجات تھے۔

امدادی تقسیمات

سولھویں تا بیسویں ایڈیشنوں میں امدادی تقسیمات کا جائزہ لیا جائے تو مندرجہ ذیلی امور کی نشاندہی ہوتی ہے:

(۱) عمومی صیغے/معیاری ذیلی تقسیم

ڈیوی نے ایسے موضوعات جو تقریباً ہر مضمون کے ساتھ شامل ہوتے ہیں یا شامل کیے جا سکتے ہیں؛ مثلاً نظریات، خاکے، لغات، دائرۃ المعارف، مضامین وغیرہ ان کے لیے امدادی تقسیمات میں (01 تا 09) عمومی صیغے یا معیاری ذیلی تقسیم کے عنوان کے تحت مرتب کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پہلی تقسیم کے دس بنیادی درجوں میں صیغہ عام (000) کے تحت عمومی دائرۃ المعارف (030 تا 039)، عمومی مجموعہ مضامین (040 تا 049)، عمومی رسائل (050 تا 059)اور عمومی ادارے یا انجمنیں (060 تا069) کے لیے بھی مختص کیے گئے ہیں۔ تیسری تقسیم کے تحت ابتدائی ۹ درجے، سوائے چار درجوں یعنی 101 (Value and Use)، 301 سماجیات، 808 (Literary Composition) اور 909 تاریخ نشاۃ ثانی اور موجودہ دور کے باقی درجوں کو معیاری ذیلی تقسیم کے عنوانات مختص کیے ہیں۔ یہی عنوانات ہر درجہ اور ذیلی درجوں کے اعداد کے ساتھ (01 تا 09) اعشاریہ کے

جدول نمبر ۱۴

ڈیوی کے سولھویں تا انیسویں ایڈیشن میں کل اور توسیعی اندراجات

	صیغہ عمومی 000	فلسفہ 100	مذہب 200	سماجی علوم 300	لسانیات 400	سائنس 500	ٹیکنالوجی 600	فنون لطیفہ 700	ادبیات 800	تاریخ، جغرافیہ، سوانح 900	کل
سولھواں ایڈیشن											
کل اندراجات	333	499	760	1703	324	2083	4031	1407	302	6486	17928
توسیعی اندراجات	55	8	80	69	52	53	115	180	72	158	842
کل موضوعات	388	507	840	1772	376	2136	4146	1587	374	6644	18760
سترھواں ایڈیشن											
کل اندراجات	341	641	1191	2545	368	2603	5170	1785	651	1826	17132
توسیعی اندراجات	51	24	225	311	135	183	789	254	231	448	2651
کل موضوعات	392	665	1416	2856	503	2786	5959	2039	882	2284	197832
اٹھارواں ایڈیشن											
کل اندراجات	443	443	1291	3430	280	2830	5694	1912	425	2032	18980
توسیعی اندراجات	69	22	286	398	114	698	921	270	149	391	3318
کل موضوعات	512	665	1577	3828	394	3528	6615	2182	564	2423	22298
انیسواں ایڈیشن											
کل اندراجات	511	670	1411	4321	268	3141	6089	2222	327	2541	21504
توسیعی اندراجات	100	14	296	1080	133	897	1021	486	187	400	4612
کل موضوعات	611	684	1707	5401	401	4011	7110	2708	514	2941	26112

بعد استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح دوسری تقسیم کے (000) کے عمومی صیغوں میں ۴۰ درجے اور تیسری تقسیم کے نو سو درجوں یعنی 100 تا 900 میں ۷۷ درجے یعنی کل ۱۱۷ درجے ان عنوانات کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں، جن کی تفصیلات جدول نمبر ۱۵ میں دی گئی ہیں۔

سولھویں ایڈیشن کے علاوہ دوسرے ایڈیشنوں میں 040 تا 049 کے عنوانات کو مستقلاً متروک کر دیا گیا۔ سماجی علوم (300) کے تحت سترھویں ایڈیشن میں 301 سماجیات اور 309 سماجی حالات کے علاوہ باقی نمبروں کے عنوانات کو متروک کر دیا گیا۔ ان متروک شدہ نمبروں میں سے سوائے 308 کے باقی اعداد سماجی علوم کے دیگر متعلقہ علوم کے لیے متعین کیے گئے۔ انیسویں اور بیسویں ایڈیشنوں میں 308 کے علاوہ 309 بھی متروک کر دیا گیا، اسی طرح دیگر بنیادی درجوں کے معیاری درجوں میں کہیں کہیں تبدیلیاں کی گئیں یا ان کو متروک کر دیا گیا۔ ان تبدیلیوں سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان تمام درجوں کو جو معیاری ذیلی تقسیم کے لیے مختص کیے گئے ہیں ترک کر کے دوسرے متعلقہ عنوانات جن کی طرف توجہ نہیں دی گئی، شامل کیے جا سکتے ہیں۔

معیاری ذیلی تقسیم کے تحت سولھویں ایڈیشن میں ٦٩ اندراجات تھے۔ دیگر ایڈیشنوں میں اندراجات کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا اور انیسویں ایڈیشن میں ان کی تعداد بڑھ کر ۱۱٦ ہو گئی۔ ان اندراجات کے موضوعات میں بھی تبدیلیاں کی گئیں۔ کچھ موضوعات کے نمبروں کو دوبارہ متعین بھی کیا گیا اور کچھ کو متروک کر دیا گیا۔ بیسویں ایڈیشن میں (06.) کے تحت اداروں اور انجمنوں کے ساتھ انتظامیہ کو بھی شامل کیا گیا اور (08.) مجموعات کو بدل کر History and description with respect to kind of person کر دیا گیا۔ اس کو مزید ذیلی درجوں میں تقسیم کیا گیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

.081 مرد
.082 عورتیں
.083 نوجوان
.084 خصوصی عمر کے افراد
.085 رشتہ دار۔ والدین
.086 سماجی اور معاشی حیثیت کے افراد
.087 معذور، بیمار، مجبور افراد
.088 پیشہ واران اور مذہبی گروہ
.089 نسلی، لسانی، قومی گروہ

جدول نمبر ۱۵

عمومی اور معیاری صیغوں کے لیے مختص شدہ نمبر

موضوعات	معیاری ذیلی تقسیم	عمومی صیغہ (000)	فلسفہ (100)	مذہب علوم (200)	سماجی (300)	لسانیات (400)	سائنس (500)	ٹیکنالوجی (600)	فنون لطیفہ (700)	ادبیات (800)	تاریخ، جغرافیہ، سوانح (900)
فلسفہ اور نظریہ	01	-	101 (1)	201	301 (2)	401	501	601	701	801	901
دستی کتب، خاکے اور متفرقات	02	-	102	202	302	402	502	602	702	802	902
لغات اور دائرۃ المعارف	03	030-039	103	203	303	403	503	603	703	803	903
مضامین اور لیکچر	04	040-049	104	204	304	404	504	604	704	804	904
رسائل	05	050-059	105	205	305	405	505	605	705	805	905
ادارے اور انجمنیں	06	060-069	106	206	306	406	506	606	706	806	906
درس و تدریس	07	-	107	207	307	407	507	607	707	807	907
مجموعات	08	-	108	208	308	408	508	608	708	(3) 808	(4) 908
تاریخ اور علاقائی تقسیم	09	-	109	209	309	409	509	609	709	809	909

(1) 101 Value and Use

(2) 301 Sociology

(3) 808 Literary Composition

(4) 909 Medival & Modern History

ان ذیلی درجوں کو مزید جزئیات میں تقسیم کیا گیا۔

معیاری ذیلی درجے (09 -) تاریخ اور جغرافیائی تقسیم کا عنوان بدل کر بیسویں ایڈیشن میں تاریخ، جغرافیائی اور شخصی تقسیم کر دیا گیا اور اس کو مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کیا گیا۔

0901- تا 0905 – تاریخی ادوار

091 - علاقائی خطے، عمومی جگہوں کی تقسیم

092 - شخصیات

093 - تا 099 - براعظم، ممالک وغیرہ کی تقسیم

معیاری ذیلی تقسیم میں تبدیلیوں اور توسیعات کی وجہ سے درجہ بندی میں ان پہلوؤں کو اجاگر کرنے میں کافی سہولت پیدا ہو گئی۔

علاقائی تقسیم

ڈیوی کی سات امدادی تقسیمات میں علاقائی تقسیم کی بڑی اہمیت ہے۔ سولھویں ایڈیشن تک تاریخ، جغرافیہ اور سوانح (900) ہی کے تحت کل عالم اور اس کے علاقے یعنی براعظم، ممالک، صوبے، ریاستیں، شہر وغیرہ کے نمبر متعین تھے اور ان کے متعلقہ موضوعات سوائے چند درجوں کے اکثر محدود تھے جس کی وجہ سے درجہ بندی میں کچھ دقتیں پیش آتی تھیں۔ ان دقتوں کو دور کرنے کے لیے ڈیوی کے سترھویں ایڈیشن میں پہلی مرتبہ ۵۱۱۴ موضوعات کی ایک طویل امدادی علاقائی تقسیم مرتب کر کے اشاریہ کی جلد کے ساتھ شامل کر کے شائع کیا گیا۔ اس تقسیم میں نہ صرف پچھلے ایڈیشنوں کے ابہام و خامیوں کو دور کیا گیا بلکہ ملکوں، صوبوں/ ریاستوں اور شہروں کے لیے بھی نمبر مختص کیے گئے۔ بعد کے ایڈیشنوں میں اس تقسیم کے اندراجات میں اضافہ کیا جاتا رہا۔ اٹھارویں اور انیسویں ایڈیشنوں میں ان اندراجات کی تعداد بالترتیب ۵،۹۵۱ اور ۶،۹۳۹ تھی۔ اس تقسیم میں بعض ممالک کے نمبروں کا تعین نو کیا گیا جس کی وجہ سے ان ممالک کی تاریخ اور دیگر متعلقہ مضامین کی درجہ بندی مین کچھ مسائل پیدا ہو گئے۔ بہرحال اس امدادی تقسیم سے کتابوں کی درجہ بندی میں کافی سہولت پیدا ہو گئی۔

ڈیوی کی اٹھارویں اشاعت میں مزید پانچ امدادی یعنی (۱) ادبی، (۲) انفرادی لسانی، (۳) نسلی، قبائلی علاقائی و مقامی، (۴) لسانیات اور (۵) شخصیات کی تقسیمات کی شمولیت سے ان موضوعات پر درجہ بندی میں کافی

سہولت پیدا ہوگئی۔ ان پانچوں تقسیمات میں اندراجات کی کیفیت سوائے ادبی تقسیم کے ایک جیسی رہی۔ ادبی تقسیم میں کل اندراجات کی تعداد اٹھارویں اشاعت میں ۲۳۵ تھی وہ گھٹ کر انیسویں اشاعت میں صرف ۷۵ رہ گئی جبکہ اسی تقسیم کے توسیعی اندراجات کی تعداد ۳۱ سے بڑھ کر ۵۷ ہوگئی۔

امدادی تقسیمات کی مدد سے کتابوں کے ہر پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے درجہ بندی کی جا سکتی ہے۔ اس طریقہ کار سے بعض اوقات درجہ بندی کا نمبر طویل ہو جاتا ہے جس کا کتابوں کی پشت پر تحریر کرنا ایک مشکل امر بن جاتا ہے۔ اس امر کے مدنظر ناقدین ڈیوی کے طویل نمبروں پر اعتراض کرتے ہیں۔ درجہ بندی کی دیگر معروف اسکیموں کے مرکب نمبروں سے ڈیوی کے منفرد نمبروں کا موازنہ کیا جائے تو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ڈیوی کی اعشاریائی درجہ بندی دیگر اسکیموں سے بہتر ہے اور یہی ڈیوی کی عالمگیر شہرت کی حامل ہے۔ سولھویں تا انیسویں اشاعتوں میں امدادی تقسیمات کے اندراجات کی تفصیلات جدول نمبر ۱۶ میں دی گئی ہیں:

جدول نمبر ۱۶ اندراجات سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سولھویں اشاعت میں صرف ایک امدادی تقسیم یعنی صوری تقسیم تھی اور سترھویں اشاعت میں اس کے علاوہ علاقائی تقسیم کو شامل کیا گیا اور اٹھارویں اشاعت میں مزید پانچ تقسیمات کا اضافہ کیا گیا۔ ان امدادی تقسیمات میں سب سے زیادہ اندراجات "علاقائی تقسیم" میں ہیں اور سب سے کم "انفرادی لسانی تقسیم" میں ہیں۔ ان سات امدادی تقسیمات میں اٹھارویں اشاعت میں اندراجات کی تعداد ۷۲۰۸ تھی جو بڑھ کر انیسویں اشاعت میں ۸۳۰۲ ہوگئی۔

گذشتہ چالیس پچاس برسوں میں تحقیق اورمزید تحقیق سے علوم اورایجادات میں اضافہ کی وجہ سے ڈیوی ادارتی کمیٹی کے لیے ہر وقت یہ مسئلہ پیش رہا کہ متعلقہ مضامین کو یکجا کیا جائے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے مضامین کا تعین نو کیا جاتا رہا۔ سولھویں تا انیسویں اشاعتوں میں صفر تا ۹ کے درجوں میں مضامین کے تعین نو کی کیفیت حسب ذیل رہی:

جدول ١٦

سولھویں تا انیسویں ایڈیشنوں میں امدادی تقسیمات کے اندراجات :

	معیاری ذیلی درجہ	علاقائی تقسیم	ادبی تقسیم	انفرادی لسانی تقسیم	نسلی علاقائی اور مقامی تقسیم	لسانیات کی تقسیم	شخصیات کی تقسیم	کل
صفر	1	2	3	4	5	6	7	8
سولھویں اشاعت								
کل اندراجات	69	-	-	-	-	-	-	69
توسیعی اندراجات	9	-	-	-	-	-	-	9
کل موضوعات	78	-	-	-	-	-	-	78
سترھویں اشاعت								
کل اندراجات	113	5110	-	-	-	-	-	5123
توسیعی اندراجات	15	4	-	-	-	-	-	19
کل موضوعات	128	5114	-	-	-	-	-	5142
اٹھارویں اشاعت								
کل اندراجات	12	5939	235	28	182	234	431	7161
توسیعی اندراجات	17	12	31	5	181	-	1	247
کل موضوعات	129	5951	266	33	363	234	432	7408
انیسویں اشاعت								
کل اندراجات	116	6933	5	29	192	239	440	8024
توسیعی اندراجات	20	6	57	5	191	.	1	280
کل موضوعات	136	6939	132	34	383	239	441	8304

جدول نمبر ۱۷

سولھویں تا انیسویں ایڈیشنوں میں مضامین کے تعین نو کی تعداد

بنیادی درجے	سولھواں	سترھواں	اٹھارواں	انیسواں
	ایڈیشن			
000	۶۹	۳۹	۶	۲۴
100	۶۱	۱۱	۱	۱۵
200	۳۸	۵۵	۹	۴۳
300	۲۸۶	۱۸۹	۱۶۴	۹۱
400	۳۱	۳۶	۶	۱
500	۳۶۱	۷۲	۷۴	۳۲
600	۴۸۹	۲۰۰	۶۸	۶۸
700	۱۹۹	۸۶	۲۸	۱۷
800	۱۸	۹	۲	۱
900	۹۱	۴۹	۱۱	۱۳

امدادی تقسیمات میں موضوعات کے تعین نو کی تعداد اٹھارویں اور انیسویں ایڈیشن میں بالترتیب ۲۷ اور۳۵ تھی۔

ڈیوی کی بیس اشاعتوں میں سے آخری پانچ یعنی سولھویں تا بیسویں ایڈیشنوں کے مندرجہ بالا اجمالی جائزہ سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم کی ادارتی کمیٹی علوم کے پھیلاؤ اور استعمال کنندگان کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے کماحقہ تبدیلیاں اور توسیعات کرتی رہی اور موضوعات کا تعین نو کر کے متعلقہ مضامین کو یکجا کرنے کی کوشش کی، نیز درجہ بندی کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے امدادی تقسیمات کو مرتب کیا۔ ان تبدیلیوں، توسیعات، تعین نو اور امدادی تقسیمات کی وجہ سے کتابوں کی درجہ بندی میں سہولت پیدا ہوئی۔

حوالہ جات

1. Dewey Decimal Classification and Relative Index, devised by Melvil Dewey, 20th edn. Press, 1989. Vol-I. P. lxi
2. Dewey Decimal Classification and Relative Index, devised by Melvil Dewey, 16th edn. Lake Placid Club, N. Y. Forest Press, 1958. Vol. I & II
3. Dewey Decimal Classification and Relative Index devised by Melvil Dewey, 17th edn. Lake Placid Club, N.Y. Forest Press, 1965. Vol. I & III
4. Dewey Decimal Classification and Relative Index, devised by Melvil Dewey, 18th edn. Lake Placid Club, N.Y. Forest Press, 1971. Vol. I to III.

۵- محمد اسلم- درجہ بندی اور تنظیم کتب خانہ- لاہور، اسلامک بک سروس- ص ۱۰۶

6 Dewey Decimal Classification and Relative Index, devised by Melvil Dewey, 19th edn. ed. by Benjamin A. Custer. Albany, Forest Press, 1979. Vol. I to III.

7. Dewey Decimal Classification and Relative Index...20th edn. op cit Vol. I to IV.
8. Dewey Decimal Classification and Relative Index... 20th edn. op cit Vol. I. P. xix.ã

باب ہشتم

خصوصی، غیر کتابی اورغیر مطبوعہ مواد کی درجہ بندی

کتابی درجہ بندی اسکیمیں جن کا اختصاری اور اجمالی جائزہ باب چہارم میں پیش کیا گیا وہ ہر قسم کے کتب خانوں کے ذخیرہ کتب کی درجہ بندی کے لیے تھیں- انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی کے بیشتر حصہ میں ایجادات اور جدید ٹیکنالوجی کی وجہ سے ذرائع ابلاغ، غیرکتابی اور غیر مطبوعہ مواد کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے- کتابوں کی طباعت سے قبل ہی غیرمطبوعہ شکل میں کتابیں، رسائل، رپورٹس وغیرہ آنے لگی ہیں- نادر و نایاب یا خصوصی کتب اور رسائل وغیرہ کو بھی غیر مطبوعہ شکل میں محفوظ کیا جا رہا ہے- غیر کتابی اور غیر مطبوعہ مواد میں ریکارڈ، مائیکرو فلم، مائیکروفش، مائیکرو کارڈ، ٹیپ، کیسٹ، کمپیوٹر ڈسک وغیرہ شامل ہوتے جا رہے ہیں- ان کی تعداد مطبوعہ یعنی مطالعاتی مواد کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہے- ترقی یافتہ کے علاوہ ترقی پذیر اورکم ترقی یافتہ ممالک میں یہ ٹکنالوجی پھیلتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے کتب خانوں اور کتب کا تصور کم ہوتا جا رہا ہے- مطبوعہ ذخیروں کے ساتھ ساتھ غیر کتابی اور غیرمطبوعہ مواد ہر قسم کے کتب خانوں میں شامل کیا جا رہا ہے- ان غیرمطبوعہ اور غیرکتابی مواد کی صحیح اصولوں پر درجہ بندی کرکے محفوظ کرنے اور ان کی بازیافت کے مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں- درجہ بندی اسکیموں کے علاوہ انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی کے بیشتر حصہ میں خصوصی کتب خانوں یا خصوصی ذخیرہ کتب اور غیر کتابی اور غیرمطبوعہ (بشمول سمعی و بصری) مواد کے لیے بھی ماہرین فن کتابداری اور دیگر ماہرین نے کچھ درجہ بندی اسکیموں کو تشکیل دیا- ان میں سے کچھ اسکیمیں نظریاتی تھیں جن کی پذیرائی نہیں ہوئی؛ مثلاً Fosket کی لندن تعلیمی درجہ بندی جو شائع تو ہوئی مگر اس کی قبولیت بہت مختصر سی رہی اور کچھ خصوصی درجہ بندی اسکیموں نے اچھی خاص شہرت پائی اور وہ خصوصی کتب خانوں یا دیگر کتب خانوں کے خصوصی مطالعاتی، غیر کتابی اور غیرمطبوعہ مواد کے لیے استعمال ہو رہی ہیں-

مروجہ درجہ بندی اسکیموں میں ان غیر مطبوعہ اور غیر کتابی مواد کی درجہ بندی کے لیے خاطر خواہ طریقہ کار نہ ہونے کی وجہ سے معروف اور مستعمل درجہ بندی اسکیموں میں بھی تبدیلیاں کرنے پر غورکیا جا رہا ہے-

عام درجہ بندی اسکیموں کے تحت بھی کبھی کبھی کتابی درجہ بندی میں کچھ مسائل درپیش آتے ہیں؛ مثلاً ہر کتب خانہ اپنی ضروریات یا پالیسی کے تحت کتابوں کی درجہ بندی کرتا ہے اور یہ ضروری بھی نہیں کہ کسی خاص مقام کے سارے کتب خانے اپنے مطالعاتی اور غیر مطالعاتی مواد کی درجہ بندی کسی ایک ہی درجہ بندی اسکیم کے تحت کر رہے ہوں اور ان کے کیٹلاگ کارڈ بھی ایک ہی قسم کے اصولوں پر تیارکیے جا رہے ہوں، تو ایسی صورت میں ایک جیسی کتاب کا طلب نمبر اورکیٹلاگ کارڈ پر اس کااندراج مختلف کتب خانوں میں الگ الگ ہوگا۔ ایسی صورت میں کسی ایک مقام یا ملک یا کسی خاص مضمون پر مقامی ذخیرہ کتب کی فہرست (Union Catalogue) کا تیار کرنا ایک مشکل امر ہوگا۔

رسائل میں شائع شدہ مضامین کی تحقیق میں بڑی اہمیت ہوتی ہے کیونکہ ان میں کسی خاص موضوع کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی جاتی ہے نیز عام طور پر ان کے صفحات کم ہوتے ہیں اس لیے ان کو کتابی شکل بھی نہیں دی جا سکتی۔ اگر محققین کی اعانت کے لیے ان مضامین کی صحیح نشاندہی نہ کی جائے تو ان کی تحقیق تشنہ رہ جاتی ہے اس ضرورت کو مدنظر رکھ کر مخصوص ادارے یا خصوصی کتب خانے کسی درجہ بندی اسکیم کے تحت ان مضامین کی درجہ بندی کر کے اشاریہ (Index) تیار کرتے ہیں اور محققین تک پہنچاتے ہیں۔ ان اشاریہ بند کارڈوں کو مائیکروفلم یا مائیکروفش یا کمپیوٹر ڈسک کی شکل میں محفوظ کر کے کتب خانوں میں رکھا جاتا ہے تاکہ محققین بوقت ضرورت ان سے استفادہ کر سکیں۔ رسائل میں شائع شدہ مضامین کی درجہ بندی اور اشاریوں کی تیاری کے مسائل میں بھی روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

کمپیوٹر اورکمپیوٹر ٹیکنالوجی کی وجہ سے دنوں اور گھنٹوں کا کام منٹوں میں ہونے لگا ہے۔ کمپیوٹر زندگی کے ہر شعبہ میں بڑی اہمیت حاصل کرتے جا رہے ہیں۔ کتب اور رسائل کی اشاعت میں بھی یہ ممد و معاون ثابت ہو رہے ہیں۔ کتب خانوں میں کتابوں کے اجراء و وصولی، کیٹلاگ اور اشاریوں میں کتب اور رسائل میں شائع شدہ مضامین کی نشاندہی میں کمپیوٹر کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔ کمپیوٹر وہی اطلاعات بازیافت کرتا ہے جو اس کو مہیا کی جاتی ہیں۔ کمپیوٹر کی اپنی زبان ہوتی ہے اور اسی زبان میں اطلاعات کی فراہمی عام درجہ بندی کے اصولوں کے تحت ممکن نہیں اس لیے کمپیوٹر میں کتب کے کیٹلاگ اورمضامین کے اشاریوں کے لیے علیحدہ طریقہ کار بنانے کی ضرورت محسوس کی گئی۔

اس طرح خصوصی، غیر کتابی اورغیر مطبوعہ مطالعاتی مواد کی درجہ بندی کی حسب ذیل قسمیں ہونگی:

۱۔ خصوصی مضامین کی درجہ بندی

۲۔ غیر کتابی مطالعاتی مواد کی درجہ بندی
۳۔ غیر مطبوعہ مواد کی درجہ بندی
۴۔ رسائل میں شائع شدہ مضامین کی درجہ بندی
۵۔ مقامی ذخیرہ کتب کی درجہ بندی کے مسائل

درجہ بندی کے ان مسائل کو حل کرنے کے لیے جو پیش رفت کی گئی، ان کا خاکہ حسب ذیل ہے:

خصوصی مضامین کی درجہ بندی

انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں جو درجہ بندی اسکیمیں مرتب کی گئیں وہ عمومی اسکیمیں تھیں اور عام طور پر خصوصی مضامین کے لیے تفصیلی اور جامع نہیں تھیں اس لیے خصوصی مضامین یا خصوصی کتب خانوں کی ضروریات کو پورا نہیں کرتی تھیں۔ ان ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض کتب خانوں اور ماہرین نے خصوصی مضامین کے لیے تفصیلی درجہ بندی اسکیمیں مرتب کرنا شروع کیں۔ خصوصی مضامین پر مرتب کردہ درجہ بندی اسکیموں کی تعداد اچھی خاصی ہے اس لیے اس باب میں چند مشہور و معروف خصوصی درجہ بندی اسکیموں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

۱۔ برطانیہ میں غالباً سب سے پہلے Cheltenham مستورات کےکالج (جس کا قیام ۱۸۵۳ء میں عیسائی مذہب کی تعلیم دینے کے لیے عمل میں لایا گیا اور اس کالج کا کتب خانہ ۱۸۹۴ء میں قائم کیا گیا) کے کتب خانہ میں ذخائر کتب کی درجہ بندی کے لیے ایک اسکیم مرتب کی گئی جو "Cheltenham درجہ بندی" کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا۔ یوں تو خصوصی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس اسکیم کو مرتب کیا گیا مگر یہ ایک عام اسکیم ہے۔ اس اسکیم میں انگریزی کے بڑے حروف تہجی بنیادی درجوں کے لیے اور توسیعات کے لیے رومن نمبر اورعربی ہندسے استعمال کیے گئے۔ مزید توسیعات کے لیے اشاریہ کے ساتھ عربی ہندسے استعمال کیے گئے؛ مثلاً

M سائنس
M III ریاضی
M IV طبیعیات
M V کیمیا
MV43 عملی اور تجزیاتی کیمیا
M V 43.2 تصویر کشی

یعنی تصویر کشی کا نمبر MV 43.2 ہوگا۔

اس اسکیم کے موضوعات اور ان کی علامات میں بار بار تبدیلی کی جاتی رہی

اور بعض موضوعات کا تعینِ نو بھی کیا جاتا رہا۔ اس اسکیم میں بعض مضامین کے لیے خاطر خواہ درجے بھی مقرر کیے گئے۔ ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی میں تفصیلی توسیعات کے بعد اس اسکیم کی اہمیت کم ہوتی جا رہی ہے اور خود کالج لائبریری کے ارباب اقتدار اس اسکیم کو ترک کر کے ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کے تحت اپنے ذخائر کتب کی درجہ بندی کرنا چاہتے ہیں۔

۲۔ امریکہ کی قومی لائبریری برائے طب (National Library of Medicine) (N L M) ۱۸۳۶ء میں قائم ہوئی۔ ابتداء میں اس کا نام Library of the Army Surgeon General's Office تھا۔ چونکہ اس کتب خانہ کا تعلق طب سے تھا اس لیے طب کے متعلق ایک کتابیات مرتب کر کے ۱۸۷۹ء میں Index Medicus کے نام سے اور ۱۸۸۰ء میں Index-Catalog of the Library of the Surgeon General's Office کے نام سے شائع کرکے کتب خانہ نے طب کی کتابیات کی بنیاد ڈالی۔ امریکی کانگریس نے ۱۹۵۶ء میں ایک ایکٹ کے تحت اس کا نام NLM رکھا۔ اپنے ذخائر کتب کی درجہ بندی کے لیے NLM نے ایک اسکیم مرتب کی جس کو " National Library of Medicine کی درجہ بندی" کہا جاتا ہے۔ اس کا ابتدائی ایڈیشن ۱۹۴۸ء میں شائع ہوا اور اس کے بعد اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ چونکہ اس اسکیم اور لائبریری آف کانگریس کی اسکیم (LCC) کی علامات میں کافی مماثلت ہے اس لیے اس اسکیم کو LCC کا ضمیمہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس اسکیم میں LCC کی طرح بنیادی درجوں کے لیے انگریزی کے بڑے حروف تہجی اور توسیعات کے لیے عربی ہندسے استعمال کیے گئے ہیں۔ LCC میں طب کے لیے درجہ Q (سائنس) کے تحت QS سے QZ تک ذیلی درجے مختص کیے گئے ہیں اس لیے NLM کی درجہ بندی میں یہ ذیلی درجے Pre-Clenical Sciences کے لیے متعین کرتے ہوئے W جس کو LCC نے آئندہ کی ضروریات کے لیے چھوڑ دیا تھا اس کو NLM نے طب اور اس کے متعلق مضامین کے لیے مختص کیا اور WA سے WZ تک کے درجوں کو طب کے ذیلی موضوعات کے لیے مقرر کیا۔ LCC کی طرز پر جزئیات کے درجوں کے لیے عربی ہندسے استعمال کیے گئے ہیں؛ مثلاً WY نرسنگ اور WY19 نرسنگ کے اسکول۔ اس اسکیم میں ایک خوبی یہ ہے کہ چند مخصوص موضوعات جو مختلف مضامین کے جز بھی ہوتے ہیں ان کے اعداد ایک ہی رکھے گئے ہیں؛ مثلاً قوانین کے لیے 32 مقرر ہے اور نرسنگ کے قوانین کے لیے WY32 اور عوامی صحت کے قوانین کے لیے WA 32 مختص ہیں۔

طب کے کتب خانوں میں یہ اسکیم بہت مقبول ہے۔ ۱۹۷۴ء کے ایک جائزہ کے مطابق اس وقت تک 589 طب کے کتب خانوں میں یہ زیرِاستعمال ہے جن میں ۳۹۱ امریکی، ۱۳ کینیڈا اور ۱۱ برطانیہ کے کتب خانے شامل ہیں۔ ۱۹۷۶ء کی Jenkins

کی رپورٹ کے مطابق برطانیہ کے طبی کتب خانوں میں بھی یہ اسکیم بہت مقبول ہو رہی ہے- بہرحال طب کے مضامین پر یہ بہت اچھی اسکیم ہے-

۳- برٹش لائبریری لندن (جس کو بعد میں Science Reference لائبریری (SRL) کا نام دیا گیا) میں ایک اسکیم Patent Office کی لائبریری کے لائبریرین E. Wyndham Hulme کی مرتب شدہ اسکیم کی بنیاد پر اپنے ذخائر کتب کی درجہ بندی کے لیے بیسویں صدی کی ابتدا میں مرتب کی گئی (اس اسکیم کو شائع نہیں کیا گیا-)چونکہ Hulme کا نظریہ یہ تھا کہ درجہ بندی اسکیم کتابوں کی بنیاد پر مرتب کرنا چاہیے نہ کے علوم کی اساس پر، اس لیے ابتدا میں یہ محدود درجہ بندی تھی اور صرف Patent Office کی لائبریری کی ضروریات کو پورا کرتی تھی- SRL کی اسکیم (جس کو سائنسی علوم کو مدنظر رکھ کر مرتب کیا گیا تھا) میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں اور توسیعات کی جاتی رہیں- اس اسکیم میں بنیادی درجوں کے لیے بڑے انگریزی حروف تہجی استعمال کیے گئے اور توسیعات کے لیے عربی ہندسے؛ مثلاً

GC 70 پرندے بلحاظ جغرافیائی علاقے

724 .- انگلینڈ اور ویلز کے پرندے

7250 .- جنوب مغربی انگلینڈ کے پرندے

اس اسکیم میں متعلقہ مضامین کو ایک ہی جگہ رکھنے کے لیے اس امر کو مدنظر رکھا گیا کہ بنیادی مضمون کے تحت اس کے ہر پہلو اور تجزیہ سے تعلق رکھنے والے تمام مضامین آ جائیں؛ مثلاً شماریاتی تجزیہ برائے ڈاکٹر یا برائے انجینئرز یا برائے کاشتکار، یہ سب ذیلی مضامین شماریات ہی کے تحت ہوں گے- اسی طرح کسی جنس کی تمام خصوصیات اور اس کے متفرق مضامین بھی ایک ہی جگہ ہوں گے- کتابوں، رسائل، مائیکرو فلم وغیرہ کی نشاندہی کے لیے اس درجہ نمبر کے ساتھ مختص شدہ حروف قوسین میں شامل کیے جاتے ہیں؛ مثلاً پرندوں پر کتاب GC 10 (B)؛ پرندوں پر رسائل GC 10 (P) پرندوں پر مائیکروفلم GC10 (MP) درجہ بندی کے جدول میں درجہ نمبر کے تعین کے لیے اور اشاریہ میں بھی قاری کی مدد کے لیے تشریحات یا Cross-reference دیے گئے ہیں-

۴- برٹش کیٹلاگ برائے موسیقی کی ترتیب کے لیے ایک درجہ بندی اسکیم مرتب کی گئی جس کو Bristish Catalogue of Music Classification (BCM) کہا جاتا ہے- یہ ایک پہلودار درجہ بندی ہے جو دو حصوں میں منقسم ہے- درجہ A موسیقی کی کتابوں کے لیے مخصوص ہے اور B تا Z موسیقی کے آلات اور اقسام کے لیے- اس اسکیم میں صرف انگریزی کے بڑے حروف تہجی استعمال کیے گئے ہیں- اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ متعلقہ موضوع کا درجہ نمبر تعین کرنے کے لیے دو

الگ الگ درجوں کو مدغم کر کے تیسرا درجہ بنایا جاتا ہے؛ مثلاً 'DK' ترانہ (Anthem) کے لیے مختص ہے اور Choral works for female voices کے لیے 'F' مختص ہے لہذا Anthems for female voices کی علامت (F+DK) یعنی FDK ہوگی- دوسری خوبی یہ ہے کہ موسیقی کے آلات کے لیے الگ الگ حروف مختص کیے گئے ہیں اور ان آلات کے گروہ کی نشاندہی کی گئی ہے؛ مثلاً Key Board Instruments کے لیے PW؛ پیانو کے لیے Q اور Organ کے لیے R رکھا گیا ہے- چونکہ یہ اسکیم کتب خانوں کے لیے مرتب نہیں کی گئی تھی اور اس کو ۱۹۶۰ء تک شائع بھی نہیں کیا گیا تھا اس لیے اس کا استعمال کتب خانوں میں محدود تھا، اس کے باوجود برطانیہ کے بہت سے کتب خانے موسیقی کی کتابوں وغیرہ کی درجہ بندی اس اسکیم کے تحت کرتے رہے- بعد ازاں اس اسکیم کی اشاعت کے بعداسکاٹ لینڈ کی قومی لائبریری نے اس اسکیم کے تحت موسیقی کی کتابوں کی درجہ بندی کر کے کیٹلاگ شائع کیا- اس کے بعد اس اسکیم کو دوسرے کتب خانوں وغیرہ نے اپنایا اور ڈیوی اعشاریائی تقسیم کے مقابلہ میں موسیقی پر مواد کی درجہ بندی کے لیے اس کو بہتر سمجھا گیا- بعد میں موضوعات میں اضافہ کی وجہ سے اس میں توسیعات کے لیے عربی ہندسے بھی استعمال کیے گئے-

4.Thesaure facet: a thesasurus and faceted classification for engineering and related topics.

اس قاموس (Theasauras) کو English Electric Company کی Faceted Classification for engineering کی بنیاد پر مرتب کیا گیا اور اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۸ء میں شائع ہوا- اس قاموس میں سائنس اورٹیکنالوجی کے مختلف مضامین کو شامل کیا گیا اور خصوصی طور پر انجینئرنگ اور متعلقہ مضامین کا تفصیلی درجہ بندی کا خاکہ پیش کیا گیا- اس اسکیم میں انگریزی کے حروف تہجی اور عربی ہندسے استعمال کیے گئے ہیں؛ مثلاً

V 3 کوئلہ کی ٹیکنالوجی
V 3B کوئلہ
V 3N کوک (Coke)
Coking V3N/UH

اس کے جدول میں ۲۱۳۰ اصطلاحات اور ۳۶۴ ممالک اور علاقوں کی علامات ہیں- اس کا اشاریہ اس طرح مرتب کیا گیا ہے کہ وہ نہ صرف جدول میں اندراج شدہ مضامین کی نشاندہی کرتا ہے بلکہ Post Coordinate Indexing میں بھی معاونت کرتا ہے- یہ قاموس انجینئرنگ کے شعبہ میں بہت مقبول ہے-

5. London Education Classification: a thesaurus/classification of British education terms. (LEC)

اس اسکیم میں انگریزی حروف تہجی اور کولن کے ساتھ عربی ہندسے استعمال کیے گئے ہیں۔ تعلیم کے متعلق ہر قسم کی اصطلاحات اس میں شامل ہیں۔ اولاً یہ اسکیم لندن یونیورسٹی کے انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن کے لیے تیار کی گئی تھی اور اس کے کتب خانہ میں یہ زیر استعمال بھی تھی۔ بعد ازاں یہ دوسرے تعلیمی اداروں میں استعمال کی گئی۔

6. Classification Research Group's Classification of Library and Information Science (C.R.G).

Classification Research Group نے لائبریری اور انفارمیشن سائنس کی درجہ بندی کی ایک اسکیم ڈرافٹ کی شکل میں ۱۹۶۵ء میں پیش کی۔ اس کی علامات انگریزی حروف تہجی پر مشتمل ہیں؛ مثلاً PM لائبریری کا عملہ، PMEK لائبریری گریجویٹ، PMEQ لائبریری چیف، PMKH مستورات۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اسکیم کتب خانوں کے مقابلہ میں اختصارات کے لیے بہت مناسب ہے اس لیے اسے Library and information Science Abstract (LISA) نے اختصاریوں کے لیے اپنایا جبکہ اس میں بہت سی خامیاں تھیں۔

7. London Classification of Business Studies (LCBS).

بزنس اسکول اور ان کے کتب خانوں میں روز افزوں مطالعاتی مواد میں اضافہ کو مدنظر رکھتے ہوئے لندن بزنس اسکول کے K.D.C. Vernon اور Valerie Lang نے LCBS کو مرتب کیا۔ اس اسکیم کو تین بنیادی درجوں یعنی ؛(۱) اندرون کاروباری انتظامیہ کی ذمہ داری (اسے ۷ ذیلی درجوں یعنی A تا G) ، (۲) ماحولیاتی مطالعہ (اسے ۹ ذیلی درجوں یعنی J تا S) اور (۳) تجزیاتی تکنیک (اسے ۴ ذیلی درجوں یعنی T تا X میں) تقسیم کیا گیا۔ اس طرح اس اسکیم کے درجوں کو انگریزی کے بڑے حروف تہجی مختص کیے گئے۔ اس کے علاوہ ۸ امدادی جدول بھی شامل کیے گئے انگریزی حروف I اور O اس میں شامل نہیں کیے گئے۔ یہ اسکیم برطانیہ میں ۴۰ سے زیادہ کتب خانوں میں زیر استعمال ہے۔ اس اسکیم کو نظرثانی اور توسیع کر کے شائع کیا جاتا رہا۔

مقامی ذخیرہ کتب (Union Catalogue) کی درجہ بندی

عصر حاضر میں مطالعاتی مواد میں تیزی سے اضافہ کی وجہ سے بڑے سے بڑے کتب خانہ کے لیے بھی یہ ممکن نہیں کہ سارا مطالعاتی مواد جمع کر سکے۔ کسی ملک کے لیے بھی اپنے ملک میں شائع شدہ مطالعاتی مواد کا کسی ایک کتب خانہ میں جمع کر کے محفوظ کرنا ایک مشکل امر ہے۔ کسی شہر یا علاقے کے

کسی ایک کتب خانہ میں وہاں کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر تمام مطالعاتی مواد بھی جمع نہیں کیا جا سکتا۔ اساتذہ، طلبا، محققین اور عام قاری کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے یہ ضروری سمجھا گیا کہ کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کیا جائے جس سے ان کو مطلوبہ مطالعاتی مواد فراہم کیا جا سکے یا نشاندہی کی جا سکے کہ وہ کس کتب خانہ میں دستیاب ہے۔ اس نشاندہی کے لیے یہ ضروری سمجھا گیا کہ کسی ایک کتب خانہ میں اس مقام کے تمام کتب خانوں کے موجود ذخائر کی معلومات اکٹھا کر کے کسی شکل میں رکھا جائے۔ کسی کتب خانہ کے ذخیرہ کتب کی نشاندہی اس کا کیٹلاگ کرتا ہے، اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ اس شہر یا علاقے کے تمام کتب خانوں کے ذخیرہ کتب کا ایک کیٹلاگ مرتب کیا جائے۔ اس کیٹلاگ کو مقامی ذخیرہ کتب کا کیٹلاگ یا Union Catalogue کہا جاتا ہے۔

یونین کیٹلاگ دو یا دو سے زیادہ کتب خانوں کے کل ذخائر کتب کا مشترکہ کیٹلاگ ہوتا ہے جو کسی معیاری ضابطے کے تحت کارڈوں یا کتابیات یا مائیکروفلم وغیرہ کی شکل میں تیار کیا جاتا ہے۔ اس کی ابتدا ۱۸۱۹ء میں پرسن یونیورسٹی سے ہوئی۔ یونین کیٹلاگ کی چار قسمیں یعنی، (۱) علاقائی، (۲) صوبائی، (۳) قومی اور (۴) بین الاقوامی ہوتی ہیں۔ کل ذخائر کتب کے علاوہ مخصوص مضامین کے یونین کیٹلاگ بھی تیار کیے جاتے ہیں۔

کسی ایک مقام کے کتب خانے اپنی اپنی ضروریات کو مدنظر رکھ کر اپنے ذخائر کتب کی درجہ بندی کرتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ اس مقام کے سارے کتب خانے ایک ہی قسم کی درجہ بندی اسکیم کے تحت اپنے ذخائر کتب کی درجہ بندی کرتے ہوں، اور اگر ایک ہی درجہ بندی اسکیم کے تحت درجہ بندی بھی کی جا رہی ہو تو ضروری نہیں کہ ان کتب خانوں کے ذخائر میں ایک ہی قسم کی کتب کا درجہ نمبر بھی یکساں ہو۔ اگر ان کتب خانوں میں مختلف درجہ بندی اسکیمیں زیر استعمال ہوں تو مسائل اور بھی زیادہ پیچیدہ ہو جاتے ہیں لہذا یونین کیٹلاگ مرتب کرنے سے قبل یہ طے کرنا ضروری ہوگا کہ کیا یہ کیٹلاگ: (۱) علاقائی یا مقامی ہوگا، (۲) صوبائی ہوگا، (۳) قومی ہوگا یا (۴) بین الاقوامی ہوگا؟ اس کیٹلاگ میں ان کتب خانوں کے تمام ذخائر یعنی (۱) کتب، رسائل، غیر کتابی اور غیر مطبوعہ مواد شامل ہوگا یا ان میں سے کوئی ایک جز، (۲) یونین کیٹلاگ میں کیا تمام کتب خانے شامل ہوں گے یا کسی ایک قسم کے کتب خانے؛ مثلاً جامعاتی یا کالج وغیرہ کے، (۳) اگر یونین کیٹلاگ میں صرف کتب کے ذخائر شامل کیے جا رہے ہوں تو تمام مضامین کی کتب شامل ہوں گی یا مخصوص مضامین کی کتب؟

ان امور کو طے کرنے کے بعد یہ ضروری ہوگا کہ کیٹلاگ سازی اور درجہ بندی

کے مشترکہ اصول طے کیے جائیں اور ان پر عمل کیا جائے۔ یونین کیٹلاگ سازی کے لیے درجہ بندی کے مخصوص اصول مرتب نہیں کیے گئے ہیں۔ اگر مشترکہ درجہ بندی کے اصول اور ان مضامین کے درجوں کا تعین نہ ہو سکے تو مصنف کارڈ یا عنوان کارڈ کی پشت پر کتب خانہ کا نشان؛ مثلاً لیاقت میموریل لائبریری (LML) کے ساتھ اس کتاب کا درجہ بندی نمبر جو اس کتب خانہ میں دیا گیا ہو تحریر کیا جائے تاکہ اس کتب خانہ میں مطلوبہ کتاب تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ اسی طرح دوسرے کتب خانوں کے نشانات کے ساتھ ان کے مختص شدہ درجہ نمبر کارڈوں کی پشت پر تحریر کرنے سے یہ مسئلہ کسی حد تک حل ہو سکتا ہے مگر اس طریقہ کار سے یونین کیٹلاگ کارڈوں پر اندراجات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ چونکہ یونین کیٹلاگ کا مقصد کسی علاقہ یا مقام یا صوبہ یا ملک کے کتب خانوں میں کتابوں کی نشاندہی ہے جو مصنف کارڈ یا عنوان کارڈ سے ہو جاتی ہے اس لیے درجہ بندی مسائل کی طرف کم توجہ دی گئی۔

غیر کتابی مطالعاتی مواد کی درجہ بندی

کتب خانوں میں کتابوں کے علاوہ غیر کتابی مطالعاتی مواد مثلاً کتابچے ، اخباروں کے تراشے، رجسٹرڈ شدہ اختراع، نقشے، معیار، تصاویر، چارٹس وغیرہ کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے اور اس قسم کا مواد اکثر کتب خانوں میں شامل ہوتا جا رہا ہے۔ خصوصی کتب خانوں میں اس قسم کے مواد کی بڑی اہمیت ہے۔ غیر کتابی مطالعاتی مواد کو کسی نظم کے تحت نہ رکھا جائے تو ان کی بازیابی مشکل ہو جاتی ہے۔ کتابچے عام طور پر سو سے کم صفحات پر مشتمل ہوتے ہیں اور غیر مجلد اور اکثر پچیس بیس صفحات سے بھی کم۔ ان کو کتابوں کے ساتھ شیلف پر رکھنا ایک مشکل امر ہوتا ہے۔ چونکہ ان کی ضخامت کم ہوتی ہے اس لیے ان کی پشت پر طلب نمبر تحریر نہیں کیا جا سکتا۔ گو کتابچوں کے صفحات کم ہوتے ہیں مگر ان میں تحقیق کے لیے اہم مواد ہوتا ہے اس لیے ان کو حاصل کر کے کتب خانوں میں محفوظ کیا جاتا ہے۔ ان کتابچوں کو عام درجہ بندی اسکیم کے تحت تقسیم در تقسیم نہیں کیا جا سکتا اس لیے کتب خانوں نے اپنی اپنی ضروریات کو مدنظر رکھ کر ان کتابچوں کو محفوظ کرنے اور ان کی بازیافت کے طریقوں کو مرتب کیا۔ ان میں حسب ذیل طریقے معروف ہیں:

(۱) مخصوص مضامین کے لیے کتابی سائز کے ڈبے بنا کر ان میں متعلقہ مضامین کے کتابچے رکھے جاتے ہیں اور ان ڈبوں کو کتابوں کے ساتھ شیلف میں یا الگ شیلف پر درجہ بندی نمبر کے تحت رکھا جاتا ہے۔ (۲) کتابچوں کو مضامین کے لحاظ سے الگ الگ کیا جاتا ہے اور متعلقہ مضامین کے کتابچوں کو ایک جلد میں

مجلد کروا کر الگ شیلف پر یا کتابوں کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ (۳) یہ کتابچے فائل کیبنٹس میں عمودی/ایستادہ فائل (Vertical File-V.F.) میں رکھے جاتے ہیں اور مخصوص مضامین کے لیے .V.F مختص کیے جاتے ہیں۔ ہر ایک کتابچہ کے لیے علیحدہ .V.F نہیں ہوتا بلکہ ایک ہی فائل میں متعلقہ مضمون کے کتابچے رکھے جاتے ہیں۔

ڈبوں یا الگ الگ جلدوں میں کتابچوں کو مجلد کر کے کسی درجہ بندی اسکیم کے تحت رکھنے سے ایک حد تک درجہ بندی کا مسئلہ حل تو ہو جاتا ہے مگر ان تمام کتابچوں کی کیٹلاگ سازی مشکل ہو جاتی ہے نیز ایک ہی جلد میں مختلف کتابچوں کو مجلد کرنے کی وجہ سے الگ الگ قاری کو مطلوبہ کتابچہ فراہم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ .V.F میں کتابچوں کو رکھنے کے لیے اولاً مضامین کی درجہ بندی اسکیم تیار کی جاتی ہے اور ان مضامین کی علامت حروف تہجی یا عربی ہندسوں میں متعین کی جاتی ہے۔ ان علامات کے لحاظ سے .V.F مختص کیے جاتے ہیں اور کتابچوں کو اس اسکیم کے تحت درجہ بند کر کے ان مختص شدہ .V.Fs میں رکھا جاتا ہے۔ ان کتابچوں کی نشاندہی کے لیے ان مخصوص مضامین کے .V.F کے لحاظ سے کیٹلاگ کارڈ تیار کیے جاتے ہیں اور ان کارڈوں پر سلسلہ وار نمبر کے تحت کتابچوں کے عنوان وغیرہ کا اندراج کیا جاتا ہے۔ کتابچوں کے لیے علیحدہ سے کوئی معروف درجہ بندی اسکیم نہیں ہے بلکہ ہر ایک کتب خانہ اپنی ضروریات کو مدنظر رکھ کر .V.F درجہ بندی اسکیمیں مرتب کرتا ہے۔ ٹورنٹو عوامی کتب خانوں کے لیے .V.F کی ایک اسکیم ٹورنٹو پبلک لائبریری سسٹم، ٹورنٹو، کینیڈا نے مرتب کی ہے جس میں مضامین کے لیے سلسلہ وار عربی ہندسے مختص کیے گئے ہیں اور یہ نمبر .V.F پر درج کر کے کتابچوں کو رکھا جاتا ہے۔ حروف تہجی کے تحت مضامین کے کیٹلاگ کارڈ تیار کیے جاتے ہیں اور ان میں ان نمبروں کی نشاندہی کی جاتی ہے تاکہ ان نمبروں کی مدد سے کتابچوں کو بازیاب کیا جا سکے۔ ان .V.Fs میں کتابچوں کے علاوہ اخباروں کے تراشے، رسائل کے مضامین، تصاویر اور نقشے وغیرہ بھی رکھے جاتے ہیں۔

اخباروں کے تراشے

غیر کتابی مطالعاتی مواد میں اخباروں کے تراشے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ چونکہ کتابوں کی تصنیف یا تالیف، طبعات وغیرہ میں ایک طویل مدت صرف ہو جاتی ہے اس لیے رسائل کے مقابلہ میں کتابوں کی معلومات مؤخر نہیں ہوتیں اور رسائل چونکہ ایک معینہ مدت کے وقفہ کے بعد شائع ہوتے رہتے ہیں اس لیے روزناموں (اخباروں) کے مقابلہ میں رسائل میں شائع شدہ مضامین وغیرہ کی اطلاعات مؤخر نہیں ہوتیں۔ کتابوں اور رسائل میں روز مرہ کی خبریں، اطلاعات

اور اعلانات وغیرہ بھی شائع نہیں ہوتے۔ محققین، تجار، صنعتکار اور حکومت کے مخصوص اداروں کے لیے روز مرہ کی خبریں، اطلاعات، اعلانات وغیرہ بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اور یہ سب ہر روز اخباروں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان اخباروں میں شائع شدہ خبروں وغیرہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے خصوصی کتب خانوں کے علاوہ جامعاتی اور مخصوص عوامی کتب خانے مخصوص مضامین پر اخباروں کے تراشوں کو محفوظ کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان تراشوں کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اخباروں سے ضروری اور مطلوبہ خبریں، مضامین وغیرہ کاٹ کر الگ کاغذ پر چسپاں کیا جاتا ہے اور ان کی نشاندہی کے لیے اس اخبار اور تاریخ کی مہرثبت کی جاتی ہے۔ ان تراشوں کو مضامین کے مختص شدہ درجوں کی علامات کے تحت رکھا جاتا ہے۔ ہر مضمون کے لیے الگ الگ فائل رکھا جاتا ہے۔ جب ایک فائل میں کسی مضمون پر معتدبہ تراشے ہو جاتے ہیں تو ان کو جلد کی شکل میں رکھا جاتا ہے۔ ان کی ترتیب مختص شدہ درجہ کی علامت کے تحت تاریخ وار ہوتی ہے۔ قاری کی سہولت کے لیے ہر ایک فائل کا اشاریہ ترتیب دے کر اس فائل میں شامل کیا جاتا ہے۔ بعض کتب خانوں میں اخباری تراشوں کے فائلوں کو سالانہ بنیاد پر جلدوں کی شکل میں رکھا جاتا ہے۔ ان تراشوں کی درجہ بندی کے لیے کوئی معروف اسکیم نہیں ہے۔ ہر ایک کتب خانہ اپنی ضروریات کو مدنظر رکھ کر ان اخباری تراشوں کے لیے اپنی اسکیم مرتب کرتا ہے۔ بعض کتب خانے انگریزی کے حروف تہجی مخصوص مضامین کے لیے مختص کرتے ہیں اور بعض کتب خانے عربی ہندسے۔ پاکستان میں خصوصی کتب خانے اخباری تراشوں کے فائل مرتب کر کے محفوظ رکھتے ہیں۔ ہمدرد کے بیت الحکمة میں تقریباً ایک ہزار مضامین پر اخباری تراشوں کے فائل موجود ہیں۔ بنک دولت پاکستان کراچی کے کتب خانہ میں ۱۹۴۹ء سے اخباری تراشوں کے فائل موجود ہیں۔ ۱۹۷۴ء سے تقریباً دو سو مضامین پر اخباری تراشوں کو محفوظ کیا جا رہا ہے۔ ان تراشوں کی درجہ بندی سلسلہ وار عربی ہندسوں اور بعض مضامین کی توسیع انگریزی حروف کے استعمال کے ساتھ کی جا رہی ہے؛ مثلاً اسلام (3)، بین الاقوامی ادارے (3A)، اسلامی نظریاتی کونسل (3B) ، اقتصاد اسلام (3C)، مسلم ممالک کی اقتصادیات (3 D) وغیرہ۔

دیگر غیر کتابی مطالعاتی مواد

رجسٹرڈ شدہ اختراع (Patents) اور معیار (standards) کے رجسٹریشن نمبر ہوتے ہیں اور ان کو مضامین کے لحاظ سے تقسیم در تقسیم نہیں کیا جاسکتا، اس لیے ان کی درجہ بندی اسکیم نہیں ہے۔ ان کو درج کرانے والے اداروں کے نام اور ان کے رجسٹریشن

نمبروں سے سلسلہ وار رکھا جاتا ہے اور انہی نمبروں سے ان کی بازیافت ہوتی ہے؛ مثلاً امریکن نیشنل اسٹینڈرڈ انسٹیٹیوٹ (ANSI) میں امریکن سوسائٹی آف میکانیکل انجینئرز کے ۱۹۸۰ء میں درج کرنے والے اسٹینڈرڈ کا نمبر B18.2.31 M ہو تواس کا طلب نمبر $\frac{\text{ANSI}}{\text{B18.2.31 M}}$ ہوگا۔ مزید سہولت کے لیے اندراج رجسٹر کا نمبر بھی دیا جا سکتا ہے۔ اگر اس کا اندراج رجسٹر کا نمبر 2984 ہو تو اس کا پورا طلب نمبر

$$\frac{\frac{\text{A N S I}}{\text{1318 2 31 M}}}{2984}$$

ہوگا۔

نقشے عام طور پر دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک مقام اور دوسرے مضمون کےلحاظ سے۔ مقام میں براعظم، ملک، شہر وغیرہ شامل ہوتے ہیں اور مضامین میں آبادی، خطہ بارش، خطہ گرمی وغیرہ۔ چونکہ نقشے مختلف تقطیع کے ہوتے ہیں اور ان کو کتابوں کے ساتھ شیلف پر نہیں رکھا جا سکتا اس لیے انھیں الگ رکھا جاتا ہے۔ بڑے نقشوں کو رول کی شکل میں، عام درجہ بندی اسکیم کے تحت متعلقہ مضامین اور ملک وغیرہ کا نمبر ان نقشوں کی پشت پرلکھ کر رکھا جاتا ہے۔ چھوٹے نقشے جو رول کی شکل میں نہیں ہوتے انھیں مضامین یا مقام کے لحاظ سے تقسیم در تقسیم کر کے ڈبوں میں محفوظ رکھا جاتا ہے۔ ان کے کیٹلاگ کارڈ تیار کر کے ان کی علامات اور ڈبوں کے نمبروں کو ان کارڈوں پر تحریر کیا جاتا ہے تاکہ ان کی بازیابی میں آسانی ہو۔ اسی طرح چارٹس اور شماریاتی جدول کو ان کے متعلقہ مضامین کے تحت درجہ بند کر کے الگ رکھا جاتا ہے۔

غیر مطبوعہ مواد کی درجہ بندی

غیر مطبوعہ مواد میں مائیکروفلم، مائیکروفش، مائیکرو کارڈ، ریکارڈ، ٹیپ، کیسٹ، آڈیو کیسٹ، وڈیو کیسٹ اورکمپیوٹرڈسک وغیرہ شامل ہیں۔ عصر حاضر میں ٹیکنالوجی میں ترقی کی وجہ سے غیر مطبوعہ مواد (جن کو سمعی و بصری مواد بھی کہا جاتا ہے) میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ یہ مواد کسی نہ کسی مضمون پر ہوتا ہے اس لیے ان کی درجہ بندی مضامین کے لحاظ سے کی جاتی ہے؛ مثلاً فلم یا مائیکروفش کسی کتاب کی ہوگی تو اس کی درجہ بندی کتابوں کی درجہ بندی کی طرح کی جائے گی اورمائیکرو فلم جس ڈبے میں رکھی جائے گی اس پر اندراج نمبر کے ساتھ درجہ نمبر بھی تحریر کر دیا جائے گا اور مائیکرو فش کی تیاری سے قبل اس کا درجہ نمبر بھی اس میں شامل کیا جائے گا اور متعلقہ مائیکرو فش ایک ہی ڈبے میں رکھی جائیں گی۔ کیٹلاگ کارڈوں میں ان کی نشاندہی کے لیے مائیکروفلم یا مائیکروفش کی مختص شدہ علامت تحریر کر دی

جائے گی تاکہ ان کی بازیابی میں آسانی ہو؛ مثلاً "پاکستان کا معاشی جائزہ" کی کتاب کا نمبر 330.9549 ہوگا اور اس کی مائیکروفلم کا نمبر (مائیکرو فلم کی علامت M ہو تو) M 330.9549 ہوگا، اس کی مائیکرو فلم و مائیکرو فش کا نمبر (اگر مائیکرو فش کی علامت MF ہو تو) MF 330.9549 ہوگا۔ کتابوں اور مائیکروفلم و مائیکروفش کے کیٹلاگ کارڈوں میں فرق کو ظاہر کرنے کے لیے الگ الگ رنگوں کے کارڈ بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس طرح دیگر غیر مطبوعہ مواد کی بھی درجہ بندی کر کے ان کے Jackets یا ڈبوں پر درجہ نمبر تحریر کیا جاتا ہے اور ان کو متعلقہ شیلف یا الماریوں میں اسی درجہ بندی نمبروں کے تحت ترتیب وار رکھا جاتا ہے۔

جن کتب خانوں میں غیر مطبوعہ مواد کی درجہ بندی نہیں کی جاتی وہاں مائیکروفلم وغیرہ کے ڈبوں یا جیکٹس پر رجسٹر اندراج کا سلسلہ وار نمبر درج کیا جاتا ہے اور اسی سلسلہ وار نمبر کے تحت ان ڈبوں وغیرہ کو رکھا جاتا ہے اور ان کے مضامین اور مصنف (موسیقی کی شکل میں موسیقار کا نام، غزل یا نظم کے ابتدائی بول اور شاعر کا نام) کے کیٹلاگ کارڈ تیار کر کے ان پر متعلقہ سلسلہ وار اندراج نمبر تحریر کیا جاتا ہے۔ انہی سلسلہ وار نمبروں کی مدد سے مائیکروفلم وغیرہ کی بازیافت کی جاتی ہے۔

اگر غیر مطبوعہ مواد رسائل یا اخباروں پر مشتمل ہو تو اس مواد کی مائیکرو فلم یا مائیکرو فش کے جیکٹس یا ڈبوں پر رسائل یا اخباروں کے نام، مقام اشاعت، جلد اور شمارہ نمبر اور سن اشاعت تحریر کیا جاتا ہے۔ ان کو رجسٹر اندراج میں سلسلہ وار نمبر درج کر کے ان نمبروں کو بھی ان ڈبوں وغیرہ پر درج کیا جاتا ہے اور اسی سلسلہ وار نمبروں کے تحت ان کو رکھا جاتا ہے۔ ان کے کیٹلاگ کارڈ بھی تیار کر کے یہی سلسلہ وار اندراج نمبر ان پر درج کیا جاتا ہے اورانہی نمبروں کی مدد سے رسائل و جرائد اور اخباروں کو بازیافت کیا جاتا ہے۔ رسائل وغیرہ میں شائع شدہ مضامین کی نشاندہی کے لیے ان مضامین کے اشاریہ بند کارڈوں سے مدد لی جاتی ہے۔

ریکارڈ، ٹیپ، کیسٹس، ویڈیو ٹیپ یا ویڈیو کیسٹس وغیرہ کی درجہ بندی بھی مائیکروفلم اور مائیکروفش کی درجہ بندی کی طرح کی جاتی ہے یا ان کے جیکٹس یا ڈبوں پر اندراج نمبر تحریر کر کے رکھا جاتا ہے اور انہی نمبروں کی مدد سے اس کی بازیابی ہوتی ہے۔ بہرحال غیر مطبوعہ مواد کی درجہ بندی کے لیے کسی خاص یا معروف درجہ بندی اسکیم کے متعلق معلومات دستیاب نہیں ہیں۔

رسائل میں شائع شدہ مضامین کی درجہ بندی

رسائل میں شائع شدہ مضامین تحقیق میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ دنیا بھر میں مختلف زبانوں میں لاکھوں کی تعداد میں ہفتہ وار، ماہنامے، سہ ماہی وغیرہ رسائل شائع ہوتے رہتے ہیں اور ان میں شائع شدہ مضامین، اداریہ وغیرہ کی تعداد ان سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ چونکہ کتابوں کے مقابلہ میں رسائل مؤخر اور ان میں شائع شدہ مضامین ہر قسم کے اجمالی اور جزوی اہم امور پر محیط ہوتے ہیں اس لیے تحقیق میں یہ جز لاینفک کی حیثیت رکھتے ہیں۔ محققین، اساتذہ اور تحقیق کرنے والے طلبا، صنعتکار، تجار اور صحافی کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ ضروری مطالعاتی مواد خصوصاً رسائل میں شائع شدہ مضامین کو تلاش کر کے استفادہ کر سکے اور ان کے پاس اتنے وسائل بھی نہیں ہوتے کہ مطلوبہ رسائل کو خرید سکیں۔ ہر قسم کے کتب خانوں کے پاس بھی اتنا سرمایہ نہیں ہوتا کہ وہ محققین کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ہر قسم کے رسائل یا مخصوص موضوعات پر شائع شدہ تمام رسائل کو حاصل کر کے محفوظ رکھ سکیں نیز ہر قسم کے کتب خانوں میں اتنی جگہ بھی میسر نہیں ہوتی کہ ہر قسم کے رسائل یا مخصوص موضوعات پر شائع شدہ تمام رسائل کے ذخائر کو محفوظ کیا جا سکے۔

رسائل میں شائع شدہ مضامین کی اہمیت اور مذکورہ بالا مسائل کو مدنظر رکھ کر ماہرین کتابداری نے یہ حل تلاش کیا کہ کسی مسلمہ اصولوں کے تحت ان مضامین کااشاریہ تیار کیا جائے اور محققین کو ان کے مطلوبہ یا مخصوص موضوعات پر شائع شدہ مضامین کی ان اشاریوں کی مدد سے نشاندہی کی جا سکے۔ محققین کی ان ضروریات کو مدنظر رکھ کر مختلف قسم کے اشاریے تیار کیے جاتے ہیں۔ اشاریوں کی معروف اقسام حسب ذیل ہیں:

1. Alphabetic Subject Index
2. Classified Index
3. Subject Index
4. Coordinate Index
5. PRECIS (PRE served Context Index System) and NEPHIS
6. Citation Index
7. Computer-aided Index

مذکورہ بالا اشاریوں کی اقسام میں سوائے Classified Index کے باقی اشاریوں‌کو ان کے اپنے مسلمہ اصولوں کے تحت تیار کیا جاتا ہے اور Classified Index کسی درجہ بندی اسکیم کے تحت تیارکیا جاتا ہے۔ چونکہ رسائل میں شائع

شدہ مضامین مختلف موضوعات پر ہوتے ہیں اس لیے ان کی ایک درجہ بندی اسکیم مرتب کرنا مشکل امر ہے اس لیے اہم موضوعات کے لیے الگ الگ اشاریوں کی درجہ بندی اسکیمیں مرتب کی گئی ہیں۔ اشاریوں کی درجہ بندی اسکیمیں کتابی درجہ بندی اسکیموں کی طرح حروف تہجی اور عربی ہندسوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ان اسکیموں میں مخصوص موضوعات کے اہم مضامین کو گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اوران گروہوں کی مختص علامات کو جزئیات میں تقسیم در تقسیم کر کے ذیلی علامات مقرر کی جاتی ہیں۔ اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے نموتناً صرف ایک موضوع پر اشاریہ کی درجہ بندی اسکیم کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

امریکن اکنامک ایسوسی ایشن نے معاشیات اورمتعلقہ موضوعات پر رسائل میں شائع شدہ مضامین کے اشاریہ بنانے کےلیے ۱۹۶۱ء میں ایک درجہ بندی اسکیم مرتب کی۔ یہ اسکیم عربی ہندسوں اور انگریزی حروف تہجی پر مشتمل ہے۔ اس اسکیم میں معاشیات اور متعلقہ مضامین کو ۲۲ بنیادی یعنی ایک تا ۲۲ درجوں[۳] میں ان درجوں کی جزئیات کو اعشاریہ کے استعمال کے ساتھ مزید ذیلی اور زیر ذیلی درجوں اور جزئیات میں تقسیم کیا گیا۔ کسی موضوع کے نظریہ کے علاوہ اس کا تعلق کسی مقام یا تاریخ سے بھی ہوتا ہے اس لیے اس تعلق کے اظہار کے لیے انگریزی حروف تہجی استعمال کیے گئے ہیں۔ تاریخ اور مقام کے اظہار کے لیے براعظم/ علاقوں کے لیے حروف مختص کیے گئے؛ مثلاً ریاستہائے متحدہ امریکہ کے لیے "A"، کینیڈا کے لیے "C"، لاطینی اور جنوبی امریکہ کے لیے "D" ، یورپ کے لیے "E"، ایشیا کے لیے "F"، افریقہ کے لیے "H" ، مشرق وسطیٰ کے لیے "M" وغیرہ مقرر کیے گئے ہیں۔ ان حروف تہجی میں انفرادی ممالک کے لیے مزید حروف مختص کیے گئے ہیں؛ مثلاً پاکستان کے لیے "FIP" (اس میں F ایشیا کے لیے اور F1 ہندوستان کے لیے ہے) اس طرح پاکستان کی معاشیات کا نمبرFIP 6.1 ہوگا۔

اس اسکیم کے تحت مرتب کردہ اشاریوں کو کمپیوٹر پرمنتقل کرنے کے لیے اس درجہ بندی اسکیم کو متروک کرکے کمپیوٹر کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر ۱۹۷۶ء (جلد نمبر ۱۱) سے سارے موضوعات کو دس[۴] بنیادی درجوں یعنی 000 تا 900 میں منتقل کردیا گیا ہے۔

ان بنیادی درجوں کی مزید دس درجوں کی اساس پر توسیع کی گئی۔ اس طرح اس اسکیم میں ۹۹۹۹ درجوں کی گنجائش پیدا ہو گئی۔

اختصاریوں کی درجہ بندی

رسائل میں شائع شدہ مضامین کے اشاریوں کے علاوہ ان مضامین کے اختصاریے (Abstracts) بھی تیارکیے جاتے ہیں۔ اختصاریوں میں مضامین، کتابوں، کتابچوں،

رپورٹس وغیرہ میں تحریر شدہ مواد کو اجمالی طور پر چند سطور میں ضبط کیا جاتا ہے تا کہ قاری ان اختصاریوں کو پڑھ کر اندازہ لگا سکے کہ ان مضامین، کتابوں وغیرہ میں کس امور سے بحث کی گئی ہے۔ ان اختصاریوں کو تشریحی کتابیات بھی کہا جاتا ہے۔ تحقیق اورکتب کے انتخاب میں ان اختصاریوں کی بڑی اہمیت ہے۔ اس اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے تقریباً ہر اہم موضوع پر اختصاریے مرتب کیے جاتے ہیں۔ ان اختصاریوں میں Pakistan Science Abstracts; Biological Abstracts; Chemical Abstracts; Management Abstracts وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان اختصاریوں کی درجہ بندی موضوعات کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ حسب ضرورت موضوعات کو چند بنیادی مضامین میں تقسیم کیا جاتاہے اور درجہ بندی کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے متعلقہ مضامین کو ان بنیادی مضامین کے تحت ذیلی درجوں اور جزئیات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ عام طور پر موضوعات کو حروف تہجی کے تحت مرتب کیا جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں عربی ہندسے بھی استعمال کیےجاتے ہیں؛ مثلاً ANBAR Decimal Classification اسکیم جو انتظامیہ پر شائع شدہ پانچ اختصاریہ رسائل کے لیے مرتب کی گئی۔ اس میں حسب ذیل انتظامیہ کے چار بنیادی پہلوؤں کو مدنظر رکھا گیا ہے یعنی (۱) استعمال کنندگان بشمول صنعتیں، تحقیقی ادارے، پیشہ ور خدمت گذار، (۲) تکنیک، (۳) ذرائع کا استعمال، اور (۴) سازوسامان، رسد، خدمات۔

اس طرح ہر پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے اس اسکیم کو چار بنیادی درجوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر درجہ کو اور جزئیات کو اعشاریہ کے اضافہ کے ساتھ دس دس درجوں میں تقسیم کیا گیا؛ مثلاً:

1.2	Transport and distribution
1.20	Road Transport
↓1.21	Air transport
1.28	Sundry
2.3	Work study /O&M (Work measurement)
2.30	Simple Timing Averaging
↓2.32	Sampling
2.39	Sundry
3.6	Training
3.60	Managment development. In house
↓3.61	Management development. External
3.69	Sundry
4.2	Audio-visual aids
4.20	Visual aids
↓4.21	Films and videotape
4.29	Sundry

اس اسکیم کے ہر درجہ کا آخری نمبر یعنی (0.9) متفرقات (Sundry) کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ وہ مضامین جو مختلف موضوعات پر محیط ہوتے ہیں ان کے ہر موضوع کے تحت درج کیے جاتے ہیں۔ اس اسکیم کو مذکورہ بالا پانچ انتظامیہ کے اختصاریوں کے رسائل کی درجہ بندی کے علاوہ چند کتب خانوں نے بھی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اپنایا ہے۔ اس اسکیم میں تبدیلیاں اور توسیعات بھی کی جاتی رہی ہیں۔

کمپیوٹر اور درجہ بندی

مطالعاتی اور غیرمطالعاتی مواد میں معتدبہ اضافہ، معیار تعلیم میں بہتری، تحقیقی اداروں میں تحقیق اور مزید تحقیق کی طرف بھرپور توجہ اور مغربی ممالک میں مطلوبہ ماہر افرادی قوت کی کمی اور اہلکاروں کی تنخواہوں میں اضافہ اور ضروری مالیہ کی کمی کی وجہ سے ان ممالک میں کثیر التعداد مطالعاتی اور غیر مطالعاتی مواد کو کسی روایتی درجہ بندی اسکیم یا کسی اور نظم کے تحت ترتیب و بازیابی، کتب خانوں اوراطلاعاتی مراکز کے لیے گونا گوں مسائل پیدا ہو گئے۔ ان مسائل میں رسائل میں شائع شدہ مضامین کے اشاریے، اخباروں کے تراشے اور اختصاریوں نے مزید اضافہ کر دیا۔ روایتی طریقوں سے کثیرالتعداد کتابوں کے کیٹلاگ، رسائل کے اشاریوں اوراختصاریوں میں سے کسی خاص یا مطلوبہ مضمون پر معلومات کا حاصل کرنا ایک وقت طلب مسئلہ بن گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ غیر مطبوعہ مواد بشمول مائیکروفلم، مائیکروفش، کیسٹ، ویڈیو کیسٹ وغیرہ میں محفوظ سمعی و بصری مواد کے متعلق معلومات کا حصول بھی دشوار ہو گیا۔ مطلوبہ مضامین پر معلومات کے حصول کے لیے دیگر ذرائع کے علاوہ موضوعاتی فہرست سے مدد لی جاتی ہے۔ "موضوعاتی فہرست بندی کا جہاں یہ مقصد ہے کہ وہ کسی خاص یا مطلوبہ موضوع پر تمام موجود مواد کو ظاہر کرے، وہاں اس کا یہ بھی مقصد ہے کہ وہ بتلائے کہ کون سا مواد ترک کیا جا سکتا ہے یعنی کون سا مواد اس موضوع کے متعلق غیر ضروری ہے۔ مؤخرالذکر بات بہتر طور پر مشینی طریقہ اختیارکرنے پر معلوم ہو سکتی ہے"۔[۵]

مشینی طریقہ کار میں کمپیوٹرنے دیگر امور کے ساتھ ساتھ ذرائع ابلاغ میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ کمپیوٹر کے ابتدائی دور کی بڑی بڑی مشینوں کی جگہ ایک چھوٹی مشین وہ سب امورانجام دینے لگی جو بڑی مشین دیا کرتی تھی اوراس کی قیمت میں کمی کی وجہ سے کمپیوٹر نہ صرف ہر قسم کی معلومات کو محفوظ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے بلکہ حسب پروگرام ان کا تجزیہ بھی کر سکتا ہے اور مختصر ترین وقت میں تجزیہ شدہ اطلاعات فراہم کر سکتا ہے۔ اس کی یادداشت

میں پانچ سو صفحات کی ایک ملین کتابوں کے مماثل معلومات کو محفوظ کیا جا سکتا ہے اوران معلومات کو الگ لگ Magnanetic Tape میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔

چونکہ کمپیوٹر؛ (۱) کثیر التعداد مواد کو ذخیرہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اورایک انتہائی وسیع کام کو جو انسانی دماغ آسانی سے نہیں کرسکتا، یہ سرانجام دیتا ہے، (۲) اپنی یادداشت فائل یا بینک میں نئے مواد کو فوری جگہ دیتا ہے ، (۳) اسے جو پروگرام دیا جائے وہ منطقی طور پر اور انتہائی قابل اعتبار طریقے سے پورا کرتا ہے، اور(۴) مطلوبہ مواد کی فوری بازیافت کرتا ہے، اس لیے یہ کتب خانوں اور اطلاعاتی مراکز میں بھی زیراستعمال ہے۔

کتابی اور غیر کتابی مواد کی درجہ بندی کے لیے مرتب کردہ اسکیمیں ایک دوسرے سے مطابقت نہیں رکھتیں اور نہ ہی کوئی اسکیم کلی طور پر تمام مطالعاتی اور غیر مطالعاتی مواد کو درجہ بند کر سکتی ہے۔ چونکہ کمپیوٹر کی یادداشت میں کثیر التعداد معلوماتی مواد کو محفوظ کیا جا سکتا ہے اس لیے کتب خانوں اور اطلاعاتی مراکز میں مطالعاتی و غیر مطالعاتی مواد کے متعلق معلومات کو محفوظ کرنے کے لیے کمپیوٹر ایک بہترین ذریعہ ہے۔ جیسے درجہ بندی کا مقصد کتابوں کو کسی نظم کے تحت شیلفوں وغیرہ میں ترتیب دینا اور بوقت ضروریات ان کو بازیافت کرنا ہے، اسی طرح کمپیوٹر میں مطالعاتی مواد کی معلومات کو محفوظ کرنا اور مطلوبہ مواد کو بازیافت کرنا ہے۔

کمپیوٹر میں مواد کو محفوظ کرنے کے لیے موضوعات کو مشابہات اور غیر مشابہات کی بنیاد پر تقسیم در تقسیم کرنے اور ان کی فہرست مرتب کرنے کے بعد تمام موضوعات اور ان کی جزئیات کے تحت وہ تمام مطالعاتی مواد جو کتابوں، رسائل کے مضامین، کتابچوں، دیگر مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مواد کی شکل میں ہو ان کو کمپیوٹر پروگرام کے تحت اندراج کیا جاتا ہے۔ کمپیوٹر میں معلومات کا اندراج اور ان کی بازیافت کا طریقۂ کار ایک بڑے پری اور پوسٹ کوارڈینٹ سسٹم کی طرح ہے۔ اس میں محض تصورات ہوتے ہیں اور انہیں بازیافت کے موقع پر ہی اکٹھا کیا جاتا ہے۔

درجہ بندی کا مقصد صرف مطالعاتی و غیر مطالعاتی مواد کو گروہوں میں تقسیم در تقسیم کرنا ہی نہیں بلکہ اس مواد کو شیلفوں وغیرہ پر کسی نظم کے تحت ترتیب دینا ہے جبکہ کمپیوٹر کا مقصد معلومات کو ذخیرہ کرنا اور ان کو بوقت طلب بازیافت کرنا ہے۔ اس طرح کمپیوٹر کا درجہ بندی سے کوئی بالراست تعلق نہیں ہے۔ چونکہ کمپیوٹر کی یادداشت میں کثیر التعداد مواد کو محفوظ کیا جا سکتا ہے اس لیے درجہ بندی کے جدول کی ترتیب اورموضوعات کی سرخیوں کا

اندراج اور اشاریہ کی تیاری میں یہ بہت ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔

چونکہ موضوعات اور ان کی جزئیات کی سرخیوں کے تعین میں مشابہت اور غیر مشابہت کے امور کو مدنظر رکھا جاتا ہے اس لیے اسی مشابہت اور غیر مشابہت کی بنیاد پر موضوعات اور جزئیات کے تحت وہ تمام مطالعاتی مواد جو کتابوں، رسائل کے مضامین، کتابچوں، دیگر مطبوعات اور غیرمطبوعہ (سمعی و بصری) مواد کو کمپیوٹر میں پروگرام کے تحت اندراج کیا جاتا ہے۔ کمپیوٹر نہ صرف مطلوبہ موضوعات کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے بلکہ ان مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مواد کے مصنفین، مؤلفین وغیرہ کے ناموں کے تحت ان کی تصانیف اور تالیفات کی بھی نشاندہی کرتا ہے۔ بہرحال کمپیوٹر درجہ بندی کے ہر پہلو کا تجزیہ کر کے معلومات فراہم کرتا ہے۔

UDC کو مرتب کرنے کا ایک اہم مقصد رسائل میں شائع شدہ مضامین کی درجہ بندی تھی۔ اس میں علوم میں وسعت کے ساتھ تبدیلیاں اور توسیعات بھی کی جاتی رہتی ہیں۔ UDC کی اس خوبی کی وجہ سے کمپیوٹر کے لیے موضوعات کے تعین اور ان کے تحت کمپیوٹر میں مواد کے اندراج میں یہ درجہ بندی اسکیم ممد و معاون ہے۔ کمپیوٹر کی اس ضرورت کو مدنظر رکھ کر DDC میں موضوعات کی درجہ بندی کے ہر پہلو کے تجزیہ کو مدنظر رکھ کر متعین کیا جا رہا ہے اور ان میں تبدیلیاں و توسیعات کی جا رہی ہیں لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ درجہ بندی اسکیموں اور اشاریہ سے مرتب کرنے کی خصوصی اسکیموں میں موضوعات کو اس طرح مرتب کیا جا رہا ہے جو بتدریج کمپیوٹر میں مطالعاتی و غیر مطالعاتی مواد کو بآسانی محفوظ اور ان کو بازیافت کیا جا سکے۔

خودکار درجہ بندی (Automatic Classification)

خود کار درجہ بندی کا مطلب یہ ہے کہ کچھ ایسے طریقے کار اختیار کیے جائیں جن سے بغیر درجہ بندی کرنے والے کے درجہ بندی ہو جائے۔ سب سے پہلے یہ تصور ۱۹۵۰ء کے عشرہ میں پیش کیا گیا۔ اس تجویز کا مقصد یہ تھا کہ خودکار یا اعداد و شمار پر مشتمل تکنیکی ذرائع سے معلومات کی درجہ بندی کی جائے۔ یہ خیال بھی پیش کیا گیا کہ خودکار درجہ بندی کے ذریعے ایک خودکار لغات (Automatic Theaures) بھی تیار کی جا سکتی ہے اس مقصد کے حصول کے لیے اختصاریوں میں سے غیر فاعل الفاظ کو لیا جائے اور ہر اختصاریہ کے الفاظ میں سے وہ الفاظ جو ایک سے زیادہ مرتبہ آئے ہوں ان کے گروہ تیارکر لیے جائیں۔ ان کو مشین یا کمپیوٹر میں ذخیرہ کیا جائے پھر ان مماثل الفاظ کے کلیدی الفاظ لیے جائیں۔ اس طرح کل الفاظ میں سے مماثل الفاظ کی ایک فہرست تیار ہو جائے گی۔

ان مماثل الفاظ میں زیادہ مرتبہ آنے والے اور ان سے کم آنے والے الفاظ کی درجہ بندی کی جائے۔ اس طریقہ سے معلومات کی بازیافت ان الفاظ کی فہرست کی اعانت سے کی جا سکتی ہے۔

رسائل کے انتخاب کے لیے بھی اس درجہ بندی کی مدد لی جا سکتی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کتب خانہ میں موجود رسائل کی فہرست تیار کی جائے اور مماثل مضامین کے گروہ تیار کیے جائیں۔ اس فہرست میں رسالے کے دورانیہ وغیرہ کو بھی درجہ کیا جائے - ان تمام معلومات کو کمپیوٹر میں محفوظ کیاجائے اور اس کی مدد سے مماثل مضامین کے رسائل کے متعلق معلومات بازیافت کی جائیں۔ اس طرح مماثل مضامین کے رسائل کی فہرست تیار ہو جائے گی۔ اس فہرست کو کل رسائل کی فہرست (مثلاً Ulrich's International Periodical Directory) میں ان مضامین کے مطبوعہ رسائل سے موازنہ کیا جائے۔ اس طریقہ کار سے وہ رسائل جو اس کتب خانے کے لیے ضروری ہیں اور اس کتب خانہ میں موجود نہیں ہیں، ان کی نشاندہی ہو جائے گی۔

بہرحال خودکار درجہ بندی کرتے وقت حسب ذیل امور کو مدنظر رکھنا ضروری ہے:

(۱) درجوں اور ان کی صفات یا خصوصیات میں کیا تعلق ہے؟ اس حقیقت کو جاننے کے لیے ضروری ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ کیا جن مضامین کا درجہ مقرر کیا جا رہا ہے ان مضامین میں ایک یا اس سے زیادہ خصوصی صفات موجود ہیں یا اس درجہ اور دوسرے درجے کی صفات میں کوئی قریبی رشتہ ہے؟

(۲) مقاصد اور درجوں میں کیا تعلق ہے؟ کیا مضامین اور درجوں میں بلا کسی شراکت کے تعلق ہے یعنی ایک مضمون کا ایک ہی درجہ ہو سکتا ہے یا مقاصد کا تعلق مختلف درجوں سے ہے؟

(۳) درجوں میں ایک دوسرے سے کیا نسبت ہے؟ کیا یہ درجے ایک دوسرے سے کسی نظم کے تحت منسلک ہیں یا ان کی حیثیت ایک دوسرے سے الگ ہے؟

مندرجہ بالا امور یعنی صفات، مقاصد اور نسبت کو مدنظر رکھ کر مضامین کی درجہ بندی کی جائے تو خودکار درجہ بندی ہو جائے گی مگر اس میں احتمال یہ ہے کہ بہت سے مضامین حروف کی بنیاد پر یا دوسرے طریقہ کار سے ایک دوسرے میں خلط ملط ہو جائیں گے اور کچھ اہم اور ضروری مضامین چھوٹ بھی سکتے ہیں۔ بہرحال اس درجہ بندی کے لیے اصطلاحات کا تعین ضروری ہے۔ اصطلاحات یا کلیدی الفاظ کا تعین مختلف افراد نے کیا ہے؛ مثلاً Dennis نے سات

ہزار کلیدی الفاظ اور پانچ ہزار نوشتوں کی فہرست تیار کی اور Vaswani نے ایک ہزار کلیدی الفاظ اور بارہ ہزار نوشتوں کی فہرست تیار کی۔ "برطانیہ کے کے۔ ایس جونز نے بھی بنیادی بار بار مستعمل الفاظ (کلیدی الفاظ) کی بناء پر CLARU سسٹم تیار کیا ہے یہ (۱) Strings، (۲) Stars، (۳) Cliques اور (۴) Climps پر مشتمل ہے۔ British Technology Index میں عام قسم کی چیزیں مشینی انڈکسنگ کے سپرد کر دی جاتی ہیں لیکن بہت ذہنی قسم کا کام ماہر انسانی ذہن سر انجام دیتے ہیں[۶]"۔

خود کار درجہ بندی کمپیوٹر میں معلومات کے ذخیرہ اور ان کی بازیافت اور اشاریوں کی تیاری میں ضرور ممد و معاون ہو سکتی ہے مگر کتابوں کی درجہ بندی میں یہ غیرمناسب ہے کیونکہ کمپیوٹر وہی معلومات فراہم کرتا ہے جو اس میں محفوظ کی جاتی ہیں جبکہ انسانی ذہن کتابی درجہ بندی میں ان تمام عوامل کو مدنظر رکھتا ہے جو ایک کتاب کی درجہ بندی میں بے حد ضروری ہیں۔ اس امر کو مدنظر رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ خود کار درجہ بندی کا طریقہ کار کتب خانوں کے لیے مناسب نہیں ہے۔

حوالہ جات

1. K.G.B. Bakewell. Classification and Indexing Practice. London, Clive, Bingley, 1978.
2. Mohammad Riaz. Modem Techniques of Documentation Qadiria Books, 1988 PP 138-148
3. American Economic Association. Index of Economic Journals, Vol.I. 1986-1927. Homewood, Richard D. Irwin, 1961. P.XXI
4. American Economic Association. Index of Economic Articles in Journals and Collective Volumes, Vol. XI. 1969. Homewood, Richard D. Irwin, 1976. PP. XXVIII. XLI.

۵۔ محمد اسلم، درجہ بندی اور تنظیم کتب خانہ لاہور، اسلامک بک سروس، ۱۹۸۲ء ، ص ۷۵

۶۔ ایضاً ، ص ۷۷

کتابیات

1. R.R. Freeman. Classification in Computer-based information systems of the 1970s."in Classification in the 1970s. a second look. ed. by Arthur Malbhy. London, Clive Bingley, 1976. PP.195-208.
2. Karen Saparck Jones. "Automatic Classification" Classification in the 1970s; a sec ond book ed. by Arthur Malbhy. London, Clive Bingley, 1976. PP.209-225.

باب نہم

عملی درجہ بندی کے متقاضیات

اصطلاحات، جدول، علامات، کتاب نمبر،اشاریے، موضوعاتی سرخیاں، خانہ دار فہرست

درجہ بندی کے اصول، طریقے اور مختلف کتابی درجہ بندی اسکیموں پر سیر حاصل بحث پچھلے ابواب میں کی جا چکی ہے۔ چونکہ مختلف علوم اور ان کی جزئیات کے موضوعات عام فہم نہیں ہوتے اس لیے کتابی درجہ بندی اسکیموں میں متوقع کتابوں کے مضامین یا موضوعات کا احاطہ کر کے ان موضوعات کے عام فہم نام یا اصطلاحات مرتب کی جاتی ہیں اور ہر مضمون کی اصطلاحات کو مشابہت اور غیر مشابہت کی بنیاد پر ترتیب دے کر علامات مختص کی جاتی ہیں۔ یہ علامات ہی ان کتابوں کی پہچان ہوتی ہیں۔ کتاب کے موضوع کےلحاظ سے اس کتاب کی علامت مقرر کرنا عمل درجہ بندی کہلاتا ہے۔ عمل درجہ بندی کا مقصد عملی طور پر کتابوں کی علامات مقرر کر کے ان کو صحیح مقام پر رکھنا ہے۔ ایک لائبریرین کے لیے عملی درجہ بندی کے لیے اولاً مطبوعہ جدول کا ہونا ضروری ہے جس کی مدد سے کتابوں کی علامات مختص کی جا سکیں اور ان علامات کو کیٹلاگ کارڈوں میں درج کیا جا سکے اور دوئم جدول کی مدد سے مقرر کردہ علامات کے تحت بالترتیب کتابوں کو الماریوں/ شیلفوں میں رکھا جا سکے اورانہی علامات کے تحت کیٹلاگ کارڈوں کو سلسلہ وار ترتیب دیا جا سکے۔

کتابوں کی صحیح درجہ بندی کرتے وقت کلاسیفائر کو چند مسائل سے واسطہ پڑتا ہے کیونکہ:

(۱) کتابیں کسی ایک مضمون یا اس کے ایک پہلو کو اجاگر کرنے کے لیے ہی نہیں لکھی جاتیں بلکہ کسی خاص مضمون یا اس کے کسی ایک پہلو کا دوسرے مضامین یا پہلوؤں سے تعلق یا متضاد مضامین یا پہلوؤں سے موازنے کے لیے بھی تحریر کی جاتی ہیں۔

(۲) کچھ کتابوں کا تعلق کسی ایک مضمون سے نہیں ہوتا؛ مثلاً عمومی لغات، دائرۃ المعارف، عمومی مضامین وغیرہ، اس لیے ایسی کتابوں کو کسی ایک مضمون کے تحت رکھا نہیں جا سکتا۔

(۳) کچھ کتابیں ایسی ہوتی ہیں جن کا تعلق ہر مضمون کے جز کی

حیثیت سے ہوتا ہے؛ مثلاً خصوصی نظریات، خاکے، لغات، دائرۃ المعارف وغیرہ۔

(۴) ادبیات میں کچھ اصناف مثلاً شاعری، ڈرامے، ناول، طنز و مزاح وغیرہ ہوتی ہیں جو ہر زبان کے ادب میں ہوتی ہیں۔ اسی طرح لسانیات کی اصناف بھی ہوتی ہیں۔

چونکہ جدول کو مرتب کرتے وقت ان امور کو بھی مدنظر رکھنا ہوتا ہے، اس لیے جدول میں ان امور کی صراحت کرتے ہوئے عمومی لغات، مضامین وغیرہ کے لیے عمومی درجے؛ نظریات، خاکے، خصوصی لغات وغیرہ کے لیے صوری تقسیمات؛ ادبیات اور لسانیات کی اصناف کے لیے اصنافی درجے کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ چونکہ جدول میں بنیادی علوم کو گروہوں میں تقسیم کر کے ان کی جزئیات کی اصطلاحات کی علامات مقرر کی جاتی ہیں، اس لیے علامات کی نشاندہی کے لیے ان تمام علوم کی اصطلاحات کا حروف تہجی کے تحت اشاریہ مرتب کیا جاتا ہے۔ درجہ بندی میں موضوعاتی سرخیوں سے بھی مدد لی جاتی ہےنیز کتب خانہ میں داخل ساری کتابوں کی خانہ دار فہرست بھی تیار کی جاتی ہے۔ لہذا عملی درجہ بندی کے لیے ضروری اجزاء حسب ذیل ہوئے:

۱۔ اصطلاحات

۲۔ جدول درجہ بندی اور جدول میں:
(۱الف) عمومی درجے، (ب) ادبیات اور لسانیات کے اصنافی درجے،
(ج) صوری تقسیمات اور (د) دیگر امدادی تقسیمات

۳۔ علامات۔ طلب نمبر۔ کتاب نمبر

۴۔ اشارے

۵۔ موضوعاتی سرخیاں

۶۔ خانہ دار فہرست۔

اصطلاحات

علوم کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ مضامین اور ان کے موضوعات کی تعداد لاکھوں میں پہنچ گئی ہے۔ ان موضوعات کو مزید تقسیم در تقسیم کیا جائے تو شاید ان کی تعداد کروڑوں میں پہنچ جائے؛ مثلاً پھولوں کی تعداد اچھی خاصی ہے۔ ان پھولوں میں صرف گلاب ہی کی ۹ سو اقسام ہیں۔ اس صورت حال کو پیش نظر رکھ کرسارے علوم، اشیاء، مصنوعات، حیوانات وغیرہ کی مشابہت کی بنیاد پر گروہ بنانے کی ضرورت پیش آئی اور ان گروہوں کے عام فہم نام تجویز کیے گئے۔ انہی ناموں کو اصطلاحات کہا جاتا ہے۔ اصطلاحات کے تعین کے متعلق سیرز کہتا

ہے:

"کسی خیال یا کسی موضوع یا مضمون کے کسی حصہ کو ایک لفظ یا ایک جملہ میں ادا کرنے کو اصطلاح کہتے ہیں۔ درجہ بندی اسکیم بنانے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر درجے، صیغے اور ذیلی صیغے کے لیے ایسے نام متعین کرے جو ان کے لیے بہتر ہوں اور بہت زیادہ غیر مبہم نہ ہوں۔ اس کے متعین کردہ نام ہر لحاظ سے مکمل ہونے چاہئیں نیز وہ اس درجہ کے تمام مطالب کا پورا احاطہ کریں۔ اگر ان تمام اصطلاحات کو جمع کیا جائے تو وہ اس علم کے ہرپہلو کو واضح کرے"۔[1]

اصطلاحات کی تعریف یوں بھی کی جا سکتی ہے کہ "اصطلاحات ان ناموں کو کہا جاتا ہے جو درجہ بندی اسکیموں میں درجوں اور ان کی جزئیات کے لیے مخصوص کیے جاتے ہیں"۔ یا "اصطلاحات وہ ہیں جو درجہ بندی میں مضامین کے موضوعات کے لیے تجویزکی جاتی ہیں"۔ اصطلاحات بناتے وقت اس خیال کو مدنظر رکھا جاتا ہے کہ جن موضوعات کے لیے اصطلاحات متعین کی جاتی ہیں وہ جامع ہوں اور مضامین یا موضوعات کی صحیح نمائندگی کرتی ہوں۔ جہاں ضرورت محسوس کی جاتی ہے وہاں اصطلاحات کی وضاحت اور تشریح بھی کی جاتی ہے۔ ایک مرتبہ کسی موضوع یا مضمون کے لیے جو اصطلاح متعین کی جاتی ہے وہی اصطلاح بار بار استعمال کی جاتی ہے۔ اصطلاحات کی ایک خوبی یہ ہوتی ہے کہ جب کبھی بنیادی موضوع یا مضمون کی جزئیات کو سلسلہ وار مدغم کیا جائے تو وہ بنیادی موضوع یا مضمون بن جائے۔ ہردرجہ بندی اسکیم میں تمام علوم، مضامین اور ان کی جزئیات کی اصطلاحات متعین کر کے ان کی علامات مقرر کی جاتی ہیں اور اس کی ایک مکمل فہرست تیار کی جاتی ہے۔

جدول

چونکہ درجہ بندی کی ہر اسکیم میں علوم کو مشابہت اور غیر مشابہت کی بنیاد پر گروہوں میں تقسیم کر کے چند بنیادی مضامین کے گروہوں؛ مثلاً فسلفہ، مذاہب، سماجی علوم، لسانیات، ادبیات، سائنس وغیرہ میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان بنیادی مضامین کے گروہوں کو ان کے متعلقہ ذیلی مضامین اور جزئیات میں تقسیم در تقسیم کر کے ان کے موضوعات کی اصطلاحات کی ایک فہرست تیار کی جاتی ہے۔ بنیادی گروہوں کی علامات متعین کر کے، ان کے تحت متعلقہ ذیلی مضامین اور جزئیات کی بھی علامات مقرر کی جاتی ہیں۔ اس طرح بنیادی گروہوں اور ان کے ذیلی اورجزئیاتی مضامین کی اصطلاحات اور ان کے لیے متعین علامات کی ایک جامع فہرست مرتب کی جاتی ہے۔ اس فہرست کو اس درجہ بندی اسکیم کا جدول

کہا جاتا ہے۔

سیرز جدول کی تعریف یوں کرتا ہے:

"درجہ بندی کا جدول ایک تحریر کردہ فہرست ہے جس کا نقشہ درجہ بندی اسکیم بنانے والے نے اپنے دماغ میں پہلے سے مرتب کیا ہوتا ہے۔ یہ اولاً سارے علوم یا اس کے کسی حصے کا ایک خیالی نقشہ ہے جسے الفاظ یا اصطلاحات میں ڈھالا گیا"۔[۲]

جدول کو اس طرح مرتب کیا جاتا ہے کہ بنیادی مضمون کے لیے متعین کردہ علامت اور اس کی اصطلاح کے تحت اس مضمون کے متعلق سارے ذیلی اور جزئیاتی مضامین کے لیے مقرر کردہ علامات اور ان کی اصطلاحات منطقی اور سائنسی طریقہ سے بالترتیب یکجا ہو جائیں اور علامات اور اصطلاحات کو سلسلہ وار مدغم کیا جائے تو وہ بنیادی مضمون کی علامت اور اصطلاح بن جائے۔ جدول کو علمی درجہ بندی کی بنیاد پر مرتب کرنا چاہیے کیونکہ کتابی درجہ بندی کی اساس علمی درجہ بندی ہی ہے البتہ کتابی درجہ بندی میں کتاب کی ہیئت کو مدنظر رکھ کر علمی درجہ بندی میں رد و بدل کیا جاتا ہے۔ جدول کی ترتیب میں اس بات کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے کہ ہر مضمون کو اس طرح تقسیم کیا جائے کہ اس کی ہر شاخ آخری نکتۂ تقسیم تک پہنچ جائے اور اس کی مزید تقسیم نہ ہو سکے۔ اگر علوم کے پھیلاؤ کی وجہ سے نئے علوم اور مضامین وجود میں آئیں تو انھیں شامل کرنے اور ان میں توسیع کرنے کی گنجائش جدول میں ہونی چاہیے۔ مضامین کی تقسیم میں بعض وقت فطری تقسیم کے ساتھ غیر فطری تقسیم کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ بعض اوقات کسی مضمون کا تعلق کسی خاص تقاضے یا ضرورت کے تحت دوسرے مضمون سے بھی بتانا پڑتا ہے۔

جدول میں بنیادی، ذیلی اور جزئیاتی موضوعات کی اصطلاحات و علامات مقرر کرنے کے علاوہ کچھ عمومی اصطلاحات و علامات مقرر کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے کیونکہ کچھ کتابوں کا تعلق کسی ایک مضمون سے نہیں ہوتا اور کچھ کتابیں جو مختلف موضوعات سے تعلق رکھتی ہیں اور کسی ایک بنیادی گروہ میں شامل نہیں کی جا سکتیں تو ایسی کتابوں کو کسی ایک مضمون کے تحت رکھنا مناسب نہیں۔ اس لیے کتابی درجہ بندی کے جدول میں عمومی درجہ شامل کیا جاتاہے۔ اسی طرح ادبیات کی بھی کچھ اصناف ہوتی ہیں جو ہر زبان کے ادب میں موجود ہوتی ہیں۔ اس لیے ادبیات پر کتب کی درجہ بندی کےلیے اصنافی درجے بھی مرتب کیے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ ایسے موضوعات جو ہر مضمون میں شامل ہوتے ہیں، اس لیے ان موضوعات کےلیے صوری تقسیمات مرتب کر کے جدول میں شامل کی جاتی ہیں، ان کو امدادی تقسیمات بھی کہا جاتا ہے۔ اس طرح جدول

میں تمام علوم کے علیحدہ علیحدہ گروہوں کی اصطلاحات اور ان کی علامات کی فہرست کے علاوہ عمومی درجے، ادبیات کے اصنافی درجے اور صوری تقسیمات بھی شامل ہوتی ہیں۔ یہ درجے کتابی درجہ بندی کے جدول کے اہم اجزاء ہیں۔

عمومی درجہ

ہر درجہ بندی اسکیم میں تمام علوم کو بڑے گروہوں میں تقسیم کر کے ان کے متعلقہ علوم کو ذیلی اور جزئیاتی درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے مگر کچھ علوم ایسے ہوتے ہیں جن کا تعلق کسی ایک گروہ یا اس کے کسی ذیلی موضوع سے نہیں ہوتا؛ مثلاً عمومی لغات، دائرۃ المعارف، مختلف مضامین کے مجموعے، کتابیات، عام رسائل، عام ادارے وغیرہ، اس لیے ایسے علوم کو عمومی درجہ کے تحت شامل کیا جاتا ہے۔ فلپس اس درجہ کے متعلق کہتا ہے:

"اس (عمومی) درجہ کو عام طور پر Waste Paper Basket درجہ کہا جاتا ہے مگر یہ کتابی درجہ بندی کا ضروری حصہ ہے اور کتابوں کی ایک نظم کے تحت ترتیب میں معاون ثابت ہوتا ہے"۔[۲]

ڈیوی نے سارے علوم کو 100 تا 900 کے درجوں میں شامل کر کے عمومی علوم کو (000) کے تحت رکھا۔ لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی اسکیم اور دیگر معروف اسکیموں میں تمام علوم کو انگریزی کے بڑے حروف تہجی A تا Z میں تقسیم کیا اور ان میں زیادہ تر A عمومی درجہ کے لیے مختص کیا۔ ڈیوی نے اس درجہ میں حسب ذیل علوم کو شامل کیا:

000	عمومی علوم
010	کتابیات
020	فن کتابداری
030	عمومی دائرۃ المعارف
040	عمومی مجموعہ مضامین
050	عام رسائل
060	عام ادارے/انجمنیں
070	صحافت
080	منتخبات
090	مخطوطات و نایاب کتب

اس عمومی درجہ میں ڈیوی نے عمومی موضوعات کے علاوہ فن کتابداری اور صحافت کو بھی رکھا ہے کیونکہ یہ دونوں موضوعات ڈیوی کے دیگر درجوں میں سے کسی ایک میں بھی شامل نہیں کیے جا سکے۔ لہذا ہر درجہ بندی اسکیم میں

عمومی درجہ کا ہونا ضروری ہے۔

اصنافی درجے

ادبیات کی کچھ ایسی اصناف جو ہر زبان کے ادب میں مشترک ہوتی ہیں، ان اصناف کو Brunet Jevons اور قدیم ماہرینِ درجہ بندی "Belles-letters" کہا کرتے تھے۔ ان کو Polite letter اور Literature بھی کہا جاتا تھا۔ فن وار درجہ بندی میں ان کو Literary Forms کہا گیا۔ ان کی درجہ بندی میں کتاب کے موضوع یا مضمون کو مدنظر نہیں رکھا جاتا بلکہ ان کو بنیادی گروہوں میں اصناف کی بنیاد پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس طرح ان کے گروہ کی شاعری، ڈرامے، ناول، ادبی مضامین، خطابت، مکتوبات، طنز و مزاح وغیرہ اصطلاحات مرتب کی گئیں۔ چونکہ ادبیات میں اصناف کی زیادہ اہمیت ہوتی ہے اس لیے ان کے مضامین اور موضوعات کو نظرانداز کیا جاتا ہے؛ مثلاً شاہنامہ اسلام از حفیظ جالندھری گو تاریخ اسلام سے متعلق ہے مگر چونکہ یہ اشعار پر مشتمل ہے اس لیے اس کی درجہ بندی شاعری ہی کے زمرے میں کی جائے گی۔ اسی طرح نسیم حجازی کا ناول "خاک اور خون" جس میں ہسپانیہ کے مسلمانوں کی داستان پر روشنی ڈالی گئی اور جو تاریخ اسلام کا ایک باب ہے مگر اس کی درجہ بندی تاریخ اسلام میں نہیں بلکہ ناولوں کے زمرے میں کی جائے گی؛ یعنی شاعری، ڈراموں، ناولوں اور ادبی مضامین میں موضوع کوئی بھی ہو، ان کی ادب کی اصناف ہی کی بنیاد پر درجہ بندی کی جائے گی۔

ڈیوی نے ادبیات کو اولاً زبان کےلحاظ سے اور ہر زبان کے ادب کو اصناف کےلحاظ سے تقسیم کیا؛ مثلاً انگریزی ادب 820 ، جرمن ادب 830، فرانسیسی ادب 840 وغیرہ۔ ان ادبیات کو اصناف کی بنیاد پر مزید تقسیم کیا گیا؛ مثلاً

820 انگریزی ادب
821 انگریزی شاعری
822 انگریزی ڈرامے
823 انگریزی ناول
824 انگریزی ادبی مضامین
825 انگریزی خطابت
826 انگریزی مکتوبات
827 انگریزی طنز ومزاح
828 انگریزی ادبی متفرقات

ان درجوں میں (آخری نمبر) شاعری کا (1)، ڈرامہ کا (2)، ناول کا (3)،

ادبی مضامین کا (4)، خطابت کا (5)، مکتوبات کا (6)، طنز و مزاح کا (7) اور ادبی متفرقات کا نمبر (8) مقرر کیا گیا ہے۔ ان درجوں کی ادوار اور شخصیات کی بنیاد پر مزید توسیع کی گئی۔

چونکہ یہ اصناف ہر زبان کے ادب میں موجود ہوتی ہیں لہذا تمام ادبیات کی اصناف کی درجہ بندی کے لیے سلسلہ وار آخری نمبر یہی ہوں گے؛ مثلاً اردو ادب کا نمبر 891.439 ہے تو اردو شاعری کا نمبر 891.4391، اردو ڈرامہ کا نمبر 891.4392، اردو ناولوں کا 891.4393، اردو میں ادبی مضامین کا نمبر 891.4394 وغیرہ ہوں گے۔

ڈیوی کے علاوہ دیگر معروف درجہ بندی اسکیموں میں ادبیات کو اصناف کی بنیاد پر تقسیم کیا گیا ہے۔ ڈیوی نے ادبیات کی طرح لسانیات کو بھی اصناف کی بنیاد پر تقسیم کیا ہے جو حسب ذیل ہیں؛

1- تحریری زبان
2- علم صرف
3- فرہنگ نویسی
4- علم صوت
5- قواعد
6- علم عروض
7- نقش۔ کتبہ
8- نصابیات
9- غیر لفظی رابطہ

صوری صیغے

کسی خاص مضمون پر کوئی کتاب اس مضمون کے مختلف پہلوؤں، ہیئتوں یا کسی ایک پہلو/ہیئت کا تفصیلی احاطہ کرتی ہے۔ وہ کتاب اس مضمون کی لغات، دائرۃ المعارف یا اس مضمون کا خاکہ یا صحیفے یا اس مضمون کے نظریات یا تاریخ پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ اس طرح ہر مضمون پر کتابیں ان ہیئتوں میں سے کسی ایک ہیئت/ صورت پر ہو سکتی ہیں۔ سیرز ان ہیئتوں کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے؛

"ہر مضمون پر کچھ کتابیں جن ہیئتوں/اصناف میں ہوتی ہیں ان میں سے وہ حسب ذیل میں سے کسی ایک کے متعلق ہو سکتی ہیں؛

(۱) کسی مضمون کا خاکہ یا خلاصہ
(۲) اس کی لغات

(۳) اس پر رسائل
(۴) اس سے متعلق انجمنیں/ادارے اور ان کی کارروائیاں
(۵) اس پر مضامین
(٦) اس کے مجموعے یا تجزیے

یہ سب اس کی بیرونی ہیئت ہے جس کو آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ دیگر ہیئتیں جو ہر مضمون کی کچھ کتابوں میں ہوتی ہیں اور جن کے متعلق تخمینہ لگایا جا سکتا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ اس مضمون کا نظریہ یا فلسفہ
۲۔ اس مضمون کی تعلیم یا تدریس کے طریقے
۳۔ اس مضمون کی تاریخ

یہ اندرونی ہیئتیں یا طرز تفکر کہلاتی ہیں"۔[۴]

اس طرح کتاب کی صورت/ہیئت دو قسم کی ہوئیں یعنی بیرونی ہیئت کی چھ اور اندرونی ہیئت کی تین اور دونوں اقسام کی کل ہیئتیں نو ہوئیں۔ ان ہیئتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر درجہ بندی اسکیم میں صوری تقسیم کے نام سے ایک علیحدہ امدادی تقسیم مقرر کی گئی۔ فلپس صوری تقسیمات کی تعریف یوں کرتا ہے:

"صوری صیغے کتابی درجہ بندی کے منفرد حصے ہیں جن کو خصوصی درجوں میں عمومی درجوں کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ عملی درجہ بندی میں ان تقسیمات کی مدد سے معیاری کتابوں کی درجہ بندی کی جاتی ہے تاکہ اپنے متعلقہ گروہوں کے ساتھ شیلفوں پر آسانی سے رکھی جا سکیں"[۵]۔

صوری تقسیمات کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے میلول ڈیوی نے اپنی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم میں ان کی تقسیم اس طرح کی ہے:

01 فلسفہ، نظریات
02 خلاصے، خاکے
03 لغات، دائرۃالمعارف
04 مضامین، مقالے، مکتوبات
05 رسائل
06 انجمنیں، ادارے، رپورٹیں
07 تعلیم، تحقیق، درس و تدریس
08 مجموعے، منتخبات
09 تاریخ، مقامی حالات

ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کی خوبی یہ ہے کہ ایک ہی قسم کے موضوعات کی علامات بھی مختلف درجوں میں ایک ہی قسم کی ہوتی ہیں؛ مثلاً ڈیوی نے

عمومی درجے میں عمومی لغات وغیرہ کے لیے جو اعداد مختص کیے تھے وہی اعداد ان موضوعات کے لیے صوری تقسیمات میں مقرر کیے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

	عمومی درجے		صوری تقسیمات
030	عمومی دائرۃ المعارف	03	لغات، دائرۃ المعارف
040	عمومی مجموعہ مضامین	04	مضامین، مقالے، مکتوبات
050	عام رسائل	05	رسائل
060	عام ادارے/انجمنیں	06	انجمنیں، ادارے، رپورٹیں
080	منتخبات	08	مجموعے، منتخبات

ایک ہی قسم کے موضوعات کو مختلف امدادی تقسیمات میں مماثل اعداد کو مختص کرنے سے ممد حافظہ میں بڑی مدد ملتی ہے۔

چارلس ایمی کٹر نے جس کا بنیادی خاکہ انگریزی کے بڑے حروف A تا Z پر مشتمل ہے صوری تقسیمات کو عربی ہندسوں میں مشترکہ ذیلی درجے کے تحت اس طرح تقسیم کیا ہے:

1. نظریہ، فلسفہ
2. کتابیات
3. سوانح
4. تاریخ
5. لغات
6. سالنامے۔ ڈائریکٹریاں
7. رسائل
8. انجمنیں/ادارے
9. مجموعے

دوسری اہم درجہ بندی اسکیموں میں بھی ان تقسیمات کو بڑے یا چھوٹے حروف تہجی یا عربی ہندسوں کی علامات مختص کر کے تقسیم کیا ہے۔

دیگر امدادی تقسیمات

کتابوں کی مندرجہ بالا تقسیمات کے علاوہ دیگر پہلوؤں؛ مثلاً علاقائی/جغرافیائی، تاریخی، سوانحی، نسلی، قبائلی، لسانی، افراد یا افراد کے خاص گروہوں وغیرہ کو مدنظر رکھ کر بھی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ چونکہ یہ پہلو انفرادی طور پر ہر مضمون کی اکثر کتابوں میں پائے جاتے ہیں اس لیے درجہ بندی اسکیموں میں ان پہلوؤں پر بھی امدادی تقسیمات مرتب کی گئی ہیں۔ ڈیوی میں

ان امدادی تقسیمات کو باب پنجم (ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کا تفصیلی جائزہ) اور باب ہفتم (ڈیوی اعشاریائی تقسیم کی بیس اشاعتیں- ایک جائزہ) میں اور دیگر درجہ بندی اسکیموں کی امدادی تقسیمات کو باب چہارم (درجہ بندی کی اہم اسکیمیں اور ان کا تقابلی جائزہ) میں ملاحظہ کیجیے-

علامات

جب کبھی کسی چیز کی تعداد بتانی مقصود ہو تو ہم اعداد استعمال کرتے ہیں؛ مثلاً اگر ہم یہ کہنا چاہیں کہ فلاں کتب خانہ میں پچیس ہزار دو سو اٹھانوے کتابیں ہیں تو صرف یہ لکھتے ہیں کہ فلاں کتب خانہ میں ۲۵،۲۹۸ کتابیں ہیں - یعنی اعداد کو الفاظ کی بجائے ہندسوں میں لکھا گیا- لہذا یہ ہندسے ان اعداد کی علامت ہوئے- اسی طرح اگر کسی عدد میں دوسرا عدد جمع کرنا چاہیں تو جمع کا نشان (+) اور کسی بڑے عدد میں سے چھوٹے عدد کو منہا کرنا چاہیں تو تفریق کا نشان (-) اور ضرب دینا ہو تو ضرب کا نشان (×) وغیرہ استعمال ہوتے ہیں- اس طرح (+)، (-)، (×) بالترتیب ، جمع، تفریق اور ضرب کی علامت ہوئی- یہ اور اسی قسم کی بہت سی علامتیں خصوصاً اعداد ؛ مثلاً کاروں اور دیگر گاڑیوں کے نمبر، شناختی کارڈ نمبر وغیرہ، سے ہمارا ہر روز واسطہ پڑتا ہے-

کتابی درجہ بندی سے قبل کتابوں کو علمی درجہ بندی کی بنیاد پر فنون وار تقسیم کر کے بڑے علوم کے تحت علاقوں، کمروں، الماریوں میں تقسیم کیا جاتا تھا- مزید برآں ان فنون کے تحت سلسلہ وار اندراج نمبر کی بنیاد پر الماریوں میں رکھا جاتا تھا اور ان کی نشاندہی کے لیے کتابوں کی فہرست مرتب کر کے کمروں کے ساتھ رکھی جاتی تھی- جب علوم میں پھیلاؤ، کتابوں کی فراہمی اور کتب خانوں میں کتابوں کی تعداد میں اضافہ ہوا تو اس طریقہ پر کتابوں کو رکھنا اور ان کو بازیافت کرنا ایک مشکل امر بن گیا کیونکہ نہ تو درجہ بندی کرنے والوں کو وہ سارے فنون ذہن نشین ہوتے تھے اور نہ ہی ان فنون کے تحت صحیح درجہ بندی کرنا اور الماریوں / شیلفوں پر ان کے صحیح مقام پر رکھنا اور ان کو وقت ضرورت بازیافت کرنا آسان تھا- ان دشواریوں کو محسوس کرتے ہوئے فنون کی علامات مقرر کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی- اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ماہرین نے سارے علوم کو چند بڑے گروہوں میں تقسیم کیا اور ان کی علامات حروف تہجی یا ہندسوں میں مقرر کیں- بڑے گروہوں کو سلسلہ مدارج کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی جزئیات میں تقسیم در تقسیم کر کے ان جزئیات کی علامات مختص کی گئیں- ان مختص شدہ علامات کو بنیادی ، متعلقہ ذیلی موضوعات اور جزئیات کی اصطلاحات کے ساتھ تحریر کر کے جدول تیار کیا گیا، جدول کی مدد

سے مختلف موضوعات کی کتابوں کی درجہ بندی کر کے ان کی علامات مختص کی گئیں۔ اس طرح کتابوں کی علامات ان کی پہچان بن گئی۔

سیرز علامات کی تعریف یوں کرتا ہے:

" علامت مختلف قسم کے نشانات یا مختصر نویسی کے اشاروں پر مبنی ہوتی ہے جو درجہ بندی میں اصطلاحات کے لیے مقرر کی جاتی ہے۔ اس قسم کی علامت جس اصطلاح کے لیے مقرر کی جائے وہ اس کے سارے کردار کا احاطہ کرے، آسانی سے سمجھ میں آئے، مختصر ہو، توسیع کی صلاحیت رکھتی ہو، درجہ بندی کے نظم میں قابل قبول ہو، اس کی ترتیب میں وہی ترتیب ہو جو درجہ بندی میں ہے۔ کتابی درجہ بندی میں وہ ایک درجہ، درجہ کا کوئی صیغہ، ذیلی صیغہ یا کسی جز کی اصطلاح یا جس مضمون سے اس کا تعلق ہو، اس کی نمائندگی کرتی ہو"۔[۶]

دیگر الفاظ میں کتابی درجہ بندی میں بنیادی درجہ، ذیلی اور زیر ذیلی درجہ و جزئیات کی اصطلاحات یا ناموں کے لیے مقرر شدہ نشانات کو علامات کہا جاتا ہے۔ ان علامات کی خوبی یہ ہونی چاہیے کہ جن مضامین کے لیے یہ متعین کی گئی ہوں ان کی پوری طرح تشریح کرتی ہوں اور کتابوں کی ترتیب میں ایک نظم کو برقرار رکھتی ہوں۔ علامات کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے سیرز کہتا ہے کہ یہ مختصر، سادہ اور لچکدار ہو اور Bliss کہتا ہے کہ ممکنہ حد تک علامت مختصر اور قابل عمل ہو۔ کسی درجہ بندی اسکیم میں جدول میں شامل شدہ اصطلاحات بغیر علامات کے کسی صورت میں بھی مکمل نہیں ہوتیں۔ بغیر علامات کے وہ اصطلاحات کی ایک فہرست ہو سکتی ہے، کتابی درجہ بندی کا جدول نہیں۔ علامات جدول کی ترتیب منطقی طور پر اس کی وسعت ظاہر کرتی ہیں۔ عملی درجہ بندی میں علامات بے حد ضروری ہیں؛ ان کے بغیرکتابی درجہ بندی ہو ہی نہیں سکتی۔ کتابی درجہ بندی کتب خانوں کی بنیاد ہے اور علامات کتابی درجہ بندی کی اساس۔

علامات متعین کرتے وقت حسب ذیل امور کو مدنظر رکھنا چاہیے:

۱۔ کتابی درجہ بندی کے جدول میں مقرر کردہ اصطلاحات کی علامات انفرادی طور پر خالص حروف تہجی یا ہندسوں میں یا حروف تہجی اور ہندسوں کی مرکب شکل میں متعین کی جائیں۔

۲۔ علامات مختصر اور مطالب کے لحاظ سے جامع ہوں یعنی الفاظ/ہندسے کم اور وہ مطالب کےلحاظ سے موضوع کا پورا پورا احاطہ کرتی ہوں۔

۳۔ علامات سادہ ہوں اور آسانی سے سمجھ میں آتی ہوں۔

۴۔ علامات میں لچک ہو تاکہ بوقت ضرورت اس میں آسانی سے

اضافہ یا کمی کی جا سکے۔

۵۔ تمام متعلقہ موضوعات کی علامات ایک ساتھ ہوں۔

٦۔ علامات سلسلہ مدارج کو مدنظر رکھ کر متعین کی جائیں۔

۷۔ علامات اتنی طویل نہ ہوں کہ ان کو آسانی سے حفظ نہ کیا جا سکے۔ بلکہ ممد حافظہ ہوں، لکھنے اور پڑھنے میں آسان ہوں۔

۸۔ اس کی توسیع کرنا چاہیں تو آسانی سے توسیع کی جا سکے، گروہوں میں تقسیم کیا جا سکے، بغیر کسی دقت کے اس کا تصور کیا جا سکے، لکھا اور پڑھا جا سکے۔

مندرجہ بالا امور کی بجا آوری اسی وقت ممکن ہو سکتی ہے جبکہ درجہ بندی کے جدول میں اصطلاحات کی علامات موضوعات کے تمام پہلوؤں اور متعلقہ مضامین کو پوری مہارت کے ساتھ سلسلہ مدارج کو مدنظر رکھتے ہوئے متعین کی جائیں۔

علامات کے وظائف حسب ذیل ہیں:

۱۔ میکانیکی طور پر ہر اصطلاح کےلیے ایک الگ علامت کے تعین سے موضوعات کے سلسلہ کو برقرار رکھا جاتا ہے۔

۲۔ علامات کی وجہ سے حروف تہجی کے تحت جدول کا اشاریہ مرتب کرنا آسان ہوگا۔

۳۔ صوری تقسیمات، ادبی و لسانی اصناف کی تقسیمات، جغرافیائی و علاقائی وغیرہ کی علامات کی مدد سے درجہ نمبر بنانے کے طریقوں اور تشریحات سے جدول کی ضخامت میں کمی ہوگی۔

۴۔ صوری تقسیمات، ادبی و لسانی اصناف اور دیگر امدادی تقسیمات کی علامات کی وجہ سے تفصیلی درجہ بندی میں آسانیاں پیدا ہوں گیں۔

۵۔ مندرجہ بالا ۳ اور ۴ کی وجہ سے کتابی درجہ بندی میں توازن پیدا ہوگا۔

٦۔ صوری اور دیگر امدادی تقسیمات میں کسی خاص موضوع کی ایک ہی علامات بار بار استعمال کرنے کی وجہ سے حافظہ میں ممد ثابت ہو گی۔

۷۔ علامات کی وجہ سے قاری کی رہبری کرنا آسان ہو گی۔

۸۔ کتابوں کے اجراء میں علامات ممد و معاون ثابت ہوں گی۔

۹۔ مختلف مضامین میں تعلق کے اظہار میں علامات کی وجہ سے آسانیاں پیدا ہوں گی۔

بہرحال علامات کتابی درجہ بندی کا ایک اہم ترین جز ہیں۔

تقسیم کتب کے کئی اصولی ضوابط یا اسکیمیں ہیں جن میں موضوعات کے تعین کے ساتھ ان کو فن کےلحاظ سے مرتب کر کے ہر موضوع کی علامت مقرر کی گئی ہے۔ کتابوں کی صحیح درجہ بندی کے لیے ضروری ہے کہ ان ضوابط یا اسکیموں میں سے کسی ایک کو اختیار کیا جائے یا ان کے مجموعی اوصاف کا ایک دستور العمل مخصوص ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کر لیا جائے اور کتابی درجہ بندی میں ہمیشہ اس کی پیروی کی جائے۔ عملی تقسیم میں کلاسیفائر کو اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ کتابوں کو الماریوں یا شیلف پر کسی خاص ترتیب سے رکھنے کے لیے ہر کتاب پر اس کی علامت درج کرنا چاہیے تاکہ الماریوں میں اس کو صحیح مقام پر رکھنے میں ممد و معاون ثابت ہو۔ یہ ترتیب ایسی ہو کہ ہر فن کی کتابیں مصنف وار یکجا ہو جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ترتیب اصولی اور قابل توسیع ہو تاکہ نئی کتابوں کو اسی ترتیب کے تحت شامل کیا جا سکے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کتابی درجہ بندی اسکیموں میں علوم اور فنون کو بنیادی اور ذیلی درجوں اور جزئیات میں تقسیم کرتے ہوئے ان کی علامت یا درجہ نمبر مقرر کیا گیا ہے۔ علامات دوقسم کی یعنی ایک مفرد یا خالص ہیں اور دوسری مرکب مخلوط ہوتی ہیں۔ چوتھے باب میں جن درجہ بندی اسکیموں کا تذکرہ کیا گیا ان میں یہ بتایا گیا ہے کہ کچھ اسکیموں میں علامتوں کے لیے انگریزی کے بڑے اور چھوٹے حروف تہجی استعمال کیے گئے ہیں اور ڈیوی میں عربی ہندسے اور کچھ اسکیموں میں حروف، عربی ہندسے اور دیگر علامات ہیں۔ انہی علامات کو درجوں کے نمبر بھی کہا جاتا ہے۔ جن درجوں کے نمبر صرف حروف تہجی یا صرف عربی ہندسوں پر مشتمل ہوں گے ان کو مفرد یا خالص علامات اور جن میں حروف تہجی، عربی ہندسے اور دیگر علامات مشترک ہوں گی ان کو مرکب مخلوط علامات کہا جاتا ہے۔ چونکہ ڈیوی میں صرف ہندسے استعمال کیے گئے ہیں اس لیے ڈیوی کی علامات مفرد یا خالص ہیں اورلائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی اسکیم میں انگریزی زبان کے حروف تہجی اور عربی ہندسے استعمال کیے گئے ہیں لہذا وہ مرکب یا مخلوط ہیں۔ عالمگیر اعشاریائی درجہ بندی اسکیم جس کی بنیاد ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی ہے میں عربی ہندسوں کے علاوہ ریاضی کے مختلف نشانات؛ مثلاً (+)، (-)، (:) ، (٪) وغیرہ بھی استعمال کیے گئے ہیں اس لیے اس کی علامات کو مرکب یا مخلوط کہا جاتا ہے۔ چونکہ ڈیوی اعشاریائی تقسیم میں اعداد ہی استعمال کیے گئے ہیں، اس لیے یہ بہت زیادہ ممد حافظہ ہے۔

Bliss اور Richardson مرکب علامات استعمال کرنے کی سفارش کرتے ہیں اور ان کاخیال ہے کہ علوم میں پھیلاؤ کی وجہ سے مرکب علامات میں کافی

گنجائش نکل آتی ہے۔ ڈیوی بھی بعض جگہ ہندسوں کے ساتھ حروف بھی استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہے۔ کتابوں کی الماریوں میں فن وار ترتیب انہی علامات یا درجوں کے تحت کی جاتی ہے۔

ممد حافظہ

علامات کی سب سے بڑی خوبی یہ ہونی چاہیے کہ ممد حافظہ ہوں۔ جدول میں جیسے بتایا جا چکا ہے کہ عمومی مضامین کی اصطلاحات کے علاوہ کچھ صوری، لسانی، ادبی اصناف، علاقائی وغیرہ کی اصطلاحات، جو مختلف مضامین، ادبیات و لسانیات وغیرہ میں مشترک ہوتی ہیں، ان کی امدادی تقسیمات کے تحت علامات مقرر کی گئی ہیں۔

ڈیوی کی اعشاریائی درجہ بندی کی بہت سی خوبیوں میں اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کے بہت سے درجہ نمبر ممد حافظہ ہیں؛ مثلاً ڈیوی نے تمام علوم کو (پہلی تقسیم) ایک تا 9 میں تقسیم کیا۔ ان علوم سے تعلق رکھنے والے افراد کی سوانح کی تقسیم کو مدنظر رکھ کر 920 تا 929 کے تحت علامات کو اس طرح مقرر کیا۔

فسلفہ	1	فلسفیوں کی سوانح	921
مذاہب	2	مذہبی علماء وغیرہ کی سوانح	922
سماجی علوم	3	سماجی علوم سے تعلق رکھنے والے افراد کی سوانح	923
سائنس	5	سائنس دانوں کی سوانح	925

صرف یہ ہی نہیں بلکہ دوسری تقسیم میں بھی سارے علوم کے مضامین کو ایک سو نمبروں میں تقسیم کر کے ان مضامین سے تعلق رکھنے والے افراد کا بھی اسی طرح درجہ نمبر مقرر کیا گیا ہے؛ مثلاً معاشین کی سوانح 923.3 (معاشیات کا نمبر 330 ہے) اور بنکار کی سوانح کا نمبر 923.321 (بنکاری کا نمبر 332.1 ہے)، اسی طرح ان کی جزئیات کے لیے بھی ان ہی بنیادوں پر سوانح مرتب کرنے کی سفارش کی گئی۔ ان کے علاوہ وہ لسانیات میں انگریزی زبان کا درجہ نمبر 420, جرمنی کا نمبر 430، فرانسیسی کا 440، اطالوی کا 450، ہسپانوی کا 460 وغیرہ مقرر کیا گیا ہے۔ ادبیات میں انگریزی ادب کا نمبر 820 ، جرمن ادب کا 830، فرانسیسی ادب کا 840، اطالوی ادب کا 850 اور ہسپانوی ادب کا 860 وغیرہ مقرر کیا اور تاریخ میں انگلستان کا نمبر 942، جرمنی کا 943، فرانس کا 944، اطالیہ کا 945 اور ہسپانیہ کا 946 وغیرہ مقرر کیا اور جغرافیہ میں انگلستان کو جغرافیہ کا نمبر 914.2 ، جرمنی کا 914.3، فرانس کا 914.4، اطالیہ کا 914.5

اور ہسپانیہ کا 914.6 مقرر کیا ہے۔

ان نمبروں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایک ہی نمبر یعنی انگریزی یا انگلستان کا آخری نمبر (2) جرمن یا جرمنی کا (3) فرانس یا فرانسیسی کا (4) اطالیہ یا اطالوی کا (5) اور ہسپانیہ یا ہسپانوی کا (6) ان میں مشترک ہے۔ امدادی تقسیمات میں مشترکہ مضامین کے مختص شدہ نمبر؛ مثلاً صوری تقسیمات میں نظریات کے لیے (01) خاکوں کے لیے (02) لغات اور دائرۃ المعارف کے لیے (03)، لسانیات میں قواعد کے لیے (05) وغیرہ، ادبیات میں شاعری کے لیے (1-) اور ڈراموں کے لیے (2-) وغیرہ دیگر تقسیمات میں مختص شدہ نمبر کتابوں کے درجہ نمبر بنانے اور ان کو حافظ میں رکھنے میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اسی طرح دیگر درجہ بندی اسکیموں میں بہت سے نمبر مشترک ہیں جو ممد حافظہ یا معاون یادداشت ہیں۔

طلب نمبر

طلب نمبر درجہ نمبر اور کتاب نمبر سے مل کر بنتا ہے۔ ان میں سے درجہ نمبر نسبتی اور کتاب نمبر مستقل ہوتا ہے۔ درجہ یا کلاس نمبر مضمون کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے مگر کسی مصنف کے، کتاب یا مصنف نمبر میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، طلب نمبر کے ذریعہ کتاب کے مضمون اور اس کے مصنف کے نام کو اعداد و حروف میں منتقل کر دیا جاتا ہے (رنگاناتھن اس کو مصنوعی نمبر کہتا ہے)۔ اس طرح طلب نمبر کو دیکھ کر کتاب کے مضمون اور مصنف کا نشان مل جاتا ہے۔ کتاب، کتب خانہ میں داخل ہوتے ہی درجہ بندی کے ذریعہ طلب نمبر حاصل کر لیتی ہے اور ہر کتاب کاطلب نمبر اس کا ذاتی نمبر بن جاتا ہے۔ کتب خانہ میں کتاب کا نشان اور مقام یہی نمبر بتاتا ہے اور اسی نمبر سے کتابیں طلب کی جاتی ہیں۔ یہ نمبر تمام کیٹلاگ کارڈ، رجسٹر اندراج اور کتاب کی پشت پر ایک خاص مقام پر بھی درج کیا جاتا ہے جس کی مدد سے کتاب شیلف پر رکھی جاتی ہے اور اسی کی مدد سے شیلف پر کتاب تلاش کی جاتی ہے۔ یہ نمبر کتاب کی جلد کے اندرونی حصہ میں اندراج نمبر کے ساتھ بھی تحریر کیا جاتا ہے تاکہ پشت پر تحریر شدہ نمبر مٹ جائے یا دھیما پڑ جائے تو اس سے مدد لی جائے۔ طلب نمبر کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو اپنے اپنے مقام پر تحریر کرنے میں احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ اگر درجہ اور کتاب نمبر کے اعداد و حروف غلط لکھے جائیں تو نہ کتاب صحیح جگہ پر رکھی جاسکتی ہے اور نہ ہی اسے فوراً تلاش کیا جا سکتا ہے۔

طلب نمبر کے مقاصد بقول رنگاناتھن[۷] حسب ذیل ہیں:

(۱) طلب نمبر کی تشکیل اس طرح کی جائے کہ جب کبھی کوئی قاری کتب خانہ میں موجود کسی کتاب کے متعلق دریافت کرے تو اس کو فوری تلاش کیا جا سکے چہ جائیکہ کتب خانہ کے تمام شیلف کتابوں سے بھرے ہوئے میلوں فاصلے پر محیط ہوں۔

(۲) جب کبھی کوئی کتاب واپس کی جائے تو اس کو طلب نمبر کی مدد سے فوراً اپنے مقام پر آسانی کے ساتھ رکھا جا سکے اور دوسرے قاری کو فراہم کرنا آسان ہو۔

(۳) جب کبھی کتب خانہ میں کوئی نئی کتاب داخل کی جائے تو طلب نمبر حاصل کرنے کے بعد اپنے فن کی دوسری کتابوں کے ساتھ وہ اپنا مقام حاصل کر سکے۔

(۴) گر کسی نئے مضمون پر کوئی کتاب پہلی مرتبہ کتب خانہ میں داخل ہو تو وہ متعلقہ موضوعاتی کتابوں میں اپنا مقام حاصل کر سکے۔

مشہور کتابی درجہ بندی اسکیموں میں درجہ نمبر کی تشکیل کے متعلق سیر حاصل بحث کی جا چکی ہے اس لیے یہاں درجہ نمبر کے متعلق بحث سے اجتناب کرتے ہوئے کتاب نمبر کے متعلق تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

کتاب نمبر

کتابی درجہ بندی میں ایک فن کی تمام کتابیں یکجا تو ہو جاتی ہیں مگر ہر مضمون کے تحت کسی کتاب کا کوئی خاص مقام مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ کتاب کا خاص مقام مقرر کرنے کے لیے اس کتاب کے مصنف کے نام کی بھی کوئی علامت مقرر کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ کسی ایک فن پر مختلف مصنفوں کی کتابوں میں فرق پیدا کرنے کےلیے مصنف کے نام کے پہلے حرف کے ساتھ مقررہ عدد لکھ دینے سے کتابیں اسی مضمون کے تحت مصنف وار ترتیب دی جا سکتی ہیں، اس مصنف نمبر کو کتاب نمبر بھی کہا جاتا ہے؛ مثلاً کسی کتب خانہ میں اسلام پر مختلف مصنفین کی ایک سو کتابیں ہیں۔ ڈیوی اعشاریائی تقسیم کے لحاظ سے اسلام کا نمبر 297 ہے لہذا ان سو کتابوں پر درجہ نمبر 297 تحریر کیا جائے گا۔ ان کتابوں میں سے ایک کتاب کا مصنف عباس ہے تو کٹر اسکیم کے تحت عباس کا نمبر AB.19 ہوگا اس لیے 297 درجہ نمبر کے تحت یہ کتاب پہلے رکھی جائے گی۔ لہذا کتاب نمبر کی تعریف یوں کی جاتی ہے "کتاب نمبر وہ ہے جو ایک کتاب کو اس کے مضمون کی دوسری کتابوں سے الگ کرنے کے لیے کتاب کو دیا جاتا ہے۔ اس کو مصنف نمبر (Author Number) بھی کہتے ہیں[۸]"۔ کٹر نے کتاب نمبر کی تعریف اس طرح کی ہے کہ "ایک یا دو قسم کی علامات جن کے ذریعہ سے ایک ہی

کلاس یا شیلف یا جنسی نمبر کی کتابوں کی ایک دوسرے سے تمیز ہو سکے"۔ بہرحال کتاب نمبر سے ہر ایک کتاب کسی ایک درجہ کے مضمون کی کتابوں میں فوراً پہچان لی جاتی ہے۔ کتاب نمبر کی اہمیت کو سب سے پہلے یورپ اور امریکہ میں محسوس کرتے ہوئے کتاب نمبر کی اسکیمیں تیار کی گئیں جس کی ابتداء ۱۸۷۱ء میں ہوئی۔ کتاب نمبر کی مشہور اسکیمیں حسب ذیل ہیں؛

1. Cutter Author Marks
2. Cutter Sanborn Numbers
3. Merrill Book Numbers
4. Biscoe Time Numbers
5. Dickinson Author Numbers

کتاب نمبر کی اسکیموں میں Cutter Sanborn Numbers (جو جدول کی شکل میں ہے) بہت مشہور ہے۔ اس میں ہر مصنف کے لیے اس کے نام کے پہلے حرف کے ساتھ دو یا دو سے زائد عدد استعمال کیے گئے ہیں۔ یہ اسکیم انگریزی حروف تہجی A تا Z پر مبنی ہے اس لیے انگریزی اور دیگر یورپین مصنفین کی کتابوں کے لیے مفید ہے۔ ان جدول کی مدد سے مشرقی مصنفین کے ناموں کی فہرستیں بھی ترتیب دی گئی ہیں جو مغربی مصنفین کی فہرست کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل کی گئی ہے؛ مثلاً ابن عربی (الف ۱۲۸)، خدیجہ (خ۴۲)، دبیر (د ۵۱) وغیرہ۔ اگر کسی ایک مصنف یا ادارہ کی ایک ہی فن پر متعدد کتابیں یا ایک ہی کتاب کی متعدد جلدیں ہوں تو اس مصنف یا ادارہ کے کتاب نمبر کے نیچے اس کتاب کے عنوان کے پہلے لفظ کا پہلا حرف یا جلد نمبر تحریر کیا جاتا ہے؛ مثلاً خدیجہ کی ایک کتاب "تاریخ اسلام" پر اور دوسری "دستور پاکستان" پربے تو ان دونوں کتابوں کا نمبر بالترتیب خ۴۲/ت اور خ۴۲/د ہوگا اور خلدون کی تاریخ اسلام کی مختلف جلدوں کا سلسلہ وار کتاب نمبر خ ٦١/١، خ ٦١/٢ اور خ ٦١/٣ وغیرہ ہوگا۔ اگر ان دونوں مثالوں میں کتاب کے عنوان کا پہلا حرف اور جلد نمبر تحریر نہ کیا جائے تو کتابوں کی ترتیب میں مناسبت پیدا نہ ہوگی۔

کتاب نمبر ہر قسم کی درجہ بندی اسکیم کے ساتھ، چاہے اس کی علامت مفرد ہو یا مرکب یا حروف تہجی پر مبنی ہو یا عربی ہندسوں پر، استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کٹر نے اپنی توسیعی درجہ بندی اسکیم جس کی اساس انگریزی کے بڑے اور چھوٹے حروف تہجی پر ہے اس کے ساتھ استعمال کے لیے کتاب نمبر کے جدول

مرتب کیے تھے۔ کٹر کی درجہ بندی اسکیم اتنی مقبول نہیں ہوئی جتنی کہ اس کے کتاب نمبر کے جدول۔ لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی اسکیم (جس کا ابتدائی خاکہ کٹر اسکیم پر مبنی ہے) کی مقبولیت کے بعد کٹر کی درجہ بندی اسکیم تقریباً مفقود ہو گئی مگر کٹر کے کتاب نمبر کے جدول اب بھی بہت سے کتب خانوں میں زیراستعمال ہیں۔ بعض کتب خانے درجہ نمبر کے عربی ہندسوں اور کٹر کے کتاب نمبر کے عربی ہندسوں میں مماثلت کو دور کرنے کے لیےکتاب نمبر کی بجائے مصنف کے نام کے پہلے تین حروف استعمال کرنے لگے ہیں؛ مثلاً خالد (Khalid) کے کتاب نمبر خ ١٩ (K.19) کی بجائے خ ال (KHA) استعمال کیا جاتا ہے۔

ہندو پاک میں سب سے پہلے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں کتاب نمبر کے لیے ڈکنسن آتھر نمبر اسکیم کو استعمال کیا گیا جس کو بعد میں دوسرے کتب خانوں نے بھی اپنایا۔ چونکہ امریکی اور یورپی کتاب نمبر اسکیموں میں انگریزی حروف تہجی یعنی A تا Z استعمال کیا گیا ہے اس لیے یہ حروف عربی، فارسی اور اردو کتابوں کے لیے غیر موزوں محسوس کرتے ہوئے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے لائبریرین بشیر الدین نے کتاب نمبر مرتب کیا جس کو ١٩٣٨ء میں پہلی مرتبہ مسلم یونیورسٹی کے کتب خانہ میں استعمال کیا گیا۔ اس اسکیم کو بشیر الدین اسکیم کہا جاتا ہے۔ اس اسکیم میں الف تا ی حروف تہجی کے لیے نمبر سلسلہ وار ١١ تا ۴۴ مخصوص کیے گئے ہیں یعنی "الف" کے ١١، "ب " کے ١٢ اور سلسلہ وار "ی" کے ۴۴ نمبر۔ اس طرح مصنف کےنام کے حروف کے مجموعے سے کتاب نمبر بنایا گیا ہے مثلاً نعیم(ن/۴١ + ع/٣٣ + ی/۴۴ + م/۴٠ = نعیم/١٥٨) ١٥٨۔

اس اسکیم کے تحت کتاب نمبر بنانے کے لیے مصنف کے نام کا پہلا حرف لیا جاتاہے اور دوسرے حرف کا نمبر اس کے ساتھ لکھ دیا جاتا ہے؛ مثلاً ذکاء اللہ کا کتاب کانمبر "ذ" اور "ک" کے نمبر٣٧ یعنی ذ ٣٧ ہوگا۔ چونکہ مصنف کےنام کا پہلا حرف اور دوسرے حرف کے نمبر سے یہ کتاب نمبر ترتیب دیا گیا ہے اور ذ کی میں بھی "ذ" اور "ک" مشترک ہیں اس لیے اس کتاب کا عنوان بھی پہلاحرف شامل کرکے ان دونوں کتاب نمبر میں فرق ظاہر کیا گیا ہے؛ مثلاً ذکاءاللہ کی کتاب تاریخ ہندوستان ہے اور ذ کی کی کتاب کا عنوان ممالک ہند ہے تو ذکاء اللہ کی کتاب کا نمبر (ذ ٣٧ ت) ہوگا اور ذ کی کی کتاب مملکت ہند کا کتاب نمبر (ذ ٣٧ م) ہوگا۔ اگر کسی کتاب کی متعدد جلدیں ہوں تو کتاب نمبر کے نیچے جلد نمبر بڑھا دینے سے کتاب نمبر مزید واضح ہو جاتا ہے۔ کتاب نمبر عام طور پر مصنف کے نام سے بنایا جاتا ہے مگر مصنف کی غیر موجودگی میں مؤلف، مترجم، مدیر، ادارہ

اشاعت یا کتاب کے نام سے کتاب نمبربنایا جاتا ہے۔ مقدس کتابوں اور رسائل و اخبارات کو ان کے نام سے ، سوانح عمری کا کتاب نمبر اس شخص کے نام سے جس کی سوانح عمری ہو اور اگر سوانح عمری ایک سے زیادہ شخصیتوں کی ہو تو مصنف یا مرتب کے نام سے کتاب نمبر بنایا جائے گا۔

طویل افسانے یا افسانوں کے مجموعے یا ناولوں کے کوئی خاص موضوعات نہیں ہوتے اس لیے اکثر کتب خانوں میں ایسی کتابوں کو درجہ بندی کے تحت تقسیم نہیں کیا جاتا بلکہ شیلف پر ان کتابوں کی ترتیب کے لیے صرف کتاب نمبر تحریر کر کے حروف تہجی کے تحت سلسلہ وار رکھا جاتا ہے۔ اگر ایک مصنف کی ایک سے زائد ناولیں ہوں تو اس مصنف یا کتاب نمبر کے ساتھ کتاب کے عنوان کا پہلا حرف تحریر کیا جاتا ہے۔ بعض کتب خانوں میں جہاں سوانح عمریوں پر کتب کا زیادہ ذخیرہ ہو تو ان کتابوں پر درجہ نمبر کی بجائے Biographies کا B یا سوانح عمری کا "س" اور اس کے نیچے کتاب نمبر تحریر کرکے شیلفوں پر رکھا جاتا ہے۔ عام طورپر ناولوں، افسانوں کےمجموعوں اور سوانح عمری کی کتابوں کو الگ الگ شیلف پر رکھا جاتا ہے اور ان شیلفوں پر اس کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

موضوعاتی سرخیاں

کتابیں کسی ایک یا ایک سے زائد یا متضاد موضوعات پر ہوتی ہیں۔ کتابوں کی صحیح درجہ بندی کے لیے ہر کتاب کا مخصوص موضوع دریافت کرنا بے حد ضروری ہے۔ صحیح موضوع کے تعین کے لیے کتاب کا مطالعہ کرنا ضروری ہے کیونکہ بعض اوقات کتاب کا عنوان مبہم ہوتا ہے؛ مثلاً رزم حق و باطل از شاہ بلیغ الدین، جو تاریخ اسلام پر ہے، اس ابہام کو دور کرنے اور کلاسیفائر کی اعانت کے لیے موضوعاتی سرخیوں کے تعین کے کچھ اصول اور معیار مقرر کیے گئے ہیں - ALA ، لائبریری آف کانگریس اور سیرز نے ان اصولوں کی بنیاد پر معیاری موضوعاتی سرخیوں کا تعین کیا ہے۔

(موضوعاتی سرخیوں پر تفصیلی جائزہ اگلے باب میں دیکھیے)۔

خانہ دار فہرست

مذکورہ بالا سطور میں "طلب نمبر" کے زیر عنوان یہ بتایا جا چکا ہے کہ کتابوں کو شیلف پر "طلب نمبر" کے تحت ترتیب دیا جاتا ہے۔ ان کتابوں کی نشاندہی کے لیےکیٹلاگ کارڈ پر یہ تحریر کر کے کسی نظم کے تحت کیٹلاگ کیبنٹ میں یہ کارڈ محفوظ کیے جاتے ہیں۔ کیٹلاگ کارڈ عام طور پر کم از کم تین قسم کے ہوتے ہیں یعنی (۱) مصنف کارڈ، (۲) عنوان کارڈ اور(۳) اساسی کارڈ (Main

Card)- جن کتب خانوں میں ڈکشنری کیٹلاگ کارڈ رکھے جاتے ہیں وہاں موضوعاتی سرخیوں کے کارڈ بھی تیار کیے جاتے ہیں- اساسی کارڈ طلب نمبر کےلحاظ سے ترتیب دیے جاتے ہیں اس لیے ان کو درجہ بند کیٹلاگ کارڈ یا موضوعی درجہ بند کیٹلاگ کارڈ کہا جاتا ہے اور انھی کارڈوں کو خانہ دار فہرست کارڈ بھی کہا جاتا ہے- اگر کسی مصنف کی کتاب کی بہت سی جلدیں ہوں یا اس کے متعدد نسخے ہوں تو اس مصنف کے کارڈ میں ان تمام جلدوں یا نسخوں کے اندراج نمبر تحریر کیے جاتے ہیں اور خانہ دار فہرست کے تحت تمام جلدوں یا نسخوں کے لیے الگ الگ کارڈ تیار کیے جاتے ہیں- ان کارڈوں کی مدد سے شیلفوں پر ترتیب شدہ کتب شماری بھی کی جاتی ہے- کتب کی درجہ بندی میں ان کارڈوں سے مدد بھی لی جاتی ہے- اگر بعد میں داخل ہونے والی کتب کا موضوع یا مضمون موجود کتب کے موضوعات یا مضامین سے مماثلت رکھتے ہوں تو ان کتب پر جو درجہ بندی کا نمبر تحریر کیا گیا ہے وہی نمبراس کتاب پر لکھا جاتا ہے- خانہ دارفہرست کارڈوں کی اس اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو علیحدہ رکھا جاتا ہے اور اس کی مدد سے کسی خاص مضمون پر کتابوں کے ذخیرہ کی نشاندہی بھی کی جاتی ہے- اس کی مدد سے قاری اس خاص مضمون کی تمام کتابوں سے استفادہ کر سکتا ہے اور اس کتب خانہ میں موجود کتب کے مضامین کی خصوصیات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے- انھی کارڈوں کی مدد سے کتب خانوں کے فہارس تیار کیے جاتے ہیں- اگرکسی کتب خانہ سے کتابیں غائب ہو گئی ہوں تو انھی کارڈوں یا فہارس کی مدد سے بتایا جاتا ہے کہ وہ کتابیں اس کتب خانہ سے غائب ہو گئی ہیں-

Bliss خانہ دار فہرست کی افادیت کے متعلق کہتا ہے:

"خانہ دار فہرست درجہ بندی میں متعین علامات کے رجسٹر کے طور پرکام کرتی ہے، اندراج شدہ مواد کے ذخیرہ کی نشاندہی کرتی ہے اور (کتب خانہ میں موجود) کتب کا جائزہ لینے میں مدد کرتی ہے اور درجہ بند کتب کی شماریات بتاتی ہے"-[۹]

اشاریہ

چونکہ درجہ بندی اسکیم کے جدول میں مضامین کی ترتیب حروف تہجی کے تحت نہیں بلکہ (ہر مضمون کی تقسیم در تقسیم منطقی اعتبار سے کرنے کے بعد) بنیادی علوم کے تحت ان مضامین کو رکھا جاتا ہے اس لیے چھوٹے چھوٹے مضامین کو جدول میں تلاش کرنا ایک مشکل امر ہے- چھوٹے چھوٹے مضامین کو جدول میں آسانی سے تلاش کرنے اور ہر قسم کے مضمون کی نشاندہی کے لیے حروف تہجی (الف تا ی یا A تا Z) کے تحت ان تمام مضامین کی اصطلاحات جو جدول

میں شامل ہیں ان کی ایک فہرست پر کتابی درجہ بندی اسکیم میں مرتب کی جاتی ہے جس میں ان اصطلاحات کےلیے متعین کردہ علامات، اصطلاحات کے ساتھ درج کی جاتی ہیں۔ اس فہرست کو اشاریہ کہتے ہیں۔

سیرز اشاریہ کی تعریف یوں کرتا ہے:

"کسی کتاب یا ادبی شہ پارہ میں درج شدہ تمام مضامین کی ایک فہرست جس کو حروف تہجی کے تحت مرتب کیا گیا ہو، اشاریہ کہتے ہیں اور اس میں ان مضامین کی کسی علامت سے استعمال کنندہ کی رہبری کی جاتی ہو جس کی مدد سے وہ اپنے مضامین کو تلاش کر سکے ۰۰۰۰ درجہ بندی میں اشاریہ بھی اسی تعریف کے تحت آتا ہے اور یہ جدول میں تحریر شدہ مضامین کی اصطلاحات/ناموں کی ایک فہرست ہے جس میں اصطلاحات کے ساتھ ان کی علامات بھی درج ہوں"۔[۱۰]

Phillips اشاریہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے:

"جدول میں تحریر شدہ اصطلاحات اور ان کے لیے متعین علامات کی ایک فہرست جو حروف تہجی کے تحت مرتب کی گئی ہو اشاریہ کہلاتی ہے۔ اس میں تمام اصطلاحات کے سارے مترادفات اور ان تمام متعلقہ مضامین کی جزئیات جن کو جدول میں بھی شامل نہ کیا گیا ہو ان کا تذکرہ ہونا چاہیے"۔[۱۱]

چونکہ اشاریہ موضوع کی تلاش میں اعانت کرتا ہے اس لیے اس کو درجہ بندی کی اعانت ہی کے لیے استعمال کرنا چاہیے تاکہ اسی کی بنیاد پر درجہ بندی کی جائے۔ اشاریہ سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ درجہ بندی اسکیم میں ہرایک موضوع کا مقرر شدہ مقام دریافت کرنے میں مدد ملتی ہے اور جو مقام کسی موضوع کے لیے مقرر کیا جائے ہمیشہ اس کی پابندی کرنی چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ ایک ہی موضوع کی کچھ کتابیں ایک جگہ اور کچھ دوسری جگہ پر رکھی گئی ہوں۔

اشاریے دو قسم کے ہوتے ہیں یعنی مخصوص/محدود اور نسبتی۔

مخصوص یا محدود اشاریہ

اس میں عنوانات کو حروف تہجی کے تحت ترتیب دیا جاتا ہے اور اس میں ایک اصطلاح کی ایک ہی علامت جو اس کے لیے مختص کی جاتی ہے، دی جاتی ہے؛ مثلاً

اصطلاحات	علامت
Aden	Q 294
Adhesion	B 012
Adheseves	D 952

(علامات براؤن کی موضوعاتی درجہ بندی کی دی گئی ہیں)

اس اشاریہ میں مضمون کی دوسرے متعلقہ عنوانات یا مضامین سے نسبت یا

تعلق کی نشاندہی نہیں کی جاتی۔ مخصوص اشاریہ کے متعلق ایک نظریہ یہ ہے کہ "چونکہ ہر موضوع کا ایک ہی درجہ ہو سکتاہے اس لیے اشاریہ میں بھی اس موضوع کی ایک ہی جگہ ہونی چاہیے اور درجہ بندی کی خوبی یہی ہے کہ درجہ بندی میں ایک کتاب ایک ہی جگہ ہو"۔

مخصوص / محدود اشاریہ براؤن کی موضوعاتی درجہ بندی میں دیا گیا ہے۔

محدوداشاریہ:

محدود اشاریہ کی خوبیوں اور خامیوں کے متعلق Phillips کہتا ہے:

۱۔"محدوداشاریہ نظریاتی طور پر یہ ایک جگہ کی درجہ بندی کے لیے مکمل ہے (یہ خیال پرستوں کی اسکیم تھی جس پر کبھی عمل نہیں کیا گیا)، ۲۔ اس کی ضخامت کم ہوگی، ۳۔ عوام کے استعمال کے لیے آسانی سے اس کو دوبارہ طبع کیا جا سکتا ہے، ۴۔ اس میں الجھنیں کم ہوں گی، اور ۵۔ متعلقہ عنوانات کے نام جو کسی وجہ سے حروف تہجی کے تحت علیحدہ ہو گئے ان کو الگ کردیتا ہے"۔ [۱۲]

نسبتی اشاریہ

نسبتی اشاریہ میں ہر عنوان کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ اس میں حروف تہجی کے تحت نہ صرف تمام مضامین اور ان کے لیے مختص شدہ علامات ہی کا اندراج ہوتا ہے بلکہ ان مضامین کے مترادفات اور ان کی علامات بھی درج کی جاتی ہیں۔ نسبتی اشاریہ کی تعریف Phillips یوں کرتا ہے:

"نسبتی (اشاریہ) میں شامل شدہ تمام مضامین کے مترادفات کو بتایا جاتا ہے اور ہر ایک مضمون کا دیگر مضامین سے تعلق ظاہر کیا جاتا ہے۔ دائرۃ المعارف برطانیکا اشاریہ نسبتی اشاریہ کی بہترین مثال ہے"۔ [۱۳]

کتابی درجہ بندی میں نسبتی اشاریہ کا موجد میلول ڈیوی ہے۔ اس اشاریہ کے مقاصد بتاتے ہوئے ڈیوی کہتا ہے:

"اشاریہ جس میں جدول کے تمام عنوانات کو حروف تہجی کے تحت مرتب کیا جاتا ہے اور جدول میں ان کے مقررہ درجہ نمبر کو حوالہ کے طور پر تحریر کیا جاتا ہے۔ اس اشاریہ میں جہاں تک ان کے مترادفات کے جدول میں تذکرہ کیا گیا یا ان عنوانات کے متبادل نام اور دیگر عنوانات جس کی مدد سے ایک قاری اپنے مضمون کو تلاش کرنا چاہتا ہے، ان کو بھی اس میں شامل کیا جاتا ہے"۔ [۱۴]

اس طرح ڈیوی کے اشاریہ میں مضمون کے متعلقہ موضوعات جن کی کسی

قسم سے بھی نسبت ہو اندراج کیا جاتا ہے؛ مثلاً

Prices	338.52
agriculture	338.13
economic	338.52
land economics	338.3323
macro-economics	339.42
mineral industries	338.23
regulation	343.083
economics	338.526
secondary industries	338.43
stocks	332.63222
theories.	338.521

نسبتی اشاریہ کے فوائد حسب ذیل ہیں؛

(۱) یہ باضابطہ ترتیب کردہ درجہ بندی میں تمام موضوعات کی نشاندہی کرتا ہے۔

(۲) یہ موضوع کے تعلقاتی پہلو جو درجہ بندی اسکیم میں مختلف جگہ پر بکھرے ہوتے ہیں، ان کا آپس میں تعلق ظاہر کرتا ہے اور موضوعاتی تعلق ظاہر کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

(۳) یہ حروف تہجی کے تحت متعلقہ موضوعات کی وضاحت کرتا ہے۔

(۴) یہ ہرایک اصطلاح کے متبادل عنوانات جو کسی مضمون کے متعلق سوچے جا سکتے ہیں ان کو اور ان عنوانات کے لیے مختص شدہ علامات کی نشاندہی کرتا ہے۔

(۵) کلاسیفائر کی کتاب کی صحیح درجہ بندی کرنے میں اعانت کرتا ہے۔

(۶) یہ ہر موضوع کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتا ہے۔

نسبتی اشاریہ کی جہاں بہت سی خوبیاں ہیں وہاں کچھ خامیاں بھی ہیں جو حسب ذیل ہیں؛

(۱) مختلف متبادل عنوانات کی وجہ سے کلاسیفائر متذبذب ہو سکتا ہے۔

(۲) چونکہ اشاریہ میں عنوانات کے ہر نقطہ نظر کو پیش نہیں رکھا جا سکتا اس لیے بعض اوقات صحیح درجہ بندی میں یہ مانع ہوتا ہے۔

(۳) چونکہ اس میں اصطلاحات کے مختلف عنوانات تجویز کیے جاتے ہیں اس لیے اس کی ضخامت زیادہ ہو جاتی ہے۔

براؤن کے علاوہ تمام درجہ بندی اسکیموں کے نسبتی اشاریے ہیں۔ یہ اشاریے الگ جلد میں شائع کیے گئے ہیں مگر LCC جو مختلف جدول پر مشتمل ہے اس میں ہر جدول کا اشاریہ اسی میں شامل ہے۔

مندرجہ بالا تجزیہ میں اصطلاحات، جدول، امدادی تقسیمات، علامات، کتاب نمبر، اشاریے، موضوعاتی سرخیاں اور خانہ دار فہرست کے متعلق بحث کی گئی۔ یہ سب درجہ بندی کے اہم اجزاء ہیں اور کتب کی درجہ بندی انہی کی مدد سے کی جاتی ہے۔ کتابوں کی درجہ بندی دو طرح سے کی جاتی ہے؛
مجمل اور دوسری مفصل/ عمیق ۔

مجمل درجہ بندی میں کتب کو بنیادی اور ذیلی درجوں میں رکھا جاتا ہے؛ مثلاً معاشیات کے تمام کتابوں کو ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کے تحت 330 ہی میں رکھا جائے گا جبکہ مفصل درجہ بندی میں جزئیات اور امدادی تقسیمات کو مدنظر رکھ کر درجہ بندی کی جاتی ہے یعنی معاشیات کی کتب کو ان کے ذیلی درجوں اور امدادی تقسیمات کو مدنظر رکھ کر ان کی علامات مقرر کی جائیں گی، مثلاً نظریہ معاشیات کا نمبر 330.1، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ 332.153، پاکستان مسلم لیگ 329.9549 وغیرہ۔ مجمل درجہ بندی چھوٹے کتب خانوں میں جہاں کتب کم تعداد میں ہوتی ہیں، کی جاتی ہے جبکہ مفصل درجہ بندی بڑے اور خصوصی کتب خانوں میں کی جاتی ہے۔ مجمل درجہ بندی کے لیے ڈیوی اپنی اسکیم کا اختصار شدہ ایڈیشن شائع کرتا ہے۔ کتب کی مفصل درجہ بندی میں علامات کے تعین میں مختلف مسائل درپیش ہوتے ہیں اس لیے ماہرین فن کتابداری نے درجہ بندی/ علامات کے تعین کے کچھ طریقے مرتب کیے ہیں۔

درجہ نمبر بنانے کے طریقے

علامات یا درجہ نمبر متعین کرنے سے قبل کتاب کے صحیح موضوع سے واقفیت ضروری ہے۔ کتاب کے موضوع کا تعین کرنا اور اس موضوع کے لیے اس کتب خانہ میں مستعمل درجہ بندی اسکیم میں مقرر کردہ علامات یا درجہ نمبر تلاش کر کے یا مرتب کر کے کتاب پر درج کرنا اور کیٹلاگ میں اس نمبر کی دوسری کتاب سے موازنہ کرنا اور دیکھنا کہ اس قسم کی پہلی کتاب کی تقسیم بھی اسی طرح کی گئی ہے، کلاسیفائر کا کام ہے۔ اگر کتاب کے عنوان اور موضوع میں مناسبت نہیں ہے یا کتاب ایک سے زیادہ موضوعات پرمحیط ہے تو اس کا اصل موضوع معلوم کرنے کے لیے ڈیوی نے اپنی درجہ بندی اسکیم کے دیباچہ میں فن یا مضمون دریافت کرنے کے کچھ طریقے بیان کیے ہیں جن سے صحیح تقسیم میں بہت مدد ملتی ہے۔ چونکہ بعض کتابوں کے نام یا ٹائیٹل مبہم ہوتے ہیں " اس لیے صرف ٹائیٹل سے کتاب کی تقسیم نہیں کرنا چاہیے بلکہ مندرجہ ذیل چیزوں کا دیکھنا بھی ضروری ہے؛

(۱) فہرست مضامین سے اصلی فن کا پتہ چل سکتا ہے۔ اگر فہرست

مضامین نہ ہو تو،

(۲) بابوں کی سرخیاں دیکھنا چاہیے،

(۳) اگر ان (ابواب) سے مضمون کا پتہ نہ چلے تو دیباچہ پڑھنا ضروری ہے، اس سے مصنف کا عندیہ معلوم ہو سکتا ہے،

(۴) اگر یہ طریقے ناکام رہیں تو مشہور کتب خانوں کے کیٹلاگ اور فہرستیں دیکھیں کہ انھوں نے اس کتاب کی تقسیم کس طرح کی ہے،

(۵) بعض اوقات ڈکشنریاں، انسائیکلوپیڈیا اور اس کتاب کی تنقیدوں سے بہت مدد ملتی ہے،

(٦) اگر مندرجہ صدر مختصر طریقوں سے مطلب حل نہ ہو تو پھر ساری کتاب کا مطالعہ ضروری ہے، اگر پھر بھی شک ہو تو،

(۷) ماہرین فن سے مدد لینا چاہیے، وہ اپنے فن کی کتابوں کے متعلق درست رائے دیں گے"[۱۵]

بعض کتابیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں: (۱) مختلف کتابچے یا کتابیں ایک جلد میں بندھی ہوتی ہیں یا (۲) ایک کتاب میں دو یا تین مختلف مضامین ہوتے ہیں یا (۳) ایک ہی کتاب میں بہت سے مختلف النوع مضامین ہوتے ہیں یا (۴) ایک عام موضوع کے مختلف شعبوں کی کتابیں ایک ہی جلد میں مجلد ہوتی ہیں۔ ان صورتوں میں ایسی کتابوں کو جن میں تین سے زیادہ مضامین ہوں، عمومی درجوں (مضامین کی مناسبت سے) میں رکھنا چاہیے۔

کتب کے درجہ نمبر متعین کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اولاً کتب کو بنیادی مضامین میں تقسیم کیا جائے؛ مثلاً ایک سو کتب کی درجہ بندی مقصود ہو تو ان کتب کو ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کے تحت، پہلی تقسیم کے دس بنیادی درجوں میں تقسیم کر کے ان کے گروہ بنالیے جائیں اس طرح فلسفہ، مذہب، سماجی علوم، لسانیات، سائنسی علوم کے الگ الگ گروہ بن جائیں گے۔ پھر ان گروہوں کو ذیلی تقسیمات میں تقسیم کیا جائے۔ بعد ازاں ان کی جزئیات میں چونکہ ان تمام درجوں کی علامات جدول میں دی جاتی ہیں وہی علامات کتابوں میں درج کی جائیں۔ مزید تقسیم کے لیے امدادی تقسیمات سے مدد لے کر ان درجہ نمبروں میں توسیع کی جا سکتی ہے۔ امدادی تقسیمات کی مدد سے درجہ نمبر یا علامت مرتب کرنے کی کچھ مثالیں دی جا رہی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) نظریۂ اُجرت کا نمبر

سماجی علوم	300
معاشیات	330
معاشیات محنت	331

ملازمت کی شرائط/ حالت	331.2
اجرت	331.21
نظریہ اجرت/ اجرت کے نظریات	31. 2101

اس مثال میں صوری تقسیمات (ڈیوی کی امدادی تقسیمات کا جدول نمبر۱) میں نظریات کے لیے مختص شدہ علامت (01) اجرت کے نمبر میں شامل کی گئی ہے۔ اسی طرح صوری تقسیمات کی دوسری علامات شامل کرکے مضامین کے نمبروں کی توسیع کی جا سکتی ہے؛ مثلاً اجرت کی لغات 331.2103 وغیرہ۔

(۲) پاکستان مسلم لیگ کا نمبر

سماجی علوم	300
سیاسیات	320
سیاسی جماعتیں	329
دیگر ممالک کی سیاسی جماعتیں	329.9
پاکستان کی سیاسی جماعتیں	329.95491
پاکستان مسلم لیگ	329.95491

اس مثال میں ڈیوی کی امدادی تقسیمات کے جدول نمبر۲ (علاقائی تقسیمات) میں پاکستان کے لیے مختص شدہ نمبر (5491–) دیگر ممالک کی سیاسی جماعتوں کے لیے متعین نمبر 329.9 میں شامل کر کے پاکستان کی سیاسی جماعتوں کا نمبر 329. 95491 بنایا گیا ہے۔ اسی طرح مضامین میں ملکوں کے لیے مختص شدہ نمبر شامل کر کے درجہ نمبروں میں توسیع کی جا سکتی ہے۔

(۳) اردو شاعری کا نمبر

ادبیات	800
دیگر زبانوں کا ادب	890
مشرقی ہندو یورپین زبانوں کا ادب	891
جدید ہندی زبانوں کا ادب	891.4
مغربی ہندی زبانوں کا ادب	891.43
اردو ادب	891.439
اردو شاعری	891.4391

اس میں ڈیوی کی امدادی تقسیمات کے جدول نمبر۳ (انفرادی ادبیات کی ذیلی صیغوں) میں شاعری کے لیے مختص شدہ نمبر (۱–) اردو ادب میں شامل کر کے اردو شاعری کا نمبر891.4391 بنایا گیا ہے۔ اس طرح اردو ڈراموں کا نمبر 891.4392، اردو ناولوں کا نمبر 891.4393 ہوگا۔ اسی طریقۂ کار سے دیگر ادبیات کے اصناف کے نمبر ترتیب دیے جا سکتے ہیں۔

(۴) اردو زبان کی قواعد کا نمبر

لسانیات	400
دیگر لسانیات	490
مشرقی ہندو یورپین زبانیں	491
جدید ہندی زبانیں	491.4
مغربی ہندی زبانیں	491.43
اردو زبان	491.439
اردو زبان کے قواعد	491.4395

اس میں ڈیوی کی امدادی تقسیمات کے جدول نمبر۴ (انفرادی زبانوں کے ذیلی صیغوں) کی مدد سے قواعد کے لیے مختص شدہ نمبر (5-) شامل کر کے اردو زبان کی قواعد کا نمبر مرتب کیا گیا ہے۔ اسی طرح لسانیات کے دیگر اصناف اور دوسری زبانوں کے اصناف کے نمبر بنائے جا سکتے ہیں۔

(۵) امریکی نیگروز سماجی ڈھانچہ کا نمبر

سماجی علوم	300
سماجیات	301
سماجی ساخت	301.4
غیر ذی اثر یکسانیت	301.45
خصوصی، قومی، نسلی،	
لسانی یکسانیت	301.451
دیگر انساب کی یکسانیت	301.4512-4519
افریقی اور افریقہ سے تعلق	
رکھنے والوں کا سماجی ڈھانچہ	301.45196
امریکی نیگروز کا سماجی ڈھانچہ	301.45196073

مندرجہ بالا درجہ نمبر کے بنانے میں ڈیوی کی امدادی تقسیمات کے جدول نمبر ۵ (نسلی، لسانی، قومی گروہوں کی تقسیم) اور جدول نمبر ۲ کی مدد لی گئی ہے۔ دیگر انساب کا سماجی ڈھانچہ کے لیے ڈیوی کے مختص شدہ نمبر 301.412-4519 میں جدول نمبر ۵ میں افریقی اور دیگر افریقہ سے تعلق رکھنے والوں کا نمبر 96- شامل کیا گیا۔ اس میں مزید جدول نمبر۲ میں امریکہ کے لیے مختص شدہ نمبر (73-) دو نمبروں کو جوڑنے کے لیے مختص علامت (0) کو شامل کر کے امریکی نیگروز کے سماجی ڈھانچہ کا نمبر 301.45196073 بنایا گیا۔ اسی طریقہ سے قبیلے، لسانی، قومی گروہوں کے پہلو کو واضح کرنے کے لیے دیگر

مضامین کے نمبر مرتب کیے جاسکتے ہیں۔

انہی اصولوں اور بنیادوں پر دیگر امدادی تقسیمات کی مدد سے درجہ نمبر تشکیل دیے جا سکتے ہیں۔

کتب خانوں میں کتابوں کی درجہ بندی صحیح اصولوں پر نہ کی جائے تو الماریوں یا شیلفوں میں کتابوں کو نظم کے ساتھ نہیں رکھا جا سکتا اور نہ ہی بوقت ضرورت ان کو بازیافت کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ کتب خانوں کی اقسام اور ان کے قیام کے مقاصد الگ الگ ہوتے ہیں اس لیے بعض کتب خانے اپنی ضروریات کو مدنظر رکھ کر درجہ بندی اسکیموں میں دی ہوئی ترتیب میں کچھ تبدیلیاں بھی کرتے ہیں۔ کچھ کتابیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو مختلف مضامین کے تحت رکھی جا سکتی ہیں؛ مثلاً پاکستان کی زرعی پالیسی، اقتصادیات کے کتب خانوں میں 338.195491 میں ، زرعی یونیورسٹی کے کتب خانہ میں 630.95491 اور ایسے کتب خانوں میں جہاں ممالک کے لحاظ سے کتابیں رکھی جاتی ہیں وہاں اسے 954.91 میں رکھا جاسکتا ہے یعنی ایک ہی کتاب کے مختلف مقامات ہو سکتے ہیں اور دیگر امور کو مدنظر رکھ کر کتابی درجہ بندی کے کچھ اصول مرتب کیے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ کتاب کو اس درجہ میں رکھا جائے جہاں اس کی بہت زیادہ افادیت ہو۔

۲۔ کتاب کی اولاً مضمون کے لحاظ سے پھر اس کی ہیئت (سوائے ادبیات اور لسانیات کے جہاں اس کی اصناف کو مدنظر رکھا جاتا ہے) کے لحاظ سے تقسیم کی جائے۔

۳۔ کتاب کو اسی مضمون کے تحت رکھا جائے جس مضمون سے اس کا گہرا تعلق ہو۔

۴۔ اگر کسی کتاب کا تعلق تین سے زیادہ مضامین سے ہو تو اس کو عمومی درجہ میں رکھا جائے، اگر کسی ایک مضمون کا تین سے زیادہ ذیلی مضامین سے تعلق ہو تو اس کے مضمون میں اور کسی ذیلی مضمون کی تین سے زیادہ جزئیات سے تعلق ہو تو اس کے ذیلی مضمون میں رکھا جائے جس کے تحت متعلقہ مضامین آتے ہوں۔

۵۔ اگر کوئی کتاب دو مختلف یا متضاد مضامین سے تعلق رکھتی ہو تو اس کی افادیت کے لحاظ سے کسی ایک مضمون میں اس کو رکھا جائے اور کیٹلاگ کارڈ کے ذریعے دوسرے مضمون کی نشاندہی کی جائے۔

۶۔ جب کسی کتاب کا عنوان یا موضوع ایسا ہو جو درجہ بندی اسکیم کے کسی درجہ میں کلی طور پر اس کتاب کو رکھنا مشکل نظر آئے تو اس مضمون میں اس کو رکھا جائے جس سے اس کا قریبی تعلق ہو۔ آئندہ

کی رہبری کے لیے اس قسم کی درجہ بندی کرنے کے بعد اپنی مستعمل درجہ بندی اسکیم میں اس کا اندراج کر لیا جائے۔

۷۔ کتاب میں دیے گئے مواد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مضمون کے متعلق پورا پورا درجہ نمبر مختص کیا جائے۔

۸۔ کسی مضمون کی موافقت اورمخالفت کی کتابیں ایک ہی جگہ رکھی جائیں۔

۹۔ کسی کتاب کو جو بھی نمبر مختص کیا جائے اس کی واضح وجوہات ہوں۔

۱۰۔ اس قسم کے فیصلوں کو تحریر کر کے محفوظ کیا جائے تاکہ آئندہ کی درجہ بندی میں اس سے رہبری حاصل کی جا سکے۔

حوالہ جات

1. W. C. Berwick Sayers. Introduction to Library Classification.London, Grafton, 1950. P.11
2. Ibid P.21
3. W. Howard Phillips. A Primer of book Classification. London, Association of Assistant Librarians, 1951. P. 36
4. Sayers. op cit P. 46
5. Phillips. op cit P. 39
6. Sayers. op cit P. 53
7. S.R. Ranganthan, Elements of Library Classification. Bombay, Asia Publishing House, 1962. P.4-5

۸۔ محمد زبیر، کتاب نمبرکیا ہے۔ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۱۹۵۳ء ص، ۱۰۲

9. Henry Evelyn Bliss. The Organization of Knowledge in Libraries and the subject Approach to Books. New York, H. W. Wilson, 1939. P. 159.
10. W. C. Berwick Sayers. A Manual of Classification for Libraries and Bibliographers. London, Andre Deusch, 1962. P. 75
11. Phillips. op cit P. 56
12. Phillips. op cit P. 57
13. Phillips. op cit P. 56
14. Sayers. A Manual... op cit P. 76

۱۵۔ محمد شفیع۔ انتظام کتب خانہ، کراچی، عباسی لیتھو آرٹ پریس، ۱۹۴۹ء ص، ۱۷۰۔۱۷۱۔

باب دہم

موضوعاتی سرخیاں

پچھلے ابواب میں اس کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ بعض کتابوں کے عنوانات واضح نہیں ہوتے یا کسی کتاب کے موضوعات ایک سے زیادہ بھی ہوتے ہیں یا کسی ایک مضمون کا دوسرے متعلقہ یا متضاد مضمون سے تعلق کے اظہار کے لیے بھی کتابیں تحریر کی جاتی ہیں- ایسی کتابوں کی درجہ بندی میں کچھ دقتیں پیش آتی ہیں کیونکہ کتابی درجہ بندی میں جب تک صحیح موضوع کا تعین نہیں کر لیا جاتا، کتاب کو صحیح درجہ نمبر نہیں دیا جا سکتا- بعض کتب کے عنوانات ان کے موضوعات کی عکاسی کرتے ہیں؛ مثلاً "تاریخ اسلام کا اجمالی جائزہ" از شیخ حبیب اللہ- کتاب کے اس عنوان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تاریخ اسلام کی کتاب ہے مگر "رزم حق و باطل" از شاہ بلیغ الدین اور "خلافت کا عروج و زوال" از سید اختر رضا زیدی کی کتابوں کے عنوانات صحیح موضوعات کی عکاسی نہیں کرتے- حالانکہ یہ دونوں کتابیں تاریخ اسلام سے تعلق رکھتی ہیں- اس قسم کی کتابوں میں بعض اوقات ضمنی عنوان کے تحت موضوع واضح کیا جاتا ہے؛ مثلاً محمد ادریس کاندھلوی کی کتاب "روشنی کے مینار؛ بیس صحابہ کرام کے مختصر حالات زندگی" یعنی یہ کتاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سوانح پر ہے- جن کتابوں کے عنوانات یا ضمنی عنوانات کتاب کے صحیح موضوع کو واضح نہیں کرتے ان کتابوں کی درجہ بندی کے لیے موضوعات کا تعین کرنا ضروری ہے- کتابوں کے موضوعات اور کتابی درجہ بندی اسکیموں میں علامات کے ساتھ تعین کردہ موضوعات میں یکسانیت ہونا ضروری نہیں؛ مثلاً "اصول فن کتابداری" کسی کتاب کا عنوان ہو تو کتابی درجہ بندی اسکیموں کے جدول میں اسی عنوان کا کوئی درجہ متعین نہیں ہوگا بلکہ فن کتاب داری یا لائبریری سائنس کا عنوان ہوگا اور اس کتاب کا کسی درجہ بندی اسکیم میں موضوع "فن کتاب داری" بھی ہو سکتا ہے- اس کتاب کی درجہ بندی کے لیے کسی درجہ بندی اسکیم کی امدادی تقسیمات سے مدد لے کر اصول کے لیے متعین کردہ علامت کی مدد سے پوری علامت متعین کرنی ہوگی- اس لیے کتابوں کی درجہ بندی میں ہر کتاب کا مخصوص موضوع دریافت کرنا بے حد ضروری ہے- صحیح موضوعات کا تعین اور ان کی مقررہ علامات کی تلاش کے لیے عام طور پر بقول محمد شفیع حسب ذیل امور کو مدنظر رکھنا ہوگا:

(الف) "مصنف کے نقطۂ نظر سے کتاب کا اصلی موضوع کیا ہے یا مضامین کے مطالعہ سے کتاب کس موضوع پر معلوم ہوتی ہے؟ بالعموم کتاب کے نام

اور اس کے موضوع میں چنداں مناسبت نہیں ہوتی۔

(ب) کتب خانہ کے مخصوص نقطۂ نگاہ سے کون سے موضوع کا انتخاب مناسب ہوگا؛ مثلاً کنوؤں کی کتاب عام کتب خانہ میں طبقات الارض کی کتب کے ہمراہ اور زراعتی کتب خانہ میں آبپاشی کی کتب کے ساتھ رکھی جائے گی۔

(ج) مروجہ ضابطہ میں اس موضوع کی کون سی جگہ ہے؟ ایک ہوشیار تقسیم کنندہ (Classifier) عموماً اس کے متعلق عنوانات کا اشاریہ دیکھے بغیر فیصلہ کر سکتا ہے لیکن اکثر شیلف لسٹ یا الماریوں پر نگاہ ڈالنے سے بآسانی صحیح موضوع متعین کیا جا سکتا ہے اور یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ زیر غور کتاب کا مجوزہ موضوع اس قسم کی دوسری کتاب کے مطابق ہے یا نہیں۔[۱]"

اس طریقۂ کار اور کتب خانہ کی مخصوص ضروریات کو مدنظر رکھ کر کتاب کے موضوع کا تعین کرنا اور اس موضوع کے لیے اس کتب خانہ میں مستعمل درجہ بندی اسکیم میں مقرر کردہ علامت یا درجہ نمبر تلاش کر کے کتاب پر درج کرنا اور کیٹلاگ میں اس نمبر کی دوسری کتاب سے جانچنا اور دیکھنا کہ اس قسم کی پہلی کتاب کی تقسیم بھی اسی طرح کی گئی ہے، کلاسیفائر کا کام ہے۔ اس تجزیہ سے یہ معلوم ہوا کہ درجہ بندی میں موضوعات کی کیا اہمیت ہے اور کتاب کے اصلی موضوع کی تلاش میں کیا کیا دقتیں پیش آتی ہیں اور کلاسیفائر کو کتاب کی صحیح درجہ بندی کرنے میں کن کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ کلاسیفائر کے علاوہ ڈکشنری کیٹلاگ (جس میں مصنف کا نام، کتاب کا عنوان، ناشر کا نام، مقام و تاریخ اشاعت اور صفحات وغیرہ کے ساتھ ساتھ کتاب کے موضوعات کا بھی تذکرہ کیا جاتا ہے) کی تیاری میں موضوعات کے تعین میں کیٹلاگر کو بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مشکلات کو دور کرنے کے لیے کتب خانوں نے انفرادی طور پر موضوعات کے تعین کے لیے کچھ چیدہ چیدہ اصول مرتب کرنا شروع کیے۔ معینہ اصولوں کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے چارلس ایمی کٹر نے اپنی کتاب Rules for a Dictionary Catalog (جو پہلی مرتبہ ۱۸۷۶ء میں شائع ہوئی) میں موضوعاتی سرخیوں کے تعین کے لیے کچھ اصولوں کو مرتب کر کے شائع کیا۔ تقریباً انہی اصولوں پر موضوعاتی سرخیوں کو متعین کیا جاتا ہے گو بعد کے مصنفین نے کچھ اور اصول ضرور مرتب کیے ہیں مگر کٹر کے مرتب کردہ بنیادی اصولوں میں کوئی فرق نہیں آیا اور امریکہ کے کتب خانوں میں موضوعاتی سرخیوں کی تشکیل میں کٹر ہی کے اصولوں پر عمل کیا جاتا تھا۔

موضوعاتی سرخیاں مرتب کرنے کے اصول و ضوابط

پچھلے صفحات میں تذکرہ کیا گیا کہ چارلس ایمی کٹر نے سب سے پہلے موضوعاتی سرخیوں کو مرتب کرنے کے لیے کچھ اصول مرتب کیے تھے جن کا ۱۸۷٦ء میں شائع شدہ اپنی کتاب میں تذکرہ کیا ہے۔ بقول کٹر "کیٹلاگ میں کتاب کے موضوعات کے اظہار کے دو مقاصد ہوتے ہیں یعنی؛ (۱) کسی شخص کو اپنے معلوم موضوع پر کتاب حاصل کرنے میں کیٹلاگ میں تحریر کردہ موضوع اس کی رہبری کر سکے اور (۲) کسی ایک موضوع یا موضوعات پر کتب خانہ کے ذخائر کو ظاہر کیا جائے[۲]۔" کیونکہ کتب خانہ میں مصنف اور عنوان کے کیٹلاگ کارڈ صرف مصنفین کی کتابوں اور ان کے عنوانات کو ظاہر کرتے ہیں جبکہ موضوعاتی سرخیوں کے کیٹلاگ کارڈ ان موضوعات پر کتابوں کے ذخائر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے کٹر نے موضوعاتی سرخیوں کے تعین کے لیے حسب ذیل اصول مرتب کیے؛

(۱) استعمال کنندہ اور استعمال

کٹر کہتا ہے کہ کتب خانہ میں مطالعاتی مواد کی کیٹلاگ سازی کا اہم مقصد مطالعہ کنندگان کی بہتر خدمت کرنا ہے اس لیے کیٹلاگر کو مطالعہ کنندہ کی سہولت کو مدنظر رکھنا چاہیے اور وہ جس انداز سے مطالعاتی مواد کو تلاش کرنے کے عادی ہیں اسی انداز سے کیٹلاگ تیار کرنا چاہیے اور اس اصول کے تحت کیٹلاگ تیار کرتے وقت کیٹلاگ کی اصطلاحات اور موضوعاتی سرخیوں کے تعین میں مطالعہ کنندگان کی سہولت کو مدنظر رکھا جائے کیونکہ استعمال کنندہ اور مطالعاتی مواد کے استعمال کے طریقے متعین نہیں کیے جا سکتے اس لیے موضوعاتی سرخیاں اس انداز سے مرتب کی جائیں جو عام فہم ہوں اور مطالعہ کنندہ کی ضروریات کو پورا کر سکیں۔

(۲) موضوعات میں ہم آہنگی

یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ کتب خانہ میں کسی ایک موضوع پر کتنا مطالعاتی مواد ہے اس کے لیے کیٹلاگ میں اس موضوع اور متعلقہ موضوعات پر تمام مواد کو اسی موضوع کے تحت یکجا کیا جائے۔ جس طرح ایک مصنف کی تمام تصنیفات کو یکجا رکھا جاتا ہے۔ اگر مضمون کے مختلف موضوعات ہوں تو اس کے اہم موضوع میں مواد کو رکھتے ہوئے دیگر موضوعات کے لیے "نیز دیکھیے" (See Also) کا حوالہ کارڈ تیار کر کے اس اہم موضوع کے تحت رکھا جائے۔ موضوع کی اصطلاح مقرر کرتے وقت غیر معروف اصطلاح نہ استعمال کی جائے بلکہ معروف

اصطلاح اپنائی جائے۔ ایسے الفاظ جن کے ہجے مختلف ہوں؛ مثلاً Marihuana اور Marijuana یا "طوطا" اور "توتا" تو ان میں سے کسی ایک کو اپنانا چاہیے۔ لہذا کیٹلاگ میں ہر موضوع کی ایک ہی اصطلاح ایک سے زیادہ موضوع کے لیے استعمال نہ کی جائے اگر ایک اصطلاح ایک سے زیادہ موضوع کے لیے استعمال کی جائے تو اس کی تشریح کر دینی چاہیے تاکہ مطالعہ کنندہ کو کوئی پریشانی لاحق نہ ہو۔ اگر ایک اصطلاح کسی موضوع کے لیے مقرر کر لی گئی ہو تو اس موضوع کے لیے دوسری اصطلاح متعین نہ کی جائے؛ مثلاً "پاکستان کی اقتصادیات" کے موضوع کی اصطلاح "معاشیات پاکستان" مقرر کی گئی ہو تو دوسری اصطلاح "پاکستان کی معاشیات" نہ رکھی جائے۔ بہرحال کسی مضمون کا تعلق دیگر مضامین سے کرنا مقصود ہو تو اس اصول سے گریز کیا جا سکتا ہے۔ موضوعات کے تعین میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ موضوعات میں ان تمام متعلقہ مضامین کی عکاسی ہو اور کم سے کم موضوعاتی سرخیاں ہوں۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ بہت زیادہ موضوعاتی سرخیوں کی وجہ سے ہر سرخی کے لیے علیحدہ علیحدہ کیٹلاگ کارڈ تیار کرنا پڑے گا جس کی وجہ سے ان کیٹلاگ کارڈوں کی تعداد میں نہ صرف اضافہ ہوگا بلکہ مطالعہ کنندگان کی صحیح رہبری میں بھی دقتیں پیش آسکتی ہیں۔

علوم اور ان کی جزئیات میں اضافہ اور ایک ہی مضمون یا موضوع کی مختلف اصطلاحات مختلف مقامات میں استعمال ہونے کی وجہ سے اس اصول سے گریز کیا جا سکتا ہے۔ لائبریری آف کانگریس ان وجوہات کی بناء پر ایک ہی موضوع کی دو اصطلاحات استعمال کرنے پر مجبور ہوئی ہے۔ تکنیکی ترقی کی وجہ سے گزشتہ برسوں میں مستعمل اصطلاحات متروک ہوتی جا رہی ہیں اور ان کی جگہ نئی اصطلاحات وجود میں آ رہی ہیں اس لیے موضوعاتی سرخیوں میں متروک اور موجودہ سرخیوں کو اس جامع فہرست میں شامل کیا جا رہا ہے؛ مثلاً Insurace, social کی جگہ Social Security اور Automatic Data Processing کی جگہ Computer نے لے لی ہے۔

(۳) اصطلاحات

چونکہ موضوعاتی سرخیاں کتابوں کے موضوعات کی نمائندگی کرتی ہیں۔ اس لیے کتاب میں تحریر شدہ مواد کی صحیح نمائندگی کے لیے اس موضوع کی مناسب اصطلاح کا تعین کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں دو بہت اہم امور یعنی مترادف اصطلاحات اور ان کے متبادل استعمال کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ سرخیوں کی ہم آہنگی کے اصول کے تحت ہر مضمون کے لیے ایک ہی سرخی تعین

کی جاتی ہے اس لیے اس سرخی کی جامعیت ایسی ہو جس میں ایک سے زیادہ نام اور مختلف اصطلاحات کی نمائندگی ہوتی ہو۔ اس لیے موضوعاتی سرخیوں کے تعین میں ان تمام اصطلاحات کو، جو کسی ایک موضوع کے لیے استعمال ہوتی ہیں، مدنظر رکھنا چاہیے؛ مثلاً زیر زمین ریلوے کو امریکہ اور کینیڈا میں Subway کہا جاتا ہے اور برطانیہ میں The Tube لہذا کیٹلاگ میں صرف ایک ہی اصطلاح منتخب کرنا ہوگی۔ اس طرح اصطلاحات کے تعین کا اصول یہ طے ہوا کہ اصطلاحات ایسی مقرر کی جائیں کہ ایک ہی اصطلاح میں اس کی تمام متعلقہ مختلف اصطلاحات کا احاطہ کیا جا سکے اور وہ عام فہم بھی ہو۔ اگر ایک اصطلاح ان تمام متعلقہ مختلف اصطلاحات کا احاطہ نہیں کر رہی ہے تو پھر ان میں سے کسی ایک اصطلاح کو مقرر کیا جائے اور "نیز دیکھیے" کا حوالہ جاتی کارڈ تیار کر کے دیگر اصطلاحات کی نشاندہی کی جائے۔ اصطلاح کے تعین میں سائنسی اصطلاح کے مقابلہ میں معروف اصطلاح، عمومی کتب خانوں میں اورسائنسی اصطلاح سائنسی کتب خانوں میں متعین کی جائے۔ اصطلاحات کے استعمال میں تبدیلی کی جائے تو عملی دشواریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر کوئی اصطلاح کسی ایک موضوع کے لیے مقرر کی گئی ہو جو اس وقت معروف تھی مگر بعد میں اس اصطلاح کی بجائے اسی موضوع کے لیے کوئی دوسری اصطلاح معروف ہو جائے تو ایسی صورت میں دوسری اصطلاح کو قبول کر لینا چاہیے؛ مثلاً Moving Pictures کی بجائے Motion Pictures معروف ہو جائے تو Motion Pictures کو قبول کر لینا چاہیے۔ بعض الفاظ کے ہجے مقامی تلفظ یا کسی اور وجہ سے بدلے ہوئے ملتے ہیں تو ان کو سرخیوں میں مقامی ضرورت کے لحاظ سے استعمال کیا جائے؛ مثلاً Aeroplanes اور Airplanes ۔

سماجی حالات میں تبدیلیوں کی وجہ سے بعض اصطلاحات کا استعمال متروک ہو جاتا ہے اور ان کی دوسری اصطلاح وجود میں آ جاتی ہے تو اس صورت میں اس اصطلاح کو اپنایا جائے؛ مثلاً امریکہ میں کالے لوگوں کو Negro یا Negroes کہا جاتا تھا مگر اب ان کو Black(s) یا Afro-American (s) کہا جاتا ہے ۔ اسی طرح ٹیکنالوجی میں ترقی کی وجہ سے بعض اصطلاحات بدل جاتی ہیں؛ مثلاً Computers کو پہلے Electronic Calculating Machines کہا جاتا تھا۔ اس طرح موضوعاتی سرخیوں میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں لہذا معروف اور اس دور میں مستعمل سرخیوں کو اپنانا چاہیے۔

مخصوص اور بالراست اندراج

موضوعاتی سرخی کے تعین اور اس پر عمل کا اصول یہ ہے کہ موضوعاتی یا

ڈکشنری کیٹلاگ میں حروف تہجی کے تحت مخصوص موضوع کا بالراست اندراج کیا جا سکے لہذا موضوعاتی سرخی کے تعین میں اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ وہ موضوع کا پورا احاطہ کر رہی ہو نیز وہ سرخی موضوع سے زیادہ طویل نہ ہو۔ کٹر کے اصول کے تحت کیٹلاگ میں اندراج درجہ بندی کے عنوان کے تحت نہ کیا جائے بلکہ اس کے موضوع کے تحت کیا جائے؛ مثلاً "بلی" پر کتاب کا اندراج "بلی" ہی کے تحت ہونا چاہیے نہ کہ "حیوانات" یا "گھریلو جانور" کے تحت۔

حوالہ جات

چونکہ موضوعاتی سرخیوں کی فہارس میں ہر قسم کے موضوعات کو شامل نہیں کیا جاتا اس لیے ان فہارس میں تحریر کردہ موضوعات کے علاوہ دیگر موضوعات کے لیے تین قسم کے حوالہ جات یعنی "دیکھیے حوالے" "نیز دیکھیے حوالے" اور "عمومی حوالہ جات" دیے جاتے ہیں۔

موضوعاتی سرخیوں کے مرتب کرنے کے مندرجہ بالا اصولوں پر مرتب شدہ فہارس نہ صرف موضوعاتی یا ڈکشنری کیٹلاگ تیار کرنے اور اس کیٹلاگ کی مدد سے مطلوبہ مطالعاتی مواد کی نشاندہی میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہیں بلکہ ان فہارس کی مدد سے کتابوں کی صحیح درجہ بندی میں موضوع کو متعین کرنے اور موضوع کی مدد سے کتاب کا مناسب درجہ نمبر تعین کرنے میں بھی سہولت ہوتی ہے۔

چونکہ ہر کتب خانہ کا عملہ اپنی اپنی علمیت کی بناء پر موضوعات کی سرخیاں متعین کرتا تھا اس لیے ایک ہی عنوان کی کتابوں کی موضوعاتی سرخیوں میں اختلاف ہونے لگا اور جب کتب خانوں میں اشتراک بڑھنے لگا تو موضوعاتی سرخیوں میں اختلافات ظاہر ہونے لگے۔ ان اختلافات کو دور کرنے کے لیے یہ خیال ظاہر کیا جانے لگا کہ موضوعاتی سرخیوں کی کوئی معیاری فہرست مرتب کی جائے تاکہ وہ کیٹلاگر کی ممد و معاون ثابت ہو اور قاری جو اپنے مطلوبہ موضوعات پر کتابوں کی تلاش میں مختلف کتب خانوں کو جاتا ہے اس کی رہبری کے لیے ایک ہی قسم کی موضوعاتی سرخیاں ہوں۔ اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے امریکن لائبریری ایسوسی ایشن (ALA) نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۸۹۲ء میں .Gardner M Jones , G.E. Wire اور C. A. Cutter پر مشتمل ایک تین رکنی کمیٹی تشکیل دی تاکہ وہ موضوعات کی جامع فہرست مرتب کرے۔ اس کمیٹی نے ایک جامع فہرست مرتب کر کے ALA کی کانفرنس منعقدہ ۱۸۹۴ء میں پیش کی جس کو کانفرنس نے منظور کیا۔ یہ فہرست ۱۸۹۵ء میں شائع کی گئی۔ چونکہ کٹر اس کمیٹی کا ایک اہم رکن تھا اس لیے یہ فہرست کٹر کے اصولوں پر ہی مبنی تھی۔ بعد ازاں

اس فہرست[۵] میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں اور موضوعات میں وسعت دے کر اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۹۸ء اور تیسرا ایڈیشن ۱۹۱۱ء میں شائع کیا گیا۔ ۱۹۱۰ء اور ۱۹۱۴ء کے دوران جب لائبریری آف کانگریس کے ڈکشنری کیٹلاگ میں مستعمل موضوعاتی سرخیوں کی فہرست اس لائبریری نے شائع کی تو ALA کی موضوعاتی سرخیوں کی فہرست کو شائع کرنا بند کر دیا۔

موضوعاتی سرخیوں کی فہارس میں حسب ذیل فہارس امریکہ میں سب سے زیادہ معروف اور مستعمل ہیں:

(۱) لائبریری آف کانگریس کی موضوعاتی سرخیوں کی فہرست (L C S H)

(۲) سیرز کی موضوعاتی سرخیوں کی فہرست
(Sears list of Subject Headings)

(۳) بچوں کی ادبیات کی موضوعاتی سرخیاں
(Subject Headings for Childern's Literatures)

(۴) طبی موضوعاتی سرخیوں کی فہرست
(Medical Subject Headings-MeSH)

ان میں LCSH اور سیرز کی فہرست عمومی مضامین کے لیے اور دیگر دو فہارس خصوصی مضامین کی ہیں۔ ان کے علاوہ برٹش نیشنل ببلیو گرافی میں کتابوں کو موضوعات کے تحت اندراج کے لیے (Preserved Context index System PRECIS) کی موضوعاتی سرخیاں استعمال کی جاتی ہیں۔

لائبریری آف کانگریس کی موضوعاتی سرخیاں[۶]

لائبریری آف کانگریس نے جب مرکزی کیٹلاگ سازی کر کے کیٹلاگ کارڈ شائع کرنا شروع کیا تو اس میں موضوعاتی سرخیوں کو بھی شامل کیا گیا اور ان کارڈوں کو چھوٹے کتب خانوں کی اعانت کے لیے ۱۹۰۱ء سے تقسیم کرنا شروع کیا۔ موضوعاتی سرخیاں جو متعین کی جاتی تھیں، ان کی فہرست مرتب کی گئی۔ اس فہرست کو سب سے پہلے ۱۹۰۹ء میں شائع کیا گیا۔ نئی موضوعاتی سرخیوں اور تبدیل شدہ سرخیوں کی ایک سہ ماہی فہرست بھی جاری کی جانے لگی۔ ان سہ ماہی فہرستوں کو شامل کر کے ایک جامع فہرست وقتاً فوقتاً شائع کی جاتی رہی۔ ۱۹۸۸ء تک لائبریری آف کانگریس کی موضوعاتی سرخیوں (LCSH) کے گیارہ (۱۱) ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ گیارہواں ایڈیشن تین جلدوں میں ہے۔ یہ موضوعاتی سرخیاں طبع شدہ اور مائیکروفارم دونوں میں دستیاب ہیں۔ LCSH موضوعات کی ایک مسلمہ فہرست مانی جاتی ہے۔ اس فہرست میں حسب ضرورت تبدیلیاں کی جاتی رہتی ہیں اور نئی موضوعاتی سرخیوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ اس

کو مرتب کرنے کے چند مسلمہ اصول ہیں۔ کیٹلاگ میں موضوعات کے اندراج کےلیے حسب ذیل طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے:

بنیادی سرخیاں

بنیادی سرخیوں کا کیٹلاگ میں اندراج موٹے حروف میں کیا جاتا ہے؛ مثلاً Illustration of Books 'Book Jacket's Art وغیرہ اور جن کو ہلکے حروف یا رومن میں تحریر کیا جاتا ہے ان میں اندراج نہ کیا جائے کیونکہ وہ مسلمہ موضوعاتی سرخیاں نہیں ہیں۔ ان کےلیے حوالہ دیا جاتا ہے؛ مثلاً Fine Arts کے لیے Art اور Arts کو دیکھنا چاہیے۔ چونکہ سرخیاں مختلف نوع کی ہوتی ہیں اس لیے ان کو مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے: (۱) ایک نام کی سرخیاں، (۲) صفاتی سرخیاں، (۳) باہمی محاوراتی سرخیاں، اور(۴) حسب حرف جار محاوراتی سرخیاں۔ ایک نام کی سرخیاں بنیادی سرخیوں کی سیدھی سادی قسم ہے جس میں اس کا اسم عام ہوتا ہے ؛ مثلاً "معاشیات، "شاعری"، "عمر رسیدہ"، "غریب"، "کتے"، "کیٹلاگ" وغیرہ۔ اگر کسی موضوعاتی سرخی کے ایک سے زیادہ معنی یا ذو معنی ہو تو قوسین میں اس کی تشریح کر دی جائے ؛ مثلاً Cold (Disease) ، Corruption (in politics) وغیرہ ۔

اگر کسی موضوع کو ایک نام کی سرخی میں ظاہر نہیں کیا جا سکتا تو اس میں محاورہ کو استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی صفاتی خصوصیت کو شامل کر کے سرخی تعین کی جاتی ہے اور انہی سرخیوں کو صفاتی سرخیاں کہا جاتا ہے۔ ان سرخیوں کو مختلف طریقوں سے یعنی عام صفات، خصوصی صفات، جغرافیائی نام، اسم عام یا اسم خاص جو اس موضوع کو ظاہر کرتا ہو، متعین کیا جاتا ہے؛ مثلاً زرعی اعتبار یا قرضے، اردو ادب، فن کتابداری، اسلامی ادارے، تاریخی عمارتیں وغیرہ۔

ایسی سرخیاں جن میں دو یا دو سے زیادہ اسم یا محاورے مستعمل ہوتے ہیں اور ان کو "اور" یا "سے" (with) کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے ان کو باہمی محاوراتی سرخیاں یا Conjunction phrase headings کہا جاتا ہے۔ ان سرخیوں کے تین مقاصد ہوتے ہیں جو حسب ذیل ہیں: (۱) دو چیزوں یا تصورات کے باہمی تعلق کو ظاہر کیا جائے؛ مثلاً "ادب اور سائنس" یا "چرچ اور سماجی مسائل" وغیرہ، (ب) ایسے موضوعات یا عنوان جو بعض اوقات متضاد بھی ہوتے ہیں ان کے تعلق کو ظاہر کیا جائے؛ مثلاً "کھلے اور بند شیلف" یا "قرض دہندہ و قرض خواہ" یا "بچوں کے دائرۃ المعارف و لغات" وغیرہ، اور(ج) ایک اسم کا دوسرے اسم کو شامل کر کے موضوع بنایا جائے؛ مثلاً "افواج اور شہری" یا 'Bolts and nuts' وغیرہ۔

ایسی سرخیاں جن میں اسماء یا آسمائی محاورے یا دونوں بغیر کسی تعلق کو ظاہر کیے ہوئے صرف حرف ربط کے ذریعے ملائے جاتے ہیں ان کو حسب حرف جار محاوراتی سرخیاں یا Prepositional phrase headings کہا جاتا ہے؛ مثلاً Breach of contract ، فلموں میں بچے، اساتذہ کو امداد وغیرہ۔ ان سرخیوں کے حسب ذیل مقاصد ہوتے ہیں: (۱) کسی تصور کو محدود کر دیا جائے؛ مثلاً "بچوں کے لباس"، (۲) دو مادی اشیاء کے تعلق کو ظاہر کیا جائے؛ مثلاً "بچے بحیثیت اداکار"، (۳) تصورات جن کو محاورے ہی کے ذریعے بتایا جائے؛ مثلاً Figures of Speech، (۴) کسی ایک کا دوسرے موضوع میں کردار کو ظاہر کیا جائے؛ مثلاً "تعلیم میں ٹیلی ویژن کا کردار" یا "ادب میں محبت" وغیرہ اور (۵) کسی ایک موضوع کے عمل کو ظاہر کیا جائے؛ مثلاً "آرٹ کی کیٹلاگنگ"، "ہوائی جہاز کا استحکام" وغیرہ۔ LCSH میں بعض موضوعات کو ایک دوسرے میں مدغم بھی کیا گیا ہے۔ LCSH میں موضوعاتی سرخیوں کی وضاحت کے لیے حسب ضرورت تشریحات بھی کی گئی ہیں اور متقابل حوالے بھی دیے گئے ہیں۔

ذیلی سرخیاں

بنیادی سرخیوں کو چار قسم کی ذیلی یعنی (۱) صوری، (۲) عنوانی، (۳) مدت اور (۴) جغرافیائی سرخیوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ LCSH میں بنیادی سرخیوں کے تحت سب سے پہلے مدت (جس کو تاریخ وار درج کیا جاتا ہے) کی ذیلی سرخیاں درج کی گئی ہیں اس کے بعد صوری اور عنوانی ذیلی سرخیاں اور آخر میں جغرافیائی ذیلی سرخیاں جن کو حروف تہجی کے لحاظ سے درج کیا گیا ہے۔ کچھ ایسی بھی ذیلی سرخیاں ہیں جن کو مختلف طریقے سے درج کیا گیا ہے۔

صوری ذیلی صیغے در اصل موضوعاتی سرخی کی توسیع ہیں۔ اس میں موضوعی سرخی کو برقرار رکھتے ہوئے اس کی ذیلی سرخیوں کا تعین کیا گیا ہے؛ مثلاً

اقتصادیات۔ خطبات، مضامین۔ فیچر
-کتابیات
-لغات

عنوانی ذیلی صیغے میں کسی موضوع کے دوسرے موضوع سے تعلق کو ذیلی موضوعی سرخی میں واضح کیا جاتا ہے ان سرخیوں کے تعین میں یہ ضروری نہیں کہ بنیادی سرخی سے اس کی ذیلی سرخی کا بالراست تعلق ہو بلکہ اس کے تعلق کا دیگر بنیادی یا ذیلی سرخی میں اظہار ہوتا ہو؛ مثلاً "اجرت - کم سے کم اجرت"، "اشتہارات - بنک"، "کتب خانے۔ خصوصی"، وغیرہ۔ اکثر عنوانی ذیلی سرخیوں کا تعین

لائبریری آف کانگریس خود کرتی ہے مگر چند جغرافیائی اور عام فہم سرخیوں کا تعین ایک کیٹلاگر اپنی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کر سکتا ہے جن کو Free-Floating and Topical sub-divisions کہا جاتا ہے۔ مدتی ذیلی صیغے میں کسی مقام یا موضوع کی مدت یا تاریخ وار یا وقت کو بتانے کے لیے ذیلی سرخیاں متعین کی جاتی ہیں۔ LCSH میں مقام یا ہر قسم کے موضوعات کی تاریخ بتانے کے لیے ہر بنیادی سرخی کے تحت حسب ضرورت ذیلی سرخیوں کا تعین کیا گیا ہے؛ مثلاً

ہندوستان کی تاریخ	– سولھویں صدی میں	ہندوستان کی تاریخ ـ مسلمانوں کے دور سے قبل	
	– سترھویں صدی میں	"	– مسلمانوں کا دور
"	– آٹھارویں صدی میں	"	– انگریزوں کا دور
"	– انیسویں صدی میں	"	– موجودہ دور
"	– بیسویں صدی میں		وغیرہ
	وغیرہ		

نظریہ معاشیات – ابتداء سے سترھویں صدی تک

" – اٹھارویں صدی میں

" – انیسویں صدی میں

" – بیسویں صدی میں جان مینارڈ کینس تک

" –کینس کے بعد

جغرافیائی ذیلی سرخیاں کسی موضوع کی مقامی حیثیت کو ظاہر کرنے کے لیے متعین کی جاتی ہیں۔ ان ذیلی سرخیوں کے موضوع کے فوراً بعد تحریر کیا جاتا ہے۔ اس کی توسیع کے لیے اس ذیلی سرخی میں مزید اضافہ کر کے لکھا جاتا ہے؛ مثلاً

زراعت – پاکستان –

زراعت – پاکستان – سندھ

زراعت – پاکستان – سندھ – میر پور خاص

انہی بنیادوں پر ادبیات، سوانح، بچوں کے ادب وغیرہ کے لیے بنیادی اور ذیلی سرخیوں کا تعین کیا گیا ہے یا ان کو متعین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔

گو ابتداء میں LCSH کا مقصد کیٹلاگر کی مدد کے لیے بنیادی اور ذیلی سرخیوں کی تشکیل تھی مگر بعد ازاں ان سرخیوں کے ساتھ LCC کے درجہ نمبر بھی دیے جانے لگے جس سے درجہ بندی میں بھی آسانیاں پیدا ہو گئیں جبکہ مطبوعہ کیٹلاگ کارڈوں میں ڈیوی اور LCC کے نمبر تحریر کیے جاتے ہیں۔

سیرز موضوعاتی سرخیوں کی فہرست

چونکہ چھوٹے کتب خانوں کی ضروریات کو ALA اور لائبریری آف کانگریس کی موضوعاتی فہرستیں پورا نہیں کرتی تھیں اس لیے Minnie Earl Sears نے ان کتب خانوں کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر List of subjects Headings for Small Libraries مرتب کی اور اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا۔ ۱۹۸۰ء تک اس کے تیرہ (۱۳) ایڈیشن شائع ہو چکے تھے جن میں سے پہلے تین ایڈیشن جو بالترتیب ۱۹۲۳ء، ۱۹۲٦ء اور ۱۹۳۳ء میں شائع ہوئے ان کو Sears ہی نے مرتب کیا تھا۔ Isabel Stevenson Munro کی ادارت میں چوتھا اور پانچواں ایڈیشن بالترتیب ۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا اور Bertha M. Frick کی ادارت میں چھٹا، ساتواں اور آٹھواں ایڈیشن بالترتیب ۱۹۵۰ء ، ۱۹۵۴ء اور ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا۔ چھٹے ایڈیشن سے اس کا عنوان تبدیل کر کے Sears List of Subject Headings رکھا گیا۔ نویں ایڈیشن (۱۹٦۵ء) سے اس کی ادارت کی ذمہ داری Barbara M. Westby کے پاس ہے۔

اس فہرست کے چوتھے تا آٹھویں ایڈیشن میں موضوعاتی سرخیوں کے ساتھ ڈیوی اعشاریائی تقسیم کے متعلقہ درجہ نمبر تحریر کیے جاتے تھے جن کو نویں اور دسویں ایڈیشن میں سے خارج کر دیا گیا مگر اس فہرست کے استعمال کنندگان کی جانب سے مطالبہ پر گیارھویں ایڈیشن سے پھر یہ نمبر دیے جانے لگے۔ یہ فہرست امریکہ میں اسکولوں اور چھوٹے کتب خانوں میں کثرت سے استعمال کی جاتی ہے جبکہ دیگر کتب خانوں میں یہ اور لائبریری آف کانگریس کی فہرستیں زیر استعمال ہیں۔

اس فہرست کو مرتب کرتے وقت Sears نے لائبریری آف کانگریس کی موضوعاتی سرخیوں کے لیے تعین کردہ اصولوں ہی کو زیادہ تر اپنایا تا کہ ان دونوں فہرستوں میں یکسانیت ہو مگر بعض اصولوں میں اسکولوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کچھ تبدیلیاں کی گئیں۔ اس طرح Sears کی موضوعاتی فہرست لائبریری آف کانگریس کی فہرست کا اختصار نہیں ہے بلکہ یہ ایک الگ فہرست ہے مگر ان دونوں کی تشکیل اور ساخت میں یکسانیت ہے۔ اس فہرست کو ترتیب دیتے وقت اس کی ادارت نے ہر وقت لائبریری آف کانگریس کی فہرست کے موضوعات کو مدنظر رکھا اور اس میں LCSH کی بہت سی سرخیوں خصوصاً بچوں کے ادب کی سرخیوں کو شامل کیا جاتا رہا۔ ان دونوں فہرستوں کی سرخیوں میں ہجوں اور اصطلاحات کی وجہ سے اختلاف بھی پایا جاتا ہے؛ مثلاً LCSH کی سرخی Biological Chemistry کی بجائے Bio-Chemistry اور Cities and towns planning کے بجائے City Planning ہے۔

جس طرح LCSH میں بنیادی اور ذیلی سرخیاں موٹے حروف میں لکھی

جاتی ہیں اسی طرح اس فہرست میں بھی ان سرخیوں کو موٹے حروف میں لکھی گئی ہیں- ان دونوں میں رومن یا ہلکے حروف میں تحریر کی گئی سرخیوں کےاستعمال کو منع کیا گیا ہے- اس کی سرخیوں کی اقسام حسب ذیل ہیں:

(۱) ایک نام کی سرخیاں
(۲) مخلوط سرخیاں
(۳) نام کےساتھ صفاتی سرخیاں
(۴) محاوراتی سرخیاں

ان سرخیوں کو مرتب کرنے کے اصول تقریباً LCSH کے اصول ہی ہیں- متقابل حوالے مسلمہ اصطلاحات اور سرخیوں کے علاوہ دیگر اصطلاحات یا سرخیوں کی نشاندہی کے لیے کیٹلاگ میں متقابل حوالے دیے جاتے ہیں اس لیے اس فہرست میں بھی مختلف مقاصد کے لیے تین قسم کے متقابل حوالے یعنی خصوصی دیکھیے حوالہ جات، خصوصی نیز دیکھیے حوالہ جات اور عمومی حوالہ جات دیے گئے ہیں- اس فہرست میں بار بار دیکھیے یا نیز دیکھیے لکھنے کی بجائے بالترتیبX اورXX لکھے گئے ہیں-

فہرست میں درج شدہ سرخیوں کی نشاندہی کے لیے اولاً عمومی سرخی تحریر کی گئی ہے اور اس کے نیچےX نشان کے ساتھ فہرست میں درج شدہ سرخی لکھی گئی ہے؛ مثلاً Adolescence یا Art, Modern

X Teen age   X Modrn Art

اس فہرست میں ان اصطلاحات کو متبادل طریقوں سے بھی درج کیا گیا ہے-

نیز دیکھیے کے حوالہ جات کے لیے فہرست میں سرخیوں کے نیچےXX کے نشان کے ساتھ دوسری سرخی یا سرخیوں کو درج کیا گیا ہے؛ مثلاً

Bees   اور   Honey

xx Honey, Insects   xx Bees

اس میں Bees اور Honey دونوں ایک دوسرے سے متعلق ہیں اس لیے ان دونوں کے لیے نیز دیکھیے کے حوالہ سے ظاہر کیا گیا ہے- عمومی حوالہ جات میں دیکھیے اور نیز دیکھیے کے حوالے دیے گئے ہیں، بجائے اس کے کہ ان سرخیوں کی تشریخ کی جاتی-

ذیلی سرخیاں

سیرز کی فہرست میں بہت سی عمومی سرخیوں کو خصوصی ذیلی سرخیوں میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ متعلقہ مواد کو ان ذیلی سرخیوں میں درج کیا جا سکے- ذیلی سرخیاں حسب ذیل ہیں:

۱- موضوعی یا عنوانی ذیلی سرخیاں

یہ ذیلی سرخیاں بنیادی سرخیوں کے ساتھ تحریر کی جاتی ہیں تاکہ اُس کی خصوصی ہیئت کوظاہر کیا جائے؛ مثلاً

تعلیم - نصاب
تعلیم - مالیہ
وغیرہ

۲- صوری ذیلی سرخیاں

یہ ذیلی سرخیاں بنیادی سرخیوں کی صوری شکل یعنی اس موضوع کی کتابیات، لغات وغیرہ کو ظاہر کرتی ہے؛ مثلاً

فن کتابداری - کتابیات
کیمیا - لغات
معاشیات - تاریخ
وغیرہ

یہ صوری ذیلی سرخیاں ڈیوی اعشاریہ درجہ بندی کی صوری تقسیمات پر مبنی ہیں۔ چونکہ یہ صوری تقسیمات پر مضمون کے ساتھ استعمال کی جاتی ہیں اس لیے سیرز کی موضوعاتی سرخیوں کی فہرست میں ہر بنیادی یا ذیلی سرخیوں کے ساتھ تحریر نہیں کی گئی ہیں بلکہ ان کو دیباچہ میں یکجا تحریر کیا گیا ہے۔ ان کو موضوعات میں جہاں ضرورت ہو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود اس فہرست میں کہیں کہیں صوری ذیلی سرخیاں بھی دی گئی ہیں۔

۳- مدت یا تاریخ وار ذیلی سرخیاں

اس فہرست میں امریکہ اور دیگر ممالک کے تاریخی ادوار کو ظاہر کرنے کے لیے ان ممالک کی سرخیوں کے تحت خاص مدت یا دور کی وضاحت کی گئی ہے۔ ان ذیلی سرخیوں کو ان ممالک کے تحت دیا گیا ہے؛ مثلاً

پاکستان - تاریخ - قائداعظم کا دور
- قائداعظم کے بعد سے ۱۹۵۸ء کے مارشل لا تک
- ایوب خاں کا دور ۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۹ء وغیرہ

۴۔ جگہ، مقامی یا جغرافیائی ذیلی سرخیاں

اکثر موضوعات ایسے ہوتے ہیں جن کی مقامی یا جغرافیائی ہیئت کو ظاہر کرنا ضروری ہوتا ہے اس لیے سیرز کی فہرست میں ان موضوعات کے تحت ذیلی سرخیوں کے ذریعہ اس ہیئت کو ظاہر کرنے کے لیے قوسین میں تحریر کیا گیا ہے کہ ان کو مقامی یا جغرافیائی تقسیم کی جائے؛ مثلاً گندم (مقامی یا جغرافیائی تقسیم کی جائے)

گندم - پاکستان
- ہندوستان
وغیرہ

LCSH کی طرح سیرز کی فہرست میں بھی افراد اور اداروں کے نام کی سرخیاں نہیں دی گئیں ہیں البتہ چند خصوصی افراد کی سوانح، ادبیات وغیرہ کے لیے سرخیوں کا تعین کیا گیا ہے۔ چونکہ اس فہرست میں ڈیوی اعشاریائی تقسیم کے درجوں کے نمبر بھی بنیادی اور ذیلی موضوعات کی سرخیوں کے ساتھ درج کیے گئے ہیں اس لیے یہ فہرست درجہ بندی میں بھی ممد و معاون ہے۔

خصوصی مطالعاتی مواد کے لیے موضوعاتی سرخیاں

کتب خانوں میں کچھ مطالعاتی مواد ایسا بھی ہوتا ہے جس کو عمومی موضوعاتی سرخیوں کے تحت رکھنے سے ان کی صحیح نشاندہی نہیں ہو سکتی؛ مثلاً سوانح اور ادبیات کو "سوانح" اور "ادب" کے تحت رکھا جائے تو اس سرخی کے تحت اتنا مواد جمع ہو جائے گا کہ سرخی کے تعین کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ اس لیے ایسے مطالعاتی مواد کے لیے خصوصی موضوعاتی سرخیاں متعین کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ سوانح میں یا تو عالمی حیثیت کے افراد کی مختصر سوانح ہوتی ہے؛ مثلاً International Who' s who یا مقامی اہمیت کے افراد کی مختصر سوانح؛ مثلاً Who is who in Pakistan یا کسی خاص مضمون میں اہمیت رکھنے والے افراد کی سوانح؛ مثلاً Who is who in Librarianship یا انفرادی افراد کی سوانح؛ مثلاً "قائداعظم محمد علی جناح" یا "سر سید احمد خان" وغیرہ۔ اس طرح سوانح کی دو شکلیں ہوئیں یعنی (۱) اجتماعی سوانح، اور (۲) انفرادی سوانح۔ اجتماعی سوانح کو بھی مزید تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے یعنی (۱) بین الاقوامی شہرت کے حامل افراد کی سوانح جس کو عمومی سوانح بھی کہا جاتا ہے، (۲) مقامی شہرت کے حامل افراد کی سوانح، اور (۳) کسی خاص مضمون میں شہرت یافتہ افراد کی سوانح۔ مزید برآں چند ایسی ہستیوں کی سوانح عمریوں

میں ان کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان ہستیوں پر تحریر شدہ سوانح کو ایک سرخی کے تحت رکھنے سے بھی سرخیوں کے تعین کا مقصد حاصل نہیں ہوتا؛ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اتنی کتابیں تصنیف یا تالیف کی گئی ہیں کہ ان کی تعداد اچھی خاصی ہو گئی ہے اور ان تمام کتب کو سیرت کی سرخی کے تحت رکھنا ایک مسئلہ بن جائے گا۔ اسی طرح ادبیات کی مختلف اصناف؛ مثلاً شاعری، ڈرامے، افسانے/ناول، طنز و مزاح وغیرہ اور ادب کی ہر صنف کی مختلف جزئیات اور ان جزئیات کے مختلف ادوار اور ہر دور کے الگ الگ شاعر، ڈرامہ نویس، افسانہ نگار وغیرہ اور ہر زبان کی ان سب اصناف کی سرخیوں کی ایک طویل فہرست بنتی ہے۔

ان امور کو مدنظر رکھ کر سوانح اور ادبیات کے موضوعات کے لیے خصوصی موضوعاتی سرخیوں کو متعین کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ LCSH اور سیرز کی موضوعاتی سرخیوں میں اس طرف خاص توجہ دی گئی ہے۔ LCSH میں اگر چار یا اس سے زیادہ افراد کی سوانح کو یکجا ایک کتاب میں تحریر کیا گیا ہو تو اس کو اجتماعی سوانح کی سرخی کے تحت رکھا گیا ہے اور اگر وہ کسی خاص مدت کے افراد کی سوانح ہو تو اس مدت کی تشریح کی گئی ہے؛ مثلاً "سوانح- بیسویں صدی عیسوی" اگر وہ کسی خاص مقام یا ملک کے افراد کی سوانح پر مشتمل ہو تو اس مقام یا ملک کی بنیادی سرخی کے تحت ذیلی سرخی سوانح درج کیا گیا ہے؛ مثلاً " پاکستان- سوانح" اور اگر وہ کسی خاص نسل، پیشہ یا مضمون یا مذہب کے افراد کی سوانح ہو تو اس نسل یا پیشہ یا مضمون یا مذہب کی بنیادی سرخی کے تحت ذیلی سوانح درج کیا گیا ہے؛ مثلاً "پٹھان- سوانح"،"مسلم- سوانح" "کیمیا دان- سوانح-" ذیلی سرخی "سوانح" اداروں یا تاریخی واقعات اور مدت کے ساتھ بھی استعمال کی گئی ہے؛ مثلا "کیتھولک چرچ- سوانح" ، "متحدہ امریکہ- تاریخ جنگ آزادی- ۱۸۶۱ء تا ۱۸۶۵ء - سوانح"- جہاں کسی خاص پیشہ کے افراد کے لیے LCSH کی سرخیوں میں اندراج نہ ہو، اس کا متعلقہ موضوع درج ہو تو اس موضوع کے ساتھ ذیلی سرخی سوانح درج کیا گیا ہے؛ مثلاً Basehall-Biography۔ اگر کسی خاص مضمون کے مصنفین اور ان کی تصنیفات کا تذکرہ ہو تو اس مضمون کے ساتھ ذیلی سرخی Bio-bibliography درج کیا گیا ہے؛ مثلاً American Literature-Bio-bibliography -

سیرز کی فہرست میں تین سے زیادہ افراد کی سوانح ایک کتاب میں ہو تو اس کو اجتماعی سوانح میں رکھا گیا ہے۔ اگر اجتماعی سوانح کسی خاص مقام یا جغرافیائی علاقہ یا کسی خاص موضوع سے تعلق نہ رکھنے والے افراد کی سوانح عمومی اجتماعی سوانح میں رکھی گئی ؛ مثلاً International Who's who کو

Biography- Dictionaries کی سرخی متعین کی گئی۔ اگر اجتماعی سوانح کا تعلق کسی خاص جغرافیائی علاقہ یا کسی نسل سے تعلق رکھنے والے افراد کی ہو تو اس جغرافیائی یا نسل کے تحت ذیلی سرخی سوانح درج کی گئی ہے؛ مثلاً "آسٹریلیا۔ سوانح، لغات"، "کالے۔ سوانح"۔ اسی طرح LCSH کے دیگر اصولوں ہی کے تحت دیگر سوانح کی کتابوں کا اندراج سیرز میں بھی کیا گیا ہے۔

انفرادی سوانح

LCSH اور سیرز میں کسی فرد کی سوانح کی سرخی کتاب کے عنوان کے ساتھ ذیلی سرخی سوانح درج کرنے کی سفارش کی گئی ہے؛ مثلاً سیرز میں رابرٹ کینیڈی کی سوانح کو Kenedy, Robert F., 192.1968–Biography کی سرخی دی گئی ہے۔ LCSH میں چند مشہور و معروف افراد کی سوانح اور ان کے خصوصی کام کے اظہار کے لیے سرخیاں متعین کی گئی ہیں اور اس سرخی میں لفظ "سوانح" درج نہیں کیا گیا ہے۔ افراد کی سوانح کی سرخیوں میں ان کی تاریخ پیدائش و وفات کے اندراج پر زور نہیں دیا گیا۔

ادبیات کی موضوعاتی سرخیاں

ادب کی کسی ہیئت یا صوری شکل کے اظہار کے لیے اس کی متعلقہ سرخی LCSH میں ادب کے ساتھ دی جاتی ہے؛ مثلاً "اردو ادب– تعلیم و تدریس" یا "اردو ادب– تاریخ اور تنقید"۔ ادب کی کسی صنف کی مزید وضاحت کے لیے یا اس کے کسی دور کو بتانے کے لیے اس وضاحت اور دور کے اظہار کے بعد اس کی ہیئت کو بتایا جاتا ہے؛ مثلاً "ڈرامہ– بیسویں صدی– تاریخ و تنقید" یا "شاعری، جدید۔ بیسویں صدی۔ مشاعرے"۔ اگر ادب کا تعلق کسی دوسرے مضمون کے ساتھ بتانا مقصود ہو تو ادب کے ساتھ اس مضمون کو تحریر کیا جاتا ہے؛ مثلاً "ادب اور سائنس" یا "ادب اور تاریخ عالم"۔ ان موضوعاتی سرخیوں کو متبادل طریقہ سے بھی تحریر کیا جاتا ہے؛ مثلاً "فنون لطیفہ اور ادب" یا "مذہب اور ادب"۔ اگر ادب میں خاص نظریات یا قواعد کا اظہار مقصود ہو تو ادب کے ساتھ اس نظریہ یا قاعدہ کو ادب کی سرخی میں شامل کیا جاتا ہے؛ مثلاً "ادب میں سیاسیات" یا "شاعری میں تصور وحدانیت"۔ اسی طرح ادب میں افراد کی سرخیاں بھی متعین کی جاتی ہیں۔ مختلف ادیبوں کے ادب کو یکجا بتانا مقصود ہو تو ان کو ادوار کے لحاظ سے تقسیم کر کے ان کی سرخیاں مقرر کی جا سکتی ہیں؛ مثلاً "اردو شاعری، جدید– بیسویں صدی"۔ مشہور و معروف افراد کی ادبیات کو الگ الگ دکھانے کے لیے ان افراد کے ناموں کی سرخیاں بھی متعین کی جاتی ہیں؛ مثلاً "اردو ادب–

شاعری۔ غالب"۔ اگر کسی ادیب کا کام ادب کی مختلف اصناف سے تعلق رکھتا ہو تو ادب کی اس صنف کو اس کے نام کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے؛ مثلا "اقبال۔ شاعری" یا "اقبال۔ مقالے"۔

سیرز کی موضوعاتی فہرست میں ادب کی سرخیوں کے تعین میں اس امر کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ ادب کو دو بڑے گروہوں یعنی (۱) ادب کے متعلق تحریرات اور (۲) ادبیات یا اس کی اصناف میں تقسیم کیا جاتا ہے اور اسی تقسیم کے تحت ادب کی درجہ بندی یا کیٹلاگ سازی کی جاتی ہے۔ ادب کے متعلق تحریرات کے گروہ میں موضوعاتی سرخیاں عمومی ادب پر ہوں گیں اور اس کی اصناف، دیگر مضامین کی طرح، مضامین تصور کی جائیں گی؛ مثلاً "پاکستانی ادب" یا "جرمن ڈرامہ- تاریخ وتنقید"۔ انفرادی ادیبوں یا ان کے کام کے لیے ایسی سرخیاں متعین نہیں کی جائیں گی، ادبیات کے گروہ میں اصناف بطور ہیئت استعمال کی جائیں گی۔ اس گروہ میں ادب کو دو حصوں یعنی (۱) ایک سے زیادہ ادیبوں کے مجموعے اور (۲) ایک یا انفرادی ادیبوں کے مجموعے میں تقسیم کیا گیا۔ ایک سے زیادہ ادیبوں کے مجموعے میں مختلف ادیبوں کے مجموعوں کو رکھا جائے گا؛ مثلاً "امریکن ڈرامہ- مجموعے" یا "جرمن شاعری- مجموعے"۔ ایک یا انفرادی ادیبوں کے مجموعوں کے ادب کی اصناف استعمال نہیں کی گئی ہیں۔ سیرز میں ادبی اصناف کو ذیلی سرخی کے طور پر بھی استعمال کیا گیا ہے۔

خصوصی مضامین کی موضوعاتی سرخیاں

مندرجہ بالا جائزہ میں جن موضوعاتی سرخیوں کی فہارس کا تذکرہ کیا گیا وہ سوائے چند خصوصی مضامین کے باقی تمام عمومی مضامین کے موضوعاتی سرخیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اداروں اور افراد نے خصوصی مضامین کی موضوعاتی سرخیاں ترتیب دیں۔ ان میں سے سب سے پہلے مرتب کردہ Margaret Mann کی Subject Heading for use in Dictionary Catalogs of Juvenal Books ہے جس کو ALA نے ۱۹۱۶ء میں شائع کیا۔ اس کے بعد Pettus کی List of Theological Headings اور List of Headings in Education اور Voigt کی List for Physics ہے۔

۱۹۶۵ء میں لائبریری آف کانگریس نے بچوں کے مطالعاتی مواد کے لیے تشریحی (Annotated) کارڈ بنانا شروع کیا جس میں بچوں کے مضامین کی تفصیلی موضوعاتی سرخیاں دی جانے لگیں۔ بعد ازاں بچوں کے لیے متعین سرخیوں میں تبدیلی و توسیع کی ضرورت پیش آئی اس لیے بچوں کے مواد کے لیے الگ سرخیاں مرتب کی گئیں۔ چونکہ ان سرخیوں کی تعداد تین سو سے تجاوز کر گئی اس

لیے ان کو Subject Headings for Children's Literature کے عنوان کے تحت مرتب کر کے شائع کیا گیا ان سرخیوں کو استعمال کرنے سے قبل LCSH سے بھی مدد لی جاتی تھی- یہ فہرست بعد میں LCSH کے ضمیمہ کے طور پر شائع کی جانے لگی-

ان کے علاوہ تکنیکی کتب خانوں کی موضوعاتی سرخیوں کی فہارس کیمیا کی فہرست، موسیقی کی فہرست بھی زیر استعمال ہیں- Special Library Association خصوصی مضامین کی موضوعاتی سرخیاں ترتیب دیتی رہتی ہے- اور ایک مقررہ وقفہ سے ان کی فہارس شائع کرتی رہتی ہے- ان فہارس کا استعمال خصوصی کتب خانوں میں ہو رہا ہے- ان کی طلب میں اضافہ کی وجہ سے ہر قسم کے خصوصی مضامین پر موضوعاتی سرخیوں کی فہارس مرتب ہو رہی ہیں- ان فہارس کی ترتیب میں LCSH کے اصولوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور اس میں ان مضامین کے متعلق دی گئی سرخیوں کی حسب ضرورت توسیع کی جاتی ہے- البتہ اصطلاحات میں LCSH سے اختلاف پایا جاتا ہے کیونکہ خصوصی مضامین کی اصطلاحات ماہرین و محققین کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر مرتب کی جاتی ہیں اس لیے ان کی ذیلی سرخیاں خصوصاً مفصل ہوتی ہیں-

خصوصی مضامین کی موضوعاتی سرخیوں کی فہارس میں Pettus کی "تعلیم" پر فہرست، افواج کے کتب خانہ طب اور آرمڈ فورسز میڈیکل لائبریری کی Current List of Medical Literature قابل ذکر ہیں- Pettus کی فہرست میں سرخیوں کو مرتب کرتے وقت درجہ بندی کے طریقہ کار کومدنظر رکھا گیا تاکہ یہ سرخیاں درجہ بندی میں ممد و معاون ثابت ہوں- آرمڈ فورسز میڈیکل لائبریری (یا Library of the Army Surgeon General's Office جو ۱۸۳۶ء میں قائم ہوئی) کی Current list of Medical Literature میں موضوعاتی سرخیوں کی ترتیب اور تدوین (editing) کے لیے ابتداء میں اس فہرست میں درج شدہ موضوعاتی سرخیوں کوPunched Cards میں منتقل کرکے ان کو محدود عنوانات میں تقسیم کیاجاتا تھا اوران کارڈوں کی مدد سے ان عنوانات کے تحت تمام سرخیوں‌کو وقتاً فوقتاًجانچا جاتا تھا تاکہ یہ یقین کر لیا جائےکہ کسی سرخی کا ایک سے زیادہ مرتبہ اندراج نہ ہوا ہو- اسی طرح حوالہ جاتی سرخیوں کی بھی جانچ پڑتال ہوتی رہتی تھی اور ان نظرثانی شدہ سرخیوں کو Punched Cards کے ریکارڈ کی مدد سے حروف تہجی کے تحت مرتب کیا جاتا تھا- اس طرح اس کتب خانہ نے ۱۹۷۹ء میں طب کے موضوعات کے تحت مرتب کردہ Index Medicus جاری کیا- کمپیوٹر کی ایجاد کے بعد موضوعاتی سرخیوں کے تعین اور ان کے تحت مواد کے ذخیرہ کے لیے کمپیوٹر استعمال کیا جانے لگا- Index Medicus کو کمپیوٹر کی مدد سے بہتر طور پر کثیر المواد کے ساتھ شائع

کیا جانے لگا۔ امریکی کانگریس نے ۱۹۵۶ء میں Library of the Army Surgeon General's Office کا نام ایک ایکٹ کے ذریعہ بدل کر National Library of Medicine (NLM) کر دیا۔ NLM نے طب کی پچھلی موضوعاتی سرخیوں کی مدد سے ایک نئی فہرست Medical Subject Headings (MeSH) مرتب کی۔ اس فہرست کی دو قسمیں ہیں۔ یعنی (۱) Medical Subject Headings جس کو Black & White MeSH بھی کہا جاتا ہے اور (۲) Medical Subject Headings Annotated Alphabetic List. پہلی قسم کی طبی موضوعاتی سرخیاں یعنی Black & White MeSH میں سرخیوں کو حروف تہجی کے تحت ترتیب دیا جاتا ہے اور اس کو Index Medicus کی جنوری کی اشاعت میں حصہ دوم کی شکل میں شائع کیا جاتا ہے۔ اس فہرست میں سرخیوں کی علامات کا جدول جس کو Tree Structure کہا جاتا ہے، بھی شامل ہوتا ہے۔ Tree Structure میں موضوعاتی سرخیوں کے لیے نمبر مختص کیے گئے ہیں۔ Index Medicus میں شائع شدہ مواد کی سرخیوں کا تعین اسی فہرست سے کیا جاتا ہے۔ Medical Subject Headings Annotated Alphabetic List میں موضوعاتی سرخیاں Black & White MeSH کی اندراجات سے زیادہ ہیں۔ اس کو MeSH کی توسیعی اشاعت بھی کہاجاتا ہے۔ یہ اشاریے مرتب کرنے والوں، کیٹلاگروں اور Online Searchers کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں اشاریہ بندی اور کیٹلاگ سازی، تاریخ اور online کے متعلق تشریحات بھی شامل ہیں۔

MeSH میں دو قسم کی سرخیاں یعنی مجمل Major discriptors اور مفصل (minor discriptors) ہیں۔ مجمل موضوعاتی سرخیوں کے تحت Current, Index Medicus CATLINE, "MEDLINE' catalog اور دیگر مطبوعات میں مواد کا اندراج کیا جاتا ہے اور مفصل موضوعاتی سرخیوں کے تحت MEDLINE اور CATLINE میں مواد کا اندراج کیا جاتا ہے۔ اس میں بھی مجمل سرخیوں کی نشاندہی See under کے تحت حوالہ کے ساتھ کی جاتی ہے۔ مجمل اور مفصل موضوعاتی سرخیوں کے ساتھ Tree Structure کے نمبر بھی دیے گئے ہیں؛ مثلاً

Family Planning	N2. 421. 143.401
Birth Intervals	N2. 421. 143.401.90.
Genetic Counsiling	N2. 421. 143.401.526
Knowledge, Attitude, Practic	N2. 421. 143.401.625

Tree Structure میں تمام سرخیوں کو Categorized List میں کیا گیا ہے؛ مثلاً

A	(Anatomy)
B	(Organism)

C (Diseases)

سرخیوں کو ایک سے زیادہ نمبر بھی مختص کیے گئےہیں؛ مثلاً Bone Neoplasims کے لیے C4.588.149 اور C5.116.231 نمبر مختص کیے گئے ہیں۔ Annotated MeSH میں دی گئی مختلف تشریحات کی مدد سے کیٹلاگر ذیلی سرخیاں اور ان کی جزئیات متعین کرتے ہیں۔ ذیلی سرخیوں کے تعین کے لیے ان تشریحات کا غائر مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ ذیلی سرخیوں، مضامین، جغرافیائی، صنف اور زبان کے لحاظ سے متعین کی جاتی ہیں۔ بنیادی سرخیوں کو ایک سے زیادہ ذیلی سرخیوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

طبی مطالعاتی اور غیر مطالعاتی مواد کے اشاریے مرتب کرنے، کیٹلاگ سازی اور online searching میں MeSH کی موضوعاتی سرخیاں بہت اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ یہ دنیا کے مختلف کتب خانوں اور اطلاعاتی مراکز میں زیر استعمال ہے۔

Preserved Context Index System–PRECIS

PRECIS اشاریہ تیار کرنے کا ایک نظم ہے جس کو British National Bibliography (BNB) کی ہفتہ وار اور مجموعی اشاعتوں جن میں نئی کتابوں کا اندراج کیا جاتا ہے، ان کی موضوعاتی اشاریے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس نظم کو مرتب کرنے کا مقصد ابتداء میں کتابوں کے موضوعات کا تجزیہ کرنا تھا مگر اس کا مقصودہی ہوا جوامریکہ میں موضوعاتی سرخیوں کا ہے۔ ۱۹۶۸ء میں بعدمیں BNB کے UK/MARC کے ایک منصوبے سے تعلق کی بناء پر Derek Austin کی سربراہی میں ایک اشاریائی نظم (جو کمپیوٹر کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے موضوعاتی تفصیلی اشاریہ کی ترتیب میں ممد و معاون ہو) مرتب کرنے کی BNB نے ذمہ داری قبول کی۔ اس نظم کے ابتدائی خاکے پر جنوری ۱۹۷۱ء سے عمل شروع کیا گیا۔ مزید تحقیق کے بعد اس کو دوبارہ مرتب کیا گیا اور جنوری ۱۹۷۴ء سے اس نظم پر عمل کیا جانے لگا جو ہنوز جاری ہے۔

PRECIS نظم کے تحت موضوعات کا حروف تہجی پر مبنی اشاریے کو تیار کیا جاتا ہے اور بوقت ضرورت ہر قسم کی معلومات کو کمپیوٹر کے ذریعہ کاغذ پر فراہم کیا جا سکتا ہے یہ دوہرے قسم کی معلومات یعنی موضوعات کا اشاریہ اور دوسرے ہر اشاریے میں دو قسم کی علامات (BNB میں ڈیوی کی علامات) فراہم کرتا ہے۔ چونکہ Austin نے اس نظم کو مرتب کرتے وقت درجہ بندی کے موجودہ نظریات کو مدنظر رکھا تھا اس لیے اس میں پہلویاتی تجزیہ کا بڑا دخل ہے۔ اس طرح اس میں نوشتوں کے مضامین کے ہر پہلو کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ بعد کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر لسانی تجزیہ کو بھی اس میں شامل کیا گیا۔ اس نظم

کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر اندراج میں نوشتہ کے متعلق خلاصہ کی شکل میں ساری معلومات فراہم کی جائے۔ اشاریوں میں اندراج کےاصول حسب ذیل ہوں گے:

۱۔ کوئی اصطلاح جو اس کڑی میں موزوں ہو سکتی ہو اس کے تحت اندراج کیا جائے۔

۲۔ ہر اندراج قابل فہم ہو اور اس میں موضوع بالکل واضح ہو۔

۳۔ اندراجات، اصطلاحات کے تحت سلسلہ وار ہوں اور اسی قسم کی کسی نظم کے تحت تیار کردہ اشاریوں سے موازنہ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

اس طرح ہر اصطلاح اس کے بعد کی اصطلاحات سے متعلق ہوگی اوران میں ایک ربط ہوگا؛ مثلاً کسی نوشتہ کاعنوان "the training skilled of personnnel in textile industries in France" ہو تو اس کی اصطلاحات یا موضوعات حسب ذیل ہوں گے:

France- Textile Industries-Skilled Personnels - Training

ان اصطلاحات کے تحت انفرادی طور پر اس نوشتہ کی کمپیوٹر کے ذریعہ بازیافت کی جا سکتی ہے۔

دوسرے اشاریوں کے نظم کی طرح PRECIS میں موضوعات کے متعلق حوالے دیے جاتے ہیں ؛ مثلاً

Industries
See also
Textile industires
Employees *see* personnel

بہرحال PRECIS موضوعاتی سرخیوں کا ایک اچھا نظام ہے جس کے تحت کتابوں اور دیگرمطالعاتی و غیر مطالعاتی مواد کی کمپیوٹر کے ذریعے اشاریے و کتابیات مرتب کی جا رہی ہیں۔

خصوصی مضامین کی موضوعاتی سرخیوں کا تعین ہر خصوصی کتب خانہ اپنی ضروریات اور ان خصوصی مضامین میں شامل شدہ نئی اصطلاحات کو مدنظر رکھ کر کرتا ہے۔ ان سرخیوں کے تعین میں لغات، خصوصی مضامین کی لغات، دائرۃ المعارف، فراہنگ، فراہنگ جغرافیہ، رسائل کے اشاریے، صحیفے اور رسائل میں شائع شدہ مضامین سے مدد لی جاتی ہے۔ جب کوئی سرخی مقرر کر لی جاتی ہے تو دوسرے متعلقہ موضوعات کے متعلق حوالے دیے جاتے ہیں۔ اس طریقہ کار کو مدنظر رکھ کر خصوصی مضامین کے مختلف ادارے متعلقہ مضامین کی موضوعاتی سرخیوں کو متعین کرتے ہیں۔

عمومی اور خصوصی مضامین کے کتب کی موضوعاتی سرخیوں کے علاوہ کچھ کتب خانوں نے کتابچوں کی ترتیب کے لیے بھی موضوعاتی سرخیوں کی فہارس

مرتب کی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک یعنی ٹورنٹو عوامی کتب خانوں کے نظام کی مرتب کردہ فہرست کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ اس نظام نے اپنے پانچ بڑے کتب خانوں میں موجود کتابچوں اور دیگر غیر کتابی مطالعاتی مواد کو عمودی/ ایستادہ فائلوں میں رکھنے کے لیے موضوعاتی سرخیوں کی فہرست ۱۹۶۴ء میں مرتب کی اور بعد ازاں اپنے دیگر کتب خانوں کے مشوروں اور اعانت سے اس فہرست میں تبدیلی اور توسیع کی۔ اس فہرست کو LCSH کے علاوہ Canadian Periodical Index اور Readers' s Guide to Periodical Literature کے موضوعات کو مدنظر رکھ کر مرتب کیا گیا۔ اس فہرست میں ہر قسم کی سوانح کو "سوانح" یا "مصنفین" کے تحت رکھا گیا۔ بعض بڑے موضوعات کے تحت اس کے ذیلی موضوعات کو رکھا گیا۔ اس فہرست میں عمومی موضوعات کے علاوہ کینیڈا کے متعلق تمام موضوعات کو کینڈا کے تحت رکھا گیا۔ یہ فہرست ٹورنٹو عوامی کتب خانوں کی تمام شاخوں میں زیر استعمال ہے اور دیگر عوامی کتب خانوں کے لیے ایک رہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔

مشرقی علوم کی موضوعاتی سرخیوں کے مسائل

اس جائزہ میں جن موضوعاتی سرخیوں کی فہارس کا تذکرہ کیا گیا وہ مغربی ممالک میں مرتب کی گئیں۔ ان فہارس میں ان علوم کے موضوعات پر زیادہ توجہ دی گئی جو ان ممالک میں مروج ہیں یا ان ممالک کی ادبیات وغیرہ سے متعلق ہیں اس لیے ان فہارس میں مشرقی علوم کے موضوعات اور مشرقی ممالک کی ادبیات پر موضوعاتی سرخیاں بہت کم دستیاب ہیں۔ جس طرح معروف درجہ بندی اسکیموں میں رنگاناتھن کی کولن درجہ بندی اسکیم کے علاوہ کوئی قابل ذکر درجہ بندی اسکیم مشرقی ممالک میں مرتب نہیں کی گئی اسی طرح مشرقی علوم کے لیے موضوعاتی سرخیوں کی کوئی قابل ذکر فہرست بھی مرتب نہیں کی گئی۔

مشرقی علوم میں اسلام اور دیگر مذاہب مشرق، مشرقی ممالک کی کثیر التعداد زبانیں یعنی عربی، فارسی، سنسکرت، چینی، جاپانی، ہندی، اردو وغیرہ اور ان زبانوں کی ادبیات، ان ممالک کی شخصیات کی سوانح اور دیگر علوم پر مشتمل ہیں۔ ان تمام علوم پر کوئی جامع موضوعاتی سرخیوں کی فہرست مرتب کرنا بھی ممکن نہیں۔ اگر قدیم اور جدید علوم کے موضوعات کا ایک طائرانہ جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان تمام علوم کے زیادہ تر موضوعات مغربی اور مشرقی ممالک میں مشترک ہیں جبکہ مذاہب اور ان کے ذیلی موضوعات یا ان ممالک کی ادبیات یا جغرافیائی حالات یا تاریخی واقعات وغیرہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ادبیات میں بھی ہر ادب کی بڑی اصناف مشترک ہیں۔ ان امور کو مدنظر

رکھا جائے تو تمام عمومی اور خصوصی مضامین کی موضوعاتی سرخیوں کی فہرست مرتب کرنا بھی چنداں ضروری نہیں۔ چونکہ LCSH اور سیرز کی موضوعاتی سرخیوں کی فہارس انگریزی زبان میں ہیں لہذا ان کی مدد سے عمومی مضامین اور مشرقی علوم کی موضوعاتی سرخیوں کی فہارس مشرقی زبانوں میں مرتب کی جائیں تو مشرقی علوم کی موضوعاتی سرخیوں کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

پاکستان کے کتب خانوں میں زیادہ تر کتب انگریزی زبان میں ہیں اور ان کی بھی بڑی تعداد بیرون ملک شائع شدہ کتب پر مشتمل ہے۔ ان کتب کے علاوہ ان کتب خانوں میں اردو، عربی، فارسی اور مقامی زبانوں میں شائع شدہ کتب کا اچھا خاصا ذخیرہ ہے۔ یہ کتب زیادہ تر ان زبانوں کی ادبیات کے علاوہ دین اسلام، مقامی تاریخ اور جغرافیہ وغیرہ کے علوم پر ہیں۔ چونکہ ان علوم کے لیے کوئی معیاری موضوعاتی سرخیاں متعین نہیں کی گئیں اور نہ ہی ان علوم کے لیے موضوعاتی سرخیوں کی کوئی قابل ذکر فہرست دستیاب ہے اس لیے وہ کتب خانے جہاں ڈکشنری کیٹلاگ کارڈ تیار کرتے ہیں LCSH اور سیرز کی فہارس کی مدد سے موضوعاتی سرخیاں مرتب کرتے ہیں یا اپنی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے موضوعاتی سرخیوں کا تعین کرتے ہیں۔ چونکہ ہر کتب خانہ ان علوم کی موضوعاتی سرخیوں کو الگ الگ متعین کرتا ہے اس لیے ان میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ موضوعاتی سرخیوں میں یکسانیت پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مختلف کتب خانوں میں مستعمل موضوعاتی سرخیوں اور دیگر ذرائع ابلاغ یعنی لغات، دائرۃ المعارف اور اشاریوں وغیرہ کی مدد سے ان علوم کی ایک معیاری موضوعاتی سرخیوں کی فہرست مرتب کی جائے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد شفیع۔ انتظام کتب خانہ، کراچی، عباسی لیتھو آرٹ پریس، ۱۹۴۹ء۔ ص ۱۶۶، ۱۶۷

2. Lois Mai Chan, Cataloguing and Classification, an introduction. New York, McGraw-Hill, 1981. PP.128-136.

3. Library of Congress Subject Headings: Principles and Applications. Littleton, Libraries Unlimited, PP: 13-44, 146-155

4. Lois Mai Chan. Op cit P. 128

5. American Library Association. List of Subject Headings for Use in Dictionary Catalogs. 3rd edn. Chicago, ALA, 1914.

6. Library of Congress, Subject Cataloguing Division. Library of Congress Subject Headings, 11th edn. Washington, D.C., Library of Congress, 1988.

7. Bertha Margaret Frick. Sears List of Subject Headings, Sixth edn. New York, H. W. Wilson, 1950. and Eleventh edn. ed. by Barbara M. Westby. New York, H. W. Wilson, 1977.

8. U. S. Department of Health and Human Services. MeSH- Medical Subject Headings. National Library of Medicine, Bethesda, 1990.

اصطلاحات (TERMINOLOGY)

Abstracts	اختصاریے/تلخیصات
Accession Number	نمبر اندراج
Accession Register	داخلہ رجسٹر/ رجسٹر اندراج
Accidental Quality	اتفاقی خصوصیت
Adjective with noun headings	نام کےساتھ صفاتی سرخیاں
Adjustable Classification	ترتیب پذیر درجہ بندی
Alphabetic Subject Index	موضوعی اشاریہ بلحاظ حروف تہجی
Anterior Numerical Classes	مقدم عددی درجے
Area Table	علاقائی جدول
Artificial Classification	مصنوعی درجہ بندی/ غیر فطری درجہ بندی
Artificial Number	مصنوعی نمبر
Authority File	مستند فائل
Author Mark	مصنف کا نشان
Author Number	مصنف نمبر
Automatic Classification	خود کار درجہ بندی
Base Number	بنیادی نمبر
Belles Lettes	ادبیات
Bibliography	کتابیات
Bibliographical Classification	کتابیاتی درجہ بندی
Book Arts	فنون کتاب
Book Classification	کتابی درجہ بندی
Book Number	کتاب/کتابی نمبر
Broad Classification	مجمل درجہ بندی
Broken Order	منقطع ترتیب
Call Number	طلب نمبر
Categorical Tables	نوعی جدول
Chain Indexing	سلسلہ وار اشاریہ بندی
Characteristic of Division	صیغوں کی صفات
Chronological Division	تاریخ وار تقسیم

Citation Order	ترتیب بلحاظ حوالہ
Citation Index	موضوعی اشاریہ/اشاریہ بلحاظ حوالہ
Classification	درجہ بندی
Classification of Abstract Ideas	خیالی تصورات کی درجہ بندی
Classification by Attraction	درجہ بندی بلحاظ افادیت
Classification by Discipline	درجہ بندی بلحاظ نظم
Classification Scheme	درجہ بندی اسکیم
Classified Catalogue	درجہ بند کیٹلاگ
Classified Index	درجہ بند اشاریہ
Classifier	درجہ بندی کرنے والا
Combination Order	ترتیب یکجائی
Common Facets	مشترک پہلو
Common Form Divisions	مشترک صوری درجے/صیغے
Common Sub-Divisions	مشترک ذیلی درجے
Compound Headings	مخلوط سرخیاں
Computer aided Index	کمپیوٹر کی مدد سے تیار کردہ اشاریہ
Connection and Relation Signs	ارتباطی اور نسبتی علامات
Connotation	تضمین
Conventional Title	روایتی یا رسمی عنوان
Corposal	جسمانی
Corporate Author	ادارتی/جماعتی مصنف یا ہم تصنیف
Cross References	متقابل حوالہ جات
Date Numbers	تاریخ کے نمبر/نمبر بلحاظ تاریخ
Decimal Classification	اعشاریائی درجہ بندی
Dictionary Catalogue	قاموسی کیٹلاگ
Detonation	تعبیر
Documents	نوشتے، دستاویزات
Enumerative Classification	تشریحی درجہ بندی
Evolutionary Tree	شجر ارتقائی
Expansive Classification	توسیعی درجہ بندی
Extension	وسعت/ توسیع
Facet	پہلو

Facet Analysis	پہلودار تجزیہ/ تجزیاتی پہلو
Facet Citation	پہلوؤں کی ترتیب
Faceted Classification	پہلودار درجہ بندی
Five Predicables	پانچ محکومات
Form	ہیئت/صورت
Form Class	صوری درجے/اصنافی درجے
Form Divisions	صوری تقسیمات/ صوری صیغے
Formal Rules of Classification	درجہ بندی کے رسمی اصول
General- Special	عمومی - خاص
Generalia Class	عمومی درجہ
Genus	جینس
Geographical Divisions	جغرافیائی تقسیم/ جغرافیائی صیغے
Geographical Facets	جغرافیائی پہلو
Geographical Table	جغرافیائی جدول
Heirarchy	سلسلہ مدارج
Helpful Order	معاون ترتیب
Incorporal	غیر جسمانی
Index	اشاریہ
Indexing	اشاریہ بندی
Index Medicus	طبی اشاریہ
Information Retrieval	اطلاعات کی بازیافت
Inner Form	اندرونی صورت/اندرونی ہیئت
International Classification	بین الاقوامی درجہ بندی
Intension	عمق
Intima Species	ادنیٰ نوع
Key Words	کلیدی الفاظ
Knowledge Classification	علمی درجہ بندی
Language Divisions	لسانی صیغے
Literary Form	اصناف درجے/ ادبی ہیئت
Local List	مقامی فہرست
Main Classes	بنیادی درجے
Main Catalogue Card	اساسی مقدم کیٹلاگ کارڈ

Main Chapters	بنیادی درجے
Main Headings	بنیادی سرخیاں
MeSH (Medical Subject Headings)	طبی موضوعاتی سرخیاں
Minute Classification	عمیق/ مفصل درجہ بندی
Mixed Notation	مخلوط/ مرکب علامات
Mnemonic Value	معاون یادداشت/ ممد حافظہ
Multi-Topical Documents	کثیر الموضوعاتی نوشتے، دستاویزات
Natural Classification	قدرتی/ فطری درجہ بندی
Newspapers Clippings	اخباروں کے تراشے
Notations	علامات
Notational Synthesis	علاماتی تجزیہ
Number Building	درجہ نمبر بنانا
Number Integrity	درجہ نمبر کی سالمیت/ درستگی
Open access	عام رسائی
Open Access Libraries	عام رسائی کے کتب خانے
Open Access System	عام رسائی کا نظم
Outer-Forms	بیرونی ہیئتیں
Other Forms of Synthesis	دیگر تجزیاتی صورتیں
Pamphlets	کتابچے
Patents	رجسٹرڈ شدہ اختر‏ع
Phase Analysis	جزئیاتی تجزیہ
Phoneix Schedules	از سر نو جزئیات پر مبنی حروف کے تحت ترتیب کردہ جداول
Post Coordination Indexing	مابعد تربیتی اشاریہ بندی
Post Indexing Scheme	مابعد اشاریہ بندی اسکیم
Pre Coordinate Indexing	ماقبل ترتیبی اشاریہ بندی
Predicables	محکومات
Preferred & Constant Citation Order	ترجیحی و یکساں حوالہ جاتی ترتیب
Preliminaries	ابتدائی درجے

Preserved Context Subject Indexing (PRECIS)	محفوظ مضامین کی موضوعاتی اشاریہ بندی
Principle of Division	اصول درجہ بندی/اصول تقسیم
Pure Notation	خالص/ مفرد علامات
Rational	باشعور/ صاحب عقل
Relative Index	نسبتی اشاریہ
Relative Location	نسبتی مقام
Relators	علامات رابطہ
Re-location	تعین نو
Role Codes	ضوابط رابطہ
Rules of Divisions	صیغوں کے قواعد/ قواعد درجہ بندی
Schedule	جدول
Scholastic	علمی
Scope Notes	ہدایات تشریحی
See Also Reference	ونیز حوالہ
See Reference	دیکھو حوالہ
Selective Listing in Combination (SLIC)	منتخب موضوعات کا اندراج
Single Noun Headings	ایک نام کی سرخیاں
Shelf List	خانہ دار فہرست
Specialist of the Subjects	ماہر مضامین
Species	انواع- اقسام
Specific	مخصوص/خصوصی
Specific & Minute	مخصوص اور مفصل
Specific Index	مخصوص اشاریہ
Standard Sub-Divsions	معیاری ذیلی صیغے
Subaltern Genus	درمیانی جینس
Sub-Facets	ذیلی پہلو
Sub-Heading	ذیلی سرخی
Sub-Divisions	ذیلی صیغے/ ذیلی درجے
Subject Analysis	موضوعی تجزیہ
Subject Classification	فن وار درجہ بندی

Subject Field	موضوعی شعبہ/ شعبہ مضامین
Subject Headings	موضوعی/ موضوعاتی سرخیاں
Subject Reference	موضوعی حوالہ
Subject Index	موضوعی اشاریہ
Subject Integrity	سالمیت مضمون
Sumum Genus	جینس عالی
Synthesis	ترکیبی/ تجزیاتی
Synthetic Devices	ترکیبی ذرائع
Synthetic Classification	تجزیاتی درجہ بندی
Systematic Auxiliary Schedule	منظم معاون جدول
Schedule	جدول
Systematic Indexing	معاون اشاریہ بندی
Table	جدول یا فہرست
Terms	اصطلاحات
Time Facet	زمانی پہلو
Tree of Classification	شجر درجہ بندی
Tree of Poryphry	شجر پارفری
Uniterm	واحد معین اصطلاح
Universal Bibliography	عالمگیر کتابیات
Universal Decimal Classification	عالمگیر اعشاریائی درجہ بندی
Utilitarian	افادیاتی
Volume Number	جلد نمبر
Vertical Files	عمومی/ایستادہ فائلیں
Union Catalogue	مقامی ذخیرہ کتب کی فہرست

منتخب کتابیات

۱- ابراہیم، شیخ- ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کا ضمیمہ برائے اسلام، کراچی، ڈاکٹر محمود حسین لائبریری، جامعہ کراچی، ۱۹۸۱ء۔

۲- اختر حسن، سید- اعشاریائی تقسیم و نظام کتب خانہ، لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۷۳ء ، ۱۹۶ص۔

۳- اسلم، محمد- درجہ بندی اور تنظیم کتب خانہ، لاہور، اسلامک بک سروس، ۱۹۸۲ء، ۲۰۴ ص۔

۴- اصغر، محمد- اردو زبان کی درجہ بندی، لاہور، الوقار پبلشر، ۱۹۸۸ء، ۱۰۲ ص ۔

۵- الطاف شوکت- نظام کتب خانہ، لاہور، شیخ غلام علی، ۱۹۷۰ء، ۷۸+۳۶۸ ص۔

۶- انیس خورشید- شفیع ڈیوی اعشاریائی توسیعی تقسیم برائے اسلام، ایک تعارف کراچی، رائل بک کمپنی، ۱۹۷۷ء، ۸۴ص ۔

۷- رضوی، سید سجاد حسین- لائبریری اور اس کی تنظیم، میرٹھ، رستو گی اینڈ کمپنی، ۱۹۴۰ء، ۱۹۱ص ۔

۸- زبیر، محمد- کتاب نمبر کیا ہے، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ۱۹۵۳ء، ۱۸ص۔

۹- سبزواری، غنی الاکرام- درجہ بندی، کراچی لائبریری پروموشن بیورو، ۱۹۸۰ء ۲۰۶ ص ۔

۱۰- سبزواری، غنی الاکرم- درجہ بندی فلسفہ مشرق، اسلام، السناء شرقیہ، پاکستان، جلد دوم- کراچی، لائبریری پروموشن بیورو، ۱۹۸۱ء، ۱۱۲ ص۔

۱۱- شفیع، محمد- انتظام کتب، تنظیم و تقسیم کتب خانہ، عباسی لیتھوآرٹ پریس، ۱۹۴۹-

Selected Bibliography

1. Bakewell, K. G. B. *Classification and indexing Practice.* London, Clive Bingley, 1978. 216 p.
2. Bliss, Henry Evelyn. *(The) Organization of knowledge in libraries and the subject approach to books.* New York, H. W. Wilson, 1939. xvi, 347p.
3. Broadfield, A. *Philosophy of classification.* London, Grafton, 1946. vii, 102p.
4. Buchaman, Brian. *Theory of library classification.* London, Clive Bingley, 1979. 141p.
5. Chan, Lois Mai. *Cataloguing and classification; an introduction.* New York, McGraw-Hill, 1981. xiii, 397p.
6. ...*Immroths guide to the lbirary of Congress classification.* 3rd edn. Libraries unlimited Inc. 1980.
7. Daniel, Ruth. *Classification of Library and information science* by Ruth Daniel and J. Mills. London, Library Association, 1975. 127p. (Library Association No.15).
8. Foskett, D. J. *Classification and indexing in the social sciences.* 2nd edn. London, Clive Bingley, 1977.
9. Foskett, A. C. *(The) Universal Classification, the history, present status and future prospects of a large general classification scheme.* Lennet Books & Clive Bingley, 1973.
10. ---- Subject approach to information, 3rd edn. London Clive Bingley, 1977.
11. Gopinath, M. A. *Construction of depth version of Colon Classification; a manual*, New Delhi, Wiley Eastern, 1986. 163p.
12. Hulme, E. Wyndham. *Principles of book classification.* London, Association of Assistant Librarians, 1950.
13. Kelley, Grace O. *Classification of books; an inquiry*

into its usefulness to the reader. New York, H. W. Wilson, 1938. 197P.

14. Langridge, Derk. Approach to *Classification for Students of librarianship. London.* Clive Bingley, 1973. 122p.
15. Library Association Classification Research Group. *Classification and information control;* papers representing the work of the Classification Research Group during 1960-69. London, Library Association, 1969. 130p .
16. Maltby, Arthur. *Berwick sayers,* 4th edn. Andre Deutsch, Great Book, 1976. 404p.
17. ---*Classification in the 1970; a second look*, rev. edn. London, Clive Bingley, 1976. 262p.
18. ---*Case for Bliss; moden classification practice and principles in the context of the bibliographic classification* by Arthur Maltby and Lindy Gill. London, Clive Bingley, 1979, 142p .
19. Mann, Margret. *Introduction to cataloguing and classification of books,* 2nd edn. Chicago, American Library Association, 1943. x, 276p.
20. Mills, J. *(A) Modern outline of library classification. Bombay,* Asia Publishing House, 1962; London, Chapman and Hall 1967. ix, 343p.
21. Ohdedar, A.K. *Library classification*. by A. N. Ohededar and B. Sengupta. Calcutta, The World Press, 264p.
22. Osborn, Jeanne. *Dewey Decimal Classification, a study manual;* 19th edn. Littleton, Libraries Unlimited Inc. 1987. 366p.
23. Palmer, Bernard I. *Fundamentals of library classification* by Bernard I. Palmer and A. J. Wells. London, George Allen & Unwin, 1951. 113p.
24. ---*Itself an education; six lectures on classification*

3rd edn. London, Library Association, 1971.

25. Phillip, John. *(A) Guide to Library of Congress classification.* Immroth, Rochester Libraries Ulimited Inc., 1968. 356p.
26. Phillips, W. Howrd. *Primer of book classification.* London, Association of Assistant Librarians, 1951. 230p.
27. Ranganathan, S. R. *Classification and communication.* Delhi University, 1951. 291p.
28. --- *Colon Classification*. London, Edward Goldston, 1939.
29. --- *Elements of Library Classification based on lectures delivered at the University of Bombay in December. 1944 and in the School of Librarianship in Great Britain in Dec. 1956*.
30. --- *Prolegomena to Library classification*. 3rd edn. London, Asia Publishing House, 1967
31. Richardson, E. C. *Classification* theoritical and practical, 1964.
32. Richmond, Phyllis. A) *Aspects of recent research in the art and science of classification*. Copenhagen, International Federation for Documentation, 1965.
33. Sachdeva, Mohender Singh. *Colon Classification: theory and practice*. New Delhi, Sterling Publishers, 1976.
34. Satija, M. P. *Manual of Practical Colon Classification*. New Delhi, Sterling Publishers, 1984. 224p.
35. Savage, Ernest A. *Manual of book classification and display for public libraries*. London, George Allen and Unwin, 1949. 240p.
XViii, 314p.
36. Sayers, W.C. Berwick. (An) Introduction to library classification. 8th edn. London, Grafton & Co., 1950.

bibliographyers. 3rd liographers. 3rd rev. edn. London, Andre Deutsch, 1962. xviiii, 346p.

37. --- *(A) Manual of Classification for libraries and bibliographers.* 3rd rev. edn. London, Andre Deutsch, 1962. xviii, 346p.

Imam Khomeini Library
Karachi.